Scanned with CamScanner

سلطنتِ عثمانیہ کی بنیاد رکھنے والے قائی قبیلے کی جدوجہد کی داستان

یہ ناول لکھتے ہوئے ترکی ڈرامے DIRILIS ERTUGRUL سے بھی مدد لی گئی ہے۔

محمد عرفان رامے

دار المصحف
بادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
042-37360596 0300-4611953

اطفال

نام کتاب:

مصنف: محمد عرفان رامے

پروف ریڈنگ: محمد فائز المرام

سرورق: عدنان علی

ڈیزائننگ: سعید قاسم

ناشر: محمد فہیم عالم

تاریخ اشاعت: جون 2020ء

قیمت: -/800 روپے

ملنے کے پتے

دارالمصحف
ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
042-37300598 0300-4611953
darulmushaf786@gmail.com
www.facebook.com/darulmushafpublisher

LAHORE BOOK CITY
iv,D.H.A Lahore
0331-4100827
0331-41067757

عرضِ ناشر

دارالمصحف کا مقصد ایسی کتب شائع کرنا ہے جو تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہوں۔ اس ادارے کے تحت جو کتب شائع کی جاتی ہیں اُن کا مقصد کسی کی دل آزاری یا کسی کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اشاعتی دنیا میں ایک نئی جدت پیدا کرنا ہے۔

جب کوئی مصنف کتاب لکھتا ہے تو اس میں اس کی اپنی تحقیق اور اپنے خیالات شامل ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے خیالات اور تحقیق سے متفق ہوں۔

اللہ کے فضل و کرم، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم! مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں ازالہ کر دیا جائے گا۔ شکریہ!

- ارطغرل اپنے جانبازوں نور گل، بابر اور ذوالجان کے ساتھ اُس مقام کی طرف محو سفر تھا جہاں سلطان علاؤالدین کا ایک خصوصی ایلچی ملاقات کے لیے اُن کی راہ دیکھ رہا تھا۔

قریب پہنچ کر جب ارطغرل اور اُس کے ساتھی گھوڑوں سے اُترے تو ایلچی نے خود آگے بڑھ کر اُن کا استقبال کیا اور اپنے خیمے میں لے آیا، وہاں سخت حفاظتی اقدامات کیے گئے تھے۔

''سلطان علاؤالدین نے آپ کو سلام بھیجا ہے، ارطغرل صاحب! وہ آپ کی خدمات سے بہت خوش ہیں۔''

''میں نے سنا ہے، سعدالدین کوپیک اُن کا وزیر بن گیا ہے؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

''کبھی کبھار ہمیں کچھ سیاسی معاملات میں برے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔'' ایلچی نے کہا۔

''ریاست کو ہمیشہ پاک صاف رکھنا چاہیے۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''آلودگی کے ذریعے کو بھی صاف کرنا ہوگا تا کہ ایک دِن ریاست اپنی ہی گندگی میں دم گھٹ کر نہ ختم ہو جائے۔''

''سلطان یقیناً اِن باتوں کو بہتر سمجھتے ہوں گے، ارطغرل صاحب! سلطان نے آپ کے لیے ایک نئی مہم دی ہے۔'' وہ اصل موضوع کی طرف آ گیا۔

''یہ میرے لیے باعثِ شرف ہے۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

"آپ قلعہ کاراچایئسار کو فتح کریں گے، یہ بہت مضبوط قلعہ ہے۔ اگر ہم کاراچایئسار کو فتح کرتے ہیں تو ہمارے لیے قسطنطنیہ کی دیگر سرزمینوں کا راستہ کھل جائے گا۔"

"سلطان کا حکم سر آنکھوں پر! اِن شاء اللہ ہم قسطنطنیہ کو بھی فتح کریں گے۔ ہمارا اِس سرزمین پر آنے کا مقصد اللہ کی سرزمین پر اللہ کا نظام قائم کرنا ہے، ہم اِسے غداروں سے پاک کریں گے... فتح کے لیے راہ ہموار کریں گے۔" ارطغرل نے کہا۔

"ہم یہ کسی کو بھی خوفزدہ کیے بغیر کریں گے۔ آپ کو یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ آپ کمزور ہیں، کسی کو بھی یہ نہ لگے کہ آپ مالی طور پر یا عسکری طور پر کتنے مضبوط اور خطرناک ہیں۔ مطلب اِس جنگ میں ریاست کی پشت پناہی کسی کے بھی علم میں نہیں آنی چاہیے، کیوں کہ ریاست کا نام آنے کا مطلب ہے سلجوق اور عیسائی سلطنت کی جنگ... اِس وقت ریاست منگولوں کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔ سلطان اِن حالات میں ایک نیا محاذ نہیں کھولنا چاہتے۔" اتنا کہہ کر ایلچی خاموش ہوگیا۔

اُس کی بات سن کر ارطغرل نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر بولا:

"سلطان سے کہیے گا، بے فکر رہیں۔ اِن شاء اللہ! اِس جنگ کو ہم دو ریاستوں کی جنگ نہیں بننے دیں گے، یہ ایک علاقائی لڑائی کی صورت ہی میں لڑی جائے گی۔"

"قسطنطنیہ میں موجود ہمارے جاسوسوں کے مطابق صلیبی ایک اور جنگ کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اُن کا ہمیں اِس سرزمین سے بھگانے کا منصوبہ ہے۔ وہ اپنی سرحدوں کو محفوظ بنانے کے لیے ایسا کر رہے ہیں۔"

"اور ہمارا منصوبہ اُن سے سرزمین لینے کا ہے۔" ارطغرل عزم سے بولا۔

"لیکن ارطغرل صاحب! یہ سب کچھ اتنا آسان نہ ہوگا، قسطنطنیہ اور منگولوں کے اتحاد کی خبریں بھی گردش کر رہی ہیں۔ اگر ہمارے تمام دشمن مل کر ایک طاقت بن گئے تو ہمارے لیے مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔"

"آپ بے فکر رہیے! ہمارا اتحاد اللہ کے ساتھ ہے اور بے شک اللہ سے بڑھ کر کوئی اتحادی نہیں۔

ہم اِن شاءاللہ پوری قوت اور حکمت سے اُن کا مقابلہ کریں گے۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"بالکل...اور ہم بھی بالکل ایسا ہی چاہتے ہیں۔ دفاع دشمنوں کی زمینوں پر شروع ہوتا ہے ورنہ ریاست کا وجود ختم ہو جائے...اب میں جو آپ کو بتانے والا ہوں، اُسے غور سے سنیں۔ قسطنطنیہ میں موجود سلطان کا جاسوس آپ کو معلومات فراہم کرے گا۔ آپ کی اِس سرزمین پر صلیبیوں کا ایک بہت بڑا جاسوس موجود ہے، وہ عیسائیوں کے مقدس مقامات کی حفاظت کرنے والا سور ما یعنی ٹمپلر کا جاسوس ہے۔ وہ بذاتِ خود ایک شیطان ہے جس کا مقصد صلیبیوں کو ہماری زمینوں پر آنے میں مدد کرنا ہے۔ آپ کو جلد از جلد اُس جاسوس کو تلاش کرنا ہے۔" ایلچی نے اُسے اہم معلومات فراہم کیں۔

"میں قسطنطنیہ میں سلطان کے جاسوس کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ جب تک ہم ٹمپلرز کے جاسوس کو نہیں دیکھ لیتے، ہم کاراچائیسار کو فتح نہیں کر سکتے۔ میں اُسے تلاش کر لوں گا، صرف یہ بتائیں کہ کہاں آئے گا وہ؟" ارطغرل نے اُسے تسلی دیتے ہوئے پوچھا۔

اُسی لمحے ہوا کے پردے کو چیرتا ہوا ایک تیر نمودار ہوا اور ایلچی کے سینے میں پیوست ہو گیا، بازنطینی صلیبیوں نے اُن پر حملہ کر دیا تھا۔ بابر، نور گل اور ذوالجان ڈھالوں کی مدد سے تیروں کو روک رہے تھے۔

"کہاں آئے گا جاسوس؟" ارطغرل نے زخمی ایلچی سے پوچھا۔

"ہانلی... بازار..." اِن الفاظ کے ساتھ ہی اُس نے دم توڑ دیا۔

اُسی وقت ایک گھبرایا ہوا سلجوقی سپاہی جان بچا کر ایک طرف بھاگا تو ارطغرل سمجھ گیا کہ یہی غدار ہے جس نے دشمن کو اِس خفیہ ملاقات کی خبر دی تھی۔

"ذوالجان! پکڑو اِس بدبخت کو..."

ارطغرل نے ذوالجان کو حکم دیا اور خود تلوار نکال کر حملہ آوروں کی خبر لینے کے لیے آگے بڑھ گیا۔ اب ارطغرل اور اُس کے ساتھی بازنطینی سپاہیوں کی سفید فوجی وردیوں کو لال کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد ہی صورت حال بدل گئی، حملہ آور سب مارے گئے تھے۔

جلد ہی ذوالجان واپس آ گیا۔ غدار اُس کے تیر کا نشانہ بن گیا تھا لیکن مرنے سے پہلے وہ پہلے سے

وہاں چھپے شخص کو یہ بات بتا چکا تھا کہ سلطان کا جاسوس ہانلی بازار میں آئے گا۔

"بھائی! اُس نے ایک چہرے ڈھانپے شخص کو سب کچھ بتا دیا اور پھر میرے تیر سے مارا گیا، میں نے اُس کی گردن میں چھید کر دیا۔" ذوالجان کی بات سن کر ارطغرل نے ایک گہری سانس لی۔

"سلطان کے جاسوس کی جان کو خطرہ ہے، یہ بہت برا ہوا۔"

"ہمارے اندر موجود غدار ہمارے دیگر دشمنوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ جب تک ہم اُن غداروں سے نہیں نمٹ لیتے، ہم اپنی منزل کی طرف کامیابی سے نہیں بڑھ سکتے۔" نور گل بولا۔

"بالکل! ویسے یہ غدار ہمیں چوکس بھی تو رکھتے ہیں۔" بابر مسکرایا۔

"میرے جاں بازو! اِس سرزمین پر ہماری جنگیں مختلف ہوں گی۔ ہمیں اِس ملک میں ہر روز اور ہر لمحہ محتاط رہنا ہو گا۔ دُشمن چالوں پر چالیں چلیں گے۔ اُن کی سازشوں کو ختم کرنے کے لیے، اُن کی چالوں کو ختم کرنے کے لیے ہمیں اُنھیں کی زبان میں بات کرنا ہو گی۔" ارطغرل نے کہا۔

"آج کے بعد جو ہم پر چھپ کر حملہ کرنے کی کوشش کریں گے، ہم بھی اُن پر گھات لگا کر حملہ کریں گے۔ آؤ! پہلے ہم اپنے شہیدوں کو دفن کر لیں، پھر ہانلی بازار کی طرف نکلیں گے۔"

"ٹھیک ہے بھائی..."

سب نے یک زبان کہا اور شہدا کی تدفین کی تیاری کرنے لگے۔

-☆-

ہجرت کے بعد قائی قبیلہ نئی منزل پر پہنچتے ہی مسائل میں گھر گیا تھا۔ لوگوں کی ضروریات پوری نہیں ہو پا رہی تھیں، یہاں تک کی اناج کی بھی کمی تھی۔ اُس وقت ارطغرل کے قبیلہ میں نہ ہونے کے باعث حلیمہ سلطان کو بہت سی مشکلات کا سامنا تھا۔ لوگ اپنی تمام تر پریشانیوں کی وجہ ارطغرل کو قرار دے رہے تھے۔

حلیمہ سلطان گہری سوچ میں گم بیٹھی تھی کہ حائمہ خاتون کی آواز سنائی دی:

''تھوڑا آرام کرلو بیٹی...!''

''امی جان! مجھے بالکل نیند نہیں آ رہی۔ میں جانتی ہوں کہ ارطغرل ہمیں اِن تمام آفات سے بچا لیں گے لیکن قبیلے کے لوگ بہت جلدی ہمت ہار گئے ہیں۔ کچھ لوگ دوسروں کو اُکسا رہے ہیں۔ اگر لوگوں میں پھوٹ پڑ گئی تو بات بہت بڑھ جائے گی۔'' حلیمہ سلطان نے خدشے کا اظہار کیا۔

اُسی وقت روشان کی بیوی گُل بانو کی آواز سنائی دی، وہ اندر آنا چاہتی تھی۔

''آجاؤ گل بانو...'' حائمہ خاتون نے اُسے اجازت دی۔

''آپ نے مجھے بلوایا؟''

''تمھیں سپاہی روشان نے ہمیں سونپا ہے گل بانو...! لیکن تم جس طرح احتجاج کرنے والے لوگوں کا ساتھ دے رہی ہو، اگر سپاہی روشان یہ سن لے تو اُسے بالکل اچھا نہ لگے۔'' حلیمہ اُٹھ کر اُس

کے پاس آ گئی۔

''حلیمہ سلطان! بہار کے دو موسم گزر گئے، روشان کا کوئی پتہ نہیں۔ ارطغرل صاحب نے اُسے دو سال پہلے کوئی فریضہ سونپ کر بھیجا تھا، اُس کی نہ کوئی خبر ہے نہ اتا پتہ۔ میں بہت پریشان ہوں، پتہ نہیں روشان واپس آئے گا بھی کہ نہیں۔'' گل بانو کی آواز بھرا گئی۔

''گل بانو! ارطغرل صاحب نے اُسے ایک مہم سونپی ہے۔ روشان جیسے ہی اپنا کام پورا کرے گا، واپس آ جائے گا۔ بیٹی! کوئی بھی ایسی بات مت کہو کہ جس کے کہنے پر تمھیں روشان کے سامنے شرمندگی ہو۔'' حائمہ خاتون نے کہا۔

''اماں حائمہ! ارطغرل صاحب نے مجھ سے روشان کے بارے میں ایک بار بھی بات نہیں کی، شاید اس لیے کہ اُنھوں نے اُسے اُس رستے پر بھیجا ہے جہاں سے واپسی نہیں۔'' گل بانو بولی۔

''بیٹی! ہم نے اپنے وطن کے لیے، اپنے قبیلے کے مستقبل کے لیے کیا کیا قربانیاں نہیں دیں؟ کیا اِس سے پہلے ہم نے اپنے بیٹوں کو قربان نہیں کیا؟ بیٹی! ہم اپنی جانیں اللہ کے راستے میں سپرد کر چکے ہیں۔'' حائمہ خاتون نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''معذرت اماں حائمہ! ہم کس مستقبل کی بات کر رہے ہیں؟ کیا ہم نے اپنے قبیلے کے دو ٹکڑے اس لیے کیے تھے کہ ہم یہاں بھوک سے مر جائیں؟'' گل بانو کے لہجے میں طنز تھا۔

''بس گل بانو! میں تمھیں قبیلے میں بغاوت کا یہ زہر نہیں بھرنے دوں گی۔ اگر تم نے ایسی کوشش کی تو یاد رکھنا میں تمھیں اپنے ہاتھوں سے سزا دوں گی۔'' حلیمہ سلطان نے اُسے ڈانٹا۔

''حلیمہ سلطان! میں نے جو کہا یہ سچ ہے۔ آپ اِس سچ کو جذباتی باتوں کا کتنا ہی خوب صورت لباس پہنا دیں، سچ تو بہر حال سچ ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ ہمیں اِس ہجرت سے بھوک کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔'' گل بانو نے تیکھے لہجے میں کہا۔

''تم جا سکتی ہو۔'' اِس سے پہلے کہ حلیمہ کچھ کہتی، حائمہ خاتون نے گل بانو کو جانے کا اشارہ کیا۔ اُس کے جانے کے بعد وہ بولیں:

''گل بانو، روشان کی وجہ سے پریشان ہے، اِسی لیے ایسی باتیں کر رہی ہے۔ میری بچی! ہم بہت عرصے سے مشکل میں ہیں، یہ مشکلات امن کی پیش رو ہیں۔ رات کے بعد اُجالا لازمی ہے، اِن شاء اللہ! مشکلات کی یہ کالی رات جلد ختم ہوگی، امن اور خوش حالی کا سورج جلد ہی طلاع ہوگا۔''

''اِن شاء اللہ... امی جان!''

''اِن حالات میں تمھیں ثابت قدم رہنا ہوگا۔ تم قبیلے کی خاتونِ اوّل ہو اور ارطغرل کا دایاں بازو بھی۔ تم قبیلے کے تمام بچوں کی ماں ہو، تمھارا رویّہ سب کے ساتھ بہت ہی شفیق اور نرم ہونا چاہیے۔ بحث سے مسائل ختم نہیں ہوتے، بڑھتے ہیں۔ لوگوں کے مسائل سمجھتے ہوئے اُنھیں احساس بھی دلاؤ کہ تم اُن کے مسائل سے بخوبی واقف ہو، پھر اُنھیں اُمید دلاؤ کہ اِن شاء اللہ بہت جلد حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔''

''میں آیندہ احتیاط کروں گی، امی جان! اللہ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔'' حلیمہ نے اُن کی دست بوسی کی۔

-☆-

ہانلی بازار اُس سرزمین کا مشہور بازار تھا، قریب و جوار کے تمام قبائل اور علاقوں کا سب سے بڑا بازار یہی تھا۔ جس وقت ارطغرل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں پہنچا تو منحنی قد کا ایک عجیب و غریب حلیے کا شخص اُونٹ پر بیٹھا اعلان کر رہا تھا:

''اے عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والو! اے موسیٰ علیہ السلام کے جلاوطن تاجرو!! اے محمد ﷺ کے بہادر جنگجوؤ!''

اعلان کرنے والا بازار میں موجود تینوں مذاہب کے پیروکاروں کو پکار رہا تھا۔ اُس کی پکار سن کر تمام لوگ اُس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ اُنھوں نے سنا، وہ بلند آواز میں کہہ رہا تھا:

''ہانلی بازار کے مالک سی مون کی طرف سے آپ کو اِس مبارک بازار میں خوش آمدید! سی مون کی دُعا ہے کہ ہانلی بازار کی تجارت آپ کو مضبوط کرے... آپ کے تھیلوں کو مزید سونے سے بھر دے! سی مون آپ کی اشیاء کی قدر بڑھا کر اُسے دُگنا چوگنا منافع میں فروخت کرنا چاہتے ہیں۔''

''بھائی! ہانلی بازار تو واقعی بہت بڑا اور پرکشش ہے۔ ویسے اِس عجیب وغریب آدمی کا گلا تو دیکھو، ڈھول کی طرح ہے۔ آخر یہ کیا کھاتا ہے کہ اس قدر بلند آواز ہے؟ اگر ہمیں پتہ چل جائے تو ہم بھی وہ کھا لیں۔'' بابر بولا۔

''اِس کی اِسی خوبی کی وجہ سے اِسے اعلان کرنے کے لیے رکھا گیا ہے۔'' ذوالجان نے کہا۔

ارطغرل اُن کی باتیں سن کر آگے بڑھ گیا۔

''بھائی! آپ اتنے زیادہ لوگوں میں سلطان علاؤالدین کے جاسوس کو کیسے پہچانیں گے؟'' نور گل نے ہجوم کی طرف دیکھا۔

''اِس سرزمین پر ہمیں اپنے دماغ کو تلوار سے بھی زیادہ تیز بنانا ہوگا، اپنے کانوں کو اِس قابل بنانا ہوگا کہ وہ ہوا کی سرگوشیاں بھی سن لیں۔ تب ہی ہم یہاں رہ سکیں گے، ورنہ یہ لوگ ہمیں چٹکیوں سے مسل دیں گے۔'' ارطغرل نے جواب دیا اور وہ سب بازار میں سلطان کے جاسوس کو تلاش کرنے لگے۔

-☆-

''یہ کیسے ممکن ہے کہ قسطنطنیہ میں وہ بے وقوف سلطان کے جاسوس سے اپنی شناخت نہ چھپا سکے۔'' سی مون ہانلی بازار کی سرائے میں موجود تھا۔ وہ اپنے خاص کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا، کمرے میں اُس کا سب سے قابل اعتماد ساتھی فلپ بھی ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

''اُستاد سی مون! وہ یہ نہیں جانتے کہ ہم ٹمپلر سورما ہیں۔''

''مگر وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم صلیبی فوج اور پوپ کے لیے کام کرتے ہیں، یقیناً یہ عظیم اُستاد بیبیڈ کٹوس کا قصور ہے۔ میں اُن سے حساب لوں گا، میں ضرور اُن سے حساب لوں گا۔ پہلی فرصت میں یہ معاملہ ٹمپلرز سورماؤں کی عظیم مجلس میں لے کر جاؤں گا۔ اُنھیں نہیں معلوم کہ اُن کی بے وقوفیوں کے کتنے سنگین نتائج ہوں گے۔ اگر ہمارا نظام جو 'ازنق' سے شروع ہو کر قسطنطنیہ تک پھیل چکا ہے، تباہ ہو گیا اور سلطان علاؤالدین کی فوج، صلیبی فوج سے پہلے آ گئی... اور اگر اُنھوں نے اِن سرزمینوں کو فتح کر لیا تو ہمارے تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے۔ لعنت ہو! ہماری تمام محنت پر پانی پھرتا نظر آ رہا ہے۔''

سی مون دانت پیستے ہوئے بولا۔

''اُستاد سی مون! اب ہم کیا کرنے والے ہیں؟'' فلپ نے پوچھا۔

''ہم اُس آدمی کو پکڑیں گے جو قسطنطنیہ سے یہاں آئے گا۔''

''بازار میں ہزاروں لوگ ہوں گے، ہم اُسے کیسے پہچانیں گے؟'' فلپ نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

''وہ قسطنطنیہ سے آئے گا۔ سلطان کا جاسوس کوئی عام آدمی نہیں ہوسکتا، وہ کوئی ایسا رُوپ دھار کر آئے گا جس پر ہم ذرا بھی شک نہ کرسکیں، بلکہ جس پر شک کرنے کا سوچ بھی نہ سکیں۔ میرا خیال ہے وہ یقیناً صلیبی جنگجو کا بھیس بدل کر آئے گا۔'' سی مون نے کہا۔

''ہان کی طرف جانے والے راستے پر گھات لگا کر بیٹھ جاؤ، سب سے پہلے جو صلیبی جنگجو کے لباس میں نظر آئے اُس پر نظر رکھو۔ وہ کسی صورت بچ کر نہیں جانا چاہیے۔'' سی مون نے سخت لہجے میں کہا۔

اِس کے بعد سی مون سرائے سے باہر آ گیا۔ روز ہانلی بازار کے تاجروں کو خوش آمدید کہنا اور اُن کا حوصلہ بڑھانا اُس کے معمول کا حصہ تھا۔

''ہانلی بازار آنے والے تاجرو!

طویل جاڑا اور گرمی جو جہنم کی طرح جلاتی ہے، اب پیچھے رہ گئی۔ بہار آ رہی ہے، ہمارے بٹوے سونے سے بھر جانے کے انتظار میں ہیں۔ جب تک سردی کی ٹھنڈی ہوا واپس آتی ہے، میرا بازار اور سرائے آپ سب کے لیے کھلا ہے... جب تک آپ کے پاس بیچنے کے لیے چیزیں ہیں اور جن کے پاس خرچ کرنے کے لیے سونا ہے۔ قسطنطنیہ سے لے کر چین تک دُنیا کا سب سے قابلِ قدر مال آپ کو اِس بازار میں ملے گا۔ عمدہ اور معیاری چیزیں آپ کی ذمہ داری ہیں، تو اِس بازار کی حفاظت میری ذمہ داری ہے۔ جو مجھے جانتے ہیں، وہ یہ جانتے ہیں... اُنھیں بتائیں جو مجھے نہیں جانتے... یہ بازار سی مون کا بازار ہے... یہاں آپ سب خوب سونا کما سکتے ہیں۔''

''اُستاد سی مون! بازنطینی سلطنت کے شہنشاہ کی طرح آپ اِس بازار کے شہنشاہ ہیں... زندہ باد سی مون اُستاد! زندہ باد۔'' ایک شخص نے نعرہ لگایا تو سب اُس کا ساتھ دینے لگے۔

ارطغرل بھی ہجوم میں کھڑا یہ تقریر سن رہا تھا۔

''میری بہن ماریہ نے آج رات آپ لوگوں کے لیے بڑی تیاری کی ہے۔'' اُس نے قریب کھڑی لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

''ہر کوئی اس بڑی تقریب سے لطف اندوز ہوگا۔''

اِس خوشخبری پر ہجوم ایک بار پھر اُس کے حق میں نعرے لگانے لگا۔ اُسی وقت ایک مکار قسم کا شخص دُور سے ارطغرل کو دیکھ کر اُس کے پاس آ گیا:

''قائی قبیلے سے ارطغرل صاحب! تو آپ کا ہے بگا ہے بازار آتے رہتے ہیں، آپ کو یہاں دیکھ کر اچھا لگتا ہے۔''

''چاوودار قبیلے کے اُورال صاحب! میں نے سنا تھا کہ بازار بہادروں کو دیکھنا چاہتے ہیں، اِسی لیے ہم یہاں آئے۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''اتنی دُور سے آپ یہاں صرف چند پرانی کھالیں بیچنے کے لیے آئے ہیں، ارطغرل صاحب! اپنے اردگرد کی دُنیا کو کھوجیں، آپ کو اِس دُنیا کو جاننا ہے۔ یہاں لوگ چین اور ہندوستان سے تجارتی قافلے لاتے ہیں اور آپ یہاں بس چند پرانی کھالیں بیچنے آ گئے ہیں۔ اُس آدمی کو دیکھیں!'' اورال نے سی مون کی طرف اشارہ کیا۔

''ہر روز اِتنا سونا کماتا ہے کہ آپ نے اپنی پوری زندگی میں نہ دیکھا ہوگا، کیونکہ وہ تلوار کی جگہ اپنا دماغ استعمال کرتا ہے... لیکن ہوشیار رہنا! غالباً آپ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ مال کیسے خریدا اور بیچا جاتا ہے؟ یہ نہ ہو، آپ اِنھیں بہت سستے میں بیچ دیں۔ آپ کو اپنے قبیلے خالی ہاتھ نہیں جانا چاہیے۔'' اورال نے کہا اور نخوت سے آگے بڑھنے لگا، لیکن ارطغرل نے اُسے روک لیا۔

''اورال صاحب! میں نے ایسے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے جو اپنا سارا سونا دینے کو تیار ہوتے ہیں، جب میں اُنھیں اپنی تلوار سے کاٹنے لگتا ہوں... لیکن میں نے کبھی کسی بہادر کو نہیں دیکھا جو محض سونے کے لیے اپنی تلوار پھینک دے۔''

"آپ ایک ذہین آدمی ہیں ارطغرل صاحب! اِن آدمیوں کو دیکھیں، یہ سب یہاں جنگ کرنے نہیں آئے بلکہ سونا کمانے آئے ہیں۔" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔

"میں نے جو کہا، اس پر غور کیجیے گا محتاط رہیں!"

اُس کے جاتے ہی ارطغرل نے بھی اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کر دیا۔

"بھائی! یہ اچھی جگہ لگتی ہے، یہاں ہم اپنی کھالیں بیچ سکتے ہیں۔" ذوالجان نے کہا۔

"ہمیں یہاں اپنی تجارت کے لیے جگہ مخصوص کرنا ہوگی۔" ارطغرل نے کہا۔

"میں آس پاس نگرانی کر رہا ہوں، یہ جگہ تمھارے حوالے کرتا ہوں نور گل۔"

"جی بھائی!" نور گل نے فوراً سر تسلیم خم کر دیا۔

"جہاں تاجر گندم بیچ رہے ہوں، وہ جگہ تلاش کرو۔" ارطغرل نے کہا اور اپنے جانبازوں کو وہیں چھوڑ کر علاقے کا جائزہ لینے لگا۔

-☆-

اُستادی مون اپنے سرائے کی بالائی منزل پر بیٹھا تھا کہ اورال بھی وہاں پہنچ گیا، وہ چند لمحے سی مون کے سامنے لگا ہوا سونے کا ڈھیر دیکھتا رہا اور پھر بولا:

''اُستادی مون! مجھے تجسس ہے کہ تم اتنے سونے کا کیا کرو گے؟''

''تجسس اچھی چیز ہے اُورال! میں نے سنا تھا کہ تمھارے چچا تو کتامش صاحب کو یہ تجسس ہے کہ تم قبیلے کی سرداری حاصل کرنے کے لیے کیا کھیل کھیل رہے ہو۔ وہ تمھارے کھیلوں کے بارے میں جاننے کے لیے ہر ایک سے پوچھ رہے ہیں۔''

''وہ منحوس اپنے لیے مشکل پیدا کرے گا۔'' اورال بڑبڑایا۔

''جب وقت آیا تو تم اُس کو سنبھال لو گے... فی الحال میرے پاس ایک اچھی خبر ہے۔ سلطان علاؤ الدین کا وفادار آدمی... کیا نام ہے اُس کا؟'' سی مون نے ذہن پر زور دیا۔

''سعد الدین کوپیک!'' اورال نے یاد دلایا۔

''ہاں وہی... مجھے یہ قونیہ سے آنے والے ایک تاجر سے پتہ چلا ہے۔ اُس کی سلطان کے قریب ترین لوگوں میں تقرری ہوگئی ہے۔'' سی مون نے بتایا۔

''اِس کا مطلب ہے، اب مجھے بھی فائدہ ہوگا۔'' اورال کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔

''قونیہ سے سامانِ تجارت آنے کے بعد تم سے پوچھا جائے گا، تم اچھا منافع کماؤ گے!'' سی مون

نے کہا۔

"جب تک تم غلط کام نہیں کرو گے، تم بھی کماؤ گے لیکن اگر میں نے تمھیں غلطی کرتے دیکھا..." اوراَل نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"وہ آدمی جس میں بہت زیادہ خود اعتمادی ہے، کون ہے وہ؟" سی مون نے جھروکے سے ارطغرل کو دیکھا۔

"جب وہ تم سے بات کر رہا تھا تو میں نے اُسے دیکھا تھا۔"

"سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل!" اوراَل نے بتایا۔

"جنگ کا ماہر ہے، وہ چند کھالیں بیچنے آیا ہے۔"

"لیکن مجھے لگتا ہے وہ کچھ اور کرنے آیا ہے، اُس کے انداز سے نہیں لگ رہا کہ وہ صرف کھالیں بیچنے ہانلی بازار آیا ہے۔" سی مون، ارطغرل بغور جائزہ لیتے ہوئے بولا جو بہت محتاط انداز میں گھوم رہا تھا۔

سی مون، اوراَل کو لے کر ماریہ کی دعوت میں آ گیا۔ وہ ابھی کھانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہ ایک سپاہی نے پاس آ کر تعظیم پیش کی اور بولا:

"اوراَل صاحب! جاندار اور توکتامش صاحب آپ کا دُکان پر انتظار کر رہے ہیں، اُنھوں نے آپ کو فوراً بلایا ہے۔"

"مسئلہ کیا ہے کوتلو جا؟"

"جب آپ آئیں گے تو آپ کو پتہ لگ جائے گا۔" سپاہی نے کہا اور واپس چلا گیا۔

"میں نے تمھیں کہا تھا کہ توکتامش تمھارے لیے مسئلہ بنے گا۔" سی مون نے کہا۔

"توکتامش... اگر یہ سچ ہوا تو توکتامش کو میں خود قتل کروں گا۔" اوراَل بڑبڑایا۔

"تمھیں فیصلہ کرنا ہوگا، باقی میں سنبھال لوں گا۔ لیکن خیال رکھنا کہ تم اپنے بابا جاندار صاحب کے ہاتھوں قتل نہ ہو جاؤ۔" سی مون نے اُسے خبردار کیا۔

''میرا عزرائیل سے معاہدہ طے پا چکا ہے۔ جب تک میں قبیلے کا سردار نہیں بن جاتا، وہ میرے پاس نہیں آئے گا۔'' اورال نے قہقہہ لگایا۔

''جو بھی کرنا ہے، کرو... مگر احتیاط سے۔'' سی مون نے سمجھایا۔

''میرا قبیلہ طاقتور ترین لوگوں کی موت سے خوش ہوگا سی مون۔'' اورال نے کہا اور باہر چلا گیا۔

اُس کے جاتے ہی فلپ سرائے میں داخل ہوا اور سیدھا سی مون کے پاس آ گیا۔

''جیسا کہ آپ کا اندازہ تھا، وہ ایک صلیبی جنگجو کے روپ میں آیا تھا۔ میں اُسے سیڑھیوں سے نیچے لے گیا ہوں... وہ اپنے حتمی فیصلے کے لیے آپ کا منتظر ہے۔''

سی مون کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ اُٹھ کر تہ خانے کی طرف بڑھ گیا۔

-☆-

''باتو خان! ہمیں ہر چیز کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ ہوسکتا ہے، ہم دُکان میں داخل ہوں مگر زندہ باہر نہ آسکیں۔ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو تم میری بیوی چولپان خاتون کو قبیلے سے نکال کر بحفاظت اُس کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچا دینا۔'' اورال نے اپنے خاص آدمی باتو خان کو خبردار کیا۔

''آپ بے فکر رہیں حضور۔'' باتو خان نے کہا۔

جب وہ دُکان کے نزدیک پہنچے تو اورال کی بہن اصلاحان بے چینی سے اُس کی منتظر تھی۔

''باتو خان! تم جاؤ۔'' وہ اورال کو روکتے ہوئے بولی۔

باتو خان، اورال کے اشارے پر پیچھے ہٹ گیا۔

''اصلاحان! تمھاری آنکھیں بلوری شیشے کی طرح ہیں۔ تمھارے اندر کیا ہے؟ یہ نظر آنا ناممکن ہے۔ کیا بات ہے میری بہن؟'' اورال نے پوچھا۔

''میری بلوری شیشے والی آنکھوں نے غداری دیکھی ہے، بھائی!''

''پھر تمھاری آنکھوں کو انصاف بھی دیکھنا ہوگا تاکہ اِس سے تمھارے بھائی کو اُمید مل سکے۔''

اورال دُکان میں چلا گیا، سامنے اُس کے ایک وفادار کی لاش پڑی تھی جبکہ قریب ہی اُس کا باپ،

سردار جاندار اور چچا تو کتامش بیٹھا تھا۔

''جب میں تمھیں دیکھتا ہوں، مجھے تمھاری ماں کا خوب صورت چہرہ یاد آتا ہے۔ میں خوش ہوں کہ وہ کم عمری میں چل بسی، میں خوش ہوں کہ اُس نے تمھیں ایک غدار کے روپ میں نہیں دیکھا۔''

''بابا! میری ماں کے بارے میں کچھ نہ کہیں، یہ بتائیں کہ مجھ پر کس نے الزام لگایا؟'' اورال نے بے زاری سے پوچھا۔

''اُس زمین پر پڑے مردہ کتے نے؟'' سردار جاندار نے اشارہ کیا۔

''اِس نے آپ کو کیا بتایا؟''

''کیا میرا سونا کافی نہیں تھا کہ تم نے قبیلے کا سونا بھی چرالیا؟'' سردار جاندار کے لہجے میں کرب تھا۔

''نہ میں نے آپ کا حصہ چرایا اور نہ قبیلے کا چرایا۔ بابا! تجارت کے اُصول آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ جب سے آپ نے مجھے قبیلے کی تجارت کا فرض سونپا ہے، میں سونا کمانے کے لیے دِن رات کام کر رہا ہوں۔ باقی رہا آپ کا مسئلہ... بظاہر مرنے سے پہلے اِس نے کسی طرح آپ کو قائل کرلیا۔ آپ اپنا ارادہ بنا چکے ہیں اور پہلے ہی مجھے سزا دینا چاہتے ہیں۔ اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کو کس پر یقین ہے، آپ بتائیں مجھے کیا قیمت ادا کرنا ہوگی؟''

''اگر ہم تمھاری جان بھی لے لیں تو تم کیا سمجھتے ہو، اِس سے تمھارے گناہ دُھل جائیں گے اورال! میں سب جانتا ہوں۔ اِس کتے نے مرنے سے پہلے سب کچھ قبول کر لیا تھا۔'' جیسے ہی سردار جاندار نے اپنے بیٹے کو مارنے کے لیے ہاتھ اُٹھایا، اُس نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''اگر میری بھی اِس کتے جتنی اُوقات ہے تو میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس نے بھی مجھ پر الزام لگایا، وہ ہمارے بیچ پھوٹ ڈالنا چاہتا ہے۔ بابا! میرا خون آپ پر حلال ہے اور شاید یہی آپ کا مسئلہ ہے۔''

اگلے ہی لمحے اورال نے سردار جاندار کا خنجر کھینچا اور اپنی ٹانگ میں گھونپ لیا۔ سب لوگ یہ منظر دیکھ کر خاموش ہو گئے تھے...اورال نے خود کو زخمی کر کے بچالیا تھا۔

-☆-

جب کھالیں فروخت نہ ہوئیں تو بابر اور ذوالجان، ارطغرل کے پاس آ گئے۔ وہ بازار میں گھوم رہے تھے کہ اصلاحان کو دیکھ کر ارطغرل نے اپنا گھوڑا روک لیا۔

''کیا جاندار صاحب یہیں ہیں؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

اُسی وقت اورال دکان سے باہر آ گیا۔ اُس کی ٹانگ زخمی تھی اور وہ مسلسل بڑبڑا رہا تھا، جب اُس نے ارطغرل کو دیکھا تو وہیں رک گیا:

''بازار میں آپ کا روبار ٹھیک نہیں رہا... ہے نا ارطغرل صاحب؟''

''اورال صاحب! لگتا ہے آپ جنگ میں تھے۔ آپ نے کہا تھا، بازار میں کوئی جنگ نہیں ہوتی۔ لگتا ہے، آپ محتاط نہیں رہے اور زخمی ہو گئے۔'' یہ سن کر اورال کا منہ غصّے سے لال ہو گیا اور وہ آگے بڑھ گیا۔

ایک راہ چلتا تاجر بھی اُن کے پاس آ گیا اور کھالیں دیکھنے لگا۔

''میرے بھائی! یہ کھالیں ہیں، بہترین کھالیں! جن کی تمھیں تلاش ہے۔ ریچھ کی کھال، سانپ، لومڑی اور خرگوش کی کھال... سب کچھ، جو تمھیں چاہیے۔'' بابر دُکان دار کی طرح اُسے کھالیں دِکھانے لگا۔

''ماشاءاللہ، ماشاءاللہ۔ آپ کتنا مانگتے ہیں اِن کھالوں کا؟'' تاجر نے پوچھا۔

''آپ کتنے دے سکتے ہیں؟'' ارطغرل نے پوچھا

''ایک سکہ فی کس...'' تاجر نے کہا تو اصلاحان بھی قریب آ گئی۔

''اے تاجر! کیا تم نے کبھی خود شکار کیا ہے؟''

''نہیں...''

''جو قیمت تم نے لگائی، میں اُس سے سمجھ گئی تھی۔ اِن جانوروں کے شکار کے لیے بہادروں کو بہت تگ ودو کرنا پڑتی ہے۔''

''بہن اصلا خان! مسئلہ کیا ہے؟'' تاجر ہڑبڑا گیا۔

''بات چیزوں کی نہیں، اُن کی قدر کی ہے۔ اگر تم قدر کم کرتے ہو تو میری اشیاء کی قدر بھی کم ہو گی۔'' اصلا حان نے کہا۔

''اِس عورت کو دیکھو، کتنی عقل مند ہے۔ جو شخص اِس کو حاصل کرے گا، وہ خوش قسمت ہوگا۔'' بابر نے نور گل کے کان میں سرگوشی کی۔

''حضور! یہ چیزیں ابھی تیار نہیں ہیں، میں ان کو تیار کرنے کے لیے ان پر محنت کروں گا اور پیسہ خرچ کروں گا۔'' تاجر نے دلیل پیش کی۔

''تم ایک کھال پر ایک سکہ سونا خرچ کرو گے اور دو سکے چیزیں حاصل کرنے پر اصرار کرو گے۔ کیا یہ بہت زیادہ منافع نہیں ہے تمھارے لیے؟'' اصلا حان ڈٹ گئی تو تاجر کھسیانا سا ہو گیا۔

''ٹھیک ہے، آپ مجھے بتائیں کتنے سونے کے سکے دینے چاہئیں؟''

''چار سکے فی کھال۔'' اصلا حان نے کھالوں کی قیمت بتائی۔

''کیا آپ مجھے خالی ہاتھ گھر واپس بھیجنا چاہتی ہیں؟ اگر مجھے اِن چیزوں کی ضرورت نہ ہوتی تو میں اتنی مہنگی کبھی نہ خریدتا۔ یہ جان لیں آپ!'' تاجر نے اپنے تھیلے میں سے سکے نکالے اور گن کر ارطغرل کی طرف بڑھا دیئے۔

''شکریہ اصلا خان! کاش آپ پہلے آ جاتیں تو ہم اتنا وقت برباد نہ کرتے۔'' ارطغرل نے شکریہ ادا کیا۔ جب تاجر کھالیں لے کر چلا گیا تو اصلا حان، ارطغرل کی طرف متوجہ ہوئی:

''میں نے سنا ہے کہ قائی عورتیں بہت کاریگر ہیں، اگر آپ اُن کی بُنی ہوئی قالین لے آئیں تو زیادہ منافع کما سکتے ہیں۔''

''اصلا حان خاتون! ہم سالوں سے خشک سالی کا شکار ہیں۔ ہمارے پاس بازار لانے کے لیے کوئی چیز نہیں۔'' ارطغرل نے صاف گوئی سے کام لیا۔

''حضور! ترک قبائل ہاتھ کے کام کے ماہر ہیں۔ میں کہنا یہ چاہتی ہوں کہ جنیوا اور وینس کے محلوں

میں سب ہماری قالینیں اور غالیچے بچھے ہوئے ہیں۔ جو بھی کر سکتے ہیں، کریں اور یہ چیزیں اُن کو بیچیں۔ وہ تاجر بہت جلد آنے والے ہیں۔'' اصلا حان نے بتایا تو ارطغرل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''وہ تاجر کب تک آ رہے ہیں؟''

''کسی بھی وقت آ سکتے ہیں۔''

''اصلا حان خاتون! میں آپ کا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔'' ارطغرل نے ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔

اُسی وقت بازار میں شور سنائی دینے لگا۔ ارطغرل اور اصلا حان بھی اُسی جانب متوجہ ہو گئے جہاں غصے سے پاگل اورال ایک بوڑھے غلام کو سونے کے پانچ سکوں میں خرید کر اپنے تیر سے نشانہ بنانا چاہتا تھا۔ شور سن کر ارطغرل بھی وہاں پہنچ گیا اور اُس نے دس سکوں میں بوڑھے کو اورال سے خرید کر آزاد کر دیا۔ سی مون جو کہ قریب ہی کھڑا دلچسپی سے یہ معاملہ دیکھ رہا تھا، آگے بڑھا اور ارطغرل سے بولا:

''میں نے آپ جیسا شخص پہلی بار دیکھا ہے۔ ایک بوڑھے غلام کی زندگی کے دس سونے کے سکے... میں آپ جیسے شخص کے ساتھ رات کا کھانا کھانا چاہتا ہوں جو اتنا سخی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اِس دعوت سے انکار نہیں کریں گے ارطغرل صاحب۔'' سی مون نے دعوت دی تو ارطغرل نے بھی اُس کی دعوت قبول کر لی۔

''اُستاد سی مون! میں آپ کی دعوت اپنے سپاہیوں سمیت قبول کروں گا۔''

سی مون نے فوراً رضامندی کا اظہار کر دیا۔

''مجھے بہت خوشی ہوئی ارطغرل صاحب... کہ آپ جیسے بہادر نے میری دعوت قبول کی۔ آیئے! ہانلی بازار کے اُستاد سی مون کی مہمان نوازی کا لطف اٹھایئے۔'' سی مون اُنھیں اپنی سرائے میں لے گیا۔

''ارطغرل صاحب! براہ مہربانی تشریف رکھیں۔''

جب وہ بیٹھ گئے تو ماریہ بھی اُن کی خدمت کے لیے پہنچ گئی۔

''بہادر سپاہیو! کیا چاہیے آپ کو؟'' اُس نے نورگل سے پوچھا۔

''پانی...''

''اُستاد سی مون ناراض ہوں گے کہ میں نے مہمانوں کی صرف پانی سے تواضع کی۔'' ماریہ ہنس پڑی۔

''ہمیں صرف پانی چاہیے۔'' نور گل سنجیدگی سے بولا۔

''آپ کی زندگی پانی کی طرح رواں دواں رہے۔''

''ماریہ...!'' اُستاد سی مون نے آواز دی۔

''دستر خوان تیار کرو، اور ہمارے معزز مہمانوں کے لیے پہلے کچھ پینے کے لیے لاؤ۔'' وہ ارطغرل کے ساتھ کچھ فاصلے پر بیٹھا تھا۔

''سپاہی نور گل! یہ عورت آپ پر سے نظریں نہیں ہٹا پا رہی۔'' ذوالجان نے سرگوشی کی۔

''ہاں واقعی بھائی! جب تم نے کہا پانی لا دو، وہ پگھل رہی تھی۔'' بابر بولا۔

''بابر...'' نور گل نے اُسے گھر کا۔

''میں خاموش ہوں، سپاہیوں کے سربراہ نور گل۔'' بابر نے معصوم سی شکل بنالی۔

اُدھر سی مون ارطغرل سے باتوں میں مصروف تھا:

''سی مون کے بازار میں بہت سے لوگ آتے ہیں، لیکن میں نے پہلی بار کسی کو اپنا سونا ایک غلام کی جان بچانے کے لیے خرچ کرتے دیکھا ہے۔''

''اور میں نے پہلی بار کسی بازار میں یہ ظلم ہوتا دیکھا کہ ایک تاجر اپنے غلام کو صرف شغل کے لیے مار رہا تھا۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''اورال بھی آپ کا دینی بھائی ہے... اُس نے ابھی تک یہ نہیں سیکھا کہ رحم کیا ہوتا ہے۔ اگر آپ نے خود کچھ نہ کیا ہوتا تو میرے آدمی ضرور مداخلت کرتے۔'' سی مون نے کہا۔

''میں نے اُس غلام کو بالکل آخری لمحات میں بچایا۔ اورال اُس پر تیر چھوڑ چکا تھا، اگر میں عین وقت پر اپنی تلوار سے تیر کو نہ روکتا تو غلام جان سے چلا جاتا۔ میں نہیں سمجھ پا رہا کہ آپ کے آدمی آخر کب

مداخلت کرتے...؟ کیا آپ کے ہاں یہ نظام قائم ہے کہ پہلے ظالم کو ظلم کرنے دیا جائے اور پھر اُس سے باز پرس کی جائے۔ اگر ایسا ہے تو اُستادسی مون! یہ بہت بڑا ظلم ہے۔'' ارطغرل نے شکوہ کیا۔

''ہم تاجر سخی لوگوں کو پسند کرتے ہیں۔ میں آپ کو ہانلی بازار میں اکثر اوقات دیکھنا چاہوں گا ارطغرل صاحب! مجھے آپ کے قبیلے کی حالت معلوم ہے، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔ میرے خزانے میں سلطان سے زیادہ سونا موجود ہے۔'' اُستادسی مون بات کا رُخ موڑتے ہوئے بولا۔

''ہم یہاں سونے کے لیے نہیں، معصوموں اور مظلوموں کے لیے اُمید بن کر آئے ہیں۔ میں آپ کے بازار میں اکثر آتا رہوں گا۔'' ارطغرل نے اثبات میں سر ہلایا اور اُٹھ کر سرائے سے باہر نکل گیا۔

''بھائی! یہ وہ بہادر ہیں جنھیں نہ آپ خرید سکتے ہیں، نہ جھکا سکتے ہیں۔'' اُنھیں جاتا دیکھ کر ماریہ نے گہری سانس لی۔

''میں اُنھیں خریدنے کے بجائے جہنم میں پہنچا چکا ہوں گا۔'' اُستادسی مون بڑبڑایا۔

ارطغرل اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر آ گیا تھا۔

''بھائی! یہ مجھے اچھا آدمی نہیں لگتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اپنے سونے سے ہمیں خرید سکتا ہے۔'' نورگل نے کہا۔

''نورگل! لگتا ہے اُس کا پالا کبھی کسی بہادر سے نہیں پڑا۔''

جب وہ باہر نکلے تو ایک شخص کو سرائے کے باہر ستون سے باندھ جا رہا تھا۔ وہ شدید زخمی تھا، اُس پر بہت تشدد کیا گیا تھا۔ ارطغرل اُسے دیکھ کر چونک گیا تھا۔

''بھائی! کیا آپ اِسے جانتے ہیں؟''

''یہ وہی شخص ہے جس کی ہمیں تلاش ہے۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''پھر ہم کھڑے کیوں ہیں، ہمیں آگے بڑھ کر اسے بچانا چاہیے۔'' بابر نے تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھا۔

''لوگو! میں نے اِس شخص کو کھمبے کے ساتھ باندھ دیا ہے، اِس نے میری چیزیں چوری کرنے کی

کوشش کی۔ ترسنان کی چیزیں کوئی نہیں چرا سکتا۔ کیا کسی کو اِس سے اختلاف ہے؟'' ایک شخص نے قریب کھڑے ہو کر اعلان کیا۔

''وہ جانتے ہیں کہ اس کی زبان نہیں کھلوا سکتے، اب وہ اِسے دانے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔'' ارطغرل نے کہا۔ اُس نے جھروکے کے پیچھے کھڑے سی مون کو دیکھ لیا تھا۔

''وہ اس کی زبان کھلوانے کے لیے مجھے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ رات مسلمانوں کے لیے پردے کی طرح ہے، ہم آج رات اِسے بچائیں گے۔'' ارطغرل نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب آگے بڑھ گئے۔

''بھائی! روشان کب آئے گا؟'' جب وہ بازار سے نکل رہے تھے تو نور گل نے پوچھا۔

''نور گل! جب تک اُس کام پورا نہیں ہو جاتا، وہ نہیں آئے گا۔'' ارطغرل نے دوٹوک جواب دیا۔ وہ اِس موضوع پر مزید بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

-☆-

''اورال...! لگتا ہے ارطغرل ہم دونوں کے لیے مسئلہ بنے گا۔''

سی مون نے ارطغرل کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ بازار سے نکلتے دیکھا تو قریب کھڑے اورال سے مخاطب ہوا جو اپنی زخمی ٹانگ پکڑے کراہ رہا تھا۔

''مجھے لگتا ہے تم اپنی ٹانگ تقریباً کھو چکے ہو، اورال!''

''سی مون! جو مجھ پر بوجھ ڈالتے ہیں، وہ اپنی موت کو آواز دیتے ہیں۔ پھر اُن کے لیے موت کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا۔''

''اب اِس بات کو حقیقی روپ دینے کا وقت ہے۔ میرے بابا ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ کوئی زہر اُتنا میٹھا نہیں جتنا آدم اور حوا کا سیب تھا*... اللہ اُنھیں جنت میں جگہ دے۔ میں اِس پر ہمیشہ یقین کرتا ہوں۔ اِس کالی مکڑی کا سایہ ہماری حکمرانی کو قائم رکھے۔'' سی مون نے زہر کی شیشی اورال کی طرف بڑھا دی۔

''اب ہم دونوں کو اپنے رستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو ہٹانے کے لیے مل کر کام کرنا ہوگا تاکہ

ہماری شراکت داری سلامت رہے۔" اورال نے شیشی تھام کر اُس کا شکریہ ادا کیا۔

"آج رات چچا تو کتامش کی موت سے پہلی رکاوٹ صاف ہو جائے گی۔"

"وینس کے تاجر بہت جلد یہاں ہوں گے، کیا تمھارا مال تیار ہے؟" سی مون نے پوچھا۔

"ہاں تیار ہے، سی مون!" اورال نے سر ہلایا۔

"تم ہر بات اپنے بابا سے کیوں چھپاتے ہو؟" سی مون نے منہ بنایا۔

"اگر میں نہ چھپاؤں تو کام کرنے کا مزہ نہیں آتا۔" اورال نے جواب دیا اور باہر چلا گیا۔

-☆-

ہانلی بازار سے فارغ ہوکر ارطغرل اپنے قبیلے پہنچا تو مصیبتوں میں گھرے تھکے ہارے لوگ اُسی کے منتظر تھے۔ ارطغرل اپنے ساتھ اناج بھی لایا تھا۔ وہ طویل عرصے سے قحط سالی کا شکار تھے۔ اُن کے ساتھ وہ بوڑھا غلام بھی تھا جس کی جان ارطغرل نے بچائی تھی۔ اُس کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا، لہٰذا ارطغرل اُسے اپنے ساتھ قبیلے لے آیا تھا۔

''ارطغرل صاحب! ہم پہاڑوں پر کئی دِن سے شکار کرتے رہے ہیں، ہم وہاں کافی دِن رہے۔ جو کھالیں ہم نے آپ کو دیں، کیا اُن سے صرف اتنی گندم ملی؟''

جیسے ہی اُنھوں نے گندم کی بوریاں اُتاریں، وہاں موجود لوگ احتجاج کرنے لگے۔

''کارا صاحب! باقی بھی آئیں گی، آپ فکر نہ کریں۔ سانس تو لینے دیں، ہم اِس پر بات کرتے ہیں۔'' ارطغرل نے اُسے سمجھایا۔

''حضور! ہم اور کتنا صبر کریں؟ ہم میں اب صبر نہیں رہا۔'' کارا نے کہا تو باقی لوگ بھی اُس کی حمایت میں بولنے لگے۔

یہ صورت حال دیکھ کر وہ بوڑھا بھی خاموش نہ رہ سکا جس کی جان ارطغرل نے جان بچائی تھی۔

''میری بات سنو! مجھے غلاموں کے بازار سے بچا کر میری جان بچائی ہے، ارطغرل صاحب نے، لیکن میں ایسے زندہ نہیں رہ سکتا۔ ارطغرل صاحب! آپ بہت مشکل سے دو چار ہیں۔ کاش! آپ مجھے

وہیں چھوڑ دیتے اور اُن ظالموں کو مجھے مارنے دیتے۔''

''حوصلہ کرو توریان اُستاد۔'' ارطغرل نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

''کیا یہ سچ ہے ارطغرل صاحب! آپ نے ہمارے قبیلے کا حق اس کافر کو دے دیا۔ ہم یہ مزید برداشت نہیں کر سکتے۔ اِس جنگ اور فتح کے رستے میں ہماری افسوس ناک حالت کو دیکھیں۔ آپ ابھی بھی صبر کی بات کر رہے ہیں۔'' تورا کو بولنے کا موقع مل گیا۔

''ارطغرل صاحب! ہم آج رات جرگہ بلانا چاہتے ہیں۔''

''آپ لوگ کب سے ایسے ہو گئے؟ کیا رزق دینے والی ذات خدا کی نہیں ہے؟ توریان اللہ کا غیر متوقع مہمان ہے اور اللہ کا مہمان اپنے ساتھ دس نعمتیں لاتا ہے۔ وہ ایک کھاتا ہے اور نو ہمارے لیے چھوڑتا ہے۔ جس نے اسے پیدا کیا، اُس رازق کا نام بھول گئے... باقی، یہ جرگے کا وقت نہیں۔ ہر کوئی اپنے حصے کا کام کرے۔ میں کسی کو بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنے قبیلے کے لوگوں کو بہکانے کی اجازت نہیں دوں گا۔ یہ جرگے کا وقت نہیں! مجھے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہنا۔''

ارطغرل نے فیصلہ سنایا اور گھوڑے سے اُتر کر حائمہ خاتون کے پاس آ گیا۔ حلیمہ سلطان بھی اُن کے پاس ہی پریشان کھڑی تھی، اُس نے ماں کی دست بوسی کی اور اُن کے ساتھ خیمے کے اندر چلا گیا۔ گندوز بھی اب بڑا ہو گیا تھا، اُسے بھی اپنے بابا کا انتظار رہتا تھا۔ باپ کو دیکھ کر وہ بھی اُس سے لپٹ گیا تھا۔

''ارطغرل! تم جرگہ بلانے کی درخواست کیسے ردّ کر سکتے ہو..؟ ہماری روایات میں ہے کہ جرگے کی درخواست کبھی ردّ نہیں کی جا سکتی۔'' حائمہ خاتون نے بیٹے سے کہا۔

''امی جان! میں جرگے کے خلاف نہیں ہوں لیکن اُس وجہ کے خلاف ہوں جس بنا پر سردار جرگہ بلا رہے ہیں۔ چند لوگ ایک چھوٹے سے مسئلے کے لیے دوسروں کو پریشان کر رہے ہیں۔''

''یہ بات تم جرگے میں بھی کہہ سکتے ہو، یہ ایک سردار کو زیب دیتا ہے۔'' حائمہ خاتون کی بات سن کر ارطغرل آگے بڑھا اور سرداری کی نشست پر بیٹھ کر بولا:

''حائمہ خاتون! میں اس قبیلے کا سردار ہوں، میں ہی فیصلہ کروں گا کہ جرگہ کب بلانا ہے!''

''ارطغرل صاحب! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ ہماری روایات ہیں۔'' حلیمہ نے کہنا چاہا۔

''حلیمہ سلطان! میرے احکامات پر سوالات کب سے اُٹھنے شروع ہو گئے؟ سردار کے بولنے کے بعد کوئی کیسے بول سکتا ہے؟ اِس قبیلے کا سردار میں ہوں تو حکم بھی میں دوں گا۔ میرے حکم پر سوال نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی یہ آپ کا کام ہے۔ جب وقت آیا تو میں جرگہ بلا کر سب کی سنوں گا۔''

ارطغرل نے کہا اور اٹھ کر باہر نکل گیا جبکہ حائمہ خاتون آہ بھر کر رہ گئی تھیں۔ ذوالجان اور حلیمہ کی حالت بھی اُن سے مختلف نہیں تھی۔

وہاں سے ارطغرل، نور گل اور بابر کے پاس آ گیا۔ وہ سب اگلے حملے کی حکمت عملی تیار کرنے لگے۔

''اس بار دشمن فوری حملہ کریں گے۔ ہمارے پاس ضائع کرنے کے لیے وقت نہیں۔ ہمیں اُن کے خلاف ایک مضبوط قلعہ بننا ہوگا۔'' ارطغرل نے اُنھیں سمجھایا۔

''بھائی! حالات روز بروز خراب ہو رہے ہیں۔ لوگوں میں اب مزید آگے بڑھنے کی طاقت نہیں رہی۔'' نور گل نے کہا۔

''بھائی! وہ ناشکرے ہیں۔ جب اُن کا پیٹ بھرا ہو تو وہ کچھ نہیں کہتے، لیکن جب وہ بھوکے ہوں تو شکایت شروع کر دیتے ہیں۔'' بابر نے جواب دیا۔

''میرے بھائی! وہ سالوں سے مضبوط رہے۔ وہ بڑی تجارت جو ہم کرنے والے ہیں، وہ ہمارے قبیلے میں بڑا اخلاقی سہارا ہو گی۔'' نور گل نے کہا۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ چند غیر ملکی تاجر قالین خریدنے آ رہے ہیں، قبیلے سے تمام قالینیں اکٹھی کرو۔ عبدالرحمٰن، ذوالجان!! جب تک ہم واپس آئیں، یہ تمھارا کام ہے۔'' ارطغرل نے ہدایت کی۔

''حضور! اگر آپ اجازت دیں تو میں تمام سرداروں کے پاس جاؤں، ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ مایوس ہو جائیں کہ آپ نے جرگہ نہیں بلایا۔'' عارف صاحب نے توجہ دلائی تو ارطغرل نے اُن کی تائید کر دی۔

''اچھا خیال ہے عارف صاحب! آپ کو اُن سے ملنا چاہیے۔'' ارطغرل نے اجازت دے دی تو عارف صاحب مطمئن ہو گئے۔

''بھائی! اگر سلطان کا جاسوس مر گیا تو ہم کیسے جان پائیں گے کہ اس علاقے میں صلیبیوں کا شیطان کون ہے؟'' نور گل نے پوچھا۔

''ہمیں سلطان کے جاسوس کو بازار سے زندہ یا مردہ نکالنا ہوگا، ہمارے پاس اور کوئی دوسرا انتخاب نہیں ہے نور گل۔'' ارطغرل نے سب کو باور کروایا۔

''اتنے بڑے بازار سے سلطان علاؤ الدین کے جاسوس کو نکالنا مشکل ہوگا، بھائی! آپ یہ کیسے کریں گے؟'' ذوالجان نے پوچھا۔

''ذوالجان! کیا تمھیں معلوم ہے کہ بھیڑیے اپنے شکار کو کیسے دبوچتے ہیں؟ تو میری بات غور سے سنو!'' ارطغرل اُنھیں اپنا منصوبہ بتانے لگا۔

اُسی رات جب ارطغرل روانگی کی تیاری کر رہا تھا تو حلیمہ سلطان اُس کے پاس آ گئی:

''حضور! اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ سے چند باتیں کرنا چاہتی ہوں۔''

''ضرور حلیمہ سلطان! میں سن رہا ہوں۔''

''میں آپ سے معافی چاہتی ہوں۔ میں نے وہ باتیں کیں جو آپ کو پسند نہیں تھیں۔ جب قبیلے کی دوسری عورتوں نے باتیں کیں تو میں پاگل ہو گئی تھی۔ میں بھی ایسے ہی پیش آئی جیسے کہ وہ.... مجھے معاف کر دیں۔''

''حلیمہ سلطان! اِن سرزمینوں کے ہر طرف آگ ہے لیکن اگر ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اللہ سے مدد مانگیں گے تو وہ آگ ہمارے لیے گل زار بن جائے گی۔ ہمارا کام اللہ پر یقین محکم رکھتے ہوئے اِس مشکل وقت کو صبر کے ساتھ گزارنا ہے۔'' ارطغرل نے نرم لہجے میں اُس کا حوصلہ بڑھایا۔

''بے شک جس کے ساتھ اللہ ہو، اُسے کوئی غم نہیں۔'' حلیمہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

''جس کے ساتھ اللہ ہو، اُسے کوئی افسوس نہیں حلیمہ۔'' ارطغرل نے کہا۔

''ہم مشکل وقت سے گزر رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم پر بھاری بوجھ ہے اور اِسی وجہ سے تم نے ایسی باتیں کیں۔'' ارطغرل نے اُس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور سفر کی تیاری کرنے لگا۔

پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا جہاں اُن سب نے خاص قسم کا بھیڑیوں والا لباس پہن رکھا تھا۔

''بھیڑیے دُھندلے آسمان کے شوقین ہیں۔ چلو بہادرو! جنگ ہماری ہے اور فتح اللہ کی۔''

ارطغرل نے اُن کا جوش بڑھایا۔ کچھ دیر بعد وہ سب ہانلی بازار کی طرف اُڑے چلے جا رہے تھے۔

-☆-

''اے بادشاہوں کے بادشاہ... جس نے اپنا بیٹا ہمارے لیے زمین پر اُتارا... تیرے پیغمبر علیہ السلام کی روح جو طاقت میں تیرے برابر ہے... جو تیری بالادستی کا الاپ جاپ رہی ہے... اے عظیم مسیح علیہ السلام... مجھے قوت بخش میرے آقا! انتقام کے ساتھ، میرے دُشمنوں کے لیے یہ دُنیا جہنم بنا دے۔''

اوراِل کی بیوی چولپان خاتون کی دُعا جاری تھی کہ نقارے کی تیز آواز نے اُسے چونکا دیا۔ اُس نے جلدی سے روشن شمع بجھائی اور صلیب کو کپڑے میں لپیٹ کر صندوق میں رکھ دیا۔ بظاہر وہ ایک مسلمان کی زندگی گزار رہی تھی لیکن درحقیقت وہ اب بھی اپنے مذہب پر قائم تھی۔

چاوودار قبیلے کے سردار جاندار، اُس کا بھائی توکتامش، بیٹی اصلاحان اور بیٹا اُوراِل ہانلی بازار سے واپس آ گئے تھے۔ نقارے کی آواز سن کر چولپان خاتون خیمے سے باہر آ گئی اور اُن کا استقبال کیا۔ جس وقت وہ زخمی اُوراِل کو ساتھ لے کر خیمے میں جانے والی تھی، سردار جاندار کی آواز نے اُنھیں روک لیا۔

''آج رات ایک ضیافت کا اہتمام کیا جائے جس میں صرف چند خاص مہمان شریک ہوں گے۔''

''جو حکم میرے آقا۔'' چولپان خاتون نے تعظیم پیش کی اور اُوراِل کے ساتھ خیمے میں چلی گئی، وہ اپنے شوہر کو زخمی دیکھ کر پریشان ہو گئی تھی۔

''حضور! آپ کی ٹانگ کو کیا ہوا؟''

''بابا کو سب پتہ چل گیا ہے کہ میں نے تجارت میں غبن کیا ہے، نفع میں سے کچھ سونا چھپایا ہے، اب میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔'' اورال نے غصّے سے کہا۔ اِس دوران چولپان خاتون آگے بڑھ کر اُس کے زخم کی صفائی کرنے لگی۔

''جب مجھے سکون نہیں تو میں کسی کو سکون سے نہیں رہنے دوں گا۔'' اورال کو ایک پل سکون نہیں مل رہا تھا۔

''اپنے غصّے کو قابو میں کریں۔ غصّے میں کیا ہوا فیصلہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ جب ہر ایک کی نظر آپ پر ہو تو آپ کو ایک سیلاب نہیں، بلکہ ساکن پانی کی طرح نظر آنا چاہیے۔ جب وقت آیا تو آپ دوبارہ بہنا شروع ہو جائیں گے اور پہلے سے کہیں زیادہ طاقت حاصل کر لیں گے۔''

''چولپان! اب ساری صورت حال کا بابا کو پتہ چل گیا ہے، یہ سب بہت برا ہوا۔'' اورال نے بتایا۔

''بابا کو کون بتا سکتا ہے؟''

''اس معاملے میں یقیناً توکتامش ملوث ہے... لیکن اُس کا وقت اب ختم ہو چکا۔''

اورال نے جیب سے زہر کی شیشی نکال کر چولپان خاتون کی طرف بڑھا دی:

''آج رات ہم توکتامش کو اُس کی قبر میں پہنچا دیں گے۔ آلیار کی آمد سے قبل اُس کا خاتمہ ضروری ہے، بصورت دیگر شاید سب کچھ ہمارے لیے نکل جائے گا۔'' اورال نے جواب دیا۔

''بے فکر رہیں، بالکل ایسا ہی ہوگا۔ آپ کا غصہ شدید ہے مگر آپ لاپروا نہیں۔ اگر کوئی ان منحوس زمینوں میں میرے اورال کی سرداری میں رکاوٹ بنے گا تو وہ اپنے غصّے میں دم گھٹ کر مر جائے گا۔'' چولپان خاتون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آج کا دِن ہمارا ہے چولپان! توکتامش آج ہمارے بابا اور اپنے بھائی کے ساتھ آخری کھانا کھائے گا۔ توکتامش! تم ہمارے قبیلے کے آوارہ کتے ہو۔'' اورال کی آنکھوں میں نفرت تھی۔

رات کو سردار جاندار کے مرکزی خیمے میں دستر خوان بچھایا گیا تو اُس پر طرح طرح کے لذیذ پکوان چنے گئے تھے۔ گھر کے سب افراد دستر خوان پر موجود تھے۔ کھانے کے ساتھ ساتھ خوش گپیوں کا سلسلہ بھی جاری تھا لیکن اوراں اور چولپان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ توکتامش کو ملازمہ نے جو شربت پیش کیا تھا، اُس میں زہر شامل تھا۔

زہر ملا شربت پینے کے کچھ دیر بعد ہی توکتامش کی حالت خراب ہونے لگی۔ بوڑھا توکتامش سر جھٹک کر غنودگی دُور کرنے کی کوشش کرنے لگا جبکہ اوراں اور چولپان کے لبوں پر غیر محسوس مسکراہٹ تھی۔ جیسے ہی سردار جاندار نے اوراں کی حرکتوں پر گفتگو شروع کی، توکتامش پر پاگل پن کا دورہ پڑ گیا۔ اُسے اردگرد بیٹھے لوگوں کے چہرے خوفناک دکھائی دینے لگے۔ وہ بہت گھبرایا ہوا اور بدحواس دکھائی دے رہا تھا، پھر اُس نے خنجر نکال کر اوراں پر حملہ کر دیا اور ساتھ ہی سردار جاندار کی طرف بھی بڑھا لیکن سرداراب سنبھل گیا تھا۔ جیسے ہی توکتامش قریب آیا، جاندار نے تلوار کا وار کر کے اپنے بھائی کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا۔

سردار جاندار اب اپنے مردہ بھائی کے قریب بیٹھا اُس کی غداری پر آنسو بہا رہا تھا۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ توکتامش اُسے اور اُوراں کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ اصلاحان بھی گھبرا گئی تھی جبکہ قریب کھڑا اُوراں اور چولپان خاتون بہت پرسکون دکھائی دے رہے تھے... توکتامش کے مرنے سے اُوراں کی زندگی کا ایک بڑا کانٹا نکل گیا تھا۔

-☆-

مجرم ہانلی بازار میں اُسی مقام پر بندھا ہوا تھا جہاں اُس پر دوپہر میں تشدد کیا جا رہا تھا۔ مسلح محافظ اُس کا پہرہ دے رہے تھے، اِس کے علاوہ سپاہی مختلف مقامات پر گھات لگائے بھی بیٹھے تھے۔

ارطغرل، نورگل اور بابر نے بھیڑیوں کے لباس میں اِس قدر اچانک اور شدید حملہ کیا کہ کوئی بھی سنبھل نہ سکا۔ ارطغرل نے زخمی قیدی کو ستون سے اُتار کر کندھے پر اُٹھا لیا جبکہ اُس کے ساتھی وہاں موجود محافظوں کا کام تمام کرنے لگے۔ سرائے کے جھروکے میں کھڑی ماریہ بھی یہ منظر دیکھ رہی تھی، جب اُس نے دیکھا کہ قیدی کو کھول کر لے جایا جا رہا ہے تو اُس نے تیر کمان سنبھل لی۔ اگلے ہی لمحے ماریہ نے نشانہ لے کر تیر پھینکا تو وہ سیدھا قیدی کے سینے میں پیوست ہو گیا۔

اُسی وقت نورگل اور بابر نے ارطغرل کو اپنے حفاظتی حصار میں لے لیا اور وہ محافظوں کا خاتمہ کرتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ کافی دیر سفر کرنے کے بعد وہ زخمی قیدی کو ہانلی بازار سے کافی دُور لے آئے تھے۔ اب سورج بھی نکل آیا تھا۔ ایک محفوظ مقام پر پہنچ کر اُنھوں نے قیدی کو گھوڑے سے اُتارا تو وہ مر چکا تھا۔

''بھائی! یہ تو مر گیا...'' بابر نے اُسے دیکھ کر کہا۔

''یہ مرنے کے بعد بھی اپنا پیغام ہم تک پہنچا جائے گا۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

اگلے ہی لمحے ارطغرل نے اپنا تیز دھار خنجر نکالا اور مردہ شخص کے سر سے بال اُتارنے لگا۔ سب

حیرت سے اُسے دیکھ رہے تھے۔ ابھی اُس نے نصف سر کے بال اُتارے تھے کہ بالوں کے نیچے سر کی جلد پر ایک تحریر دکھائی دینے لگی۔

''یہ کیا لکھا ہے بھائی؟'' بابر چونکا۔

''یہ ہمارے دشمن کا نام ہے۔''

''یہ کون ہے بھائی؟'' نورگل نے پوچھا۔

''یحییٰ...'' ارطغرل نے جواب دیا۔

اُنھوں نے اپنے جاسوس کی لاش دفن کر دی اور پھر قبیلے روانہ ہو گئے۔

جب وہ قبیلے پہنچے تو حائمہ خاتون، حلیمہ سطان اور عارف صاحب قالین جمع کر رہے تھے۔ لوگ جرگہ نہ بلانے پر خفا تھے لیکن عارف صاحب نے اُنھیں منا لیا تھا۔

''حلیمہ سلطان! اُمید ہے سب ٹھیک ہوگا۔'' ارطغرل نے حلیمہ سے پوچھا۔

''سب ٹھیک ہے حضور! بس ہم زیادہ قالین جمع نہیں کر سکے۔''

''دِل چھوٹا مت کرو، میں اپنے قبیلے کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اِن کی دسترس میں جو بھی ہوگا، وہ لے کر آئیں گے...''

اور پھر ایسا ہی ہوا، لوگ اپنے خیموں سے وہ تمام قالین لے آئے جو اُن کی آخری اُمید تھی۔ اب وہ مرکزی خیمے میں آ بیٹھے۔

''سردار! اِس سرزمین کے دُشمن بہت خاموش ہیں۔ جب سے آئے ہیں، باقاعدہ کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔'' بابر نے کہا۔

''اب تک ہم جتنے بھی دشمنوں سے لڑے ہیں، یہ اُن کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں... طیطوش... نویان... یہ سب سے کم زور ہیں۔'' نورگل نے بھی اُنھیں کمزور قرار دے دیا۔

''نورگل! نویان اور طیطوش کو ہم جانتے تھے۔ وہ جیسے بھی تھے، بہر حال بہادر دُشمن تھے جبکہ اِس سرزمین پر دُشمن گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا اور لومڑی کی طرح حملہ کرتا ہے۔ ظاہر دُشمن سے زیادہ پوشیدہ

دُشمن سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ اِس سے قبل ہمارے دشمن ظاہر تھے، اپنے حملوں سے خود ہی ہمیں اپنے ہونے کا پتہ بتادیتے تھے، اِس سرزمین پر ہمیں اپنا دُشمن تلاش کرنا ہوگا۔'' ارطغرل نے اُنھیں سمجھایا۔

''ہم اُنھیں کیسے تلاش کریں گے بھائی؟ ہمیں صرف ایک نام کا پتہ ہے، یحیٰ...! ہانلی بازار جیسی پرہجوم جگہ پر ہم اُس یحیٰ کو کیسے تلاش کریں گے؟'' نورگل نے بے چینی سے پوچھا۔

''ہم اپنی تلاش اُس غلام فروش سے شروع کریں گے جس نے ہمارے جاسوس پر چوری کا جھوٹا الزام لگایا تھا۔ وہ الزام صرف ایک بہانہ تھا! دراصل جاسوس کی اصلیت اُنھیں پتہ چل گئی تھی۔ غلام فروش ضرور صلیبی جنگجو یحیٰ کے بارے میں جانتا ہوگا۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے بھائی! لیکن ممکن ہے وہ کرستان کو دانے کے طور پر استعمال کریں اور ہمیں اپنے جال میں پھنسالیں۔'' نورگل نے خدشہ ظاہر کیا۔

''میرے بھائی نورگل کو تو دیکھو... سلامت رہو! کیسی چالاکی کی بات کی۔'' بابر نے اُس کی تعریف کی تو سب مسکرادیے۔

''نورگل! ٹھیک کہا تم نے، مجھے خوشی ہے کہ تم اُنھیں کی طرح سوچ رہے ہو۔ جب تک ہم اپنی سوچوں اور خیالوں کو دُشمن سے دو قدم آگے نہیں رکھیں گے، کام یاب نہیں ہو پائیں گے۔ تم داؤد سپاہی کو ہانلی بازار میں بھیج دو، اُسے بھیس بدل کر صرف معلومات اکٹھی کرنی ہوں گی۔ ہم ہر ایک پر نظر رکھیں گے۔ تاجر... آنے جانے والوں... خریداروں اور تمام لوگوں پر۔ وہ بھی یقیناً ہمارا تعاقب کریں گے۔ دیکھتے ہیں، ہمارا سامنا کہاں ہوتا ہے؟ اب تمام قالین گھوڑا گاڑی پر لاد کر ہانلی بازار روانہ ہونے کا وقت ہے۔ غیر ملکی تاجر ہمارے انتظار میں ہیں۔'' ارطغرل نے فیصلہ سنایا اور وہ دونوں تیاری کرنے کے لیے باہر چلے گئے۔

اُسی وقت عارف صاحب کی درخواست پر ارطغرل نے رہائی پانے والے غلام توریان اُستاد کو اندر بلالیا، وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔

''بولیں! میں سن رہا ہوں۔'' ارطغرل نے نرمی سے پوچھا۔

''ارطغرل صاحب! جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا۔ آپ نے جو میرے لیے کیا، میں اُس کا احسان کبھی نہیں اُتار سکتا۔ میں نے عارف صاحب کو بتایا تھا، میرے پاس ایک منصوبہ ہے۔ ایک چھوٹی ندی ہے، دریا کے شروع میں درجنوں چیڑ کے درخت ہیں اور سرمئی دریا کے بستر پر سونے کی ڈلیاں ہیں، وہاں سونا بس اُبل رہا ہے۔ اس لیے ارطغرل صاحب! اگر آپ مجھے ضروری اوزار مہیا کر دیں تو میں وہ سونا آپ کے لیے نکال سکتا ہوں۔''

''تمھیں کیا کیا چاہیے؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

''بڑے بڑے تھیلے، بڑا ہتھوڑا جس سے پتھر توڑے جا سکیں اور ایک چھاننا۔''

''تمھیں جو بھی چاہیے، بازار سے جا کر خرید لو۔'' ارطغرل نے اُس کا دِل رکھنے کے لیے اجازت دے دی تو وہ خوشی خوشی باہر چلا گیا۔

-☆-

سی مون اُس وقت صلیبی جنگجو کے روپ میں اپنے تہ خانے میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا، وہ شدید غصے میں تھا۔ سلطان علاؤ الدین کے جاسوس کا اُس کی قید سے چلے جانا اُس کی بہت بڑی ناکامی تھی۔ ماریہ اور اُس کے جنگجوؤں نے اپنی جانب سے بہت کوشش کی تھی مگر وہ اُسے روک نہیں پائے تھے۔

''سلجوق سلطنت کے ہاتھ بہت لمبے معلوم ہتے ہیں۔ ہمارے بازار میں... ہماری جگہ پر وہ اپنے جاسوس کو چھڑا کر لے گئے، اور وہ بھی صرف چند لوگ... آخر وہ کون تھے جو چھلاوے کی طرح اور پرندوں کی طرح اپنے جاسوس کو لے کر فرار ہو گئے؟''

''کیا آپ نے دیکھا اُنھوں نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے۔'' ماریہ نے کہا۔

''ہم نے اُن کے چہرے نہیں، اُن کی مہارتیں دیکھیں۔ ہمارے لیے یہ بہت ہے، لیکن افسوس کہ جاسوس بھاگ گیا۔'' سی مون نے مٹھیاں بھینچیں۔

''فکر نہ کریں، میں نے اُسے تیر مارا ہے۔ اُس تیر سے زخمی ہو کر ناممکن ہے کہ وہ زندہ بچے کیونکہ ہمیشہ کی طرح میرا تیر زہر میں بجھا ہوا تھا۔ فرار ہونے کے بعد ہمارے سپاہیوں نے بازار کے مضافات

تک اُن کا پیچھا کیا تھا۔ میرا نہیں خیال... جاسوس کو اُنھیں کچھ بتانے کی مہلت ملی ہوگی۔'' ماریہ نے بتایا تو سی مون مطمئن ہو گیا۔

وہ جانتا تھا کہ ماریہ زہر بنانے میں ماہر تھی، وہ ایسا خطرناک زہر تیار کرتی تھی کہ انسان دوسرا سانس نہیں لیتا تھا جبکہ فلپ کے چہرے پر تشویش تھی۔

''خداوند...! میں تمھارا غلام یحییٰ ہوں... عیسیٰ علیہ السلام کا وفادار! اپنے مقدس سفر پر... میں تمھارے بیٹے کا غلام ہوں۔ میں مسلمانوں سے یروشلم حاصل کروں گا جو ہماری ماں مریم علیہا السلام کی مقدس سرزمین ہے۔ میں ہیکل سلیمانی دوبارہ تعمیر کروں گا۔'' سی مون صلیب کے آگے مؤدب کھڑا بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔ سی مون کو اِس حملے میں شکست پر سخت شرمندگی تھی۔

''فلپ! ہمیں جلد از جلد اُن حملہ آوروں اور اُن کی مدد کرنے والوں کا پتہ لگانا ہوگا۔ اُن کے اِس قدر منظم حملے سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بازار کے چپے چپے سے واقف ہیں، اِسی لیے وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اِس کا مطلب یہی ہے کہ دُشمن ہماری نظروں کے سامنے ہی ہے، بس اُسے پہچاننا ہمارا کام ہے۔''

''اِس بار ہمارا دُشمن بھی ہماری طرح پوشیدہ ہے۔'' ماریہ نے کہا۔

''ہاں، پہلی بار ہمیں کوئی ہماری ٹکر کا ملا ہے۔'' سی مون نے جواب دیا۔

''ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ یہ کون ہیں؟'' فلپ نے سوال کیا۔

''یہ تو صرف شروعات ہے، وہ دوبارہ بھی آئیں گے، بلکہ اس وقت تک آتے رہیں گے جب تک یہ معلوم نہ کر لیں کہ صلیبی جنگجوؤں کا کماندار اور جاسوس اِس علاقے میں کون ہے؟''

''جو بھی بازار میں داخل ہو، اُس پر نظر رکھی جائے۔'' ماریہ نے تجویز پیش کی۔

''ہم ہر ایک کے ہر قدم کے بارے میں خبر رکھیں گے۔ جو کوئی بھی بہت زیادہ پیسہ کما رہا ہو یا تجارتی ہلچل کا سبب بنے، یا کوئی ایسا... جو جنگ کرنے کا اہل ہو، اُن سب پر نظر رکھو۔'' سی مون نے ہدایت کی۔

''مسلمانوں کو میرے لیے چھوڑ دیں۔'' اُن کے خاص ساتھی پیٹروس نے کہا۔ پیٹروس، تاجر حسن کے نام سے ہانلی بازار میں خاص پہچان رکھتا تھا۔

''اور میں دوسری اقوام کو دیکھوں گا۔'' فلپ نے ذمہ داری قبول کی۔

''خاص طور پر کرسٹان کو ہم دانے کے طور پر استعمال کریں گے، یقیناً وہ اُس سے ملیں گے۔'' سی مون نے جام ہونٹوں سے لگالیا اور باقی لوگ واپس چلے گئے۔

-☆-

اُورال اور چولپان خاتون اب مطمئن تھے۔ توکتامش جو ایک بڑی رکاوٹ تھی، اُورال نے اُس کی لاش کو مرکزی خیمے سے باہر ستون سے لٹکا دیا تھا تاکہ قبیلے کے باقی لوگ اُس کی غداری سے عبرت حاصل کر سکیں۔ اُورال مطمئن تھا کہ اب اُس کے والد صرف اُسی پر بھروسہ کریں گے۔

''اگر کسی دِن سی مون نے آپ کا راز کھول دیا تو...؟'' چولپان خاتون نے خدشہ ظاہر کیا۔

''چولپان! تم خود کو اِس بارے میں سوچ کر کیوں ہلکان کر رہی ہو؟''

''اُورال! میرے گھر کی دہلیز پر کب آپ نے مسئلہ آنے دیا؟ لیکن یہ صرف میرے اندر ایک آواز ہے کہ توکتامش کی لاش باہر نہیں لٹکانی چاہیے تھی۔'' چولپان خاتون نے کہا۔

''تمھیں اِس بارے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں نے وہی کیا جو ضروری تھا۔''

اُورال نے بات ختم کر دی۔ اب وہ اُن قالینوں کی بات کرنے لگے جو وہ غیر ملکی تاجروں کے ہاتھ فروخت کر کے سونا کمانے والا تھا۔

اگلی صبح اُورال اپنے ساتھ چولپان خاتون کو بازار لے جانا چاہتا تھا لیکن سردار جاندار نے اصلاحان کو بازار لے جانے کی ہدایت دے دی، چناں وہ بے دِلی سے سامان اور اصلاحان کو لے کر دُکان پر پہنچ گیا۔ اُس نے اصلاحان کو دُکان پر چھوڑا اور خود سی مون کی خیریت دریافت کرنے چلا گیا۔

''میرے دوست، سی مون!'' وہ اندر داخل ہوتے ہی خوشامدی لہجے میں بولا۔

''اِسی وجہ سے تم مجھے پسند ہو۔'' سی مون نے اُس کی خوشامد پسندی کی تعریف کی۔

''کل رات بازار میں طوفان آیا تھا لیکن تمھیں ہلا بھی نہ سکا۔'' اُورال نے قیدی کی طرف اشارہ کیا۔

''میں اپنی روح کو آرام دے رہا ہوں۔ اِس دُنیا سے تو کتامش کی روانگی نے مجھے بہت خوش کیا ہے۔ اب کوئی بھی ہمیں سونا کمانے سے روک نہیں سکے گا۔'' سی مون نے موضوع بدل دیا۔

''اُستاد سی مون! اِس بار نفع آدھا آدھا نہیں ہوگا...'' اُورال نے اُسے آگاہ کرنا مناسب سمجھا۔

''کیا مطلب؟'' سی مون چونکا۔

''تمھارا شکریہ...کہ تو کتامش ایسے نکل گیا جیسے مکھن میں سے بال، لیکن تمھیں تھوڑا صبر کرنا ہوگا۔ جب تک بابا کی نظر میں میری پہلے والی ساکھ بحال نہیں ہوتی، بازار کا حق دسواں حصہ لو اور رستے سے ہٹ جاؤ۔''

''تم نے جو کیا، اُس کے بعد تمھارے بابا کی نظروں میں تمھاری ساکھ بحال ہونا ممکن نہیں ہے۔ مزید یہ کہ تمھارے بھائی آلیار کے قبیلے میں واپس آنے کے بعد تمھارے بابا تمام ذمہ داریاں تمھارے اُس ایماندار بھائی کو سونپ دیں گے۔ خیر چھوڑو، یہ ہار دیکھو! کیسا نفیس ہے۔ یہ چولپان خاتون کے گلے میں خوب جچے گا، اُس کی دِلکشی کو مزید بڑھا دے گا۔'' سی مون نے ایک خوب صورت ہار اُس کی طرف بڑھایا۔

''اپنی نظریں میرے گھر سے دُور رکھو ورنہ تم اِس دُنیا کے حسن کو دوبارہ کبھی نہیں دیکھ سکو گے۔'' اُورال نے دھمکی دی تو سی مون اپنا قہقہہ نہ دبا سکا۔

''پُرسکون رہو میرے پیارے دوست! ایک چھوٹا سا دوستانہ مشورہ ہے۔ اِس کے علاوہ خوب صورتی تفصیل سے پوشیدہ ہے، یہی وجہ ہے کہ تم ترک اصل میں عورت کی روح کو نہیں سمجھتے۔ چولپان خاتون اِس ہار سے بہت زیادہ خوش ہوں گی۔ میرے پیارے دوست! ایک خوش عورت، مطلب ایک مضبوط مرد۔'' سی مون نے کہا تو اُورال عجیب نظروں سے اُسے دیکھنے لگا۔

-☆-

چاوودار قبیلے کے سردار جاندار صاحب کا چھوٹا بیٹا آلیار قبیلے میں پہنچا تو سردار نے گرم جوشی سے بیٹے کا استقبال کیا، جبکہ قریب کھڑی چولپان خاتون کی کی آنکھوں میں ناگوری عود آئی تھی۔

"اصلا حان نے بتایا تھا کہ تم آرہے ہو، مگر اتنی جلدی کی توقع نہ تھی...خوش آمدید بیٹا۔" سردار جاندار نے بیٹے کو گلے سے لگالیا۔

"اصلا حان بہن نے مجھے فوراً آنے کو کہا تھا۔ میرے دل میں آگ لگی تھی بابا۔ میں سمجھا شاید آپ کو کچھ ہوگیا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ خیریت سے ہیں۔" آلیار نے خوشی کا اظہار کیا۔

"خوش آمدید آلیار صاحب۔" چولپان خاتون نے بھی اُس کا استقبال کیا۔

"شکریہ بھابی...شکریہ!" آلیار نے سینے پر ہاتھ رکھ کر اُسے تعظیم پیش کی۔

لیکن جیسے ہی آلیار کی نظر ستون سے جھولتے توکتاش کی لاش پر پڑی، اُس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں:

"باباجان! کیا یہ چچا توکتامش نہیں ہیں...کیا ہوا بابا، کس نے مارا اِنھیں؟"

یہ سن کر سردار جاندار خاموش ہوگیا، وہ غم زدہ دکھائی دے رہا تھا۔ ایسے میں چولپان خاتون نے فوراً توکتامش کا جرم بتادیا:

"اِسے اِس کی غداری کی سزا ملی ہے۔"

''کیسی غداری؟'' آلیار چونکا۔

''کل رات اِس نے مجھے اور تمھارے بھائی کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔'' سردار جاندار نے بتایا۔

''یہ کیسے ممکن ہے بابا...! وہ آپ کے بھائی تھے، آپ کے ساتھی تھے۔ وہ آپ کو کیسے قتل کر سکتے ہیں؟''

''بھائی کی غداری میری قسمت میں تھی۔'' سردار جاندار نے بتایا لیکن آلیار کو یقین نہیں آ رہا تھا، چناں چہ اُس نے اپنے بابا سے درخواست کی کہ چچا توکتامش کی لاش کو سولی سے اتار کر عزت سے دفن کرنے کی اجازت دی جائے۔ سردار جاندار کا دِل بھی اپنے بھائی کی لاش کو یوں لٹکتا دیکھ کر کٹ رہا تھا لہٰذا اُس نے بیٹے کو اجازت دے دی کہ توکتامش کی تدفین کر دی جائے۔

جب توکتاش کی لاش کو اُتار کر خیمے میں لے جایا گیا تو اُس کا معائنہ کرنے کے بعد آلیار کو وہ علامات ڈھونڈنے میں دیر نہ لگی جن سے ثابت ہو رہا تھا کہ توکتاش صاحب کو زہر دیا گیا تھا۔

-☆-

ارطغرل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قالین لے کر ہانلی بازار پہنچا تو وہاں اُورال اور اصلاحان سے ملاقات ہوگئی۔ ارطغرل کو دیکھ کر اُورال کی پیشانی پر بل پڑ گئے تھے۔

''اوہو...! قائی قبیلے کے سردار ارطغرل صاحب ہانلی بازار تجارت کے لیے تشریف لائے ہیں، ویسے تجارت ایک جنگجو کے بس کا روگ نہیں۔ میدانِ جنگ اور تجارت کے بازار میں بہت فرق ہے، ارطغرل صاحب! ایک بوڑھے اور بے کار غلام کی جان بچانے کے لیے اُس پر اپنے قبیلے کا حق ضائع کرنے والا ایک اچھا تاجر بھلا کیسے بن سکتا ہے؟''

''ہم تجارت کو رزق کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اورال صاحب! رزاق نہیں۔ رزق اللہ کے ذمے ہے۔ جس قدر مقدر میں لکھ دیا گیا ہے، مل کر رہے گا۔ ان شاء اللہ! مظلوموں پر ظلم ہوتے دیکھنا ہمارے لیے جنوں سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''خسارے کو خوب صورت اور جذباتی باتوں کا لباس پہنا کر آپ نفع نہیں کما سکتے، ارطغرل صاحب!

خیال رہے، یہ بازار ہے، یہاں تاجر راہ چلتوں کو غلام بنا کر بیچ دیتے ہیں۔"

اُورال نے خبردار کر کے منہ موڑ لیا۔ وہ باتو خان کے ساتھ سرائے میں چلا گیا تھا۔

"ارطغرل صاحب! میرے بھائی کو معاف کر دیں، اُس کا دماغ آج کل ٹھیک کام نہیں کر رہا۔ یہ بتائیں، کیا آپ قالین لائے ہیں؟" اصلاحان نے پوچھا۔

"قبیلے میں جو کچھ تھا، ہم نے وہ سب جمع کر لیا ہے۔ اِن شاءاللہ ہم اِسے بیچیں گے۔"

"ارطغرل صاحب! تاجر اندر ہے، میرے بھائی اُن کے ساتھ سودا نہیں کر سکے۔ اگر آپ تین سونے کے سکے فی قالین سے کم قیمت مانگیں تو آپ کے تمام قالین فروخت ہو سکتے ہیں۔" اصلاحان نے مخلصانہ مشورہ دیا۔

"شکریہ اصلاحان خاتون! میں کوشش کروں گا، ہمیں کامیابی ہو۔"

ارطغرل نے اصلاحان کا شکریہ ادا کیا۔ ہانلی بازار پہنچتے ہی داوٗد نے بھی اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ ارطغرل قالین لے کر سرائے کے اندر گیا تو سی مون اور تاجر ریکاردو گفتگو میں مشغول تھے۔ اُورال سے اُن کا سودا طے نہیں ہو پایا تھا۔ وینس کے تاجر ہر صورت مال خریدنا چاہتے تھے۔

"ارطغرل صاحب! کیا چل رہا ہے؟" سی مون نے اُسے دیکھ کر ہانک لگائی۔

"میرے پاس قائی قبیلے کے تیار کردہ سو قالین ہیں، میں اُنھیں بیچنا چاہتا ہوں۔" ارطغرل نے بتایا۔

"آپ کو خدا نے بھیجا ہے۔ دیکھو سی مون! خدا ہمارے ساتھ ہے۔" تاجر ریکاردو خوش ہو گیا تھا۔

"میں قالین یہاں لے آیا ہوں اور آپ سے بات کرنے کے لیے تیار ہوں۔" ارطغرل نے مال فروخت کرنے کے لیے رضامندی ظاہر کر دی۔

جیسے ہی ارطغرل نے ذوالجان کو قالین دکھانے کا حکم دیا، تو سی مون درمیان میں آ گیا۔

"ارطغرل صاحب! آپ میری سوچ سے بھی زیادہ ہوشیار نکلے لیکن میرے بازار کے بھی کچھ اُصول ہیں۔ میں ہر سودے کا دسواں حصہ لیتا ہوں۔"

''مجھے معلوم ہے سی مون۔''

''سی مون! یہ قالین بہترین ہیں، میں نے ایسی چیز کبھی نہیں دیکھی۔'' ریکاردو نے سرگوشی کی۔

''بہت اچھی تیار کردہ ہیں، وینس میں تیس سونے کے سکوں سے کم میں فروخت نہیں ہوں گے۔''

''ارطغرل صاحب! آپ اِن قالینوں کا کتنا مانگتے ہیں؟'' سی مون نے پوچھا۔

''تین سونے کے سکے فی قالین، یعنی مجھے سو قالینوں کے تین سو سکے چاہئیں۔''

''اے ترک! تم اِن قالینوں کے تین سونے کے سکے کیسے مانگ رہے ہو؟'' تاجر ریکاردو نے اعتراض کیا۔

''اُنھیں ہماری خواتین نے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا ہے۔ یہ بازار میں بیچنے کے لیے نہیں بلکہ ہماری بیٹیوں کے لیے بنائی گئی تھیں۔'' ارطغرل نے بتایا۔

''یہ میری نظر سے گزری بہترین قالینیں ہیں لیکن جہاں تک تین سونے کے سکوں کی بات ہے، اِس سے مجھے نقصان ہوگا۔ اِن قیمتی چیزوں کو قسطنطنیہ لے کر جانے میں بھی اخراجات ہوں گے۔''

ریکاردو نے اپنا مسئلہ بیان کر دیا۔ وہ کسی طور اتنی رقم دینے کے لیے تیار نہیں تھا۔ ارطغرل کے لیے یہ سودا بہت اہم تھا لہٰذا اُس نے تاجر کو پیش کش کر دی کہ قالین قسطنطنیہ پہنچانے کی ذمہ داری وہ خود قبول کرے گا۔ قالین قسطنطنیہ پہنچانے کے لیے اُس نے اپنے بہترین جانباز نور گل کا انتخاب کیا تھا۔

-☆-

''ارطغرل اپنے سپہ سالار کو قالینوں کی حفاظت کے لیے گھوڑا گاڑی کے ساتھ بھجوا رہا ہے۔ اگر کچھ ہوا تو وہ اِس کی ذمہ داری اُٹھائے گا۔ وہ بہت تیز آدمی ہے اور جانتا ہے کہ تاجر ریکاردو کو کیسے قائل کرنا ہے؟'' سی مون نے اُورال کو بتایا۔

''مجھے حیرت ہے کہ اِن کے درمیان سودا کیسے طے پا گیا؟'' اُورال نے کہا۔

''یوں لگتا ہے کہ ارطغرل کو علم تھا، تمھارا سودا کیوں طے نہیں ہو پایا؟ یہی وجہ تھی کہ اُس نے مناسب قیمت کا مطالبہ کیا جو ریکاردو کے لیے بھی سہولت کا باعث بنا اور سودا طے پا گیا۔'' سی مون نے بتایا تو

اُورال نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔وہ بات کی تہ تک پہنچ گیا تھا۔

جب اُورال سرائے سے لوٹا تو اصلاحان قبیلے واپس جا چکی تھی۔اُورال اِس بار سامان فروخت کرنے میں ناکام رہا تھا۔اصلاحان کو نہ پا کر اُورال خود بھی قبیلے جانے کا سوچ رہا تھا کہ ارطغرل سے ملاقات ہوگئی۔

"ارطغرل صاحب! میں نے سنا ہے،آپ نے اپنا سارا مال فروخت کر دیا۔آپ نے اپنی بہادری کے ساتھ ساتھ تجارت میں بھی کمال دکھا دیا۔"

"اُورال صاحب! آپ نے جو کہا تھا، میں نے یاد رکھا۔ میں نے اپنے قالین اچھی قیمت پر فروخت کیے۔"ارطغرل نے جواب دیا۔

"مجھے سنسنی خیز حریف پسند ہیں،سنسنی خیز حریف آپ کو چوکنا رکھتا ہے۔اچھا آپ کا شکریہ۔" اُورال نے کہا۔

"اجازت چاہتا ہوں۔"ارطغرل نے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔

"حضور! کیا ہم اِنھیں مزا چکھانے والے ہیں؟"باتو خان نے اُورال سے پوچھا۔

"باتو خان! یہ ایسا عذاب ہوگا کہ اس بارے میں کوئی کچھ نہیں جان پائے گا۔تمھاری تلوار ارطغرل کے سپاہیوں کو کاٹے گی،اُن کے قالین آگ میں جل جائیں گے۔یہی نہیں اُن کے جانور بھی اس آگ میں زندہ جل جائیں گے۔اُن کی دھاڑیں پورے میدان میں گونجیں گی اور سننے والا کوئی نہ ہوگا۔" اُورال کے لہجے میں شدید نفرت تھی۔

"حضور! کیا اُنھیں پتہ لگے گا کہ یہ ہم نے کیا ہے؟"باتو خان نے پوچھا۔

"فی الحال بالکل نہیں،انتقام کا احساس اُنھیں اندر ہی اندر کھا جائے گا باتو خان۔"

"اور حضور! اصلاحان خاتون...اُن کے ساتھ آپ کیا کرنے والے ہیں؟"باتو خان نے سوال کیا۔

"اِس کا فیصلہ بھی جلد ہو جائے گا۔"اُورال نے اُسے ساتھ لیا اور دونوں قبیلے روانہ ہو گئے۔

اُورال قبیلے میں پہنچا تو ستون پر تو کتامش کی لاش موجود نہیں تھی۔جب اُسے معلوم ہوا کہ یہ لاش

آلیار نے اتروائی ہے تو وہ آگ بگولہ ہو گیا۔ آلیار نے لاش کو دفنا دیا تھا۔

''تم نے یہ سب کیا کِیا، اصلا حان؟'' وہ اندر جاتے ہی اصلا حان پر برس پڑا۔

''کیا مسئلہ ہے بھائی! آپ کی آنکھیں ماتھے پر کیوں چڑھی ہیں؟ لگتا ہے ریکاردو تاجر کو اپنی توقع کے مطابق مال نہیں بیچ پائے۔'' اصلا حان کا جواب سن کر اُورال اس پر ہاتھ اٹھانے والا تھا کہ آلیار نے آگے بڑھ کر اُسے روک لیا۔

''یہ ہماری بہن ہے، بھائی! اِس کا دل مت دُکھائیں۔''

''آلیار! میرا ہاتھ چھوڑ دو ورنہ میں تم پر بھی ہاتھ اُٹھاؤں گا۔'' اُورال غصّے سے کانپتے ہوئے بولا۔

''اگر اِس سے آپ کا غصہ کم ہوتا ہے تو ضرور ماریں مجھے۔''

''تم نے ارطغرل سے کیوں کہا کہ وہ ریکاردو کو بیچے؟'' اُورال نے اصلا حان سے سوال کیا۔

''آپ نے قبیلے کو مشکل صورتحال میں ڈال دیا تھا۔ آپ کی وجہ سے مال فروخت نہیں ہو سکا۔ آپ اپنی لالچ میں اندھے ہو گئے اور اب آپ میرا حساب لیں گے۔'' اُورال نے ایک بار پھر ہاتھ اُٹھانا چاہا تو آلیار نے پھر اُسے روک لیا۔

''آلیار! قبیلہ کتابیں پڑھ کر نہیں چلایا جا سکتا، اپنی حد میں رہو۔'' اُورال چلاّیا۔

''کیا ہو رہا ہے یہاں؟'' سردار جاندار بھی وہاں آ گیا۔

''کیا بات ہے اُورال! تم نے کیا تماشہ لگا رکھا ہے؟ علم حاصل کر کے برسوں بعد قبیلے واپس آنے والے بھائی کا استقبال ایسے کرتے ہیں؟ جواب دو مجھے۔''

''بابا! میں اصلا حان کی وجہ سے اپنا مال فروخت نہیں کر سکا۔''

''کیا یہی سچ ہے اصلا حان؟''

''میری وجہ سے نہیں۔ آپ بابا کے ساتھ جس قیمت پر متفق ہوئے تھے، اُس سے زیادہ پر بیچنا چاہتے تھے۔ آپ یہ کیوں نہیں بتاتے کہ آپ نے سب خراب کیا۔ اب آپ اپنی غلطی کا حساب مجھ سے لینا چاہتے ہیں۔'' اصلا حان بھی بول پڑی۔

''اُورال! کیا یہ حقیقت ہے؟'' سردار جاندار نے اُس کی طرف دیکھا۔

''وہ قیمت کم کروائیں گے، اسی لیے میں نے زیادہ قیمت بتائی۔ میرا خیال تھا، ریکاردو صرف ہمارے قبیلے سے ہی قالین خریدے گا لیکن اصلاحان نے سب کچھ برباد کر دیا۔ اس نے ارطغرل کو بتا دیا کہ غیر ملکی تاجر قالین خریدنے آئے ہیں، انھوں نے سارا مال قائی قبیلے سے خرید لیا۔'' اُورال نے بتایا۔

''تم یہ کیسے کر سکتی ہو اصلاحان! اپنے کارخانے کو بڑھانے کے لیے ہم نے جو کوششیں کیں، ہمارا خون پسینہ جو اس میں لگا، تم وہ سب کیسے ضائع کر سکتی ہو؟'' سردار جاندار کے لہجے میں حیرت تھی۔

''بابا! میں نے تو بس...'' اصلاحان نے کہنا چاہا۔

''اصلاحان نے ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے بابا۔''

''مجھے تم سے ایسی توقع نہیں تھی، اصلاحان! شرم آنی چاہیے تمھیں، مجھے تمھیں اپنی بیٹی کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔'' سردار جاندار کو دُکھ پہنچا تھا۔

''بابا! اصلاحان بہن نے غلطی کی ہے۔ جو ہونا تھا، وہ ہو گیا۔'' آلیار نے بات کو سنبھالنا چاہا۔

''میں بازار میں اصلاحان کے ساتھ کام نہیں کرنا چاہتا۔ یا تو میری بیوی چولپان مدد کے لیے کارخانے کو دیکھے گی یا پھر آپ یہ کاروبار چلانے کے لیے کسی اور کو ڈھونڈ لیں۔'' اُورال جو پہلے ہی موقع کی تلاش میں تھا، اُس نے فوراً اپنا فیصلہ سنا دیا اور باہر چلا گیا۔

-☆-

ارطغرل سرخرو لوٹا تھا۔ اُس نے قالین بہت اچھی قیمت پر فروخت کر کے قبیلے والوں کے گلے شکوے دُور کر دیئے تھے۔ اب اُن کے پاس وافر مقدار میں اناج بھی آ گیا تھا اور لوگ بھی مطمئن تھے۔

''لاطینی، صلیبی جو قسطنطنیہ پر قابض ہیں، وہ اپنے ہی مذہب کے لوگوں کو ستاتے ہیں۔ نیقیہ کی یونانی سلطنت صلیبیوں سے نفرت کرتی ہے، اِسی وجہ سے سلطان علاؤ الدین نے یونانی سلطنت سے اچھے مراسم رکھے ہوئے ہیں۔ ہم سرحدی علاقے پر ہیں... ہم سب سے خطرناک علاقوں میں ہیں لیکن جو بھی اِس سرحد کی حفاظت کرے گا، یہاں موجود سازشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ڈٹا رہے گا، مستقبل اُسی کے ہاتھ میں ہوگا۔'' ارطغرل نے نقشہ سامنے بچھا کر مختلف مقامات کی نشاندہی کی۔

''سردار! سب سے پہلے ہمیں یہاں موجود صلیبی جاسوس اور کمان دار یحییٰ کو پکڑ کر اُن کے شیطانی حصار کو توڑنا ہوگا۔'' عارف صاحب نے مشورہ دیا۔

''حضور! ہم توڑیں گے، ضرور توڑیں گے مگر ہم اُسے تلاش کیسے کریں گے؟ ہمیں صرف اُس کا نام پتہ ہے... یحییٰ... اِس سرزمین پر نہ جانے اِس نام کے کتنے آدمی ہوں گے؟'' بابر نے کہا۔

''بابر! ہم صرف اُسے تلاش نہیں کریں گے بلکہ زمین میں درگور بھی کر دیں گے۔'' ارطغرل نے اُسے تسلی دی۔

اُسی وقت ہانلی بازار سے داؤد بھی آ گیا۔

''حضور! بازار کے حالات پیچیدہ ہیں۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے غلام فروش کا پیچھا کیا لیکن بازار میں افراتفری کی وجہ سے میں نے اُسے کھو دیا۔''

''بھائی! کیا آپ کو کسی پر شک ہے؟'' عبدالرحمٰن نے پوچھا۔

''ہاں! ہانلی بازار کے مالک سی مون پر... کان چھدا ہوا شخص! اُس نے سالوں سے بہت پیسہ کمایا ہے۔ اُس کے پاس مسلح لشکر ہے... میرا خیال ہے وہی یحییٰ ہے یا پھر وہ یحییٰ کے لیے کام کرتا ہے۔'' ارطغرل نے اپنے شک کا اظہار کیا۔

''پھر تو ہمیں اُن کی کچھار میں جانا ہوگا۔'' عارف صاحب نے کہا۔

''ہم یقیناً جائیں گے عارف صاحب... ہر ایک کی نظریں ہم پر ہیں، خاص طور پر ہانلی بازار میں ہماری کامیاب تجارت کے بعد ہر طرف ہمارے تذکرے ہیں، بس تھوڑا سا اور وقت ہے میرے بہادر سپاہیو! پھر ہم ایک قوم بن کر دُنیا کے سامنے آئیں گے اور چھا جائیں گے۔''

ارطغرل نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اُس کے لہجے میں اب بھی وہی اعتماد تھا، اُسے اپنی کامیابی کا اب بھی اُتنا ہی یقین تھا۔

-☆-

''ایک آدمی عربوں کے بھیس میں کرستان کا تعاقب کر رہا تھا، اگر میں وہاں نہ ہوتا تو وہ اس بارے میں بہت سی معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا۔'' پیٹروس جو تاجر حسن کے نام سے جانا جاتا تھا، سی مون کو صورت حال سے آگاہ کر رہا تھا۔

''وہ دوبارہ آئے گا۔'' سی مون نے کہا۔

''یقینی طور پر... اِس بار کوئی اور ساتھ آئے گا۔ سب کو خبردار کر دو۔''

''اُستاد سی مون! کیا آپ کو کسی پر شک ہے؟'' تاجر حسن نے پوچھا۔

''ہاں! سلیمان شاہ کے بیٹے ارطغرل پر...'' سی مون نے جواب دیا۔

''اُس نے بڑے بڑے کام کیے ہیں، اُس نے سالوں کے تجربہ کار اُورال کو نقصان پہنچایا ہے۔

ہمیں اُس کے خلاف فوری کارروائی کرنا ہوگی۔'' تاجر حسن نے مشورہ دیا۔

''حسن! تمھارا کام خود کو مسلمان ظاہر کرنا ہے۔''

''جیسے آپ کا حکم، اُستاد سی مون!'' حسن نے ادب سے کہا اور ضروری اقدامات کے لیے سرائے سے باہر چلا گیا۔

ضروری کام نبٹا کر جب سی مون تہ خانے سے باہر آیا، راہداری میں اُس کی ملاقات ماریہ سے ہو گئی۔ اُس کے ساتھ سپاہیوں نے کسی زخمی سپاہی کو اُٹھایا ہوا تھا۔

''بھائی! ارطغرل کا سپہ سالار نور گل ہمیں رستے میں ملا ہے۔ میں نے سوچا، شاید یہ آپ کے کسی کام آ سکے۔ جیسا کہ آپ توقع کر رہے تھے، اُورال نے تمام سپاہیوں کو قتل کر کے گھوڑا گاڑی پر لدا مال بھی جلا دیا ہے۔ اب وہاں لاشوں اور راکھ کے سوا کچھ باقی نہیں بچا۔''

''شاباش ماریہ! میں نے تمھاری اچھی پرورش کی ہے۔ تم ہر مشکل میں اپنا حق ادا کر دیتی ہو۔ اسے ابھی کمرے میں لے جاؤ، اس کی جان بچانے کی کوشش کرو۔ یہ ہمارے لیے بہت اہم ثابت ہو سکتا ہے۔'' اُس نے ماریہ کو بھیج دیا اور پھر فلپ کی جانب متوجہ ہوا:

''فلپ! تم ابھی قائی قبیلے جاؤ، ارطغرل صاحب سے ملو۔ اُنھیں بتاؤ کہ ہمیں اُن کا سپہ سالار شدید زخمی حالت میں ملا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ آدمی بھیج کر میدان میں بکھری ہوئی لاشیں بھی یہاں منگوا لو۔''

''جیسے آپ کا حکم، اُستاد سی مون!''

''ارطغرل کو یقین ہو جانا چاہیے کہ ہم اُس کی سرداری کا احترام کرتے ہیں اور اُس کے خیر خواہ ہیں۔''

''مجھے نور گل کے قریب یہ خنجر بھی ملا ہے۔'' اُسی وقت ماریہ نے واپس آ کر ایک خنجر سیمون کی طرف بڑھا دیا۔

''اِس کے دستے پر چاوودار قبیلے کا نام کندہ ہے۔ اِس حملے کا ثبوت آپ کے ہاتھ میں ہے، اب آپ اُورال سے بلی اور چوہے کا کھیل کھیل سکتے ہیں۔''

''صرف اُورال کے ساتھ نہیں بلکہ سلطان کے جاسوس ارطغرل کے ساتھ بھی۔'' سی مون نے قہقہہ لگایا۔

اُسے یہ خبر مل چکی تھی کہ ارطغرل نے پیٹروچو کے ٹیمپلر قلعے میں طیطوش اور صلیبیوں کو قتل کیا تھا، سی مون کو یقین ہوگیا تھا کہ ارطغرل ہی وہ جاسوس ہے جس کی اُنھیں تلاش تھی۔

معاملہ ابھی گرم تھا۔ سی مون نے قالین خریدنے والے تاجر ریکاردو کو بھی سرائے میں بلا لیا اور اطلاع دی:

''تمھارے سارے قالین جل گئے ہیں، تمھارے دونوں آدمی بھی مارے گئے ہیں۔ اُن کی لاشوں کو تھوڑی دیر میں یہاں لایا جا رہا ہے۔''

''ارطغرل...'' ریکاردو چونکا۔

''اُس نے زبان دی تھی کہ تمھارا مال اُس کی حفاظت میں جائے گا، وہ تمام نقصان پورا کرنے کا ذمہ دار ہے۔'' سی مون نے اُسے تسلی دی۔

-☆-

نورگل کے زخمی ہونے کی خبر ملتے ہی ارطغرل، عارف صاحب کے ساتھ سرائے روانہ ہوگیا۔ بابر بھی اُن کے ساتھ تھا۔ جیسے ہی ارطغرل سرائے میں پہنچا، ریکاردو اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس کی طرف بڑھا:

''ارطغرل صاحب! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میرا مال بحفاظت قسطنطنیہ پہنچائیں گے۔ اب کیا ہوا... میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔''

اُس وقت سی مون اور اُورال بھی وہیں تھے۔

''میرا سپاہی زخمی ہے اور مجھے پہلے اُسے دیکھنا ہے، پھر ہم بات کرتے ہیں۔'' ارطغرل آگے بڑھنے لگا تو ریکاردو نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''تم میری بات سنو گے، ترک...! تم میرے تین سو سونے کے سکوں کے مقروض ہو۔''

ساتھ ہی اُس نے ارطغرل پر تلوار نکال لی۔ ارطغرل نے اُسے جھٹکا دیا تو وہ زمین پر جا گرا۔

''میں قائی قبیلے کے سردار سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل ہوں! میں ہمیشہ اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں۔ تمھیں وہ سونا واپس مل جائے گا۔'' ارطغرل نے اُس کی گردن سے تلوار اُٹھالی۔

''ارطغرل صاحب! جو ہوا اُس کا افسوس ہے۔ اگر چہ اِس بے انصاف بازار کی دُنیا میں آپ میرے حریف ہیں مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے دُکھ ہوا۔'' اُورال نے اظہار افسوس کیا۔

''ارطغرل صاحب! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں آپ کے لیے جو بھی کر سکا، کروں گا۔'' سی مون نے اُسے اپنی مدد کا یقین دلایا۔

''اُستاد سی مون! میں آپ کی نیکی کبھی نہیں بھولوں گا۔ میرا سپاہی کہاں ہے؟''

''میری بہن ماریہ اُس کی دیکھ بھال کر رہی ہے۔ فکر نہ کریں... فلپ! ارطغرل صاحب کو نور گل کے پاس لے جاؤ۔ میں بھی اپنا کام ختم کر کے آپ کے پاس آتا ہوں۔'' سی مون کا حکم ملتے ہی فلپ اُسے لے کر آگے بڑھ گیا۔ جلد ہی وہ نور گل کے پاس تھے۔

کمرے میں جاتے ہی عارف صاحب نے اُس کا علاج شروع کر دیا۔

''اِن کی پیٹھ اور بازو پر تلوار کے وار لگے ہیں، بد قسمتی سے ایک بڑا وار اِن کے پیٹ پر ہوا ہے۔'' ماریہ نے بتایا۔

''اِن کے اندرونی اعضاء کو زیادہ نقصان نہیں ہوا مگر خون کافی بہ گیا ہے۔'' ماریہ کی باتیں سن کر عارف صاحب نے چونک کر دیکھا تو وہ بولی:

''میں یروشلم کی صلیبی جنگ میں طبّی خدمات دے چکی ہوں، اگر آپ کہیں تو میں آپ کی مدد کروں؟''

''مجھے مزید کپڑا دے دیں اور گرم پانی بھی، آگ بھی تیز کر دیں تا کہ میں ان کے زخم کو جلدی سے داغ دوں۔''

''نور گل کیسے ملا آپ کو؟'' ارطغرل نے ماریہ سے پوچھا۔

''نور گل مجھے ملا تھا ارطغرل صاحب۔ میں کاراجا ئیسار جا رہی تھی۔''

''خاتون! آپ کاراچا ئیسار قلعے میں کیا کرنے جا رہی تھیں؟'' ارطغرل چونکا۔

''ہمیں اپنے گورنر سے ترسیلات جمع کرنا تھیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا، یہ مجھے رستے میں ملے۔''

''کیا آپ کو یقین ہے کہ میرے باقی سپاہی سب مارے گئے؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

''میں نے بتایا کہ میں جنگ میں طبّی خدمات سرانجام دے چکی ہوں، مجھے زندہ اور مردہ کی بہت اچھی طرح پہچان ہے۔''

''حضور! یہ سچ کہہ رہی ہیں۔ اِنھوں نے سب کچھ بروقت اور صحیح طور پر کیا۔'' عارف صاحب نے تصدیق کردی۔

''میرے باقی سپاہی کہاں ہیں؟''

''بھائی سی مون نے اُنھیں واپس لانے کے لیے محافظ بھیجے ہیں تاکہ وہ بھیڑیوں کی خوراک نہ بن جائیں۔ وہ سرائے سے باہر ایک مال گاڑی پر ہیں۔ اُن کے ساتھ جو کچھ ہوا، مجھے اُس کا بہت دُکھ ہے۔'' ماریہ نے اظہارِ افسوس کیا۔

''حضور! آپ جائیں، میں سنبھال لوں گا۔'' عارف صاحب نے ارطغرل کو واپس بھیج دیا۔

ارطغرل عمارت سے باہر آیا تو بابر شہیدوں کی لاشوں کے پاس موجود تھا۔ اُنھوں نے شہیدوں کے حق میں دُعا کی، پھر ارطغرل بولا:

''جن غدار بیوپاریوں نے یہ کیا، ہم اُنھیں تلاش کریں گے۔ اُنھیں کتے سے بھی بدتر موت ماریں گے۔'' اُسی وقت سی مون بھی اُن کے پاس آ گیا۔

''ارطغرل! اِس کے مرتکب یقیناً انسان نہیں ہو سکتے۔ صرف چند قالینوں کی خاطر اُن نیچ لوگوں نے اتنے سارے بہادر لوگوں کو زندہ کاٹ ڈالا۔ اِس جرم کا اُن سے حساب لینا میرا بھی فرض ہے جیسا کہ آپ کا۔ اُنھوں نے میرے بازار کی ساکھ کو بھی خراب کیا ہے۔''

''اُستاد سی مون! آپ اور کیا جانتے ہیں؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

''ماریا کے مطابق اُنھوں نے جگہ کو بکھیر دیا تھا۔ اُن کے بھی بہت سے آدمی مرے ہوئے تھے۔

میری بہن نے بتایا کہ ہر طرف خون ہی خون تھا۔''

''کون ہیں وہ...کیا آپ اس کے علاوہ بھی کچھ جانتے ہیں؟ اُستاد سی مون! اُن قاتلوں کی لاشیں کہاں ہیں؟''ارطغرل نے سوال کیا۔

''وہ اپنی لاشیں پیچھے چھوڑ کر نہیں گئے،اُنھوں نے قالینوں کو بھی آگ لگادی۔''

''پھر وہ چور نہیں ہیں...''

''بالکل...ارطغرل صاحب!یقیناً کوئی آپ سے بدخواہ ہے لیکن اُورال پر کبھی شک نہ کیجیے گا۔کل رات وہ اپنے قبیلے میں تھا۔اُس کا بھائی آلیار اِس بات کی تصدیق کردے گا۔وہ اِس حد تک نہیں جاسکتا کہ ایسا ظلم کرے۔''

اُس کے بعد ارطغرل واپس عارف صاحب کے پاس آ گیا۔

''ماریہ نے نور گل کا اچھی طرح خیال رکھا ہے،اگر یہ بروقت مدد نہ کرتی تو نور گل کافی پہلے مر چکا ہوتا۔باقی سب اللہ پاک پر ہے۔ہم اسے فی الحال قبیلے نہیں لے جاسکتے،اگر اسے یہاں سے ہلایا گیا تو اِس کے زخم بگڑ سکتے ہیں۔''

''ارطغرل صاحب!میں اِن کا خیال رکھوں گی،آپ بے فکر رہیں!میں اِن کی ہر چیز کا خیال رکھوں گی۔''ماریہ نے یقین دلایا تو ارطغرل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تینوں باہر آ گئے۔

''بابر!تم نور گل کے پاس رہو گے۔ہم نہ تو اِس عورت اور نہ یہاں کسی دوسرے پر بھروسہ کرسکتے ہیں۔''ارطغرل نے بابر کو حکم دیا۔

''حضور!اگر اِس سرائے میں یحییٰ ہوا تو؟''عارف صاحب نے خدشہ ظاہر کیا۔

''اگر سیمون ہی یحییٰ ہے تو ہمارا اعتماد جیتنا چاہتا ہے،مجھے اُسی پر شک ہے۔میں نور گل کو یہاں اِس لیے چھوڑ رہا ہوں تا کہ اُسے یہی تاثر ملے کہ مجھے اُس پر شک نہیں۔جب تک حقیقت سامنے نہیں آجاتی، یہ کھیل جاری رہے گا۔''

''اور بھائی!ہمارے سپاہیوں پر حملہ کرنے والے کون ہیں؟''بابر نے سوال کیا۔

''بابر! ہم اُن کے پیچھے جا رہے ہیں۔ تم غلام فروش کرستان کا پیچھا کرو، وہ ہمیں یحییٰ تک لے جائے گا۔'' ارطغرل بابر کو سمجھا رہا تھا کہ سی مون بھی آ گیا۔

''سپاہی بابر، نور گل کے ساتھ رہے گا۔ میں آپ کے کمرے اور خدمات کے لیے سونا دینا چاہتا ہوں۔''

''اِس کی ضرورت نہیں۔'' سی مون بولا۔

''آپ کے ساتھ جو بھی ہوا، اُس کا ذمہ دار میں بھی ہوں۔ نور گل میری بہن ماریہ اور میرا خاص مہمان ہے، فکر نہ کریں۔''

''شکریہ!'' ارطغرل نے کہا اور سرائے سے باہر آ گیا۔

ابھی وہ کچھ دُور گئے تھے کہ ارطغرل کو اپنے تعاقب کا احساس ہو گیا، اُن کا پیچھا کرنے والا کوئی مفلوک الحال فقیر تھا۔ ایک موڑ پر ارطغرل نے اُسے قابو کر لیا۔

''تم کیا چاہتے ہو؟''

''میرا کوئی غلط ارادہ نہیں ہے۔'' وہ گھبرا گیا۔

''ایک آدمی نے آ کر مجھے سونا دیا۔''

''وہ تم سے کیا چاہتا تھا؟''

''ارطغرل صاحب کو بتاؤ کہ اگر وہ حقیقت جاننا چاہتے ہیں تو 'کورپینار' آ جائیں۔''

''چلو جاؤ۔'' ارطغرل نے اُسے چھوڑ دیا۔

''حضور! یہ کس قسم کی چال ہے؟ اِس منحوس بازار کے ہر کونے سے سازش کی بو آ رہی ہے، یقیناً آپ کو کوئی اپنے جال میں پھنسانا چاہتا ہے۔''

''عارف صاحب! اُن کے ارادے مجھے مارنے کے نہیں، وہ مجھے اُن کے مقابل لانا چاہتے ہیں جنھوں نے میرے سپاہیوں کو قتل کیا۔'' ارطغرل نے خیال ظاہر کیا۔

''اب آپ کیا کریں گے حضور؟'' عارف صاحب کے لہجے میں تشویش تھی۔

''حقیقت جاننے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔'' ارطغرل نے گہری سانس لی۔ اُس نے عارف صاحب کو قبیلے بھیج دیا تا کہ وہ شہید سپاہیوں کی تدفین کے انتظامات کرا سکیں اور خود سپاہیوں کے ساتھ 'کور پینار' روانہ ہو گیا۔ وہ ہر حال میں مسئلے کا حل چاہتا تھا۔

ارطغرل جب اپنی منزل پر پہنچا تو اُسے وہاں بلانے والوں کی لاشیں پہلے سے منتظر تھیں، کوئی اُس سے پہلے ہی اُن دونوں کا خاتمہ کر چکا تھا۔

ارطغرل نے چاروں طرف کا جائزہ لیا لیکن اُسے کسی شخص کا سراغ نہ ملا، چناں چہ اُس نے اپنا گھوڑا واپس موڑ لیا۔ ابھی ارطغرل نے مختصر فاصلہ طے کیا تھا کہ اُس کا سامنا آلیار سے ہو گیا۔ ارطغرل، آلیار سے واقف نہیں تھا۔ اُس نے قریب گھوڑا روکا تو آلیار نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور بولا:

''میں قائی قبیلے جانا چاہتا ہوں، کیا آپ کو رستہ معلوم ہے؟''

''آپ کو قبیلے میں کس سے ملنا ہے؟'' ارطغرل چونکا۔

''میں ارطغرل صاحب کے لیے ایک پیغام لے کر جا رہا ہوں۔''

''کس کی طرف سے؟''

''جناب! اِس سے آپ کا کیا تعلق؟''

''میں ہی ارطغرل ہوں! اب مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں؟''

''میں چاوودار قبیلے کے جاندار صاحب کا بیٹا ہوں، میرا نام آلیار ہے۔''

''کیا بات ہے؟'' ارطغرل گھوڑے سے اُتر آیا۔

''بتائیں مجھے۔''

''جاندار صاحب آپ کو اہل خانہ سمیت گھر دعوت پر بلانا چاہتے ہیں۔''

''ہمارے بہت سے بہادر شہید ہو چکے ہیں، ہم سوگ میں ہیں۔ اپنے بابا کو میرا اسلام اور محبت کا پیغام دینا، پھر کسی وقت اِن شاء اللہ ملاقات بھی ضرور ہو گی۔'' ارطغرل واپس گھوڑے کی طرف بڑھا۔

''ارطغرل صاحب! بابا آپ کا اُورال پر شک دُور کرنے کے لیے دعوت پر بلا رہے ہیں۔ وہ نہیں

چاہتے کہ دو ترک قبائل آپس میں دست وگریبان ہوں۔'' آلیار بولا۔

''کیا کل رات اُورال صاحب قبیلے میں تھے؟'' ارطغرل نے سوال کیا۔

''جی حضور! وہ قبیلے میں ہی تھے۔ میرے بابا، اصلا حان بہن اور بھابی... ہم سب نے شام کا کھانا مل کر کھایا۔ ہم نے باتیں کر کے وقت گزارا۔ میں کافی وقت سے دمشق میں زیرِ تعلیم تھا۔ مجھے قبیلے میں آئے بس کچھ ہی وقت ہوا ہے۔ میں اُن کا شکرگزار ہوں کہ اُنھوں نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ ارطغرل بھائی! میں جانتا ہوں کہ میرے بھائی نے آپ کے گاہکوں کو خراب کیا، میں آپ کے شبہات کو بھی سمجھتا ہوں۔ لیکن آپ بھی یاد رکھیں کہ یہ سب میرے بھائی نے نہیں کیا، وہ اِس حد تک ہرگز نہیں جا سکتا۔''

''کیا یہی وجہ ہے کہ آپ کے بابا نے مجھے کھانے پر بلایا ہے، میرے دِل کو بہلانے کے لیے۔''
ارطغرل نے اُس کی طرف غور سے دیکھا۔

''اِس حادثے سے پہلے ہی بابا نے کہا تھا کہ وہ آپ کو بلانا چاہتے تھے۔ وہ آپ کی بہت عزت کرتے ہیں، اِسی وجہ سے اُنھوں نے کسی سپاہی کو نہیں بلکہ اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ ہر ایک کی طرح وہ بھی جانتے ہیں کہ آپ ایک بڑے سپاہی اور شفاف آدمی ہیں۔''

''جاندار صاحب سے کہنا، میں کل ان کا مہمان ہوں گا۔''

ارطغرل نے دعوت قبول کر لی تو آلیار خوشی خوشی وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اُس نے ارطغرل سے پہلے پہنچ کر وہ خنجر اُن لوگوں سے چھین لیا تھا جسے وہ ثبوت کے طور پر اُسے دینا چاہتے تھے۔ آلیار کے اِس اقدام کا مقصد دو قبیلوں کو ایک بڑی لڑائی سے بچانا تھا، وہ خود اِس معاملے کی تحقیق کر کے سراغ لگانا چاہتا تھا۔

-☆-

اُورال اب بہت مطمئن تھا۔ سردار جاندار نے چاوودار قبیلے کی تجارت کی ذمہ داری اُسے سونپ دی تھی، اب قبیلے کی حفاظت کا ذمہ دار بھی وہی تھا۔ آلیار کو اوطاق کے معاملات دے دیئے گئے تھے جبکہ اصلا حان کو گھر کے کاموں تک محدود کر دیا گیا تھا۔

اُورال اُس وقت اپنے خیمے میں تھا، جب باتو خان اُس کے پاس آ گیا۔

''کیا تمھیں اپنا گمشدہ خنجر مل گیا؟'' اُس نے باتو خان سے سوال کیا۔

''جی نہیں حضور! مجھے اپنا خنجر نہیں مل سکا۔'' باتو خان کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

''تم اپنا خنجر سنبھال کر نہیں رکھ سکتے اور خود کو سپاہی کہتے ہو۔'' اُورال نے اُسے ایک تھپڑ رسید کیا۔

''اگر وہ خنجر کسی کے ہاتھ لگ گیا تو جانتے ہو، قیامت برپا ہو جائے گی۔''

اُسی لمحے خیمے کا پردہ ہٹا اور آلیار اندر آ گیا۔ اُس نے اُن دونوں کو غور سے دیکھا اور پھر خنجر کو درمیان میں پڑے لکڑی کی میز میں پیوست کر دیا۔

''بھائی! کیا آپ کو اِس کی تلاش تھی؟'' اُن دونوں کے منہ حیرت سے کھلے رہ گئے تھے۔

''قائی سپاہیوں کا جو خون آپ نے بہایا، ابھی تک تازہ ہے۔ اِس خنجر کو صاف کریں تاکہ اپنے اندر کی غلاظت بھی صاف کر سکیں۔'' آلیار نے کہا اور غصّے سے واپس چلا گیا۔ اُورال اُسے پکارتا ہوا پیچھے گیا اور سخت لہجے میں بولا:

''اور کتنے الزامات تم مجھ پر لگانا چاہتے ہو؟ بہت ہو گیا۔'' اُس نے آلیار کو ایک گھونسا رسید کر دیا۔

''تم کیا جانتے ہو، اِس معاملے کے بارے میں؟ مجھے بتاؤ تا کہ میں تمھارا وہم دُور کر سکوں۔''

''بھائی! آپ نے جو کیا، میں اور بابا جانتے ہیں۔''

اُسی وقت سردار جاندار بھی وہاں آ گیا اور دونوں کو جھڑک کر ایک دوسرے سے دُور کیا۔ اُس نے دونوں کو اپنے خیمے میں طلب کر لیا تھا۔

''بہت ہو گیا بابا... آلیار کی باتوں پر کیا آپ نے بھی یقین کر لیا ہے؟ میں کب تک اپنی بہن اور بھائی کے جھوٹ برداشت کرتا رہوں گا۔''

''اُورال! میں تمھارے ہر نیچ منصوبے کے بارے میں جانتا ہوں، یہ بھی جانتا ہوں کہ اب تم ایک قابل آدمی نہیں رہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم میرے قبیلے کے سب سے بڑے دشمن ہو۔ اگر تم میری پہلی اولاد نہ ہوتے تو میں تمھیں کب کا مار چکا ہوتا۔ آلیار نے تمھاری جان بچائی ہے، اِس نے باتو خان کا خنجر تلاش کر کے اور ارطغرل کو اُس تک پہنچنے سے روک کر دونوں قبیلوں کو تباہی سے بچا لیا ہے۔ اُورال! ارطغرل تمھاری طرح بے وقوف نہیں۔ دُعا کرو، میں اُسے یقین دلا سکوں کہ تم بے قصور ہو۔ جب وہ لوگ یہاں آئیں تو اپنی بیوی کے ساتھ جتنا ہو سکے، اُنھیں سہولت دو۔ تم اُنھیں وہ عزت دو گے جس کے وہ مستحق ہیں... سمجھ گئے؟'' سردار جاندار نے سختی سے ہدایت کی۔

جواباً اُورال نے اپنا غصہ قابو کرتے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھا اور واپس چلا گیا۔

-☆-

ارطغرل کو رُخصت کر کے سی مون واپس ماریہ کے پاس آیا تو وہ نور گل کی تیمارداری میں مصروف تھی۔ نور گل بستر پر بے سدھ پڑا تھا، اُس کی حالت ابھی بھی ٹھیک محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

''کیا یہ زندہ رہے گا؟''

''یہ زندہ رہے گا بھائی! میں نے اپنی زندگی میں عارف سے زیادہ ماہر طبیب آج تک نہیں دیکھا۔ اُس نے آبِ حیات کا اثر رکھنے والی دوائیوں سے اِس جنگجو کا علاج کیا اور بہت ہی مہارت سے اِس کے

زخموں کو سیا ہے۔"

"زبردست! میں بھی اِس کو زندہ رکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے اپنے شک کو یقین میں بدلنا ہے کہ ارطغرل اِس سرزمین پر سلطان علاؤالدین کا آدمی ہے۔ مجھے ارطغرل کی حقیقت جاننے کے لیے نورگل کو استعمال کرنا ہے۔ ہمیں اسے ہر قیمت پر سرائے میں رکھنا ہے۔ جب یہ ٹھیک ہو جائے تو ضرورت پڑنے پر تم اس سے تعلقات بھی بڑھاؤ۔ اِسے اپنا بنالو، اِس کے ساتھ تعلق بناؤ تا کہ جو معلومات مجھے درکار ہیں، اِس سے مل سکیں۔" سی مون نے ہدایت کی۔

"فکر نہ کریں اُستاد سی مون!"

"فلپ! میرے ساتھ آؤ۔ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔"

سی مون نے قریب کھڑے فلپ کو اشارہ کیا۔ جلد ہی سی مون کو یہ خبر مل گئی کہ جس شخص نے ارطغرل کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ خنجر اُڑا لیا، وہ سردار جاندار کا بیٹا آلیار تھا... سی مون کو اپنے عظیم استاد پیٹروچو کی وہ ڈائری بھی مل گئی تھی جس میں ارطغرل کے بارے میں تمام معلومات درج تھیں، یہ معلومات اُستاد پیٹروچو نے خود لکھی تھیں۔

"تو کیا کھیل کھیلنا چاہتا ہے آلیار... ایک بہادر دُشمن جو لڑائی کے ساتھ ساتھ اتنا ذہین بھی ہو کہ آپ کے منصوبوں کو جانچ لے، تو کیا اُس سے بھی زیادہ کوئی خطرناک ہوگا؟ ہمارے منصوبے برباد ہو گئے، لعنت ہو اُن پر۔" وہ غصّے سے چلّایا۔

"اُستاد سی مون! اب ہم کیا کریں گے؟" فلپ نے پوچھا۔

"ہم ارطغرل کو اُس کے سپاہیوں کے قاتل دیں گے۔ ہمیں دو مسلمان قبیلوں کو ایک دوسرے سے لڑانا ہے، یہ خون بہنا شروع ہو گیا تو کوئی اِسے روک نہیں سکے گا۔"

"اُستاد سی مون! وہ تو ٹھیک ہے لیکن ہمارے پاس واحد چیز وہ خنجر تھا جسے ہم نے کھو دیا۔" تاجر حسن نے کہا۔

"پیارے پیٹروس! تم غلطی پر ہو، ہمارا سب سے بڑا ہتھیار اُورال کا غصہ ہے۔ یہ غصہ اُس کے

قبیلے کا خاتمہ کر دے گا۔ آلیار کا خیال ہے کہ وہ اِس جنگ کو روک سکتا ہے مگر جنگ تو پہلے ہی شروع ہو چکی۔"

سی مون دیر تک سرائے کے تہ خانے میں اپنے ساتھیوں سے مشاورت کرتا رہا۔ ماریہ، فلپ اور چند اہم صلیبی جنگجو بھی اُس اجلاس میں شامل تھے۔

"انطا کیہ کے علاقے میں ایک صلیبی اُستاد پیٹرو چو نے اِس کتاب میں ارطغرل کے بارے بہت اہم معلومات چھوڑی ہیں۔ اپنی بہادری، ہمت اور اپنے پیغمبر علیہ السلام کے مذہب پر پختہ ایمان سے... کم سے کم اُنھوں نے ہمیں یہ دکھایا ہے کہ وہ ایک عظیم ٹیمپلر سورما اور ایک قابل حریف تھے لیکن بات صرف اتنی نہیں، ہمیں اِس کتاب کو مکمل کرنا ہے۔ فی الحال ہمیں نہیں معلوم کہ ارطغرل، سلطان علاؤالدین کے لیے کام کرتا ہے یا نہیں، اور کیا وہ اِن سرزمینوں پر سلطان کا جاسوس بن کر آیا ہے؟ کل ہمیں یہ سب پتہ چل جائے گا۔ پیغام رساں کرستان میرے پاس آؤ۔" سی مون نے اشارہ کیا تو کرستان اپنے جگہ سے آگے بڑھا اور اُس کے مقابل آ کھڑا ہوا۔

"اب تم ہمارے بیچ ایک صلیبی جنگجو کے طور پر کام کرنے والے ہو۔ بطور جنگجو تمھارا پہلا کام ارطغرل کا خاتمہ ہے، اِس کے لیے اگر ضرورت پڑے تو خود کو قربان کر دینا۔"

"اُستاد سی مون! میں ہمیشہ آپ کے لیے وفاداری سے کام کروں گا۔"

"بازار سے جاسوس کو پکڑنے کے لیے میں جانتا ہوں، تمھیں سامنے آنا پڑے گا، جب تم 'میڈیل' روانہ ہو گے، وہ یقیناً تمھارے پیچھے آئے گا... یہ جاننے کے لیے کہ میں کون ہوں؟ وہ تمھیں پکڑ کر تم سے بات کرنا چاہے گا۔ یہ یقینی بنانے کے لیے کہ ارطغرل سلطان کا جاسوس ہے، ہم ایک جال بچھائیں گے۔ صلیبی جنگجو کے طور پر تمھارے پہلے فرض میں فلپ تمھارے ساتھ ہو گا۔ خداوند تمھیں سلامت رکھے۔"

-☆-

قبیلے واپس آتے ہی ارطغرل نے عارف صاحب کو اپنے پاس خیمے میں بلا لیا، وہ اُن سے تازہ صورت حال پر مشاورت کرنا چاہتا تھا۔ قبیلے کی دیکھ بھال بھی اُن دِنوں عارف صاحب کے ذمہ تھی۔ وہ

لوگوں کا حوصلہ بڑھا کر اُنھیں ان مشکل حالات سے لڑنے کی ترغیب دیتے رہے تھے۔

''جس کسی نے بھی ہمارے سپاہیوں کو شہید کیا ہے، وہ ہم سے پہلے کور پینار پہنچ گیا۔ وہ بازار تک ہمارا تعاقب کرتے رہے۔ عارف صاحب! وہ ہمارے اردگرد ہر طرف ہیں۔'' ارطغرل نے بتایا۔

''بظاہر یہ کوئی ایسا تھا جسے حقیقت سامنے آنے کا خوف تھا اور جس سے وہ مصیبت میں پڑ سکتے تھے۔''

''عارف صاحب! مجھے جاندار صاحب کے بیٹے اُورال پر شک ہے۔ ہمارے قالینوں کا فروخت ہو جانا اُسے ہضم نہیں ہوا، وہ ہمیں اِن سرزمینوں پر نہیں دیکھنا چاہتا۔'' ارطغرل نے اپنا شک ظاہر کیا۔

''اِن شاء اللہ! اُورال صاحب اتنے بزدل نہیں ہوں گے کہ سونے کے چند سکوں کے لیے اپنے بھائیوں کا خون بہائیں۔'' عارف نے کہا۔

''بات صرف اتنی نہیں، جاندار صاحب نے اچانک ہمیں اپنے قبیلے میں دعوت دی ہے اور دعوت کا پیغام اُنھوں نے خصوصی طور پر اپنے بیٹے آلیار کے ہاتھ بھجوایا ہے۔'' ارطغرل نے بتایا۔

''وہ دونوں قبیلوں کو لڑائی سے بچانا چاہتے ہیں، اُن کا مقصد آپ کا شک دُور کرنا ہے۔ اُنھوں نے اپنے بیٹے کو اِسی لیے بھیجا ہے کہ اُن پر اعتماد کرتے ہوئے اُن کی دعوت قبول کر لیں۔'' عارف صاحب نے جواب دیا۔

''عارف صاحب! ہم اُن کی دعوت قبول کرتے ہوئے چاوودار قبیلے میں ضرور جائیں گے، لیکن ہم اِس معاملے کی جڑ تک بھی جائیں گے۔ ہم اپنے سپاہیوں کی شہادت کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ ہم یہ بات کبھی بھی برداشت نہیں کریں گے کہ کوئی ہمارے قبیلے کے رزق پر ڈاکہ ڈالے۔ اگر اِس سب میں اُورال کا ہاتھ ہوا اور جاندار صاحب انصاف نہ کر سکے تو ہم پھر اپنی عدالت قائم کریں گے۔'' ارطغرل نے فیصلہ سنا دیا۔

اگلے روز ارطغرل، حلیمہ سلطان اور حائمہ خاتون کے ساتھ چاوودار قبیلہ پہنچ گیا۔ عارف صاحب، سپاہی صفدر اور عبدالرحمٰن بھی اُن کے ساتھ تھے۔

اُن کا استقبال کرنے کے لیے اُورال کے علاوہ سردار جاندار اپنے تمام اہل خانہ کے ساتھ موجود تھا۔ اُنھوں نے کسی بادشاہ کی طرح ارطغرل کا استقبال کیا۔ سردار جاندار نے گرم جوشی سے اُن کو خوش آمدید کہا، پھر ارطغرل نے حائمہ خاتون، حلیمہ سلطان اور عارف صاحب کا اُن سے تعارف کروایا۔

اِس کے بعد سردار جاندار نے بھی اپنے اہل خانہ کا تعارف کروایا اور محبت سے اُنھیں مرکزی خیمے کے اندر لے گئے۔ جلد ہی دستر خوان سجا دیا گیا اور سب لوگ کھانا کھانے لگے۔

''ارطغرل صاحب! ہم اِس سانحے پر آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں، اُنھیں تلاش کرنے اور سزا دینے کے لیے میں آپ کے ساتھ ہوں۔'' سردار جاندار نے کہا۔

''میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کے شہیدوں سے ہمیں گہرا صدمہ ہوا، ارطغرل صاحب! یہ سرحدی علاقہ ہے۔ اُس کی حفاظت نہ تو سلجوق سلطنت کے لیے اہم ہے اور نہ صلیبیوں کے لیے... یہاں امن ہمیں اپنے ہی دم پر قائم کرنا ہوگا۔'' آلیار نے بھی اظہارِ خیال کیا۔

''ہم اِس سرزمین پر اللہ کا نظام کرنے کے لیے ہی تو آئے ہیں۔ ہماری ریاست اپنی سرزمین کے ایک چپے سے بھی غافل نہیں۔ اِن شاء اللہ! سلطان علاؤالدین کیقباد بہت جلد اِس سرزمین پر اپنے عظیم لشکر کے ساتھ تشریف لائیں گے اور فتح کا پرچم لہرا کر امن قائم کریں گے۔'' ارطغرل کی بات سن کر سب نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔

''ہم سب اُس مبارک دن کے منتظر ہیں۔''

''اِن شاء اللہ! وہ وقت زیادہ دُور نہیں، اِس وقت چوروں کو ڈھونڈنا اور امن و امان قائم کرنا ہمارا فرض ہے۔'' ارطغرل نے کہا۔

''جب تک وہ مبارک دن آتا ہے... اپنے مذہب، عزت اور مال کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔'' عارف صاحب نے بھی اظہارِ خیال کیا۔

گفتگو جاری تھی کہ دروازہ کھلا اور اُورال اندر آ گیا۔ اُس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سب کو سلام کیا:

''کیا مجھے اجازت ہے؟''

''آئیں اُورال صاحب! بیٹھیں۔'' سردار جاندار نے اشارہ کیا تو وہ آگے بڑھ کر اپنی خالی نشست پر بیٹھ گیا۔ ارطغرل بغور اُس کی طرف دیکھ رہا تھا، اِس بات کو سب نے محسوس کیا تھا۔

''آپ کو بہت خوش آمدید ارطغرل صاحب۔''

''شکریہ...'' ارطغرل نے مختصر کہا۔

''میں تمھارا ہی انتظار کر رہا تھا۔'' سردار جاندار نے اُس کی طرف دیکھا۔

''بابا حضور! کوئی خاص مسئلہ ہے؟'' اُورال چونکا۔

''ارطغرل صاحب کہتے ہیں کہ اِن سرزمینوں پر امن قائم کرنا ہمارا فرض ہے اور اُن ڈاکوؤں کو سبق سکھانا بھی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اِس معزز اور بہادر قائی سردار کے ساتھ متحد ہو کر رہو۔ میں اس مقصد کے لیے واضح طور پر یہ پہلا قدم اُٹھانا چاہتا ہوں۔ وینس کو ہم سے پندرہ سو قالین چاہئیں۔ بہار سے پہلے اتنی بڑی تعداد میں قالین تیار کرنا آسان نہیں لیکن اگر دونوں قبیلوں کی خواتین ایک ہو جائیں تو اِس کاروبار سے ہر ایک کو فائدہ ہوگا۔''

''حضور! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟'' اُورال کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہماری دوستی کی شروعات کے لیے میں قائی قبیلے کو اِس کام کی پیش کش کرتا ہوں۔ میں نے جو کہنا تھا، کہہ دیا۔ اہم یہ نہیں کہ میں نے کیا کہا، بلکہ اہم یہ ہے کہ ارطغرل صاحب کیا کہتے ہیں؟''

سردار جاندار نے اپنی بات مکمل کر دی تو سب ارطغرل کی طرف دیکھنے لگے، اُورال کے چہرے پر اضطراب تھا۔

''جاندار صاحب! سب سے پہلے تو آپ کی اِس پیش کش نے ہمیں بہت عزت بخشی۔ ہمارا ہمیشہ یہ ایمان رہا ہے کہ روزی روٹی اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ جو ان کا وسیلہ بنتے ہیں، ہم اُن کے شکر گزار ہیں۔ آپ کی اِس پیش کش کا جواب دینے سے پہلے میں اپنے گھر والوں سے مشورہ کرنا چاہوں گا کیونکہ میرے فیصلوں میں اُن کا عمل دخل ہوگا۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں، ارطغرل صاحب! ہمارے قبائل کی یہ عمدہ روایت ہے۔ مردوں کا اپنی

عورتوں سے مشورہ کرنا عمدہ بات ہے۔ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ارطغرل صاحب اور اُن کے گھر والوں کی مہمان نوازی میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ آپ سوچ کر بتائیں، کل دیکھتے ہیں۔''

سردار جاندار نے کہا اور سب کھانے میں مصروف ہو گئے۔ اُورال کے چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ تھی جو ارطغرل کی آنکھوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی۔

کھانے کے بعد اُنھیں مہمانوں کے خیمے میں پہنچا دیا گیا۔ سردار جاندار نے اُن کے آرام کا ہر طرح خیال رکھا تھا۔ اُس رات وہ چاوودار قبیلے کے مہمان تھے۔ اپنے خیمے میں آکر ارطغرل، سردار جاندار کی پیش کش پر غور کرنے لگا۔

''قائی قبیلے کے لیے مشکل ترین وقت میں یہ پیش کش ہمارے لیے اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، لیکن مجھے ایک چیز کا تجسس ہے کہ اُنھوں نے یہ پیش کش ہمارے قبیلے کو کیوں دی؟'' حائمہ خاتون نے پوچھا۔

''امی جان! اُن کی اِس پیش کش سے دھوکہ مت کھائیں۔ جاندار صاحب نے یہ مہربانی بے کار میں نہیں کی، یہ ہمارے سپاہیوں کے خون کی قیمت ہے۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''بیٹا! کس خون کی قیمت... تم کیا بات کر رہے ہو؟'' حائمہ خاتون چونکیں۔

''ذرا غور کریں، ہمارے قالینوں کے جلنے سے کس کو فائدہ ہوا؟ کس کا کام بری طرح متاثر ہوا؟'' عارف صاحب نے اشارہ کیا۔

''ہماری قالینوں کو جلانے اور سپاہیوں کو مارنے کا مجھے اُورال پر شک ہے۔ جاندار صاحب نے اِس خواہش کا اظہار میرا شک دُور کرنے اور معاملے کو یہیں دفن کرنے کی نیت سے کیا ہے۔'' ارطغرل نے بتایا تو حائمہ خاتون نے فوراً اِس پیش کش کو مسترد کر دیا۔

''جاندار ایک بوڑھا شیر ہے۔ اُسے پتہ چل گیا ہے کہ نورگل اور اُس کے سپاہیوں پر حملہ اُورال کا کام ہے۔ وہ تنازع کو شروع ہونے سے پہلے ہی ختم کرنا چاہتا ہے۔ یہ فیصلہ اُس نے ہماری توجہ ہٹانے اور اپنے بیٹے کے اندر کی آگ جو اُن کے قبیلے کو بھی جلا دے گی، کو روکنے کے لیے کیا ہے۔'' ارطغرل نے

کہا تو حائمہ خاتون حیران رہ گئیں۔

''میرے سپاہیوں کو شہید کرنے والا اُورال ہے تو اُسے اِس کا حساب دینا ہوگا۔لیکن اگر جانڈار صاحب یہ جانتے ہوئے بھی اِس کھیل میں شامل ہیں تو ہمیں اپنی آنکھیں کھلی رکھنا ہوں گی۔''

''امی جان! ہمارے ہاتھ کوئی ثبوت نہیں ہے لیکن سب راستے اُورال کی طرف جاتے ہیں۔ جب تک ہم اِس کا ثبوت نہیں پالیتے، خاموش رہیں گے۔ یہ زمینیں ہماری سوچ سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''ارطغرل صاحب! اگر آپ یہ پیش کش قبول کرنے والے ہیں تو کم از کم مجھے امی جان کے ساتھ کام کا نگران مقرر کردیں۔ ہم کارخانے کو چولپان اور اُورال پر نہیں چھوڑ سکتے۔'' حلیمہ سلطان نے مشورہ دیا۔

''حلیمہ سلطان! کارخانے کی نگران تم ہی ہوگی۔ فی الحال ہماری اُن سے یہی واحد شرط ہوگی۔ پھر بعد میں، میں اُن سے اپنے شہیدوں کے خون کا حساب لوں گا۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

ارطغرل نے اُنھیں بھی جذبات سے ہٹ کر سوچنے کا مشورہ دیا۔ وہ اِس پیش کش کو قبول کرنا چاہتا تھا۔ اِس فیصلے کا اہم پہلو یہ بھی تھا کہ ارطغرل اِس کاروبار کی آڑ میں ہانلی بازار میں اپنے قدم جمانا چاہتا تھا، ہانلی بازار سازشوں کا گڑھ تھا۔

اُسی رات بابر ایک اہم اطلاع لے کر آ گیا۔

''بھائی! نئے قیدیوں کو لے کر غلام فروش تاجر کل 'ایازمنٹ گھاٹ' سے 'میڈیل' روانہ ہوگا۔''

''پھر ہم اُسے ایک اور غلام دیں گے۔ ہم اُسے تاجر کے لیے بطور دانہ استعمال کریں گے۔ وہ علاؤ الدین کے جاسوس کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔'' ارطغرل نے کہا۔

''بابر! ہم اُنھیں وہی دیں گے جو وہ چاہتے ہیں۔''

''کیا ہم اُنھیں آپ کو پکڑنے دیں گے؟'' بابر چونکا۔

''مجھے نہیں بابر! بلکہ جاسوس کو جو میری جگہ ہوگا۔''

''اِس سے جاسوس یحییٰ کا دماغ اُلجھ جائے گا۔ اُسے شک ہے کہ ارطغرل صاحب جاسوس ہیں۔''
عارف صاحب نے بابر کو سمجھایا۔

''ہاں! میں سمجھ گیا ہوں عارف صاحب، شک ارطغرل بھائی پر ہوگا لیکن پکڑ وہ مجھے لیں گے۔ پھر میں اُن سب کو اُلو بنادوں گا۔'' بابر فخر سے بولا۔

''تم نہیں بابر۔''

''پھر وہ کون خوش نصیب ہے بھائی؟''

''تم ہانلی بازار واپس جاؤ، وہ خود تمھیں ڈھونڈ لے گا۔'' ارطغرل نے بابر سمجھا کر واپس بھیج دیا۔

-☆-

اُورال غصّے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اُسے اپنے والد کے فیصلے سے شدید اختلاف تھا لیکن سردار جاندار نے اُس کی ایک نہ سنی تھی، بلکہ اُس نے سودے کے تمام اختیارات آلیار کو سونپ کر اُورال کو صرف اُس کی مدد کرنے تک محدود رکھا تھا۔ اِس بات سے اصلاحان بھی مطمئن تھی۔

''پرسکون ہو جائیں حضور! یہ بھڑاس اپنے سینے سے نکلنے دیں۔ آپ کو اپنے دوست کا اپنے دُشمن سے پتہ چلے گا۔'' چولپان خاتون نے اُسے پرسکون رہنے کا مشورہ دیا۔

''چولپان خاتون! یہ پتہ کرنے کے لیے مجھے بھاری قیمت چکانا پڑے گی۔ ارطغرل جیسے شکست خوردہ کو اپنے منافع میں شریک کرنا میرے لیے بھاری ہوگا، لیکن تمھیں پتہ ہے کہ اِس سے بھی برا کیا ہے؟ چاہے جو بھی حالات ہو جائیں، میں نے کبھی بھی اپنے بابا کو اتنا خوفزدہ نہیں دیکھا۔'' اُورال نے سر پکڑ لیا۔

''وہ خوفزدہ کیوں ہیں؟''

''جنگ اور خون بہانے سے...ایک شخص جس سے ہر کوئی یہاں کانپتا تھا، اُسے اب یہ نہیں پتہ کہ خوف کے ساتھ کیا کرنا ہے۔''

''ہم اِس شراکت داری کو کیسے روک سکتے ہیں؟'' چولپان خاتون نے پوچھا۔

''ہم نہیں روک سکتے! اب کھیل ہمارے ہاتھ سے نکل گیا ہے، لیکن سی مون اِس میں رکاوٹ ڈال سکتا ہے۔ سی مون، ارطغرل جیسے جنگجو کو ہمیشہ خطرہ سمجھتا ہے۔ جب اُسے پتہ چلے گا کہ ارطغرل اِس کام میں ہے تو وہ نہ صرف اُس کی جگہ بلکہ اُس کے لیے ایک بھی مشکوک جگہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ میرا انتخاب کرے گا۔'' اُورال نے اعتماد سے جواب دیا۔

سی مون اِن حالات میں اُس کے لیے مضبوط ترین سہارا ثابت ہو سکتا تھا۔

-☆-

بابر کو ہانلی بازار میں ملنے والا وہ شخص جس کا ذکر ارطغرل نے کیا تھا، روشان تھا۔ اپنے بھائی کو دیکھ کر بابر کا چہرہ خوشی سے کِھل اُٹھا تھا۔ ارطغرل نے روشان کو دُور دراز علاقے میں بھیجا تھا جہاں سے اُسے خاص طور پر واپس بلایا گیا تھا۔

نور گل کی حالت اب پہلے سے بہتر تھی، وہ بستر سے اُٹھنے کے قابل ہو گیا تھا۔ ماریہ اُس کا بہت خیال رکھ رہی تھی۔ نور گل کو ارطغرل کی ہدایت کے مطابق ابھی یہیں رُکنا تھا۔ ماریہ جب اُس کے لیے دوا لے کر کمرے میں گئی تو وہ کھڑکی کے پاس اُداس کھڑا تھا۔

''جب میرے اندر درد کی ایک ٹیس اُٹھتی ہے تو میں بھی اپنی کھڑکی سے باہر اُفق کو دیکھتی ہوں، جیسے دُور سے ایک گھوڑا آئے گا اور مجھے میری ساری پریشانیوں سے دُور لے جائے گا۔ میں نے تمھارے لیے تلسی کا شربت اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے، اِس سے تمھیں سکون ملے گا۔''

اُس نے گلاس نور گل کی طرف بڑھا دیا۔ نور گل نے شربت کا گلاس تھاما اور بستر پر بیٹھ گیا:

''میں نہیں جانتا کہ اب میں اَور کیا کیا دیکھوں گا؟ سب کے سب سیاہ مٹی میں چلے گئے۔ میں اُفق کو گھورتا ہوں لیکن مجھے صرف اپنا تلخ انجام نظر آتا ہے۔''

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور بابر نے اندر داخل ہوتے ہی سلام کیا۔

''میرے بھائی! کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟''

''وعلیکم السلام بابر...'' نور گل نے کہا تو ماریہ اُس کے پاس سے اُٹھ گئی۔

''اگر تم دوبارہ یہاں اِنھی چیزوں کی بات کرنے آئے ہو تو جان لو میری رائے وہی ہے۔'' نور گل نے اُس کے بولنے سے پہلے ہی اپنا فیصلہ سنا دیا۔

''میرے بھائی! تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا کافروں کی تلوار نے تمھاری روح کو چیر دیا ہے؟'' بابر حیرت سے اُسے دیکھنے لگا۔

''کافروں نے اپنی تلواروں سے میری روح کو نہیں چیرا بلکہ ارطغرل بھائی نے چیرا ہے۔ اُن کے فیصلوں کی وجہ سے ہم نے اپنے پیاروں کو کھو دیا۔ میرا دِل اب بھی شاہینہ کے غم سے نہیں نکلا۔ جب یہ بھی کافی نہ ہوا تو ہم نے اپنی سرزمینوں اور پیاروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اِس کے باوجود ہم ارطغرل صاحب کے ساتھ کھڑے ہیں جبکہ اُن کے اپنے بھائی اِس رستے پر اُن کے ساتھ نہ چلے، اور اُنھوں نے کیا کیا؟ صرف اپنا مال بیچنے کے لیے ہمیں دانہ بنا دیا۔ جب اُن کی جنگی کوتاہیاں کافی نہ ہوئیں تو اُنھوں نے ہماری زندگیاں اپنی تجارت کی آگ میں جھونک دیں۔ میری نظر میں ارطغرل بھائی نہ اچھے تاجر ہیں اور نہ ہی اچھے جنگجو۔''

ماریہ خاموش کھڑی اُس کی باتیں سن رہی تھی۔ بابر بھی حیران تھا:

''بھائی! یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو؟ کیا اِنھوں نے تمھیں پاگل کر دیا ہے؟ تم ایسی باتیں نہیں کر سکتے۔'' پھر وہ تیزی سے ماریہ کی طرف بڑھا اور اُسے جھنجھوڑ کر بولا:

''اگر تم نے میرے بھائی کو زہر دیا ہے تو میں سب کچھ تہس نہس کر دوں گا۔''

''بس کرو بابر...'' نور گل اپنی جگہ سے اُٹھا۔

''میرا دماغ ٹھیک ہے جیسا کہ ہمیشہ سے تھا۔ آج کے بعد میرا صرف ایک رستہ ہے اور وہ میرا اپنا رستہ ہوگا۔ جہاں تک ارطغرل صاحب کے رستے کی بات ہے، وہ تمھیں مبارک ہو۔''

''ہم ارطغرل بھائی کا راستہ نہ چھوڑیں گے۔ ہم اپنے وعدے کے پابند ہیں۔ ہم نے حلف اُٹھایا ہے، بھائی! تم نے اس وعدے کو توڑا ہے، تم نے قانون کو توڑا ہے اور تمھیں خود سے بہت شرم آنی چاہیے۔

مجھے جانے دو بس..." بابر واپس مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ ماریہ بھی اس کے پیچھے ہی چلی گئی اور بابر کو آواز دی:

"سپاہی بابر... رکو..." اُس نے بابر پکڑ کر کھینچا۔

"مجھے بہت اُداسی ہوئی لیکن تمھیں نور گل کے نقطہ نظر سے دیکھنا چاہیے۔ اس نے بہت مشکلیں سہی ہیں اور تم نے بھی۔ شاید تمھیں اُس کی بات سننی چاہیے۔"

"مجھے اُس کی زبان کھینچنی پڑے گی۔"

"سپاہی بابر! کبھی کبھار وحشی فوج ایک اچھا حل نہیں ہوتی۔ اُس کی زبان کھینچنے کی بجائے تم اپنا دماغ استعمال کر کے اُس کی بات سن سکتے ہو کہ وہ کہنا کیا چاہتا ہے؟" قریب آنے والے سی مون نے بھی اُن کی بات سن لی تھی۔

"میں تمھیں خاموش کرنے کے لیے تمھاری زبان بھی اپنی تلوار سے کاٹ دوں گا۔" سی مون نے قہقہہ لگایا، وہ اُس کی باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"میں نے اپنا کھانا کھا لیا ہے۔ اگر تمھیں کھانے میں اچھی سی مار نہیں چاہیے تو میرے سامنے سے چلے جاؤ۔" بابر نے کہا تو سیمون نے مسکرا کر اُسے رستہ دے دیا۔

"مزاحیہ آدمی...." وہ اُس کے جاتے ہی بولا۔

"میں نے دیکھا ہے کہ نور گل اب ارطغرل کا وفادار نہیں رہا۔" ماریہ بولی۔

"ایک ترک کے لیے اُس کی وفاداری اُس کی روٹی سے زیادہ قیمتی ہے۔ ایک سپاہی جو وفاداری کے بغیر ہو، ایسے ہی ہے جیسے ایک جسم روح کے بغیر... میری پیاری بہن! نور گل پہلے بھی ایک بار یہ سب کر چکا ہے۔ وہ اپنی وفاداری کھو چکا تھا لیکن بعد میں وہ اپنے قبیلے واپس چلا گیا۔ یہ سب کچھ اُستاد پیٹروچو کی کتاب میں درج ہے۔"

"تو بھائی! اِس کا مطلب ہے کہ نور گل کھیل کھیل رہا ہے؟" ماریہ چونکی۔

"وہ ایک ترک ہے! ترک اتنی آسانی سے اپنوں کو پیٹھ نہیں دکھاتے۔ یہ پتہ کرنے کے لیے تمھیں

اُس کے مزید قریب ہونا ہوگا۔ تمھیں جو بھی کرنا ہے، کرو... لیکن اُس کی محبت میں گرفتار مت ہونا۔'' سی مون نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔

''بھائی! میرے لیے وہ ایک شکار سے زیادہ کچھ نہیں، اُمید کرتے ہیں کہ نورگل نے کشتیاں جلادی ہوں۔''

''اگر اُس نے کشتیاں جلا دی ہوئیں تو ہم اُس کے لیے نئی کشتیاں بنائیں گے، لیکن اگر وہ کوئی کھیل کھیل رہا ہے تو وہ اپنی موت آپ مارا جائے گا۔''

سی مون نے بات مکمل کردی۔ وہ فی الحال نورگل کو کچھ وقت دینا چاہتا تھا تاکہ اس کے بارے میں حتمی فیصلہ کر سکے۔

-☆-

منصوبے کے مطابق روشان اور بابر بھیڑیوں کے لباس میں گھات لگائے بیٹھے تھے۔ اُنھیں غلام فروش تاجر کا انتظار تھا جسے روشان نے آگے بڑھ کر روکنا تھا اور پھر منصوبے کے مطابق گرفتار ہو جانا تھا۔ اُنھیں زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا اور غلام فروش تاجر کرستان اپنے محافظوں کے ساتھ اُن کے قریب آ گیا۔ جیسے ہی اُن کے گھوڑے نزدیک پہنچے، روشان نے بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے اُس پر حملہ کر دیا اور سامنے سے آنے والے دونوں محافظوں کو مار ڈالا۔

اب وہ غلام فروش کی جان لینے والا تھا کہ سی مون کے بہت سے سپاہیوں نے اُس کے گرد گھیرا تنگ کرلیا، کچھ ہی دیر میں اُنھوں نے روشان کو گرفتار کرلیا تھا۔ روشان نے خود بھی اپنے بچاؤ کے لیے کچھ خاص مزاحمت نہ کی تھی، وہ تو یہاں آیا ہی گرفتاری دینے کے لیے تھا۔

''مجھے دیکھنے دو، یہ سلطان کا جاسوس کون ہے؟'' فلپ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر روشان کے چہرے سے بھیڑیے کا خول اُتار دیا۔

''لعنت ہو... یہ ارطغرل تو نہیں ہے۔'' وہ غصّے سے چلایا۔

اُس نے روشان کے منہ پر گھونسا رسید کر دیا تھا۔ پھر روشان کو درخت سے باندھ دیا گیا اور فلپ غلام فروش کرستان سے بولا:

''ہمیں ارطغرل کی توقع تھی لیکن یہ تو ایک نامعلوم ترک نکل آیا۔''

''اُستاد سی مون اِس سے بہت پریشان ہوں گے۔'' غلام فروش نے کہا۔

پھر فلپ، روشان کے پاس آ گیا اور پوچھ گچھ کرنے لگا:

''تم کون ہو ترک؟''

''میں تمھارا اڈرؤنا خواب ہوں۔ صلیبی جنگجو یحیٰی کو میرا اسلام کہنا۔'' روشان نے جواب دیا۔

یہ نام سنتے ہی فلپ چونک گیا تھا، اُس نے آگے بڑھ کر روشان کے بال پکڑ لیے اور جھنجھوڑتے ہوئے بولا:

''تم صلیبی جنگجو یحیٰی کو کیسے جانتے ہو؟'' اُس نے خنجر نکال کر روشان کی گردن پر رکھ دیا۔

''اُسے کہنا، عنقریب میرے پاس اُس کا سر ہوگا اور بازار اُس کی اور اُس کے تم جیسے پالتوؤں کی قبر بن جائے گا۔ چاہے تم اپنا چہرہ مجھ سے چھپائے رکھو، مگر تم میرے ہاتھ سے بچ نہیں پاؤ گے کیونکہ میں تمھارے دِل کو جانتا ہوں۔'' روشان نے کہا۔

''میں تمھارے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں، تمھاری ہر سانس اور ہر قدم کے بارے میں آگاہ ہوں۔''

''ماردو اِسے۔'' فلپ نے حکم دیا تو ایک نقاب پوش تلوار لے کر روشان کی طرف بڑھا، لیکن اُسی لمحے بابر کی جانب سے آنے والا تیر اُس شخص کے حلق میں ترازو ہو گیا اور پھر بھیڑیوں کے لباس میں ملبوس دیگر قائی جانبازوں نے حملہ کر کے سی مون کے سپاہیوں کا غرور خاک میں ملا دیا۔

فلپ اور غلاموں کا سوداگر وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے جبکہ باقی لوگوں کو انھوں نے ختم کر دیا تھا۔ اُن دونوں کو زندہ چھوڑنے کا مقصد یہی تھا کہ وہ سی مون تک پہنچ جائیں اور اُسے بتا سکیں کہ اصل جاسوس ارطغرل نہیں، کوئی اور ہے۔

-☆-

ارطغرل نے سردار جاندار کی پیش کش قبل کر لی تھی اور اِسے دونوں قبیلوں کے لیے مفید قرار دیا تھا۔ اُس نے شرائط یہ رکھی تھیں کہ مالی معاملات کے نگران جاندار صاحب ہوں گے، یہ کام ہانلی بازار میں کیا جائے گا۔ قالینوں کی تیاری بھی ہانلی بازار میں ہوگی، کیونکہ دونوں قبیلے کافی دُور دُور تھے۔ آخری شرط یہ تھی کہ حلیمہ سلطان کارخانے کی نگرانی کریں گی اور عورتوں کی سربراہی بھی وہی کریں گی۔

جب یہ شرائط جاندار صاحب کے سامنے پیش کی گئیں تو اُنھوں نے فوراً قبول کر لیں۔ طے یہ پایا تھا کہ چولپان خاتون اور اصلاحان، حلیمہ سلطان کی مدد کریں گی جبکہ آلیار مالی معاملات کی نگرانی کرے گا کیونکہ جاندار صاحب کو اُس پر خود سے بھی زیادہ یقین تھا۔

جاندار صاحب نے اُورال کو حکم دیا تھا کہ وہ سرائے کے مالک سی مون سے مل کر کارخانے کے لیے مناسب جگہ کا انتظام کرے۔ والد کی طرف سے حکم ملتے ہی اُورال ہانلی بازار روانہ ہو گیا اور سی مون کو ساری کہانی سنا ڈالی:

''سی مون! تمھیں اِس کام کو روکنا ہوگا۔ آلیار تمھارے پاس بازار میں کارخانے کے لیے جگہ حاصل کرنے آئے گا۔ میرے بابا نے ارطغرل کے ساتھ شراکت داری قائم کی ہے۔ تمھیں اُنھیں رُوکنا ہے، ورنہ ہمارا معاہدہ ختم سمجھو۔''

''اُورال! تم اُس وقت معاہدہ ختم کرنا چاہتے ہو جب غیر ملکی تاجر آنے والے ہیں اور اُنھیں بہت سامال چاہیے۔'' سی مون نے منہ بنایا۔

''یہ دونوں کام بالکل مختلف ہیں۔ مجھے اپنے بابا کا اعتماد جیتنا ہے نہ کہ اُس عیار ارطغرل کا۔ تم ارطغرل کو نہیں جانتے! اگر وہ یہاں بازار میں اپنے قدم جما لیتا ہے تو یہ صرف میرے لیے ہی نہیں، اس بازار... بلکہ خود تمھارے لیے بھی نقصان دہ ہوگا۔'' اُورال نے اُسے سمجھایا۔

''تمھاری آنکھیں غصّے میں اندھی ہو چکی ہیں اور تم اس حالت میں مجھے مشورہ دے رہے ہو؟ ارطغرل کو آنے دو... دیکھتے ہیں کہ وہ کیا کہتا ہے، پھر کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔'' سی مون نے جواب دیا۔

''ارطغرل یہاں آنے کی تکلیف نہیں کرے گا۔ آلیار جلد ہی یہاں ہوگا، تم اُسے کہو گے کہ ارطغرل اس کاروبار کا حصہ نہیں ہوسکتا اور تم اس معاملے کو ختم کرو گے سی مون۔'' اُورال اُس سے بات کر رہا تھا کہ نورگل بھی ماریہ کے ساتھ وہاں آ گیا۔

''اُستاد سی مون! میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔''

''سپاہی نورگل! میں سن رہا ہوں۔''

''آپ نے اور ماریہ نے میرے ساتھ جو کیا، میں یہ پوری زندگی نہیں بھولوں گا۔''

''میں ان بے غیرت مجرموں کو تلاش کر کے حساب لوں گا جنھوں نے تمھارے ساتھ یہ کیا۔ سپاہی نورگل...! تم اس بات کا یقین رکھو۔'' سی مون نے اسے تسلی دی۔

''اگر وہ ملیں تو مجھے بھی بتائیے گا۔''

''ٹھیک ہے نورگل۔''

''بھائی! نورگل خود کھانا کھانے کے لیے آنا چاہتے تھے۔'' ماریہ نے بتایا۔

''اس کا مطلب ہے تم بہتر ہو رہے ہو۔''

''ماریہ خاتون کا شکریہ۔'' نورگل نے کہا۔

''تو اب آپ جلد ہی اپنے قبیلے واپس جائیں گے؟'' اُورال نے پوچھا۔

''میں اپنے قبیلے کا سربراہ سپاہی ہوں۔ میں تب تک کہیں نہیں جاؤں گا جب تک میں اپنے سپاہیوں کو شہید کرنے والوں سے حساب نہ لے لوں... اجازت چاہتا ہوں۔'' نورگل نے کہا اور ماریہ اُسے واپس لے گئی۔

''نورگل ایک خطرناک آدمی ہے۔ وہ اپنا انتقام لیے بغیر چین سے نہیں بیٹھے گا۔'' سی مون نے کہا تو اُورال نے اپنے بائیں طرف دیکھا جہاں آلیار کھڑا تھا۔

آلیار اُنھیں دیکھ کر وہیں آ گیا تو اُورال نے اُس کا تعارف کروایا:

''یہ میرا بھائی آلیار ہے۔''

''اس بے رحم بازار میں آپ جیسے عالم سے ملنا ہماری تجارت کے لیے قابل قدر ہے۔'' سی مون نے اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''شکریہ! میرے خیال میں بھائی نے آپ کو جاندار صاحب اور ارطغرل صاحب کی درخواست کا بتایا ہوگا۔ میں بھی آپ کی بات چیت میں شامل ہونا چاہتا تھا مگر مجھے اپنے ایک شدید زخمی سپاہی کو دیکھنا تھا۔''

''ہاں اُورال صاحب نے مجھے درخواست کا بتایا ہے۔''

''میں جانتا ہوں آپ کافی عرصہ سے اس کاروبار میں ہیں۔ آپ کے اپنے قوانین ہیں لیکن دونوں قبیلوں نے شراکت داری قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگر یہ کام امن سے وقت پر پورا ہوجاتا ہے تو سب کے لیے فائدہ مند رہے گا۔'' آلیار نے بتایا۔

''میں ایک تاجر ہوں، میں اپنے کاروبار کو دیکھتا ہوں۔ دوسری طرف اُورال صاحب کی بات بھی ٹھیک ہے۔ میں ارطغرل صاحب کو اچھی طرح نہیں جانتا۔ اگر ان کی بات بھی سن لی جائے تو بہتر ہوگا۔ اگر وہ یہاں آ کر ہمیں شرف بخشیں تو ہم ایک باہمی فیصلہ کر لیں گے۔'' سی مون نے جواب دیا۔

وہاں سے آلیار سیدھا ارطغرل کے پاس پہنچا اور اسے ساری صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ ارطغرل نے اس کی بات توجہ سے سنی اور خود سرائے میں جا کر سی مون سے ملنے کے لیے رضامندی کا اظہار کر دیا۔

-☆-

فلپ اور کرسٹان واپس آ گئے تھے۔ وہ جلد از جلد سی مون کو سلطان علاؤ الدین کے جاسوس بارے آگاہ کرنا چاہتے تھے۔ جب فلپ سی مون کے سامنے پیش ہوا تو وہ بھی بے چینی سے اس کا منتظر تھا:

''ہاں کیا رہا فلپ؟''

''اُستاد سی مون! سلطان کا جاسوس بھاگ گیا۔''

''تم ارطغرل کو کیسے اپنے ہاتھوں سے نکلنے دے سکتے ہو؟''

''سلطان کا جاسوس ارطغرل نہیں ہے۔''

''کیا کہہ رہے ہو تم؟'' سی مون چونکا۔

''میں نے اُسے پکڑ لیا تھا، اُس سے بات بھی کی۔ وہ ارطغرل نہیں تھا۔ پھر اس کے ساتھی آ گئے اور ہمارے سارے آدمیوں کو مار ڈالا۔'' فلپ نے بتایا۔

''تم نے کم از کم اس کا چہرہ تو دیکھا تھا، مجھے بتاؤ کہ وہ کون تھا؟'' سی مون نے بے چینی سے پوچھا۔

''ہمیں نہیں پتا کون تھا وہ... لیکن وہ جانتا تھا آپ کون ہیں اُستاد سی مون۔''

''کیا کہا تم نے؟'' سی مون چونکا۔

''اس نے مجھ سے صلیبی جنگجو یحییٰ کے بارے میں پوچھا، اس نے کہا کہ وہ سرائے آ کر اُسے ہمارے سروں پر گرا دے گا۔'' فلپ نے بتایا۔

''اب جب کہ ارطغرل سلطان کا جاسوس نہیں ہے، ہمیں اُستاد پیٹروچو اور طیطوش کا بدلہ لینا چاہیے۔'' کرشان نے مشورہ دیا۔

''کل ارطغرل مجھ سے ملنے یہاں آئے گا، مجھے جو ضروری ہوا میں کروں گا۔ احتیاطی تدبیر اختیار کرو۔ سرائے کے اندر اور باہر تمام ضروری انتظامات کرو۔ کوئی میرے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرے گا۔''

''ہم براہ راست اس کے قبیلے جا کر اس مسئلے کو ختم کیوں نہیں کرتے؟'' فلپ نے کہا۔

''کیونکہ مجھے یقین نہیں کہ جس آدمی کو تم نے پکڑا، وہ واقعی سلطان کا جاسوس تھا۔'' سی مون نے جواب دیا تو وہ دونوں بھی سوچ میں پڑ گئے

-☆-

بابر نے ارطغرل کو ساری صورت حال سے آگاہ کر دیا تھا، یہ بھی بتا دیا تھا کہ روشان خفیہ رہ کر آپ کے احکامات کا منتظر ہے۔ اُنھوں نے یہی طے کیا تھا کہ کل وہ سرائے ضرور جائیں گے۔ سی مون سے ملاقات ضروری تھی، دُور رہ کر وہ اُسے شک میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔ اسی دوران دربان نے اُستاد

توریان کی آمد کی اطلاع دی تو ارطغرل نے اُسے ملاقات کے لیے بلا لیا۔

توریان اندر آیا تو بہت خوش تھا، اُس نے ندی میں سونا تلاش کر لیا تھا۔ ارطغرل نے اُسے شاباش دی اور اس کام کو خفیہ رکھ کر انجام دینے کی ہدایت دی۔ ارطغرل نے چند سپاہی بھی اس کی مدد اور حفاظت کے لیے ہمراہ کر دیے تھے۔ اس مشکل وقت میں سونا مل جانا ایک غیبی مدد سے کم نہ تھا۔

اگلے روز ارطغرل اپنے جانبازوں کے ساتھ ہانلی بازار پہنچ گیا۔ بازار میں رش تھا لیکن وہ محسوس کر چکے تھے کہ بہت سے لوگوں کی نظریں اُن کے چہروں پر مرکوز تھیں۔ ان کے ہر قدم کو شک کی نگاہ سے دیکھا جا رہا تھا۔ جگہ جگہ سی مون کے کارندے گھات لگائے بیٹھے تھے۔

جب وہ سرائے کے اندر داخل ہوئے تو وہاں بھی سخت حفاظتی انتظامات تھے۔ ارطغرل پہلے نور گل سے ملنا چاہتا تھا لیکن دروازے کے پاس ہی ماریہ نے اسے پیغام دے دیا کہ سی مون اُس کا منتظر ہے، چناں چہ وہ سرائے کے اندر چلا گیا۔

سرائے میں سی مون ہی نہیں، آلیارا اور اُورال بھی موجود تھے۔

''فلپ! تمھاری ٹانگ کو کیا ہوا...تم لنگڑا کر کیوں چل رہے ہو؟'' ارطغرل نے پوچھا، وہ جانتا تھا کہ گزشتہ روز روشان نے فلپ کی ٹانگ میں خنجر گھونپ دیا تھا۔

''ایک گستاخ شرابی کا کام ہے یہ، ارطغرل صاحب۔'' فلپ بڑبڑا کر بولا۔

''یقیناً تم نے اس شرابی کو سبق سکھا دیا ہوگا۔'' ارطغرل نے جواب دیا اور آگے بڑھا۔

سرائے کی ایک میز پر سوداگر ایکارود بھی بیٹھا تھا۔ ابھی ارطغرل، سی مون تک نہیں پہنچا تھا کہ ایک چور محتاط انداز میں ارطغرل کی طرف بڑھا۔ وہ اُس کے لباس سے سونے کے سکوں والی پوٹلی نکال کر بھاگنے ہی والا تھا کہ ارطغرل نے ہاتھ بڑھا کر اُس کا بازو پکڑ لیا۔

جھٹکا کھاتے ہی چور نیچے گر گیا تو ارطغرل نے تلوار نکال کر اُس کی گردن پر رکھ دی۔ چور نے سنبھل کر معافی طلب نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور پوٹلی واپس بڑھا دی، لیکن اس غلطی کی سزا ضروری تھی چناں چہ ارطغرل نے اپنی تلوار ہوا میں بلند کی اور چور کی کلائی بازو سے کٹ کر دُور جا گری۔ یہ منظر دیکھ کر

سب کے بدن میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ سی مون بھی چونکے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

''میں سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل ہوں۔ پوری دُنیا سن لے! میرے رزق پر جو بھی نظر رکھے گا، اُسے اُس کے جرم کے مطابق سزا دی جائے گی۔'' پھر وہ سی مون کی طرف متوجہ ہوا:

''سی مون! چور تمھاری سرائے میں کارروائی کرتا ہے اور تمھیں پتہ تک نہیں چلتا۔''

''کبھی کبھی انسان پر بھروسہ مند جگہ پر وار ہو سکتا ہے ارطغرل صاحب۔ آپ بھی تو اپنی قالینوں کی چوروں سے حفاظت نہ کر سکے، آپ تاجر ریکاردو کے مقروض ہیں۔'' سی مون نے طنز کیا۔

''ہم یہاں سودا کرنے آئے ہیں جو سب کے لیے منافع بخش ہوگا، لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ہانلی بازار جو ہماری تجارت کا مرکز ہے، اس کا مالک طنز کی کمان ہاتھ میں پکڑے ہمارا انتظار کر رہا ہے۔''

اس سے پہلے کہ سی مون کوئی جواب دیتا، آلیا بولا:

''ہم یہاں اس میز پر اپنی تجارت کو وسعت دینے اور نفع کمانے کے لیے بیٹھے ہیں، اور یہ ہم سب کے لیے بہترین موقع ہے۔ آیئے اس خوب صورت موقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔''

''ارطغرل صاحب! میں آپ جیسے ایمان دار شخص اور آلیار صاحب جیسے قابل قدر سردار کو نادانستہ طور پر ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ برائے مہربانی میری میز پر تشریف لائیں۔'' سی مون نے اشارہ کیا تو ارطغرل آگے بڑھ کر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

''ارطغرل صاحب! میں نے سی مون کو تمام معاملات سے آگاہ کر دیا ہے جن پر جاندار صاحب سے بات چیت کے بعد ہم متفق ہوئے ہیں۔''

''سی مون صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

''سب سے پہلے تو میں معافی چاہتا ہوں جو آپ کے ساتھ ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ میں دونوں کاروباری شراکت داروں کو اکٹھا لا کر مصافحہ کروانا چاہتا تھا۔ جاندار صاحب اور آپ نے جو درخواست میرے آگے پیش کی ہے، مجھے کافی صحیح اور مناسب لگی ہے۔''

سی مون نے کہا تو اُورال نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا اور پھر ارطغرل سے مخاطب ہوا:

''میں سمجھتا ہوں دونوں فریق متفق ہیں۔اس موقع پر میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ ہمارے لیے مبارک ہو۔اب اس کے بعد میرا بھائی ان امور کو سنبھالے گا۔'' اُورال نے اعلان کیا اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔

''میں قسطنطنیہ کو غارت کرنے والے پوپ کے پالتوؤں کے خلاف جم کر کھڑا رہا۔شمال سے آئے بہت سے وحشیوں کے خلاف بھی میں نے ہار نہ مانی۔میں نے اپنا بیٹا، اپنی بیوی اور بہت سے دوست کھوئے...ارطغرل صاحب! اس بازار کو بنانے کے لیے میں نے بہت مشقت کی۔سب سے مشکل چیز جس کا مجھے سامنا رہا، ایک ایسے آدمی کی تلاش تھی جو بہادر اور ایمان دار ہو، جس پر میں آنکھیں بند کر کے بھروسہ کر سکوں۔'' سی مون نے گہری سانس لی۔

''میرے قبیلے کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔میں نے بہت سالوں تک سفر کیا۔ایسی کوئی جنگ نہیں جس میں میں نہ کودا ہوں، ایسی کوئی غداری نہیں جو میں نے نہ دیکھی ہو۔میں نے راستے میں بہت سے دشمنوں اور قلعوں پر قبضہ کیا، میں نے یہ بھی دیکھا کہ یہ سرزمینیں تقریباً سب کے لیے خطرناک ہیں۔اسی وجہ سے بازار میں دونوں قبیلے کی خواتین کی حفاظت میرے سپاہی کریں گے۔'' ارطغرل نے واضح کیا۔

''میں ایسی ذمہ داری لے بھی نہیں سکتا۔تم ترک اپنی جنگوں سے اتنا پیار کرتے ہو جتنا ہم اپنے سونے سے۔جنگیں تمھاری اور سونا ہمارا۔'' سی مون نے کندھے اُچکائے۔

''ایک دِن آئے گا جب ہمارے تھیلے سونے سے بھرے ہوں گے اور آپ کہیں گے کہ کاش ہم نے اس کاروبار کو تلواروں سے محفوظ بنایا ہوتا۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''ہمیں اپنا سکون برباد نہیں کرنا چاہیے ارطغرل صاحب..! چلیں سودے کی طرف آتے ہیں۔'' سی مون نے موضوع بدلا۔

''اُورال صاحب اس کاروبار سے تھوڑا پریشان لگتے ہیں آلیار صاحب؟'' اس نے پوچھا۔

''ایسی بات نہیں۔اُورال صاحب تجارت کے ماہر ہیں، وہ اپنا دماغ استعمال کریں گے۔'' آلیار

نے جواب دیا۔ اُسی وقت تاجر ریکاردو بھی وہاں آدھمکا۔

"ارطغرل صاحب! میں دیکھتا ہوں کہ آپ دعوتیں تو اُڑا رہے ہیں مگر اپنا قرضہ نہیں چکا رہے۔"

"ریکاردو! میں اپنے قرضوں کو یاد رکھتا ہوں۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"ریکاردو! تم سرائے میں آکر میرے مہمان سے سوال نہیں کر سکتے، تمھیں اپنا سونا چاہیے تو مل جائے گا۔ فلپ! اسے اس کا سونا دے دو۔ تمھارا قرض ادا ہو چکا ریکاردو! اب تم جا سکتے ہو۔" پھر وہ ارطغرل سے مخاطب ہوا:

"ارطغرل صاحب! اب آپ میرے مقروض ہیں، جب کارخانے کا کام چل جائے تو آہستہ آہستہ ادا کر دیجیے گا۔"

"شکریہ اُستاد سی مون!" ارطغرل نے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ سی مون کبھی کسی کے لیے اس طرح ضمانت نہیں دیتا، وہ صرف اپنے فائدے کے پیچھے تھا۔

فلپ نے سونا لاکر ریکاردو کے سامنے رکھ دیا تو وہ پوٹلیاں اُٹھا کر وہاں سے چلتا بنا۔

معاہدہ طے پانے کے بعد ارطغرل واپسی کے لیے اُٹھا تو نورگل سرائے کے اندر داخل ہو رہا تھا۔ وہ ارطغرل کی وہاں موجودگی کو نظر انداز کر کے ایک خالی میز پر جا بیٹھا تھا۔ ارطغرل کے لیے اُس کا رویہ بہت عجیب تھا، وہ پلٹ کر نورگل کے قریب آ گیا:

"سپہ سالار نورگل! میں دیکھتا ہوں کہ تمھارے زخم اب ٹھیک ہو گئے ہیں۔"

"اللہ کا شکر ہے! میرے دوست جو اس مشکل میں میرے ساتھ تھے انھوں نے نا صرف میرے زخموں کا علاج کیا بلکہ میرے دل کے زخم بھرنے میں بھی مدد کی۔" نورگل کا جواب سن کر ماریہ اور سی مون کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔

"اب جبکہ تمھارے زخم ٹھیک ہو گئے ہیں تو قبیلے جانے کا وقت آ گیا ہے۔" ارطغرل نے اس کی بات اَن سنی کر دی۔

"میں آپ کے قبیلے واپس نہیں جانے والا ارطغرل صاحب! یہ بات آپ سن لیں۔" نورگل نے

دوٹوک کہا تو ارطغرل ہی نہیں، دیگر سپاہی بھی چونک گئے۔

''جب تک میں غداروں کا خون نہیں بہا دیتا جنھوں نے ہم پر حملہ کیا، مجھ پر ہر سانس حرام ہے۔''

''نور گل! ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔'' ارطغرل نے اسے سمجھایا۔

''ہمارا ایک سردار ارطغرل ہوا کرتا تھا جو ہم پر حملہ کرنے والے دشمنوں سے انتقام کے لیے بے چین رہتا تھا۔ آج کل کا ارطغرل تو ہر چیز کے لیے اپنا وقت ضائع کر رہا ہے۔ آج کے بعد آپ باتیں کرتے رہیں گے اور میں شکار کروں گا۔''

''اللہ تمھیں صحت دے، ہوش میں آؤ۔ یاد رکھو! ہمارے شہیدوں کا لہو رائیگاں نہیں جائے گا۔'' ارطغرل نے جواب دیا اور سپاہیوں کے ساتھ سرائے سے باہر نکل گیا۔

نور گل جان بوجھ کر اپنے تعلقات ارطغرل سے خراب ظاہر کر رہا تھا۔ وہ اس تہ خانے کا سراغ بھی لگا چکا تھا جہاں سی مون اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشکوک سرگرمیوں میں مصروف رہتا تھا۔ اس تہ خانے کا راستہ اس ساتھ والے کمرے میں تھا جہاں نور گل کو رکھا گیا تھا اور ماریہ اس کی دیکھ بھال کر رہی تھی۔

-☆-

معاہدے سے فارغ ہو کر ماریہ اور سی مون تہ خانے میں آ گئے۔ ماریہ کچھ الجھی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ صرف نور گل نہیں، ارطغرل کے بارے بھی کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر پائی تھی۔

''خواتین کی حفاظت کے بہانے ارطغرل سپاہیوں کو بازار میں بٹھا دے گا۔ اس طرح تو ہمارے لیے بہت سے مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔'' ماریہ نے خدشہ ظاہر کیا۔

''اُستاد سی مون! اگر وہ ہمارے درمیان یونہی رہیں گے تو یہ ہمارے لیے خطرہ مستقل خطرہ ہوگا۔'' فلپ نے بھی رائے دی۔

''مجھے یقین ہے، ارطغرل سلطان کا جاسوس نہیں۔ اپنے فرض کو پورا کرنے کے لیے مجھے اس کی اور اس کے سپاہیوں کی ضرورت ہے، ہمیں اس کا بھروسہ جیتنا ہے۔ ہم صرف چند لوگ ہیں۔ میں پورے علاقے کے ترکوں، آرمینیائی اور یونانیوں کو ایک دوسرے سے لڑا دوں گا۔ مجھے اس کے لیے دو چیزوں کی

ضرورت تھی اور دونوں مل گئیں۔ اُورال کی ہوس اور ارطغرل کی شجاعت! اگر دونوں قبیلے ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے تو ہماری فوج کے لیے، بہت آسان ہو جائے گا۔''

''اُستاد سی مون! میں کب سفر پر روانہ ہوں؟'' کرسٹان نے پوچھا۔

''فوراً میدیلی کے سفر پر روانہ ہو جاؤ... تمھارے رستے آسان ہوں، کرسٹان۔'' سی مون نے اُسے اجازت دے دی۔

''جیسے آپ کا حکم۔'' کرسٹان نے تعظیم پیش کی۔

''ماریہ! قونیہ سے ہمیں جس خبر کا انتظار ہے وہ ابھی تک نہیں آئی۔''

''خبر آ چکی ہے اُستاد سیمون... ابونقاش نے پیغام بھیج دیا ہے، وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس نے وقت اور جگہ کا تعین بھی کر دیا ہے۔'' ماریہ نے بتایا۔

''نور گل کا کیا بنا؟''

''میں بہت جلد اسے آپ کے ساتھ کام کرنے پر راضی کر لوں گی۔''

''زبردست۔'' سی مون نے اس کی کوششوں کو سراہا۔

''ایسی صورت میں تم ہی اُسے تربیت دو گے فلپ۔''

''جیسے آپ کا حکم اُستاد سی مون۔'' فلپ نے جواب دیا اور سی مون کی ہدایت سننے لگا۔

ان دونوں کو بھیجنے کے بعد سی مون نے کاغذ قلم سنبھال لیا اور ایک اہم پیغام لکھنے لگا:

''بڑے اُستاد! ابونقاش نے مجھ سے رابطہ کیا ہے۔ جس لمحے کا عرصے سے انتظار تھا، وہ آ گیا۔ میں ترکوں کو ایک دوسرے کے خلاف کرنے کے لیے کارروائی کرنے والا ہوں۔ اس سلسلے میں، میں آپ کے احکامات کا انتظار کر رہا ہوں۔''

اُس نے پیغام لکھ کر اُسے سر بمہر کیا اور قاصد کے ہاتھ روانہ کر دیا۔

-☆-

سی مون سے ملاقات کے بعد ارطغرل واپس قبیلے میں آ گیا تھا۔ اُس نے حائمہ خاتون اور حلیمہ سلطان کو بھی سی مون سے ہونے والے معاہدے کی تفصیل بتائی تھی۔

''اس بات سے مجھے اطمینان ہوا ہے کہ ہمارے سپاہی ہانلی بازار میں ہماری خواتین کی حفاظت کریں گے۔'' حائمہ خاتون نے کہا۔

''بالکل امی جان! ہم نے سی مون کو تھوڑا سا خوفزدہ کر دیا ہے۔ جب آپ دشمن کے دِل میں اپنا خوف بٹھا دیتے ہیں تو بہت سی فتوحات بغیر تلوار کے حاصل ہو سکتی ہیں۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''حضور! یہ کھیل کب ختم ہوں گے؟'' حلیمہ سلطان نے پوچھا۔

''حلیمہ سلطان! مجھے شک ہے کہ سی مون ہی صلیبی جنگجو یحیٰ ہے۔ سب سے پہلے تو یہ پتہ کیے بغیر کہ وہ یہاں کیوں ہیں، ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ یہاں کس مہم پر ہیں، یہ جاننا ضروری ہے۔'' ارطغرل نے بتایا۔

''جیسا کہ آپ نے کہا سی مون، روشان کے پیچھے پڑ جائے گا۔ وہ اسے سلطان کا جاسوس سمجھ رہا ہے، تو ایسے حالات میں ہمیں بالکل تیار رہنا چاہیے۔ ہمیں کسی بھی وقت حرکت میں آنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔'' ذوالجان نے اپنی رائے پیش کی۔

''حضور! مجھے تو لگتا ہے کہ یہ کھیل کبھی ختم نہیں ہونے والے۔'' حلیمہ سلطان نے گہری سانس لی۔

"یہ ختم ہوں گے حلیمہ سلطان! ضرور ختم ہوں گے... جس دِن ہماری اپنی سلطنت قائم ہو گی اور ہمارا پرچم لہرائے گا، اُس دِن یہ سب ختم ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فی الحال ہمارے سامنے اور بڑے کھیل لا رہا ہے، ان کھیلوں کو دیکھ کر میری مستقبل کی اُمید اور بڑھ گئی ہے۔"

"وہ کیسے جناب؟" ذوالجان نے پوچھا۔

"یہاں سے ازنک تک ہمارے خلاف کوئی قوت نہیں۔ بشرطیکہ ہم کاراچا ئیسار کو فتح کر لیں اور پھر وہاں سے سوغوت جائیں۔ سوغوت میں ہم اپنا پرچم بھی لہرائیں گے۔" ارطغرل نے بتایا۔

"حضور! سوغوت کیوں؟" عارف صاحب بولے۔

"عارف صاحب! سوغوت پورے علاقے پر غالب ہو گا۔ سوغوت کا حکمران مستقبل کا مالک ہو گا۔ ہمارا ایمان رات کے اندھیرے کو روشن کرے گا۔ جب تک ہمارے اُوپر اُس کا فضل ہے، ہم مایوسی میں نہ گھریں گے، ہر دم پراُمید رہیں گے۔"

"بالکل ٹھیک فرمایا آپ نے لیکن نور گل کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے؟ ہمارا قیمتی سپہ سالار دشمنوں کی صفوں میں شامل ہو گیا ہے۔ یہ ہمارے لیے بہت فکر کی بات ہے۔" عارف صاحب نے اس کی توجہ نئے مسئلے کی طرف دلائی۔

"عارف صاحب! میں جانتا ہوں نور گل کوئی کھیل کھیل رہا ہے، ورنہ میں اسی وقت اس کی جان لے لیتا۔ میں سب کچھ معاف کر سکتا ہوں لیکن غداری کبھی نہیں... اور نور گل غدار نہیں ہو سکتا۔"

یہ بات ارطغرل نے اتنے اعتماد سے کہی تھی کہ باقی لوگوں کے پاس مزید تبصرہ کرنے کی گنجائش نہ رہی تھی۔ انھیں بھی معلوم تھا کہ نور گل قائی قبیلے کے لیے جان تو دے سکتا ہے، غداری نہیں کر سکتا۔

-☆-

ماریہ کی تمام تر توجہ نور گل کی جانب تھی۔ ایک دشمن ہونے کے باوجود ماریہ کے دل میں اس کے لیے نرم گوشہ پیدا ہو رہا تھا۔ نور گل کے زخم تقریباً ٹھیک ہو گئے تھے لیکن ماریہ پھر بھی ہر وقت اس کے ساتھ رہتی تھی۔

''یادرکھونورگل! تم نہ مجھ پر نہ میرے بھائی پر بوجھ ہو۔ میں چاہتی ہوں تم اپنے ذہن پر بوجھ نہ ڈالواور یہاں پرسکون زندگی گزارو۔''

''ماریہ تم نے مجھے ایک لمحہ بھی تنہا نہیں چھوڑا لیکن میں تم پر مزید بوجھ نہیں بننا چاہتا۔ کل کے بعد میں یہاں نہیں رکوں گا۔'' نورگل نے اُس کا شکریہ ادا کیا۔

''تم کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ اب تو اپنا قبیلہ چھوڑنے کا اعلان بھی کردیا تم نے۔ شاہینہ اس دنیا میں نہیں رہی، پھر کہاں بھٹکتے پھرو گے تم؟'' ماریہ نے اسے قائل کرنا چاہا۔

''فکر نہ کرو، میں خود کو سنبھال لوں گا۔''

''میں نے اپنے بھائی سے بات کی تھی، انھوں نے کہا تھا کہ اگر تم یہاں رُکنا چاہتے ہو تو اُن کے لیے کام کرسکتے ہو۔ انھیں تمھارے جیسے بہادر جنگجو کی ضرورت تھی۔'' ماریہ نے پیش کش کی۔

''ماریہ! میں ایک جنگجو ہوں... ایک سپاہی...! مجھے اور کچھ نہیں آتا۔ میں اُستاد سی مون جیسے عظیم تاجر کے کس کام آسکتا ہوں؟''

''ہر جگہ ڈاکوؤں کا راج ہے۔ ہم اپنے محصولات میں نقصان نہیں چاہتے، ہمیں محصولات اکٹھے کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ آمدنی اکٹھی ہوتی ہے تو ڈاکوؤں کو ہماری واپسی کا علم ہو جاتا ہے۔ وہ ہم پر حملہ کرتے ہیں اور سونا چھین کر ہمارے آدمیوں کو مار دیتے ہیں۔'' ماریہ نے تفصیل بتائی۔

''مختصراً یہ کہ تجارت کی خدمت جنگ سے چاہتے ہو تم لوگ، ماریہ خاتون!'' نورگل نے اس کی بات کاٹی۔

''دیکھو رُک جاؤ... میں تمھیں کسی مشکل میں نہیں دیکھنا چاہتی۔''

''ٹھیک ہے! میں کچھ عرصہ رُک جاتا ہوں۔'' نورگل نے رضامندی کا اظہار کیا تو ماریہ خوش ہو گئی۔

''سی مون بھائی یہ سن کر بہت خوش ہوں گے، میں ابھی یہ خوشخبری انھیں سناتی ہوں۔'' ماریہ نے چہکتے ہوئے کہا اور نورگل کی پیشانی پر بوسہ دے کر باہر چلی گئی۔

-☆-

اگلے روز قائی اور چاووددار قبیلے کی خواتین نے مشترکہ طور پر ہانلی بازار میں کارخانہ قائم کرنے کا کام شروع کر دیا۔ اصلا حان اس موقع پر حلیمہ خاتون سے مکمل تعاون کر رہی تھی جبکہ چولپان خاتون طنز کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے رہی تھی۔

جلد ہی ارطغرل کو یہ معلوم ہو گیا کہ نور گل وہاں رہ کر ایک کھیل کھیل رہا ہے۔ اُس نے بابر کے ہاتھ سی مون کے تہ خانے سے ملنے والا خفیہ پیغام اور آلہ بھجوایا تھا۔

"حضور! یہ ایک خفیہ خط ہے لیکن اس آلے کے ساتھ اسے حل کرنا زیادہ مشکل نہ ہوگا۔" عارف صاحب نے پیغام اور ایک چھوٹے سے ستارہ نما آلے کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں اپنے سپاہی کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس خط کے بعد اب شک کی کوئی گنجائش نہیں رہی کہ سی مون ہی یحییٰ ہے۔" ارطغرل نے یقین سے کہا۔

"آپ مجھے ایک رات کا وقت دیں، میں اس آلے کی مدد سے تحریر کو سمجھنے کی پوری کوشش کروں گا۔"

"مجھے نور گل کا خیال ہے عارف بھائی۔ ہمیں اس آلے کو مقررہ وقت میں واپس اس کی جگہ پر پہنچانا ہوگا۔" ارطغرل نے ان پر واضح کیا۔

"آپ بے فکر رہیں، میں حتیٰ الامکان کوشش کروں گا۔" عارف صاحب نے پر عزم لہجے میں کہا تو ارطغرل نے انھیں رخصت کر دیا۔

اسی شام اصلا حان، حلیمہ سلطان کے ساتھ قائی قبیلے میں آ گئی۔ وہ دونوں قالینوں کے نمونے تیار کرنا چاہتی تھیں تاکہ کام کی رفتار کو تیز کیا جا سکے۔ ارطغرل نے اُسے قبیلے میں خوش آمدید کہا تھا۔

"ابونقاش اگلے ہفتے دن کے وقت آنسو چٹان پر انتظار کرے گا۔"

"حضور! اسحاق نے دشمن کی زبان سمجھ لی ہے۔ صورت حال ہماری سوچ سے بھی زیادہ گھمبیر ہے۔ سلطان کے محل میں کوئی جاسوس ہے۔ سی مون محل میں موجود جاسوس ابونقاش سے ملے گا۔"

"بغاوت سلطان کے محل میں گھس گئی ہے عارف صاحب۔ہمیں پتہ لگانا ہوگا کہ وہ ابونقاش جاسوس کون ہے؟"

"حضور! سی مون اس جاسوس کو آنسو چٹان پر ملنے والا ہے۔اب وہ کون غدار ہے؟ یہ بات ہمیں وہاں جا کر ہی معلوم ہوگی۔" عارف صاحب نے واضح کیا۔

"ذوالجان! تم یہ آلہ اور پیغام واپس نور گل کو پہنچاؤ گے، اگر اُسے کوئی اور معلومات ملی ہیں تو وہ تمھیں بتا دے گا۔داؤد سے کہو کہ وہ فوراً آنسو چٹان پر پہنچے اور وہاں کے بارے میں معلومات جمع کر کے لائے۔" ارطغرل نے آلہ ذولجان کے حوالے کر دیا۔

"روشان اس آنسو چٹان والی جگہ پر جائے گا، وہ پتہ کرے گا کہ وہ ابونقاش کون ہے؟ اگر وہ جاسوس نظروں سے اوجھل رہا تو نہ ہم سلطان کی حفاظت کر سکیں گے نہ ان سرزمینوں کی۔" ارطغرل کو اس سلسلے میں گہری تشویش تھی۔

اگلی صبح داؤد نے آنسو چٹان کے بارے میں معلومات فراہم کر دیں۔یہ یونانیوں کے نزدیک مقدس چٹان تھی جو چاروں طرف سے جنگل میں گھری ہوئی تھی۔اپنے مقدس دِنوں میں وہ اس کی زیارت کے لیے یہاں آتے تھے، باقی دِن وہاں ویرانی رہتی تھی۔

"جگہ کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کر کیا گیا ہے، خفیہ ملاقاتوں کے لیے یہ بہترین جگہ ہے۔" عارف صاحب نے داؤد کی بات سن کر کہا۔

"اگر ہم ابھی روانہ ہو جائیں تو اس علاقے کو چاروں طرف سے گھیر سکتے ہیں۔" ذوالجان بولا۔

"نہیں ذوالجان! اس صورت میں ہم جال میں پھنس جائیں گے۔کبھی ایسے سوراخ میں داخل ہونے کی کوشش مت کرو جہاں سے باہر نکلنے کا رستہ نہ معلوم ہو۔وہ آنسو چٹان پر محافظوں کے بغیر نہیں جائیں گے، وہ قونیہ کے جاسوس کی حفاظت کو یقینی بنانے کی پوری کوشش کریں گے۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"بھائی ہم وہاں کیسے جائیں گے پھر؟" بابر نے پوچھا۔

''بابر! ہم وہاں ایسے رستے سے جائیں گے جو کسی کے گمان میں نہ ہو۔ ہم اس ندی کا استعمال کریں گے جو قریب ہی بہتی ہے۔ اگر ہم کسی مشکل سے دوچار ہوئے تو اسی ندی سے ہماری واپسی ہو گی... اب میری بات غور سے سنو! میں تمھیں جو کہوں، تم یہ تفصیل روشان کو بتاؤ گے۔ ہم اس ندی کا استعمال کریں گے۔ ندی سے آتے ہوئے کچھ سپاہی جنگل میں گھس جائیں گے۔ یقیناً ان کے آدمی اسی جگہ انتظار کر رہے ہوں گے۔ ہمیں مکمل تیاری کے ساتھ جانا ہوگا۔''

ارطغرل نے بابر سے کہا اور پھر اسے تفصیل سے نقشہ بنا کر سمجھانے لگا۔

☆

اُستادسی مون بھی اپنے قریبی ساتھیوں کے ہمراہ سرائے میں محوِ گفتگو تھا۔ وہ ابونقاش سے ملاقات کے منصوبے کو حتمی شکل دے رہے تھے۔ تمام تیاریاں مکمل کر لی گئی تھیں۔ ابونقاش کی حفاظت کو یقینی بنانا اُن کی اوّلین ذمہ داری تھی۔

''کیا آپ کو کچھ اندازہ ہے کہ ابونقاش کل آنسو چٹان پر کون سی تجویز پیش کرے گا؟'' فلپ نے پوچھا۔

''فلپ! نقاش کوئی تجویز پیش کرنے کی حالت میں نہیں ہے۔ اس کی جو بھی تجویز ہوئی، اس میں ہمارے لیے فائدہ ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ ہمیں اس کے تعاون سے کیا حاصل ہوگا؟'' سی مون کے لہجے میں نخوت تھی۔

''ممکن ہے سلطان کا جاسوس بھی وہیں ہو، ہمیں ہر صورت محتاط رہنا ہوگا۔'' فلپ نے خدشہ ظاہر کیا۔

''میرے پیارے دوست فلپ! یہ اہم کام میں تمھیں ہی سونپوں گا، تمھارے بغیر ہمارے لیے اس کام کا پورا ہونا مشکل ہے۔ میں ہمیشہ تمھاری خدمات کا معترف رہا ہوں۔'' سی مون نے اپنے وفادار ساتھی فلپ کا حوصلہ بڑھایا۔

اُسی وقت نورگل بھی اُدھر چلا آیا تو سی مون محتاط ہو گیا۔

''آؤ نورگل! تمھیں یقیناً بھوک لگی ہوگی۔''ماریہ اٹھ کر اُس کے قریب چلی گئی۔

''سپاہی نورگل! اب تم ہم میں سے ایک ہو۔ تمھارے آنے سے محصولات کی وصولی میں کافی اچھا اضافہ ہوجائے گا۔''سی مون نے اُس کا حوصلہ بڑھایا۔

''میں آج گیا تھا محصولات جمع کرنے، کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہوا۔ میں نے جمع شدہ سونا فلپ کو دے دیا تھا۔''نورگل نے بتایا تو سی مون نے چونک کر فلپ کو دیکھا۔

''تم نے مجھے بتایا نہیں فلپ؟''

''وقت نہیں تھا سی مون!''فلپ نے جھنجھلا کر جواب دیا۔

''چھوڑو اسے۔''سی مون نے موضوع بدلا۔

''کل کا دِن مشکل ہے، بہت کام ہوں گے۔ تم کھانا کھاؤ، ہم پھر ملتے ہیں۔''سی مون نے نورگل کے شانے پر ہاتھ رکھا اور وہاں سے چلا گیا۔

اگلے روز نورگل کمرے سے نکلا تو سی مون اُسے مسلح اور مکمل تیاری کے ساتھ دکھائی دیا، نورگل کے استفسار پر سی مون نے اُسے مسکرا کر دیکھا اور بولا:

''میں اپنے ایک پرانے دوست سے ملنے جارہا ہوں۔''

''اگر چاہیں تو میں بھی آپ کے ساتھ آسکتا ہوں۔''

''شکریہ! مجھے خود ہی جانا ہے، تم آرام کرو۔ میں واپس آؤں گا تو ہم بہت سے موضوعات پر بات کریں گے۔''سی مون نے نورگل کو جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔

نورگل کو یقین تھا کہ بابر نے وہ آلہ اور خط ارطغرل کو پہنچا دیا ہوگا۔

-☆-

سی مون آنسو پہاڑی پر ابو نقاش کا منتظر تھا۔ اُس کے مسلح سپاہیوں نے پہاڑی کے اردگرد تمام علاقے کو گھیرا ہوا تھا، حفاظتی انتظامات بھی مکمل تھے۔ اُنھیں زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا اور ابو نقاش بھی وہاں آ گیا۔ اُس نے اپنا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا۔ اُس نے سی مون کے پاس جا کر نقاب اُتارا تو وہ سعد الدین

کوپیک تھا۔

''میرے پیارے دوست!'' سی مون نے آگے بڑھ کر اُس کا استقبال کیا۔

''مجھے تم سے دوبارہ مل کر خوشی ہوئی۔''

''تمام سرزمینوں کی سرحدیں تبدیل ہوں گی سی مون! ہم اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تیار ہیں۔ اگر تم مجھے وہ دو جو میں چاہتا ہوں، تو تم بھی اس کاروبار سے بہت کچھ کماؤ گے۔'' سعد الدین کوپیک اصل موضوع پر آ گیا تھا۔

''تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟'' سیمون نے پوچھا۔

اس سے پہلے کہ امیر سعد الدین کوپیک کوئی جواب دیتا، فضا ''اللہ اکبر'' کے نعروں سے گونج اُٹھی۔ روشان، بابر اور صفدر میدان میں آ گئے تھے۔ وہ چھپ کر سی مون کی نگرانی کر رہے تھے کہ فلپ نے انھیں گھیر لیا تھا۔

''میں نے تم پر بھروسہ کیا تھا سی مون! لیکن تم نے ہم دونوں کو جال میں پھنسا دیا، بے وقوف!'' سعد الدین کوپیک نے غصّے سے کہا۔ اُس نے اپنے سپاہیوں کو بھی حملہ آوروں کو روکنے کا حکم دے دیا تھا۔

''سی مون! سلطان کے جاسوس کو کیسے پتہ چلا کہ تم یہاں آ رہے ہو؟'' سعد الدین نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''میں اُسے ڈھونڈ لوں گا امیر حضرت! فکر نہ کریں۔'' سی مون نے اُسے تسلی دی۔

''نہیں سی مون! یہ رفاقت بہت قیمتی ہے۔ تمھاری کمزوریوں کی وجہ سے قربان ہونا بہت مہنگا ہے۔ میں نے تمھیں ایک پیش کش کی تھی جس سے تمھیں فائدہ حاصل ہوتا، لیکن تم نے کیا کیا؟ تم سلطان کے ایک جاسوس کو بھی ڈھونڈنے کے قابل نہیں ہو۔'' سعد الدین کو اُس پر شدید غصہ آ رہا تھا۔

''میں اُسے ڈھونڈ لوں گا امیر حضرت...''

''خاموش... میری بات کاٹو مت۔ تم کسے ڈھونڈنے والے ہو سی مون؟ سلطان کا جاسوس کوئی اور نہیں، ارطغرل ہے! کیا تم یہ توقع رکھتے ہو کہ وہ خود تمھارے سامنے آ کر اپنے جاسوس ہونے کا اعتراف

کرے گا اور تمھیں گرفتاری پیش کرے گا۔لعنت ہو..." سعدالدین کو پیک کا انکشاف سن کر سی مون بھونچکا سا گیا تھا۔

"مجھے شروع سے ہی اُس پر شک تھا۔"

"پھر تم نے کیا کیا... کچھ نہیں۔ارطغرل کاراچائسیار قلعے کو فتح کرنے کے لیے دن رات کام کر رہا ہے۔اگر وہ اُسے فتح کر لیتا ہے تو سلطان علاؤالدین کو اس سرزمین پر آنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔"

"تو کیا اس وجہ سے تم ہماری مدد کرنا چاہتے ہو...تم نہیں چاہتے کہ سلطان علاؤالدین مضبوط ہو، یا تمھارا ارادہ کسی اور کو سلطان بنانے کا ہے کوپیک..." سیمون غصّے سے بولا۔

"اگر تم نے دوبارہ مجھ سے اس لہجے میں بات کی تو میں تمھارا کلیجہ نکال کر کتوں کو ڈال دوں گا۔تم صرف اپنا کام کرو، اس سے آگے دخل اندازی مت کرو۔" کوپیک نے سخت لہجے میں کہا۔

اُسی وقت حملہ آوروں کے تعاقب میں جانے والا فلپ واپس آ گیا۔

"اب مجھے یہ مت کہنا، وہ بھاگ گئے؟" سی مون نے اُسے دیکھ کر کہا تو فلپ نے گردن جھکا دی۔

"آدمی اکٹھے کرو اور اُن کے پیچھے جاؤ، اُنھیں ڈھونڈے بغیر واپس مت آنا۔" سی مون حلق کے بل چلّایا تو فلپ اپنے آدمیوں کے ساتھ پھر سے اُن کی تلاش میں چلا گیا۔

"خود کو دیکھو! تم اپنی حفاظت کے لائق بھی نہیں ہو۔" کوپیک نے طنز کیا اور سپاہیوں کے ساتھ وہاں سے رخصت ہو گیا۔

سی مون کے لیے یہ بہت شرمندگی کا مقام تھا۔اب وہاں رکنا فضول تھا، سی مون واپس سرائے میں آ گیا۔وہ تہہ خانے میں عبادت کر رہا تھا اور بہت پریشان تھا، اسے بہت بری شکست ہوئی تھی۔ماریہ اور فلپ قریب ہی خاموش کھڑے تھے۔

"سلطان کے جاسوس کو ہمارے مقام کا کیسے علم ہوا؟" وہ فلپ پر چلّایا۔

"وہ امیر سعدالدین کے ساتھ میری ملاقات کی جگہ تک کیسے آ گیا؟"

''ممکن ہے، ہمارے بیچ کوئی مخبر ہو۔'' فلپ نے خدشہ ظاہر کیا۔

''تم چار بندوں نے جو اِس بارے میں جانتے تھے، قسم کھائی ہے وفاداری کی۔ پھر تمھاری مراد کس سے ہے؟'' سیمون نے اُس کا گریبان پکڑ لیا۔

''اِسے نور گل پر شک ہے اُستاد سی مون۔'' ماریہ نے فلپ کی مشکل آسان کر دی۔

''ہاں! جاسوس وہی ہے۔'' فلپ بولا۔

''یہ ناممکن ہے...'' ماریہ نے اُس کا دفاع کیا۔

''وہ سارا دِن میری نظروں کے سامنے رہتا ہے۔ اُس کا گرجا گھر کے پچھلے حصے میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ اُسے اُس جگہ کے بارے میں کوئی علم نہیں۔''

''ماریہ! ہم کچھ بھی یقین سے نہیں کہہ سکتے... کچھ بھی نہیں۔'' فلپ نے جو کہا تھا، اس پر سی مون بھی سوچ میں پڑ گیا تھا۔

ماریہ کو یقین تھا کہ نور گل جاسوس نہیں، وہ اُلجھ سی گئی تھی۔ سی مون سے ملاقات کے بعد وہ اپنا شک دُور کرنے کے لیے نور گل کے پاس آ گئی۔ نور گل نماز پڑھنے کے بعد دُعا مانگ رہا تھا۔

''اگرچہ ہماری عبادتیں مختلف ہیں لیکن ہمارے احساسات ایک ہیں، نور گل! ربّ تمھاری تمام دُعائیں قبول کرے اور تمھیں بہت سی کامیابیاں ملیں۔''

نور گل نماز سے فارغ ہوا تو ماریہ اُس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

''میں تمھارا شکر گزار ہوں ماریہ... میں بے چینی سے اُس دِن کا انتظار کر رہا ہوں جب میری دُعائیں قبول ہوں۔ میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے کہ جلد از جلد اپنا انتقام لوں تا کہ سکون کی سانس لینے کے قابل ہو سکوں، میں اب صرف اِسی مقصد کے لیے زندہ ہوں۔''

''تمھاری طرح میں بھی اُس دِن کا انتظار کروں گی نور گل! اُس دِن جب تمھارے دُکھ ختم ہو جائیں اور تم دوبارہ خوش رہنا شروع کر دو، اُس دِن میں بہت خوش ہوں گی۔''

ماریہ نے نور گل کا ہاتھ تھام کر اُس کا حوصلہ بڑھایا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

-☆-

روشان، بابر اور صفدر قبیلے میں پہنچ گئے تھے۔ وہ باوجود کوشش کے غدار کا چہرہ نہیں دیکھ پائے تھے۔ روشان اُس لڑائی میں زخمی ہو گیا تھا لیکن بابر اور صفدر اُسے بحفاظت واپس لے آئے تھے۔ عارف صاحب کے علاج کے بعد اب اُس کی حالت خطرے سے باہر تھی۔ گل بانو بہت دِنوں بعد روشان کی واپسی پر خوش تھی، وہ دو سال بعد ملے تھے۔ گل بانو اپنے سابقہ رویے پر نادم تھی۔ اُس نے حائمہ خاتون اور حلیمہ سلطان کے سامنے روشان سے جدائی کے بعد جذباتی پن کا مظاہرہ کیا تھا، لیکن اب وہ بہت مطمئن تھی۔

اُس وقت بابر اور گل بانو، روشان کے پاس تھے کہ ارطغرل بھی اُس کی خیریت دریافت کرنے آ گیا۔

"مجھے کچھ معاملات پر آپ سے بات کرنی ہے، اگر آپ کی اجازت ہو تو۔" گل بانو نے ارطغرل سے کہا تو اُس نے اجازت دے دی۔

"اس خوف سے کہ روشان کو کوئی سنجیدہ مسئلہ درپیش ہو گیا ہے، میں نے ایسی باتیں کیں جو مجھے اور میرے شوہر کو زیب نہیں دیتیں۔ براہِ مہربانی مجھے معاف کر دیں۔"

"تم نے جس پریشانی میں دِن گزارے، مجھے اور حلیمہ سلطان کو اس کا مکمل احساس ہے۔ مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں گل بانو! تم دونوں خوش رہو۔" ارطغرل نے بڑے پن کا ثبوت دیا تو گل بانو اجازت لے کر باہر چلی گئی۔ ارطغرل آگے بڑھ کر روشان کے پاس بیٹھ گیا تو وہ بولا:

"بھائی! اللہ کی مدد سے میں نے کاراچا ئیسار قلعے کا کام مکمل کر لیا ہے۔ میں نے اس جگہ کے چپے چپے کا خاکہ بنا لیا ہے۔ قلعے کے خارجی اور داخلی راستے کتنے ہیں، اُن کے پہرے دار کہاں کھڑے ہوتے ہیں؟ سب پتا ہے مجھے۔ یہ خاکے میرے گھوڑے کی کاٹھی اور میرے دماغ میں محفوظ ہیں۔"

"اتنا لمبا عرصہ ہمارے لیے جاسوسی کرتے ہوئے تم مصیبتوں سے لڑتے رہے، یہ معلومات ہماری فتح کے لیے روشنی بنیں گی روشان! اب صحت یاب ہونے پر دھیان دو۔ ہر چیز کا وقت ہوتا ہے۔ تم

ٹھیک ہو جاؤ گے بہت جلد، ان شاء اللہ!'' ارطغرل نے اُس کا ہاتھ دبایا اور وہاں سے اُٹھ گیا۔

-☆-

امیر سعد الدین کو پیک کو اپنے پڑاؤ پر پہنچے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اُورال اُس سے ملاقات کے لیے آ گیا۔ اُس نے آتے ہی امیر سعد الدین کو پیک کی دست بوسی کی اور اجازت ملنے پر قریب ہی بیٹھ گیا۔ سعد الدین کو پیک اُس وقت ہرن کا بھنا ہوا گوشت کھا رہا تھا، اُس نے اُورال کو کھانے میں شرکت کی دعوت دی اور پھر نخوت سے ایک ہڈی اُس کے سامنے پھینکتے ہوئے بولا:

''میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ تمھاری ارطغرل سے عداوت اِس حد تک پہنچ گئی ہے کہ یہ ہم دونوں کے مفادات کو نقصان پہنچائے گی۔''

''امیر حضرت! اس سے آپ کا کیا مطلب ہے؟'' اُورال چونکا۔

''سلطان کی نظر میں ارطغرل کی قدر تمھاری سوچ سے بھی زیادہ ہے۔''

''امیر حضرت! میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ ارطغرل ایک کانٹے کی طرح ہے، جب سے وہ یہاں آیا ہے کسی کو ایک لمحہ بھی سکون نہیں ملا۔'' اُورال نے جواب دیا۔

''میں چاہتا ہوں کہ کم از کم جتنا تم کر سکو، ضرور کرو تا کہ ارطغرل کو دُکھ پہنچے۔ لیکن چیزیں اپنے طریقے سے آتی ہیں اور جاتی ہیں۔ غیر حل شدہ مسائل ایک دِن خاموشی اور آسانی سے واپس آ کر ہمارے گلے پڑ جاتے ہیں... خاص طور پر جب سلطان کا ارادہ کاراچا ئیسار قلعہ فتح کرنے کا ہو تو فتح کے بعد تمھیں کیا لگتا ہے، وہ یہاں کسے حکمرانی کے لیے چھوڑے گا؟ یقیناً ارطغرل کو۔'' امیر سعد الدین نے بتایا تو اُورال کے اعصاب تن سے گئے۔

''تمھیں ہر صورت چاوودار قبیلے کا سردار بننا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ تم اپنے غصے پر قابو رکھنا سیکھو۔ تمھارا بھائی آلیار بھی کچھ کم نہیں، وہ تمھارا بڑا حریف ہے۔ میں نے سنا ہے تمھارے والد نے تمام ذمہ داریاں اُسے سونپ دی ہیں۔ ایک طرف آلیار اور دوسری طرف ارطغرل! تم سے تمھارا کام چھین لیا گیا اُورال! لیکن پریشان مت ہو۔ میں چاہتا ہوں تم چاوودار کے سردار بنو اور پھر اس علاقے

کے امیر اعلیٰ بھی۔“

”امیر حضرت! آپ جو کہتے ہیں، میں کرنے کے لیے تیار ہوں۔“ اُورال نے سر جھکا دیا۔

”اِس علاقے کا سب سے بڑا قبیلہ چاوودار ہے۔ایک بہادر سردار جیسے کہ تم ہو، اگر اپنے قبیلے کے سربراہ بنو تو ہر ایک کو فائدہ ہوگا۔اب جب تک میں خود نہ کہوں، تم ارطغرل سے اپنے تعلقات بہتر رکھو گے۔اس حد تک کہ ایسا لگے تم اس کے بہترین دوست ہو۔“

”جیسا آپ چاہیں امیر حضرت۔“

”اعلیٰ...! تو ٹھیک ہے کھانا کھاؤ۔“ امیر سعد الدین نے ایک اور ہڈی اُس کی طرف اُچھال دی تو اُورال متبرک سمجھ کر اُسے چبانے لگا۔

واپسی پر اُورال نے جب یہ بات اپنے والد سردار جاندار کو بتائی تو وہ سوچ میں پڑ گیا:

”کیوں ملے تھے تم اُس سے؟“

”امیر سعد الدین کوپیک ہمیں یہاں سے انگورہ (انقرہ) تک کی زمینیں دیں گے۔“

”بیٹا! میں امیر سعد الدین کو تیس سال سے جانتا ہوں۔ہم ”ہرپوت“ کی جنگ میں اکٹھے تھے۔ جتنا میں اُسے جانتا ہوں، وہ کبھی کسی کو زمین نہیں دے گا...وہ صرف خراج وصول کرنا جانتا ہے۔وہ دوسروں کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتا ہے اور پھر بے یارو مددگار چھوڑ دیتا ہے۔“ سردار جاندار نے اُسے سمجھایا۔

”اُس کا اختیار قونیہ کی حدود سے بہت دُور تک پھیل چکا ہے بابا! اُسے ہماری ضرورت ہے اور ہمیں اس کی، یہ ایک مفید شراکت داری ہو سکتی ہے...اور مجھے امید ہے کہ یہ شراکت داری کامیاب بھی ہوگی۔“ اُورال نے اُس کا دفاع کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

”تم اُس کی اصلیت سے واقف نہیں ہو اس لیے خوش فہمی میں مبتلا ہو۔امیر سعد الدین کوپیک ایسا شخص ہے جو اپنے ارادے خود سے بھی چھپاتا ہے۔“

”مجھے اُس کے ارادوں کا نہیں پتہ، لیکن اگر امیر کو سلجوقیوں کی اس سرزمین پر قبضہ کرنا ہے تو اُنھیں

ہمارے قبیلے کی ضرورت ہے۔امیر سعد الدین کو پیک ہماری مدد کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔کیا کوئی دوسرا قبیلہ ایسا ہے جس کے پاس ہم سے زیادہ سپاہی ہوں؟ ہم بہتے دریا میں قدم جمانے کی کوشش کر رہے ہیں،امیر سعد الدین کو پیک ہمیں قدم جمانے میں مدد دے گا۔یہاں کے زمینی حقائق ہم اُس سے بہتر جانتے ہیں،فتح ہماری ہوگی۔''

اُورال اپنے مؤقف پر ڈٹ گیا تھا۔سردار جاندار کو اپنے بیٹے سے بہت سے پہلوؤں پر اختلاف تھا لیکن یہاں وہ کچھ غلط نہیں کہہ رہا تھا۔اپنے قبیلے کے بہتر مستقبل کی خاطر اس معاملے پر غور کیا جا سکتا تھا۔

-☆-

پیٹروس جو کہ تاجر حسن کے نام سے ہانلی بازار میں گھومتا پھرتا رہتا تھا، نور گل اور صفدر کی خفیہ گفتگو سن چکا تھا۔ صفدر اُسے ارطغرل کا پیغام پہنچانے آیا تھا کہ وہ سی مون اور اُورال کی ملاقاتوں پر گہری نظر رکھے۔ یہ اہم معلومات سی مون تک پہنچانا ضروری تھیں۔ پیٹروس فوراً سرائے کے اندر چلا گیا۔ ماریہ، سی مون اور فلپ اُس وقت تہ خانے میں تھے۔ سی مون اُسے اچانک وہاں دیکھ کر چونک گیا تھا۔

''کیا بات ہے پیٹروس! کوئی خاص مسئلہ ہے؟''

''نور گل... سب جانتا ہے اُستاد سی مون۔'' وہ ماریہ کو گھورتے ہوئے بولا۔

''کیا مطلب ہے تمھارا؟'' سی مون چونکا۔

''وہ بازار میں ایک قائی سپاہی سے ملا ہے، وہ اب بھی ارطغرل کے لیے کام کر رہا ہے۔ ارطغرل نے اُسے آپ پر نظر رکھنے کی ہدایت کی ہے۔''

اِس خبر نے سی مون کو غصّے سے پاگل کر دیا تھا جبکہ فلپ کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ سی مون کچھ دیر بے تکان بولتا رہا اور پھر آگے بڑھ کر اپنی بہن ماریہ کو جھنجھوڑ ڈالا:

''تو تم جانتی تھیں جب وہ اپنا کمرہ چھوڑ کر جاتا تھا۔ وہ آدمی ہماری آنکھوں میں دیکھتا رہا اور ہمارے ساتھ کھیلتا رہا۔ مطلب اُسی نے ابو نقاش سے ملاقات کی خبر ارطغرل تک پہنچائی تھی۔ لعنت ہو! نور گل کو سب پتہ ہے۔ خفیہ راستے، وہ خط جو سعد الدین کو بیک نے مجھے لکھا... وہ سب جانتا ہے۔ ایک

بار پھر سب کچھ برباد ہو گیا ہے۔"

"لیکن سی مون..." فلپ نے کہنا چاہا تو اُس نے اشارے سے روک دیا:

"ارطغرل ہمیشہ ہم سے ایک قدم آگے رہا ہے۔ یہ نورگل تھا جو اُس کی مدد کر رہا تھا۔"

"جب تک غدار زندہ ہیں، ہم خطرے میں ہیں۔ مجھے اجازت دیں، میں اُس کا دل نکال کر آپ کے پاس لے آؤں۔" فلپ بولا۔

"نہیں فلپ... نورگل ہمارے لیے ایک آخری کام کرے گا۔ وہ ارطغرل کو اپنے ہاتھوں سے مارے گا۔" سی مون غصے سے دھاڑا تو ماریہ چونک کر اُس کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ انتہائی قدم اُٹھانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ سی مون کے جاتے ہی ماریہ اپنی حکمت عملی پر غور کرنے لگی، پھر وہ اپنی تجربہ گاہ میں چلی گئی جہاں وہ نت نئے خطرناک زہر بنانے کے تجربے کرتی رہتی تھی۔ تہ خانے کے اُس حصے میں اُس نے بہت سے زہریلے سانپ، مکڑیاں اور دیگر زہریلے حشرات رکھے ہوئے تھے۔ اُس نے وہاں بیٹھ کر ایک خطرناک زہر تیار کیا اور پھر اُسے روشنائی میں ملا کر ایک مکتوب لکھنے لگی۔

اِس کام سے فارغ ہو کر ماریہ، نورگل کے پاس آ گئی۔ اُس نے نورگل کو سختی سے ہدایت کی تھی کہ وہ اپنے کمرے سے باہر نہ نکلے، لیکن درحقیقت وہ نورگل کے تجسس کو ہوا دے رہی تھی۔ اُسے یقین تھا کہ نور گل کمرے میں نہیں بیٹھے گا۔ اُسے سمجھا کر ماریہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

نورگل دیوار سے کان لگا کر اُس گڑگڑاہٹ کو محسوس کر لیتا تھا جو تہ خانے کا دروازہ کھلنے سے پیدا ہوتی تھی۔ ماریہ کے جاتے ہی وہ بھی اپنے کمرے سے باہر نکل آیا اور چپکے سے اُن کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ کچھ دیر بعد وہ خفیہ رستے سے گزر کر تہ خانے کی سیڑھیاں اُتر رہا تھا تو اُسے ماریہ کی آواز سنائی دی:

"اس ساری صورت حال کا سلطان کے محل میں موجود جاسوس کو فوراً پتہ چل جانا چاہیے۔ تم یہ خط الفانسو کو دو گے فلپ۔ جتنی جلدی ممکن ہو، اُسے خط لے کر روانہ ہو جانا چاہیے۔"

ماریہ نے ایک مکتوب فلپ کی طرف بڑھا دیا۔ قریب ہی سیڑھیوں میں چھپا نورگل یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا، وہ مطمئن تھا کہ موقع پر پہنچ کر اُس نے خط کے بارے میں جان لیا۔ اب اُسے وہ

خط حاصل کرنا تھا، چناں چہ وہ دبے پاؤں تہ خانے سے باہر چلا گیا۔

-☆-

اِس خط کے لیے ماریہ نے خاص قسم کا زہر تیار کیا تھا۔ یہ زہر صرف چھونے سے جسم میں سرائیت کر جاتا تھا۔ خط لکھنے کے بعد اُس نے فلپ کی طرف بڑھا دیا، پھر وہ دونوں سی مون کے پاس آ گئے تو وہ بولا:

''خط کے اس لفافے میں نور گل کی وفاداری ہے اور یہ وفاداری ارطغرل کی موت کا سبب بنے گی۔ اگر چہ اِس اہم مقصد میں ہمیں اپنا بھائی کھونا پڑے گا۔ بہر حال خدا الفانسو کو جنت سے نوازے گا۔''

سی مون نے سینے پر صلیب کا نشان بنایا۔ جیسے ہی فلپ خط لے کر باہر نکلا، نور گل سرائے میں اُسی کا منتظر تھا۔ وہ بہانے سے اُٹھا اور فلپ کے تعاقب میں چل پڑا۔ باہر جا کر فلپ نے وہ خط الفانسو کے حوالے کر دیا اور اُسے جلد از جلد قونیہ پہنچنے کی ہدایت کی۔

اِس دوران نور گل بھی اپنا گھوڑا تیار کر چکا تھا۔ جب الفانسو ہاٹلی بازار سے باہر نکلا تو نور گل پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ وہ کچھ دور تک الفانسو کا تعاقب کرتا رہا اور پھر ایک سنسان جگہ پر اُسے روک لیا۔

''تم یہاں کیا کر رہے ہو نور گل؟'' الفانسو حیرت سے بولا۔

''مجھے اُستاد سیمون نے بھیجا ہے، یہ خط میں لے کر جاؤں گا۔ تم واپس سرائے چلتے جاؤ۔''

''یہ خط صرف ایک صلیبی جنگجو ہی لے جا سکتا ہے، اور وہ میں ہوں! سی مون یہ کام تمھارے حوالے نہیں کر سکتا۔'' خطرے کو بھانپتے ہی الفانسو نے اپنا گھوڑا دوڑا دیا۔ نور گل بھی اِس صورت حال سے نبٹنے کے لیے تیار تھا، جلد ہی وہ الفانسو کے سر پر پہنچ گیا اور کلہاڑے کے ایک ہی وار سے الفانسو کا کام تمام کر دیا۔

الفانسو مر چکا تھا، اُس نے جلدی سے وہ خط الفانسو کے لباس سے نکال کر اپنے گھوڑے کی زین میں رکھا اور واپسی کا سفر شروع ہو گیا۔ اب اُسے جلد از جلد ارطغرل تک پہنچنا تھا۔ یہ بے چینی بھی اُس کی رفتار کو بڑھائے چلی جا رہی تھی کہ سلطان کے محل میں موجود غدار کون ہے؟

-☆-

سردار جاندارا اپنے اہل خانہ کے ساتھ قائی قبیلے میں کھانے پر مدعو تھے۔ ارطغرل نے اُنھیں ہانلی بازار میں کاروبار شروع کرنے کی خوشی میں خاص طور پر اپنے ہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ دستر خوان سج چکا تھا اور سب لوگ اپنی اپنی نشستوں پر براجمان تھے، وہ خوش گوار ماحول میں کھانا کھا رہے تھے کہ عبدالرحمٰن اندر داخل ہوا اور اُس نے ارطغرل کو سرگوشی میں کوئی اطلاع دی۔

ارطغرل نے ایک ضروری کام کے سلسلے میں اپنے مہمانوں سے کچھ دیر کی معذرت چاہی اور عبدالرحمٰن کے ساتھ ہی باہر چلا گیا۔ جب وہ دوسرے خیمے میں پہنچا تو نور گل پہلے سے اُس کا منتظر تھا، اسی نے عبدالرحمٰن کے ذریعے ارطغرل کو پیغام بھیجا تھا۔

''میرے شیر! خوش آمدید.....!!'' ارطغرل نے آگے بڑھ کر اُسے گلے لگا لیا۔

''آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی بھائی۔''

''اُمید ہے کچھ غلط نہیں ہوگا، یہ خط کس کا ہے؟'' وہ اُس کے ہاتھ میں لفافہ دیکھ کر بولا۔

''یہ مکتوب سی مون کی طرف سے سلطان علاؤ الدین کے محل میں موجود جاسوس کے نام ہے۔'' اُس نے مکتوب ارطغرل کی طرف بڑھا دیا۔

''تم نے زبردست کام کیا ہے نور گل۔ معلومات سب سے بہترین طاقت ہیں۔''

''شکریہ بھائی۔''

''کھانے کے بعد ہم سرائے پر چھاپہ مارنے جا رہے ہیں۔'' ارطغرل نے اُسے بتایا۔

''میں نے کافی عرصہ سے کوئی اچھی خبر نہیں سنی، بھائی! آپ کی اجازت سے اب میں جا رہا ہوں۔ اس سے پہلے کہ اُنھیں میری غیر موجودگی کا علم ہو جائے، مجھے وہاں پہنچنا ہوگا۔'' نور گل نے کہا تو ارطغرل نے اُسے گلے سے لگا کر رخصت کر دیا اور خط کھول کر پڑھنے لگا:

''میں نے ابو نقاش سے بات کی ہے، اُس کے ارادے صاف ہیں۔ سلطان علاؤ الدین کو ریاست سے دستبردار کرنے اور تخت چھیننے کے لیے ضروری ہے کہ بدامنی اور افراتفری پھیلائی جائے۔ اُورال بھی ارطغرل کے سامنے ڈٹ گیا ہے، اُمید کی جاتی ہے کہ بہت اچھے نتائج سامنے آئیں گے۔''

خط پڑھ کر ارطغرل اپنے خیمے میں آیا تو اُسے اپنے سینے میں شدید گھٹن کا احساس ہو رہا تھا، پھر لمحہ بہ لمحہ اُس کی حالت بگڑنے لگی۔ اُس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ اب اُسے وہاں موجود لوگوں کے چہرے بھیانک دکھائی دے رہے تھے۔ اُس کی آنکھوں سے خون باریک لکیروں کی شکل میں جاری ہو گیا تھا۔ ارطغرل کی اِس حالت نے سب کو پریشان کر دیا تھا۔

ارطغرل کی ذہنی حالت بگڑتی چلی جا رہی تھی، ایک موقع ایسا آیا کہ اُس نے اُٹھ کر اُورال پر حملہ کر دیا۔ ارطغرل کو بہت سے لوگ سنبھالنے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ دیوانہ سا ہو گیا تھا، پھر اچانک وہ غش کھا کر گرا اور آنکھیں موند لیں۔

حائمہ خاتون اور حلیمہ سلطان اُسے پکار رہی تھیں مگر وہ کسی بات کا جواب نہیں دے رہا تھا۔

''راستہ دیں...ہٹ جائیں...''

عارف صاحب دوڑتے ہوئے اندر آئے اور باقی لوگوں کو اُس سے دُور رہنے کا اشارہ کیا۔ اُنھوں نے جلدی جلدی ارطغرل کی خون آلود آنکھوں کا معائنہ کیا، اُس کی سانس بہت دھیمی چل رہی تھی۔

''توکتامش...بالکل توکتامش کی طرح...'' سردار جاندار اُس کی حالت دیکھ کر چلاّ اُٹھا، اُسے اپنے بھائی کی موت یاد آ گئی تھی۔

''اِنھیں زہر دیا گیا ہے...اِنھیں اُٹھا کر اندر لے چلو۔'' عارف صاحب نے کہا تو آلیار، عبدالرحمٰن اور ذوالجان، ارطغرل کو اُٹھا کر اندر لے گئے۔

''کیا یہ بچ جائیں گے عارف صاحب؟'' اُورال نے جلدی سے پوچھا۔

عارف صاحب نے اُس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور خیمے کے عقبی حصے میں چلے گئے، اُس وقت اُورال اور چولپان خاتون کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ تھی۔

عارف صاحب اُسے بچانے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔

''حائمہ خاتون، حلیمہ سلطان! کیا آپ ہمیں اکیلا چھوڑیں گی؟'' عارف صاحب نے درخواست کی تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی باہر چلی گئیں۔

''عارف صاحب! کیا یہ زہر ہے؟'' اُورال صاحب نے پوچھا۔

''ہم سب کچھ پتہ لگالیں گے اُورال صاحب!''

''آپ سب محترم لوگ ہمیں اکیلا چھوڑ دیں، اِن کے گرد ہجوم نہ کریں۔'' عارف صاحب نے درخواست کی تو وہ باہر چلے گئے۔

ارطغرل کی قے سے عارف صاحب نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اُسے زہر دیا گیا ہے، یہ دیکھ کر ذوالجان بھی خیمے سے باہر آ گیا۔

''ذوالجان...ذوالجان! کیا ہوا ارطغرل بھائی کو؟'' روشان اُس کی طرف لپکا۔

''وہ موت کے دہانے پر ہیں، روشان... مجھے بتاؤ آخری بندہ کون تھا جس سے بھائی نے بات کی؟'' ذوالجان نے آگے بڑھ کر عبدالرحمٰن کا گریبان پکڑ لیا۔

''نور گل سے حضور! وہ دونوں خیمے میں ملے تھے۔''

''نور گل! تم نے یہ کیا کر دیا... کہاں ہے وہ؟'' ذوالجان نے عبدالرحمٰن کو چھوڑ دیا۔

''آپ نور گل سپاہی پر کیسے شک کر سکتے ہیں حضور؟'' روشان نے کہا۔

''یہ اُسی نے کیا ہے...وہی اصل مجرم ہے۔'' ذوالجان چلّایا۔

''ناممکن...وہ ایسا نہیں کرے گا۔ نور گل کبھی اطغرل بھائی کو دھوکہ نہیں دے گا۔'' بابر نے کہنا چاہا۔

''ہمارے سردار اندر موت سے لڑ رہے ہیں اور یہاں تم مجھے بتا رہے ہو کہ مجھے کس پر شک کرنا چاہیے بابر؟'' ذوالجان نے غصّے سے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ جب وہ واپس ارطغرل کے پاس گیا تو عارف صاحب اُسے بچانے کے لیے ہر حربہ آزما رہے تھے۔

''اِن کی سانسیں ختم ہو رہی ہیں۔ آلودہ خون جلدی اِن کے جسم سے نکالنا ہو گا۔ ہم حجامہ کریں گے۔'' عارف صاحب نے درویش سے کہا تو وہ تیاری کرنے لگا۔ یہ سب دیکھنا ذوالجان کے لیے سوہانِ روح تھا، وہ زیادہ دیر وہاں رک نہ سکا اور خیمے کے دوسرے حصے میں آ گیا۔

یہاں بھی سب لوگ پریشان تھے۔ حلیمہ سلطان کا رو رو کر برا حال تھا، حائمہ خاتون تو جیسے پتھر کی

ہوگئی تھیں۔ذوالجان پریشانی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔

''پہلے تو کتامش...اور اب ارطغرل... یہ ہوا کیسے؟ اگر زہر کھانے میں تھا تو ہم سب پر اثر کرتا۔ یقیناً یہ کچھ اور معاملہ ہے!'' اُورال نے کہا۔

''عبدالرحمٰن اُن کو بلانے آیا تھا، ارطغرل صاحب کے واپس آنے پر یہ سب ہوا۔'' سردار جاندار بولا۔

''ذوالجان! کیا تمھیں معلوم ہے کہ ارطغرل کس سے ملا تھا؟'' حائمہ خاتون نے پوچھا۔

''میں پتہ لگا لوں گا امی جان....بہت جلد سب معلوم ہو جائے گا۔'' ذوالجان سب کے سامنے نور گل کا نام نہیں لینا چاہتا تھا۔

''میرا بیٹا ابھی زندہ ہے۔ہم نا اُمید نہیں ہو سکتے، ہم ہمت سے کھڑے ہوں گے۔'' حائمہ خاتون نے جواب دیا۔

کچھ دیر گزری تھی کہ عارف صاحب باہر آ گئے۔اُن کی آنکھیں یوں متورم تھیں جیسے اندر روتے رہے ہوں۔سب لوگ تیزی سے اُن کی طرف بڑھے۔

''عارف بھائی! کیسی حالت ہے اُن کی؟'' سردار جاندار نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''ہمارے سردار ارطغرل شہید ہو گئے...''

سب کو عارف صاحب کی آواز گہرے کنویں سے آتی محسوس ہوئی اور خیمے میں موت کی سی خاموشی چھا گئی۔

پھر سب سے پہلے حلیمہ سلطان کی چیخ سنائی دی اور وہ تیزی سے اُس حصے کی طرف لپکی جہاں جیتا جاگتا ارطغرل نہیں بلکہ آسودہ نیند سویا ہوا جسم اُس کا منتظر تھا۔ارطغرل اب دنیا میں نہیں رہا تھا۔اُس کے سامنے وہ بہادر شخص آنکھیں موندے پڑا تھا جو اُس کی اُمیدوں کا واحد سہارا تھا، دِل کی دھڑکن تھا جس کے بغیر جینے کا تصور ہی اُس کے لیے موت کے مترادف تھا۔

''ارطغرل! آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں...؟''

ادھر حائمہ خاتون تو جیسے اپنے ہوش ہی کھو بیٹھی تھیں۔ وہ خالی نظروں سے وہاں موجود ہر چہرے کی طرف دیکھ رہی تھیں، پھر ذوالجان اُنھیں سہارا دے کر اُس جگہ لے آیا جہاں اُن کا بیٹا ابدی نیند سو رہا تھا۔ حائمہ خاتون ایک بہادر سردار کی بیوہ تھیں اور بہادر بیٹوں کی ماں تھیں۔ وہ خود ایک سردار تھیں اور غم کی گھڑی میں دوسروں کا سہارا بننا جانتی تھیں۔ اُنھیں اب اپنے خاندان کے سربراہ ہونے کا حق ادا کرنا تھا۔ اُنھوں نے گہری سانس لیتے ہوئے آنکھوں کی نمی کو اپنی روح کی گہرائیوں میں اُتارا اور عارف صاحب کی طرف متوجہ ہوئیں:

''عارف صاحب! ہمارے ساتھ ہمارے خیمے میں یہ سب کیوں اور کیسے ہوا؟''

''ہم سب پتہ لگا لیں گے حائمہ خاتون! میں درخواست کروں گا کہ آپ سب باہر چلے جائیں... ذوالجان! دروازے پر پہرے دار تعینات کر دو، کوئی اندر آنے کی کوشش نہ کرے۔'' عارف صاحب نے کہا۔

''ہمیں اِس نقصان کا شدید افسوس ہے، میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں آپ کو غم کی اِس گھڑی میں دلاسہ دے سکوں۔ اللہ اُنھیں جنت میں جگہ دے، اُن کی قبر روشنیوں سے منور کرے۔'' جاندار صاحب نے دُعا کی اور آگے بڑھ گئے۔

''حلیمہ سلطان! لوگ بہت بے چین ہیں۔ آپ کی ذمہ داری ہے کہ یہ بری خبر قبیلے والوں کو سنائیں۔ اگر آپ مضبوط رہیں گی تو لوگوں کا حوصلہ بڑھے گا اور وہ اس مشکل صورت حال میں خود کو سنبھال لیں گے۔ حائمہ خاتون! آپ بھی خود کو لوگوں کے سامنے سنبھالیں، آپ اس قبیلے کی سربراہ ہیں۔ حلیمہ سلطان آپ کے نقش قدم پر چلیں گی۔'' عارف صاحب نے اُنھیں حوصلہ دیا کہ وہ لوگوں کا سامنا کریں۔

''عبدالرحمٰن! چار سپاہی لے کر آؤ، ہم اپنے سردار کی میت شفا والے خیمے میں لے کر جائیں گے۔'' عارف صاحب نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب...'' عبدالرحمٰن روتے ہوئے چلا گیا۔

سب لوگ خیمے سے چلے گئے تو عارف صاحب، حلیمہ سلطان کی طرف متوجہ ہوئے اور دھیمے لہجے میں کہا:

''حلیمہ سلطان! میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں لیکن آپ نے پرسکون رہ کر اس راز کو چھپانا ہے۔''

''کیسا راز؟'' حلیمہ سلطان چونکی۔

''ہمارے سردار زندہ ہیں... اللہ نے اُن کی جان بخش دی۔ زہر جسم میں پھیلنے سے پہلے ہی میں اُنھیں قے کروانے میں کام یاب ہو گیا تھا اور اب میں نے اُنھیں دوا دے کر گہری نیند سلا دیا ہے۔''

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عارف صاحب...'' حلیمہ سلطان کا منہ کھلا رہ گیا۔

''اللہ سبحان وتعالیٰ کا شکر ہے، ارطغرل! میں آپ کے ساتھ مر گئی تھی۔ آپ کے ساتھ دوبارہ جی اُٹھی۔'' وہ بلک بلک کر رونے لگی۔

''اب آپ نے لوگوں سے بات کرنی ہے لیکن کچھ ظاہر نہیں کرنا۔ آپ پر بہت بڑی ذمہ داری آ گئی ہے حلیمہ سلطان! ایسے ظاہر کریں جیسے آپ کو یقین ہے کہ وہ مر گئے ہیں۔''

باہر سارے قبیلے کے لوگ جمع تھے، وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ ارطغرل کی طبیعت کیسی ہے۔ اسی وقت حلیمہ سلطان اندر سے آئی اور حائمہ خاتون کے پاس کھڑی ہو کر لوگوں کی طرف دیکھنے لگی۔ لوگ اُس سے اپنے سردار کے بارے میں طرح طرح کے سوالات پوچھ رہے تھے۔ اُس نے ہاتھ سے لوگوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور ہمت کر کے بولی:

''قائی قبیلے کے بہادر حضرات، خواتین اور بزرگو! آپ سب کو ہمارے سردار کی تقدیر کی فکر ہے۔ ہم سب اللہ کی طرف سے آئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ہمارے سردار، سلیمان شاہ کے بیٹے ارطغرل شہید ہو گئے ہیں...''

جیسے ہی لوگوں نے یہ الفاظ سنے، وہ دھاڑیں مار کر رونے لگے، خواتین بین کرنے لگیں۔ ہر طرف چیخ و پکار تھی۔ ارطغرل کے جانباز بھی ہمت ہار بیٹھے تھے، روشان اور بابر کو تو جیسے اپنا ہوش ہی نہیں تھا۔ اُنھیں غم کی حالت میں دیکھ کر حلیمہ سلطان نے ایک بار پھر سب کو خاموش کرایا اور بولی:

''آپ سب نے اپنے سردار کو کھو دیا ہے جیسے کہ میں نے اپنا شوہر... ہم اپنے سردار ارطغرل کو سپردِ خاک کریں گے، ہم اپنے غم بھی اپنے سینوں میں دفنا دیں گے۔ ہم انھیں دفنائیں گے اور اپنا سفر جاری رکھیں گے۔ ارطغرل صاحب کے بتائے ہوئے رستے سے ہم ایک لمحے کے لیے بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ اپنے شہیدوں کی خاطر جنھوں نے اسلام کا جھنڈا اُٹھایا، ہم ایک قدم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ اُن کی عظمت کی سربلندی کے لیے ہم اپنی جانیں دیں گے، ہر ایک شہید کی جگہ ہم ہزاروں میں آئیں گے اور ظلم کو مٹا کر حق کا علم بلند رکھیں گے... مجھے آپ سے بس یہی کہنا تھا۔''

حلیمہ سلطان نے کہا اور خیمے میں چلی گئی، اُس کے ساتھ ذوالجان اور حائمہ خاتون بھی تھے۔

''ذوالجان صاحب! آپ کی اجازت سے میں ارطغرل صاحب کو اپنے شفا والے خیمے میں لے جانا چاہتا ہوں۔'' عارف صاحب نے کہا۔

''اِس کی اب کیا ضرورت ہے عارف بھائی؟'' ذوالجان سخت لہجے میں بولا۔

''عارف صاحب! کیا آپ نہیں سمجھتے کہ اب ہمیں اپنے بیٹے کو دفنانے کے لیے تیار کرنا چاہیے۔'' حائمہ خاتون نے اُن کی طرف دیکھا۔

''یہ جاننا ضروری ہے کہ ہمارا پالا کس قسم کی خبیث بیماری سے پڑا ہے، یہ کوئی زہر ہے یا...''

''یا عارف صاحب؟'' ذوالجان نے اُن کی بات کاٹی۔

''میرے بھائی کو زہر دیا گیا ہے۔ آپ کو حقیقت نظر نہیں آ رہی عارف صاحب! اور یہ سب نور گل کے ہاتھوں ہوا ہے۔''

''کسی پر غلط الزام مت لگائیں، یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ ہمارے سردار کے ساتھ کیا ہوا ہے... خدانخواستہ کل کسی اور کے ساتھ بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ پورے قبیلے کو آیندہ ایسے کسی بھی حملے سے بچانے کے لیے میرا اس معاملے کو سمجھنا بے حد ضروری ہے، میں کچھ تجربات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اور دیگر غمزدہ افراد کی موجودگی میں، میں سکون سے کام نہیں کر سکتا۔ مجھے صورتِ حال کو سنبھالنے کی اجازت دیں۔''

عارف صاحب نے اجازت طلب نگاہوں سے اُن کی طرف دیکھا۔

''ٹھیک ہے، آپ جو ضروری سمجھیں کریں۔'' ذوالجان نے تھکے تھکے لہجے میں اجازت دے دی تو عارف صاحب نے چار سپاہیوں کو بلایا اور قائی پرچم میں لپٹے ارطغرل کو اپنے خیمے میں بھجوا دیا۔

نقارے کی گونج میں ارطغرل کو دوسرے خیمے میں منتقل کر دیا گیا تھا، اس لمحے ہر آنکھ اشک بار تھی۔

جب میت کو دوسرے خیمے میں منتقل کر دیا گیا تو عارف صاحب نے سپاہیوں کو باہر بھیج دیا اور ہدایت جاری کر دی کہ کوئی اندر نہیں آئے گا۔

جب وہ ارطغرل کے ساتھ تنہا رہ گئے تو اُنھوں نے تلوار اور قائی پرچم اُٹھا کر ایک طرف رکھ دیا، پھر اُنھوں نے ارطغرل کے چہرے سے چادر ہٹائی اور گزرے وقت کو یاد کرنے لگے۔

کچھ دیر پہلے عین اُس وقت جب عارف صاحب، ارطغرل کی زندگی سے مایوس ہو گئے تھے اُس کی رُکی ہوئی سانس بحال ہو گئی تھی۔ ارطغرل نے آنکھیں کھول کر بتایا تھا کہ نور گل کو اُسے زہر دینے کا ذریعہ بنایا گیا... آپ نے سب کو یقین دلانا ہے کہ میں مر چکا ہوں، سوائے حلیمہ کے، کیونکہ وہ اُمید سے ہے۔ اُسے احتیاط سے بتائیں کہ میں زندہ ہوں۔ عارف صاحب! میں اُن سب کو موت کی نیند سلا کر زندہ ہو جاؤں گا۔ میرا چہرہ وہ آخری منظر ہو گا جو مجھے مردہ سمجھنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے... عارف صاحب! آپ پر بھاری ذمہ داری ہے، آپ نے مجھے یہاں سے نکلنا ہے۔''

''آپ مجھ پر مکمل اعتماد کر سکتے ہیں حضور۔'' عارف صاحب نے اُسے یقین دلایا۔

''میں آپ کو شفا والے خیمے میں لے جاؤں گا۔ آپ کو وہاں طلوعِ سحر تک آرام کی ضرورت ہے۔ جیسے ہی سورج نکلے گا، آپ جا سکتے ہیں۔'' عارف صاحب نے ارطغرل کو دوا دے کر گہری نیند سلا دیا۔

صبح سویرے ارطغرل کی آنکھ کھل گئی، اُسے اب بھی نقاہت محسوس ہو رہی تھی۔ عارف صاحب نے اُسے ایک شربت تیار کر کے پلایا اور بولے:

''حضور! آپ کے کپڑے اور گھوڑا قبیلے کے باہر تیار ہے، میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ آپ جب تک قبیلے سے باہر نہیں نکلتے، یہ لباس پہن لیں۔'' انھوں نے اُسے اپنا لباس دیا۔

''کسی کو پتہ نہیں چلے گا،لوگ شدید رنج میں ہیں،ہم خیمے کے پیچھے سے خفیہ طور پر نکل سکتے ہیں۔''

''مجھے اس چال کو مؤثر طور پر دُشمن کے فریب سے نبٹنے کے لیے استعمال کرنا ہے عارف صاحب! مجھے اُمید ہے اللہ اس کو میرے گناہوں میں نہیں لکھے گا۔اللہ مجھے میرے پیاروں کو رنج دینے پر معاف فرمائے۔''ارطغرل نے لباس تبدیل کیا اور وہ دونوں خیمے سے نکل کر گھوڑے تک پہنچ گئے۔

کچھ دیر بعد وہ اپنی منزل کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔اس تمام راز داری کی بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ سردار جاندار بھی اپنے اہل خانہ کے ساتھ وہیں موجود تھے۔ارطغرل ہر صورت اُورال کو اپنی موت کا یقین دلانا چاہتا تھا۔

-☆-

نورگل کے جاتے ہی ماریہ اپنی تجربہ گاہ میں آ گئی اور نیا زہر تیار کرنے لگی۔

''نورگل! تم نے مجھے جتنا دُکھ دیا، اُس کی قیمت تم اپنی موت سے چکاؤ گے۔ تم ایسی تکلیف برداشت کر کے مرو گے جو تم نے پہلے نہ کبھی دیکھی اور نہ سنی ہو گی۔ آسمان کی سرد وسعتوں میں، فطرت کے ہر حصے میں، دُنیا کے ہر گوشے میں اور جہنم کی گہرائیوں میں جتنا بھی زہر موجود ہے، میرے خنجر کی نوک پر جمع ہو جائے گا تاکہ میرے شکار کے گوشت کو جلا کر بھسم کر دے۔ مرنے سے پہلے دُنیا میں ہی اس کی زندگی کو جہنم بنا دے۔''

ماریہ نے زہر تیار کر کے اُسے اپنے چمکتے ہوئے خنجر پر لگالیا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اُسے نورگل سے توقع نہیں تھی کہ وہ ارطغرل کا وفادار رہے گا اور اُن کے راز ارطغرل تک پہنچائے گا۔ دِل ہی دِل میں وہ نورگل کو چاہنے لگی تھی، اُس کا منصوبہ تھا کہ وہ نورگل کے دِل و دماغ پر قبضہ کر کے اُسے عیسائی مذہب اختیار کرنے پر مجبور کر دے گی اور پھر اس سے شادی کر لے گی، لیکن نورگل کی ارطغرل سے وفاداری نے اُس کے سارے منصوبے کو خاک میں ملا دیا تھا۔

زہر تیار کر کے ماریہ تہ خانے کے اُس حصے میں آ گئی جہاں سی مون، فلپ اور پیٹروس کے ساتھ محوِ گفتگو تھا۔ وہ اُنھیں جنگ کے لیے تیار رہنے کی ہدایت کر رہا تھا۔

''اُستاد سی مون! صبح تک ارطغرل کے دُنیا چھوڑ جانے کی تصدیق ہو جائے گی... کیا پھر بھی اس

جنگ کی ضرورت باقی رہے گی؟"

"اس کا امکان نہیں کہ جنگ ختم ہوگئی ہے، ابھی بہت سے سپاہی انتقام کے لیے جل رہے ہیں اور نورگل بھی زندہ ہے پیٹروس۔"

"مٹھی بھر سپاہی ارطغرل کی قیادت کے بغیر کیا کر سکتے ہیں؟" فلپ کے لہجے میں تکبر تھا۔

"فلپ! ہم یہ انتظار نہیں کریں گے کہ وہ کیا کر سکتے ہیں۔ اردگرد کے تمام صلیبی جنگجوؤں کو پیغام بھجوادو، وہ اپنی زرہ پہن کر تلواریں تیار رکھیں۔ اب ہمیں خود مزید نہیں چھپانا۔ جب سے اُنھوں نے ہر طرف سے ہمارا محاصرہ کیا ہے، بازار داؤ پر ہے۔ قائی قبیلے کی تباہی تک ہم پرسکون انداز میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔" سی مون نے کہا۔

"یقیناً تمھیں معلوم ہوگا کہ نورگل کی واپسی پر اُس کا کیسا استقبال کرنا ہے؟" سی مون نے ماریہ کی طرف دیکھا۔

"بے فکر رہیں اُستاد سی مون! جیسے ہی میرا خنجر اُس کے جسم میں اُترے گا، وہ جلد سے جلد مرنے کی تمنا کرے گا۔ لیکن موت اُس کے لیے بہت مشکل ہو جائے گی۔"

ماریہ نے زہریلے لہجے میں جواب دیا تو سی مون سر کو جنبش دے کر مطمئن ہو گیا۔ وہ ماریہ کی صلاحیتوں سے بخوبی واقف تھا، ماریہ جب کسی کو دردناک موت دینے کا سوچ لیتی تھی تو دُشمن کے آخری لمحات بہت اذیت ناک ثابت ہوتے تھے۔

-☆-

صبح منہ اندھیرے نورگل ہانلی بازار پہنچا تو فلپ اپنے سپاہیوں کے ساتھ اُس کا منتظر تھا، وہ سب صلیبی جنگجوؤں کے لباس میں تھے۔ اُنھوں نے اُس کے گھوڑے کو گھیرے میں لے لیا تھا، پھر فلپ بلند آواز میں بولا:

"ارطغرل تمھیں دیکھ کر ضرور خوش ہوا ہوگا نورگل۔"

نورگل سمجھ گیا تھا کہ اُس کا راز کھل چکا ہے۔ اب اُن سے بحث فضول تھی، چناں چہ نورگل نے

اعلانِ جنگ کرتے ہوئے اپنا کلہاڑا ہوا میں بلند کر دیا:

''آؤ... میں تمھیں دکھاتا ہوں کہ شیر کیسے لڑتا ہے؟''

''پکڑلو اِسے...''

فلپ نے چلاّ کر کہا تو سپاہی اُس کی طرف دوڑے۔ نورگل نے آگے بڑھ کر دو سپاہیوں کو واصل جہنم کر دیا اور پھر گھوڑا دوڑاتا ہوا بازار سے نکل گیا۔ اُس کے جاتے ہی فلپ بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور سپاہیوں کے ساتھ اُس کے تعاقب میں نکل پڑا۔ اس دوران ماریہ بھی سرائے سے باہر آ گئی تھی۔ وہ نورگل سے انتقام لینے کی آگ میں جل رہی تھی، چناں چہ وہ بھی اُن کے پیچھے روانہ ہو گئی۔ نورگل گھوڑا دوڑاتا جنگل میں نکل گیا تھا۔

ایک مقام پر پہنچ کر فلپ نے اُسے کھو دیا اور اپنے سپاہیوں کو پھیل کر اُسے تلاش کرنے کا حکم دیا، جلد ہی وہ نورگل کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب نورگل اُن کے سامنے کھڑا تھا، اُس کے چہرے پر گھبراہٹ نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔

''طویل انتظار کے بعد میں تمھیں مرتا دیکھوں گا، نورگل!'' فلپ زہریلے انداز میں ہنسا اور گھوڑے سے اُتر آیا۔

''تو آؤ مار دو مجھے، اگر تم میں ہمت ہے...'' نورگل نے فلپ کو للکارا اور حملہ آور ہونے والے دو سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

''ارطغرل مر چکا ہے نورگل... وہ خط جو تم نے اُسے دیا تھا، اُس میں زہر تھا... اور تم اب بھی یہاں بہادری دکھا رہے ہو۔''

''جھوٹ بول رہے ہو تم۔'' نورگل نے اُسے گھورا۔

''یہ جھوٹ بہت جلد سچ بن کر سامنے آجائے گا تمھارے، تمھیں تو خوش ہونا چاہیے کہ تمھارا سردار تمھارے ہی ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچا۔'' فلپ نے قہقہہ لگایا۔

یہ سنتے ہی نورگل دیوارنہ وار اُن پر ٹوٹ پڑا، اُس نے باقی دو صلیبی بھی مار ڈالے۔ اب صرف

فلپ رہ گیا تھا، اُسے قہر برپا کرتا دیکھ کر اُس کے ہوش اُڑ گئے تھے۔ نور گل سے مقابلہ کرنا اُس کے بس کے بس کی بات نہیں تھی، چناں چہ وہ تیزی سے اپنے گھوڑے کی طرف بھاگا۔ نور گل بھی موت بن کر اُس کے پیچھے تھا۔

وہ دونوں جنگل میں بھاگتے چلے جا رہے تھے۔ فلپ کی سانس پھول رہی تھی، وہ ایک پتھر سے ٹھوکر کھا کر زمین پر گر پڑا۔ اِس دوران نور گل اُس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ فلپ بہت گھبرا گیا تھا، اُس نے تیزی سے اُٹھ کر نور گل پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ نور گل اس سے غافل نہیں تھا، اُس نے فلپ کا وار روک کر جھٹکا دیا تو اُس کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ جنگل فلپ کی چیخوں سے گونج اُٹھا تھا۔ نور گل اس معاملے کو لٹکانا نہیں چاہتا تھا لہٰذا اُس نے اپنا کلہاڑا سنبھالا اور ایک ہی وار سے فلپ کا پیٹ کھول دیا۔ وہ فلپ پر دوسرا وار کرنے والا تھا کہ عقب سے ماریہ کی تیز آواز نے اُسے روک دیا:

''نور گل...''

اُس نے پلٹ کر دیکھا تو ماریہ اُس کی طرف بڑھ رہی تھی۔

''نور گل! میں نے تم سے پیار کیا تھا... تم میرے ساتھ اتنا بڑا دھوکا کیسے کر سکتے ہو؟''

نور گل ماریہ کو نظر انداز کر کے فلپ کی طرف متوجہ ہوا اور اُس کا کام تمام کر دیا۔

ماریہ اب قریب آ گئی تھی، اُس نے زہر میں بجھا ہوا خنجر نکال لیا اور حملے کی نیت سے اُس کی طرف لپکی۔ نور گل بھی اُس سے غافل نہیں تھا۔ جیسے ہی ماریہ نے وار کیا، نور گل نے اُس کا ہاتھ تھاما اور خنجر گھما کر اُسی کے پیٹ میں گھونپ دیا۔

اپنی اِس ناکامی پر ماریہ کی آنکھوں میں دُنیا بھر کی حیرت سمٹ آئی تھی... وہ دردناک موت جس کا انتخاب اُس نے نور گل کے لیے کیا تھا، وہ خود اُس کا شکار ہونے والی تھی۔ نور گل اُسے خنجر مارنے کے بعد واپس جانے والا تھا کہ ماریہ کی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی:

''مجھے اِس حالت میں چھوڑ کر مت جاؤ، نور گل! آگے بڑھو اور ختم کر دو مجھے۔''

''جہنم میں جاؤ... تمھیں اپنے گناہوں کی سزا مل کر رہے گی۔''

نور گل نے اُس کی التجا رد کر دی۔ اُسے صرف ارطغرل کی فکر تھی، وہ جلد سے جلد قبیلے پہنچنا چاہتا تھا
چناں چہ وہ ماریہ کو نظر انداز کر کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔
"مجھے ماردو... مجھے سسکتا چھوڑ کر مت جاؤ نور گل..."
ماریہ مسلسل چلا رہی تھی۔ جو زہر اُس نے نور گل کے لیے تیار کیا تھا، وہ اُس کے اپنے جسم میں سرائیت کر گیا تھا۔ اُس کی آنکھوں سے لہو بہنے لگا تھا اور جسم کو جھٹکے لگ رہے تھے، لیکن اب کوئی اُس کی مدد کرنے والا نہیں تھا۔

-☆-

صبح سویرے اُستادسی مون اپنے کمرے سے نکل کر جھروکے میں آیا تو سرائے میں مکمل خاموشی تھی، ہانلی بازار میں ابھی خریداروں کی آمد شروع نہیں ہوئی تھی۔ اُسے وہاں کھڑے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ایک خادم سیڑھیاں چڑھتا ہوا بالائی منزل پر آ گیا:
"اُستادسی مون! اُورال صاحب آئے ہیں۔"
"آنے دو اُسے..." سیمون نے اشارہ کیا تو اُورال اپنے سپاہی باتو خان کے ساتھ وہاں آ گیا۔
"تمھارا پر مسرت چہرہ دیکھ کر لگتا ہے کہ کوئی اچھی خبر لائے ہو تم!" سی مون نے اُس کی خوشی بھانپ لی تھی۔
"ارطغرل..."
"مطلب ہمارا منصوبہ کامیاب رہا؟" سی مون نے اُس کی بات کاٹی۔
"بہت اعلیٰ... اِس وقت وہ تو کتامش کے ساتھ بیٹھا راز و نیاز کر رہا ہوگا۔" اُورال نے قہقہہ لگایا تو سی مون بھی اُس کی خوشی میں شامل ہو گیا۔
"یعنی اب بازار اور قبیلے ہمارے ہاتھوں میں ہوں گے۔" سی مون نے اطمینان کی سانس لی۔
"میں یہ بتانے آیا تھا کہ کارخانہ دو دِن بند رہے گا... کیونکہ ہمارا دکھ بہت بڑا ہے۔ اب مجھے جانے دو، اب دونوں قبیلے مجھے دیکھیں گے کہ میں سردار ارطغرل کے لیے کتنا غمزدہ ہوں۔" اُورال نے منہ بنایا

تو سی مون پھر ہنسنے لگا۔ خبر سنا کر اُورال چلا گیا۔

سی مون کے لیے آج کی پہلی خبر بہت اچھی تھی۔ اُس کے جاتے ہی پیٹروس وہاں آ گیا، وہ کچھ فکر مند دکھائی دے رہا تھا۔

''اُستاد سی مون! ماریہ اور فلپ کی ابھی تک کوئی خبر نہیں ملی۔''

''لعنت ہو! میرا گھوڑا تیار کرو فوراً، ہم ابھی اُن کے پیچھے چلتے ہیں۔'' سی مون کی خوشی لمحہ بھر میں ہرن ہو گئی تھی۔ پیٹروس آگے بڑھا تو سی مون بھی روانگی کی تیاری کرنے لگا۔

جنگل میں پہنچتے ہی اُنھیں فلپ اور دیگر سپاہیوں کی لاشیں ڈھونڈنے میں دیر نہ لگی۔ فلپ کو مردہ حالت میں دیکھ کر سی مون کو دھچکا سا لگا تھا، اُسے کلہاڑے سے مارا گیا تھا۔

''ایک آدمی جس کی ہم نے جان بچائی اور اُسے دشمن کے خلاف استعمال کرنے کے لیے اپنے مطابق ڈھالا، وہ ہمارے منصوبے اور سپاہیوں... دونوں سے بچ گیا پیٹروس!''

سی مون نے اتنا کہہ کر فلپ کی لاش کی طرف دیکھ کر اُداسی سے کہا:

''فلپ! تم ٹھیک کہتے تھے نور گل کے بارے میں۔''

سی مون نے سینے پر صلیب کا نشان بنایا۔ اُسی وقت ایک سپاہی بھاگتا ہوا اُن کے پاس آ گیا:

''اُستاد سی مون! جلدی میرے ساتھ آئیں۔''

سی مون اور پیٹروس تیزی سے اُس کے پیچھے بڑھے تو وہ اُنھیں ماریہ کی لاش کے پاس لے گیا، اپنی بہن کی لاش دیکھ کر سی مون چکرا گیا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اُس کی طرف بڑھا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اُس نے قریب بیٹھ کر ماریہ کی اَدھ کھلی آنکھیں بند کیں اور اُس کی پیشانی پر بوسہ دے کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

''ماریہ! میری چھوٹی پری...'' وہ اِس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ پایا تھا۔

''اُستاد سی مون! اُنھیں پتا ہے کہ ہم نے نور گل کے لیے جال بچھایا ہے، وہ بدلہ لینے آئیں گے۔'' پیٹروس نے اُسے خبردار کیا۔

حلیمہ سلطان بہت حوصلے سے قبیلے والوں کا سامنا کر رہی تھی۔ سردا
نوبت کے لیے آ رہے تھے۔ سب ارطغرل کا آخری دیدار کرنا چا
معذرت کر لی تھی، اُس نے یہی کہا تھا کہ عارف صاحب نے آخری زیا
کہ خطرناک زہر نے ہمارے سردار کے جسم کو خراب کر دیا ہے۔ وہ چا
سردار کا وہی چہرہ رہے جو ہم نے اُن کی زندگی میں دیکھا۔ اُس نے لوگو

"جب سردار سلیمان شاہ سچے رستے پر چلے گئے تو ہم تقریباً
چنار کا درخت بڑھتا گیا۔ اب دوسرے علاقوں میں اُن کے قبرستان
اُن کا بیٹا ارطغرل بھی اُسی سچے رستے پر چلا گیا۔ ارطغرل صاحب
ہوا سا بیج یہاں لگایا، اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس چنار
کر دعائیں۔"

"ان شاء اللہ..." سب نے یک زبان کہا۔

"سلیمان شاہ کے بیٹے ارطغرل کی جگہ اُن کا بھائی
سنبھالے گا، آپ سب کو ان کی مکمل اطاعت کرنی چاہیے۔
سب نے اپنے سر اثبات میں ہلا کر اُن سے اتفاق کیا۔

"آنے دو اُنھیں۔ مجھے تجسس ہے کہ قائی کا اختتام کیا ہوگا؟ ارطغرل کے بعد ہم اُس کے سپاہیوں کو بھی مار دیں گے۔ آنے دو اُنھیں! تم آگے آگے جاؤ اور ہمارے صلیبی جنگجوؤں کو تیار کرو۔" اُس نے پیٹروس کو بھیج دیا اور خود ماریہ کی لاش لے کر سرائے روانہ ہو گیا۔

جب وہ ماریہ کی لاش ہانلی بازار لے آیا تو سپاہی اُسے اُٹھا کر تہ خانے میں لے گئے۔ ماریہ کو صلیب کے سامنے لٹا دیا گیا۔ اب سی مون نے بھی صلیبی جنگجو کا لباس پہن لیا تھا۔ وہ تلوار لے کر ماریہ کے پاس کھڑا ہو گیا:

"وہ بکریوں کے وحشی چرواہے ہماری زمینوں پر قبضہ کرنے اور ہمیں تباہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہی بزدل چرواہے جو اپنی سرزمینوں سے منگولوں کے ڈر سے بھاگ کر ہماری زمینوں پر آئے، ہمیں ہی آنکھیں دکھانے لگے۔ جو زندگیاں اُنھوں نے ہم سے چھین لیں، اُن کے بدلے وہ اپنی ہزاروں زندگیاں گنوائیں گے۔ میں عہد کرتا ہوں کہ قائی قبیلے کا نام تاریخ سے مٹا دوں گا۔" سی مون نے پُرنم آنکھوں کے ساتھ اپنی بہن کی پیشانی پر بوسہ دیا اور انتقام کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

ماریہ کی آخری رسومات کے بعد وہ اپنے کمرۂ خاص میں آ گیا تھا۔ اُس کا ذہن تیزی سے ایک خونی حکمت عملی تیار کر رہا تھا... بہت جلد وہ قائی قبیلے کو اُس کے انجام تک پہنچانے والا تھا جو اپنے سردار کو کھو دینے کے بعد لاوارث ہو چکا تھا۔

-☆-

حلیمہ سلطان بہت حوصلے سے قبیلے والوں کا سامنا کر رہی تھی۔ سردار اور دوسرے لوگ اس سے تعزیت کے لیے آ رہے تھے۔ سب ارطغرل کا آخری دیدار کرنا چاہتے تھے لیکن حلیمہ نے اُن سے معذرت کر لی تھی، اُس نے یہی کہا تھا کہ عارف صاحب نے آخری زیارت کرنے سے منع کیا ہے کیوں کہ خطرناک زہر نے ہمارے سردار کے جسم کو خراب کر دیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم سب کے ذہنوں میں سردار کا وہی چہرہ رہے جو ہم نے اُن کی زندگی میں دیکھا۔ اُس نے لوگوں کو سمجھاتے ہوئے کہا:

"جب سردار سلیمان شاہ سچے رستے پر چلے گئے تو ہم تقریباً جل چکے تھے لیکن اُن کا لگایا ہوا عظیم چنار کا درخت بڑھتا گیا۔ اب دوسرے علاقوں میں اُن کے قبرستان سے دُور اس چراگاہ کے درمیان میں اُن کا بیٹا ارطغرل بھی اُسی سچے رستے پر چلا گیا۔ ارطغرل صاحب نے سلیمان شاہ سے وراثت میں ملا چھوٹا سا بیج یہاں لگایا، اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس چنار کے درخت کو پھیلائیں اور اس کے سائے کو بڑھائیں۔"

"ان شاءاللہ..." سب نے یک زبان کہا۔

"سلیمان شاہ کے بیٹے ارطغرل کی جگہ اُن کا بھائی ذوالجان اُن کے وارث کے طور پر ذمہ داری سنبھالے گا، آپ سب کو اِن کی مکمل اطاعت کرنی چاہیے۔" حائمہ خاتون نے اعلان کیا تو سب سرداروں نے اپنے سر اثبات میں ہلا کر اُن سے اتفاق کیا۔

اُسی وقت ذوالجان خیمے میں داخل ہوا تو سب اُس کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔

"آپ کے سردار بہادروں میں سب سے بہادر تھے، تمام سرداروں سے عظیم سردار! اُنھوں نے اپنی زندگی جنگوں اور جدوجہد میں گزاری۔ مجھے ایسے کسی سردار کا نہیں پتا جو موت کے ساتھ قدم ملا کر چلا ہو جیسے وہ چلتے تھے۔ اُن کی تلوار کا سایہ ہمیشہ انصاف کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ وہ دوستوں کے لیے اُمید اور دشمنوں کے لیے خوف کی علامت تھے۔ اب یہ ہم پر ہے کہ اُسی رستے پر سفر جاری رکھیں جس پر وہ چلے..." ذوالجان نے کہا تو وہاں موجود سردار اُسے مکمل تعاون کی یقین دہانی کروانے لگے۔

کچھ دیر بعد ذوالجان سپاہیوں کے پاس آ گیا، وہ اُنھیں انتقام لینے کے لیے تیار رہنے کی ہدایت کر رہا تھا کہ نورگل بھی وہاں آ گیا۔

"حضور! نورگل آ گیا..." ایک سپاہی نے بتایا تو سب اُس کی طرف دیکھنے لگے۔

"غدار..." ذوالجان اُس کی طرف لپکا تو بابر نے اُسے روک لیا۔

"ذوالجان صاحب! پہلے اُس کی بات سن لیں، اگر اُس نے ہمیں دھوکا دیا ہے تو اُسے ضرور سزا ملے گی۔"

"حضور... کیا میرے آقا نہیں رہے؟" نورگل نے حیرت سے ذوالجان کی طرف دیکھا۔

"تم نے میرے بھائی کو مارا ہے نورگل!" ذوالجان نے ایک گھونسا اُس کے منہ پر دے مارا لیکن روشان نے آگے بڑھ کر اُسے روک لیا۔

بابر، نورگل سے گلے مل کر رونے لگا۔ ذوالجان نے تلوار نکال لی تھی، وہ نورگل کی گردن اُڑانے والا تھا کہ بابر نے اپنی گردن آگے کر دی جس پر ذوالجان نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

"جناب! آپ نورگل سے تحقیق کیے بغیر اُسے سزا نہیں دے سکتے۔"

"کیا ایک سردار کو اُس کا سپاہی دھوکہ دے سکتا ہے؟ یہ غدار ہے!" ذوالجان چلّایا۔

"ہمیں اِس سے تفتیش کیے بغیر پتہ نہیں چل سکتا حضور! اگر یہ غدار ہے تو پتہ چلے، اِس کے پیچھے کون ہے؟ پھر اسے قانون کے مطابق سزا دی جائے۔"

روشان نے اسے سمجھایا جبکہ نور گل مسلسل روئے چلا جا رہا تھا۔ اُس کی زبان پر یہی ایک جملہ تھا:
"میرے بھائی میری وجہ سے مر گئے... میرے بھائی میری وجہ سے مر گئے۔"

-☆-

قبیلے سے بہت دُور آنے کے بعد عارف صاحب اور ارطغرل ستانے کے لیے ایک درخت کے پاس رُک گئے۔ ارطغرل اب بھی نقاہت محسوس کر رہا تھا، تھکاوٹ اُس کے چہرے سے عیاں تھی۔
"آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟" عارف صاحب اُس کے پاس آ گئے۔
"بدترین وقت گزر چکا، عارف صاحب!"
"آپ کل تک بہت بہتر ہو جائیں گے، اِن شاء اللہ!"
"سردار جاندار کا بیٹا اُورال... عارف صاحب! جب تک وہ قبیلے میں ہے، ہمیں اپنے رستے چھپانے ہوں گے۔ جب تک میں اُس شیطان سی مون کو نہیں پکڑ لیتا، مجھے مردہ سمجھا جائے۔ اُنھوں نے نور گل کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا، اُنھیں اِس کی سزا ضرور ملے گی۔" ارطغرل نے جواب دیا۔
"پھر تو نور گل کی جان خطرے میں ہے۔" عارف صاحب نے چونکتے ہوئے کہا۔
"وہ نور گل کو قابو نہیں کر سکتے، نور گل قبیلے واپس آئے گا۔ آپ اس کی حفاظت کریں اور ذوالجان کے غصے سے باخبر رہیں۔" ارطغرل نے تنبیہ کی۔
"آپ پریشان نہ ہوں، نور گل قبیلے واپس آتا ہے تو میں ذوالجان صاحب سے بات کروں گا۔" عارف صاحب نے سینے پر ہاتھ رکھا۔
"تب تک ہم اُورال کی غداری کی حدیں ڈھونڈیں گے، ہم میں سے کوئی ہمارا راز ظاہر نہیں کرے گا۔"

"جیسے آپ کا حکم حضور۔" عارف صاحب نے سر جھکا دیا۔
"ذوالجان سے کہیں کہ اُس نے اپنے بہترین سپاہی منتخب کرنے ہیں، ہم یہاں سے اپنا سفر شروع کریں گے۔" ارطغرل نے پیغام دیا۔

''وہ بھی سلیمان شاہ کا بیٹا ہے، اُنھوں نے پہلے ہی حکم دے دیا ہے۔ وہ اُنھیں سزا دیے بغیر نہیں جانے دیں گے۔'' عارف صاحب مسکرائے۔

''ٹھیک ہے... ان شاء اللہ سب بہتر ہو جائے گا۔''

''اب میں اجازت چاہتا ہوں حضور۔'' عارف صاحب نے تعظیم پیش کی اور واپس چلے گئے۔

جب عارف صاحب قبیلے میں پہنچے تو روشان نے انھیں نور گل کے بارے میں بتا دیا۔ اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ ذوالجان اس کے ساتھ قیدیوں والے خیمے میں ہے۔ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔ جب وہ خیمے میں پہنچے تو ذوالجان اس کی گردن پر خنجر رکھے ہوئے تھا۔ عارف صاحب نے آگے بڑھ کر ذوالجان کو روک دیا:

''رک جائیں حضور! میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ارطغرل بھائی کی ایک آخری خواہش تھی۔ سرائے پر چھاپہ مارنے اور اُس کی بدعنوانی ختم کرنے کی ضرورت ہے، ہم اپنے سپاہی لے کر ''کلی ٹیپ'' جائیں گے۔ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟ نور گل سپاہی بھی ہمارے ساتھ جائے گا۔''

''اس مقدس مہم میں ایک غدار کیوں ساتھ جائے گا عارف صاحب؟'' ذوالجان غصّے سے بولا۔

''آپ کو وہاں اپنے ہر سوال کا جواب مل جائے گا حضور!'' عارف صاحب نے سمجھایا تو وہ خاموش ہو گیا۔

جلد ہی وہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ قبیلے سے روانہ ہو گئے۔ اُنھیں کلی ٹیپ پہنچنے میں زیادہ وقت نہ لگا، وہاں کوئی نہیں تھا۔ نور گل بھی اُن کے ساتھ تھا، اُس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ ذوالجان کی آنکھوں میں الجھن تھی۔

''عارف صاحب! اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ ہمیں یہاں کیوں لے کر آئے ہیں، ہم یہاں کیا کرنے والے ہیں؟'' ذوالجان نے عارف صاحب سے پوچھا تو اُنھوں نے دُور سے آتے ہوئے ایک گھڑسوار کی طرف اشارہ کر دیا، سب لوگ غور سے سے دیکھنے لگے۔

جیسے ہی گھڑسوار قریب آیا، سب کے منہ حیرت سے کھلے رہ گئے۔

"کیا میں جو دیکھ رہا ہوں، خواب ہے بھائی؟" بابر زور سے چلاّیا۔

"کتنی عجیب بات ہے!"

"بھائی..." ذوالجان زور سے چلاّیا اور پھر سب اُس کی طرف دوڑ پڑے۔ ارطغرل گھوڑے سے اُتر آیا اور سب کو گلے سے لگالیا۔ جب اُس کی نظر بندھے ہوئے نورگل کی طرف گئی تو وہ تیزی سے اُس کی طرف بڑھا اور اُسے بھی سینے سے لگالیا، پھر وہ پلٹ کر ذوالجان سے بولا:

"جتنا تم اپنے بھائیوں کے وفادار اور جوشیلے ہو، میرا نورگل بھی تمھارا وفادار اور جوشیلا ہے۔ شیطان کی فسادسازی اِس کے ارادے نہیں تھے۔ مجھے زہر دینے کے لیے اُنھوں نے نورگل کو گمراہ کیا، یہ سمجھ کر کہ وہ ہمارے لیے کام کر رہا ہے۔ نورگل ایک شیطانی زہر اُٹھا کر ہم تک لے آیا لیکن اُنھیں ایک چیز کا علم نہیں کہ شیطان کتنے بھی جال بچھائے، اُنھیں سب سے بڑی تدبیر کرنے والے کا پتہ نہیں۔ اب وقت ہے کہ اُن کی چالوں کو اُن کے سروں پر لایا جائے۔ اب وقت ہے، اِن بچے کچھے صلیبیوں کے خاتمے کا۔"

ارطغرل نے خنجر نکال کر نورگل کی رسیاں کاٹ دیں تو سب اُس کے حق میں نعرے لگانے لگے۔ ذوالجان نے آگے بڑھ کر نورگل کو گلے سے لگالیا اور اپنی غلطی کی معافی مانگ لی۔ ارطغرل، ذوالجان کے اس رویے سے مطمئن تھا۔ وہ کسی صورت نورگل کی بے قدری برداشت نہیں کرسکتا تھا۔

اس کے بعد سب نے ارطغرل کی امامت میں نماز ادا کی اور اُس نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھا دیے:

"اے اللہ! میرا مالک تو ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں انصاف اور رحم پھیلانے، اور ظالمانہ اقدامات کے خاتمے کی توفیق دے۔ ہماری جدوجہد سلامت رہے اور ہمیں کامیابی عطا فرما، آمین۔"

نماز کے بعد وہ سب روانگی کی تیاری کرنے لگے تو ارطغرل نے اپنے جوانوں کا لہو گرمایا:

"حملے کا وقت آچکا، اب جدوجہد ہماری ہوگی اور فتح اللہ کی، ان شاء اللہ ہم سرخرو لوٹیں گے کیونکہ ہماری جنگ حق اور انصاف کے لیے ہے۔" ارطغرل کی باتیں سن کر میدان نعرۂ تکبیر سے گونج اُٹھا تھا۔

ہانلی بازار روانگی سے قبل ارطغرل نے عارف صاحب کو واپس قبیلے بھیج دیا تھا تاکہ وہ حائمہ خاتون

کو اصل صورت حال سے آگاہ کردیں اور اُن کی پریشانی دُور ہو جائے۔

-☆-

ہانلی بازار میں اُس دِن کا آغاز بھی معمول کے مطابق ہوا تھا۔ سرائے کھلتے ہی بارٹا ملے اُونٹ پر سوار ہو کر بازار میں آ گیا:

"اے عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والو! اے موسیٰ علیہ السلام کے جلاوطن تاجرو!! اے محمد ﷺ کے بہادر جنگجوؤ! قائی قبیلے والوں کے ہمارے بازار اور تجارت کے لیے برے ارادے ہیں۔ اب جبکہ تمام ضروری اقدامات اُٹھائے جا چکے ہیں، آپ بھی اپنی آنکھیں کھلی رکھیں۔ سی مون جلد آپ سے بات کرنے والا ہے۔ آؤ... شاباش! قریب آ جاؤ۔ اپنے فائدے کی بات سنو، سی مون کی بات سنو!"

اعلان سن کر بکھرے ہوئے لوگ سرائے کے دروازے پر جمع ہونے لگے۔ آج یہاں صلیبی سپاہیوں کا سخت پہرہ تھا، پیٹروس اور دوسرے سپاہی بھی جگہ جگہ گھات لگائے کھڑے تھے۔ وہ ہانلی بازار میں آنے والے مشکوک لوگوں پر نظر رکھے ہوئے تھے۔

کچھ دیر بعد سی مون سرائے سے باہر آ گیا اور بلند آواز میں بولا:

"میرے بازار کے قابلِ قدر تاجرو! میں نے وعدہ کیا تھا، تمھاری چیزوں اور زندگیوں کی حفاظت کروں گا۔ میں یہ وعدہ پورا کر رہا ہوں! مجھے پتہ چلا ہے کہ اپنے سردار کی موت کے بدلے کی آڑ میں قائی سپاہی ہمارے بازار پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہر کوئی اچھی طرح جان لے کہ سی مون اُن چراگاہوں کے وحشیوں کو ہرگز ایسا نہیں کرنے کی اجازت نہیں دے گا، ہم اُن کے وحشی پن کا خاتمہ کریں گے۔" سی مون کا لہجہ پرجوش تھا۔

اُسی وقت کچھ فاصلے پر کھڑی گھوڑا گاڑی پر سے بھاری چادر ہٹی اور نعرۂ تکبیر سنائی دیا۔

"ہمیشہ قائم رہنے والی ذات اللہ کی..."

سی مون نے چونک کر اُس طرف دیکھا تو ارطغرل کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں... ارطغرل کے باقی جانباز بھی اُس کے ساتھ تھے، نور گل بھی اُن کی صف میں

کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود سی مون کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

"ارطغرل؟" وہ زیرلب بڑبڑایا۔

"بھاگو، بھاگو... حملہ ہو گیا..." بازار میں بھگدڑ مچ گئی۔

ارطغرل اور نورگل گھوڑا گاڑی سے اُتر کر تیزی سے سی مون کی طرف بڑھنے لگے، صلیبی سپاہی اُنھیں روکنے کی کوشش میں اپنی جانوں سے ہاتھ دھو رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر سی مون کو ہوش سا آ گیا اور وہ صلیبی سورماؤں سے مخاطب ہوا:

"حملہ کرو اپنے جنتی باپ (عیسیٰ) اور ہیکل سلیمانی کے نام پر۔"

صلیبی حملے کے لیے آگے بڑھے، سی مون نے بھی تلوار نکال لی۔

ارطغرل تیزی آگے بڑھ رہا تھا۔ گھمسان کی لڑائی جاری تھی۔ ارطغرل کو بہت سے صلیبی گھیرے ہوئے تھے اور وہ اپنی تلوار کے جوہر دکھا رہا تھا۔ سی مون خود بھی میدان میں اُتر آیا تھا، وہ جوانمردی سے تلوار چلا رہا تھا۔ جب سی مون نے اپنے سپاہیوں کا صفایا ہوتے دیکھا تو وہ سرائے کے اندر بھاگ گیا، اُسے جاتا دیکھ کر نورگل اور ارطغرل بھی دروازے کی طرف لپکے۔

راہداری میں دوڑتا ہوا سی مون وہاں موجود سپاہیوں کو ارطغرل کا رستہ روکنے کا حکم دے رہا تھا، وہ جلد از جلد محفوظ مقام تک پہنچنا چاہتا تھا جبکہ وہاں موجود سپاہی تیزی سے ارطغرل اور نورگل کے ہاتھوں واصل جہنم ہو رہے تھے۔ اب سی مون کی آنکھوں میں خوف کے سائے گہرے ہونے لگے تھے، وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف دوڑا۔

"سی مون کے کمرے میں پوشیدہ راستہ ہے جو آتش دان کے بالکل پیچھے ہے۔ آپ اُس کے پیچھے جائیں، میں اِنھیں روکتا ہوں۔" نورگل نے ارطغرل کو بھیج کر صلیبیوں کا رستہ روک لیا۔

ارطغرل، سی مون کے کمرے کے سامنے پہنچا تو دروازہ اندر سے بند تھا۔ سی مون اندر جا چکا تھا لہٰذا ارطغرل نے دروازہ توڑنے کی کوشش شروع کر دی، جب وہ دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوا تو کمرہ خالی تھا۔ ارطغرل نے نورگل کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق آتش دان کی زنجیر کھینچی تو عقب میں رستہ دکھائی

دینے لگا۔ ارطغرل آگے بڑھ کر خلا میں داخل ہو گیا۔ جب وہ سیڑھیاں اُتر کر نیچے پہنچا تو سی مون سرنگ سے بھاگنے کے لیے ضروری سامان سمیٹ رہا تھا۔

''تو تم ہو وہ شیطان، جس نے یحییٰ جیسے مقدس نام کو آلودہ کیا۔ تم اپنے انجام کو پہنچ گئے ہو سی مون!'' ارطغرل نے بارعب لہجے میں کہا تو سی مون نے ہڑبڑا کر تلوار اُٹھالی اور اُس پر حملہ کر دیا۔

ارطغرل نے اُس کا حملہ روک کر زوردار لات ماری تو وہ دُور جا گرا۔

''تم مجھے وہ سب بتاؤ گے جو کچھ جانتے ہو۔ تم اِن زمینوں پر کیا کر رہے ہو، کس کے ساتھ کام کرتے ہو اور ہمارے درمیان کون غدار ہیں جو تمھارے لیے کام کرتے ہیں؟ سب کچھ!'' ارطغرل نے کہا تو سی مون اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اُس نے قریب پڑی جلتی ہوئی مشعل ارطغرل پر اُچھال دی اور خود وہاں سے بھاگ گیا۔ اِس دوران نور گل بھی وہاں آ گیا تھا۔

''نور گل! یہاں ایک اور راستہ ہے۔'' ارطغرل نے سرنگ کی طرف اشارہ کیا اور دونوں اُس طرف بڑھے۔

یہ سرنگ سرائے سے کچھ فاصلے پر ایک دُکان میں نکلتی تھی، جب وہ دُکان سے باہر نکلے تو سی مون اور تاجر حسن (پیٹروس) گھوڑوں پر سوار ہو کر بازار سے نکل رہے تھے۔

''مجھے اُس کے پیچھے جانے دیں بھائی۔'' نور گل نے کہا۔

''سی مون کو میرے پاس زندہ لے کر آؤ نور گل!'' ارطغرل نے اجازت دے دی۔

نور گل، روشان اور دوسرے سپاہی سی مون کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔

ہانلی بازار میں لڑائی ختم ہو چکی تھی اور تمام صلیبی مارے گئے تھے۔ ارطغرل نے اپنے سپاہیوں کو جمع کر لیا، ان کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔

''بھائی! اب ہم کیا کریں گے؟'' بابر نے پوچھا۔

''ہم یہاں اسلام کو پھیلائیں گے۔ ان بدذاتوں کا جو کچھ بچا کھچا سامان ہے، اُٹھا کر باہر پھینک دیا جائے گا۔ پہلی اذان کے بعد ہم یہاں ایک معزز کاروان سرائے بنائیں گے۔ تیاریاں شروع کرو،

لوگوں کو بتاؤ کہ انھیں ڈرنے کی ضرورت نہیں، ظلم اپنے انجام کو پہنچ چکا۔ تمام لاشیں ہٹادو، ہمیں اس جگہ کو پہلے والی حالت میں لانا ہے۔'' ارطغرل نے حکم دیا۔

''جیسے آپ کا حکم آقا...'' ذوالجان نے کہا اور سپاہیوں کو مختلف کام بتانے لگا۔

عمارت کی صفائی شروع کردی گئی تھی۔ ارطغرل اپنے جانبازوں کے ساتھ تہ خانے میں آ گیا تھا، یہ وہ جگہ تھی جہاں سازشیں تیار کی جاتی تھیں۔ تہ خانے سے صلیب ہٹادی گئی تھی اور شرک کے تمام نقوش مٹائے جا رہے تھے۔ صلیب اُتارنے کے بعد ارطغرل نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھادیے:

''یااللہ! مجھے فاتح بنانے پر میں تیرا شکر گزار ہوں، میری فتح کو مستقل کردے، مجھے طاقت دے، آمین!''

اِس کامیابی پر بابر بہت خوش تھا۔

''بھائی! میں سردار جاندار اور اُورال کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ میں اُن کے چہروں کے تاثرات دیکھنا چاہتا ہوں بھائی! جب اُنھیں یہ بات معلوم ہوگی کہ ہانلی بازار پر ہمارا قبضہ ہوگیا ہے۔'' بابر نے کہا تو ارطغرل بھی مسکرادیا۔

سرائے پر اب قائی سپاہیوں کا قبضہ تھا اور زخمیوں کی مرہم پٹی کی جارہی تھی۔ ہانلی بازار پر قبضے کے بعد ارطغرل نے اپنے سپاہیوں کو جمع کرلیا:

''میرے سپاہیو! تم نے اپنا خون پسینہ بہایا، ہماری جیت ہمارا حق ہے۔ اب ہمیں اور محنت سے کام کرنا ہوگا۔ ہم تجارت میں حرام چیزوں سے گریز کریں گے، حلال کے رستے سے نہیں ہٹیں گے۔ اب بازار پر ہمارا قبضہ ہے، اس کے لوگ ہمارے ہیں۔ اُن کی حفاظت، اُن کی چیزوں، اُن کے وقار کو برقرار رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔ ہمارے دشمن بڑھتے جائیں گے، ہماری مصیبتوں میں اضافہ ہوگا لیکن صبر اور عزم کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اللہ ہمیں مبارک فتوحات عنایت کرے۔'' ارطغرل نے بات مکمل کی تو سب نے آمین کہا۔

اُسی لمحے صفدر اور دوسرے سپاہی تہ خانے میں ایک خفیہ مقام سے سی مون کا چھپایا ہوا خزانہ ڈھونڈ

لائے، یہ سونے کے کئی صندوق تھے۔ سب اتنا سونا دیکھ کر حیران رہ گئے۔

''اِس سونے کا ہر ٹکڑا صلیبی فوج کی جیت اور ہمیں ایک دوسرے کے خلاف کر دینے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، یہ اِن زمینوں پر ہمارا پہلا مالِ غنیمت ہے۔ ہمارے دین کے مطابق ہم اِس کو حلال طریقے سے بانٹنے کے پابند ہیں۔ اِس کا بڑا حصہ اُن خاندانوں میں تقسیم ہوگا جو اِن زمینوں پر شہید ہوئے۔ ایک حصہ ہمارے قبیلے کی ضروریات کے لیے مختص کیا جائے گا۔'' ارطغرل نے اعلان کیا۔

''اور باقی کا سونا؟'' ذوالجان نے پوچھا۔

''وہ اُن بے گھر قبیلوں پر خرچ ہوگا جو منگولوں کے ظلم کا شکار ہو کر بے یار و مددگار ہوئے، تاکہ ہم دشمن کو ایک مشترکہ دھچکا لگا سکیں۔ سرائے کے ہر طرف ہمارے جھنڈے لہرا دو۔''

اُسی وقت درویش اسحاق بھی آ گیا:

''حضور! میں مکتوب لکھنے کے لیے تیار ہوں۔''

''چلو پھر لکھو...''

''جی فرمائیں۔''

''میں سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل ہوں، یہ بازار اب میری ملکیت ہے۔ سب کو پتہ ہونا چاہیے کہ جس کسی کے بھی ہماری جانوں، ہماری چیزوں اور ہماری عزت کے متعلق برے خیالات ہیں، وہ میرا دشمن ہے۔ جو پریشانی آپ نے مجھ سے پہلے سہی، اپنے اختتام کو پہنچتی ہے۔ فساد کا خاتمہ ہوگیا، اب انصاف نافذ ہوتا ہے۔ جو کوئی ایمان داری سے تجارت کرے گا، میرے بازار میں اُسے انصاف ملے گا۔ جو عزت داری اور منصفانہ معاملہ کرے گا، میرا رحم دیکھے گا۔ لیکن جو سود کی رقم کا معاملہ کریں گے اور لوگوں پر ظلم کرنا چاہیں گے، وہ میرا غضب دیکھیں گے... سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل اعلان کرتا ہے کہ میری تلوار دوستوں کے لیے محافظ اور دشمن کے لیے موت ہوگی۔ یہ سب جان لیں!''

☆

اُستاد سی مون اور پیٹروس ہانلی بازار سے نکل کر دُور جا پہنچے تھے، اُس وقت وہ جنگل میں ایک ڈھلوان پر کھڑے صورت حال کا جائزہ لے رہے تھے۔

"پیٹروس! تم کاراچا ئیسار کے گورنر کے پاس چلے جاؤ اور اُسے سب کچھ تفصیل سے بتاؤ۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ گورنر ہمارا ساتھ نہیں دے گا اُستاد سی مون۔"

"وہ تمھارے ساتھ تعاون کرے گا پیٹروس! اُسے بتاؤ کہ دُکان لوٹ کر ظالموں نے تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ یہ بھی بتاؤ کہ تم محل میں پناہ چاہتے ہو۔ ہم میں سے ایک کو محل میں ضرور موجود رہنا چاہیے۔" سی مون نے اُسے سمجھایا۔

"اچھا ٹھیک ہے... لیکن اُستاد سی مون آپ کہاں جا رہے ہیں؟" اُس نے پوچھا۔

"میں اُورال کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ وہ میرا قرض دار ہے، اب وقت ہے کہ قرض کو ختم کر دیا جائے۔"

"خداوند ہماری مدد کرے۔" پیٹروس نے کہا اور دونوں اپنی اپنی راہ پر چل دیے۔

سی مون کو ہر صورت اُورال سے ملنا تھا۔ اِن حالات میں صرف وہی ایک شخص تھا جو اُس کے لیے کارآمد ثابت ہو سکتا تھا۔ اِن حالات میں اُس سے ملاقات کے لیے چاوودار قبیلے جانا بھی مناسب نہیں تھا کیونکہ نورگل اپنے سپاہیوں کے ساتھ ہر جگہ اُنھیں ڈھونڈ رہا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اُورال قائی قبیلے میں

ہے اور وہ اِسی رستے سے گزر کر اپنے قبیلے جائے گا لہٰذا وہ رستے میں بیٹھ کر اُس کا انتظار کرنے لگا۔سی مون کو وہاں چھپے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اُورال اپنے گھوڑے پر سوار اُسی طرف آتا دکھائی دیا۔ وہ اکیلا تھا اور یہی ملاقات کا بہترین وقت تھا، چناں چہ سی مون جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر سامنے آ گیا۔

اُورال نے سی مون کو دیکھا تو اُس کے چہرے پر مکروہ مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ اُورال کو بھی معلوم ہو چکا تھا کہ ارطغرل زندہ ہے۔قریب پہنچ کر وہ گھوڑے سے اُتر آیا:

"واہ واہ...سی مون! سرائے کا مالک، ہانلی بازار کا بادشاہ اپنے لیے نئی پناہ گاہ کی تلاش میں ہے۔"

"آج میں ہوں، کل تم ہو گے اُورال! ہم شراکت دار ہیں، کیا تم بھول گئے؟ اب تمھاری باری ہے۔ میں نے تو کتاموش کو تمھیں برباد کرنے اور ایک باپ کو اپنے بیٹے کو مارنے سے روکا تھا، میں نے تمھیں اتنا سونا دیا کہ تم پوری زندگی اس کا تصور نہیں کر سکتے تھے۔" سی مون نے اپنے احسانات یاد دلائے۔

"تم نے باتو خان کا خنجر ارطغرل تک پہنچانے کی کوشش کی، تم نے دو قبیلوں کو آپس میں لڑانا چاہا سی مون!" اُورال نے بھی اُس کا اصل چہرہ دکھایا۔

"ماضی کے کیچڑ میں غوطے مت لگاؤ، اُورال! میرے پاس تمھارے لیے ایک بہت بڑی پیش کش ہے۔" سی مون نے بات کو آگے بڑھایا۔

"چلو دیکھتے ہیں، تم مجھے خود کو ارطغرل سے بچانے کی کیا پیش کش کرتے ہو؟" اُورال نے دلچسپی ظاہر کی۔

"مجھے ارطغرل سے بچانے کے لیے نہیں، بلکہ ارطغرل کا سر اُڑانے کے لیے میں اپنا سب کچھ تمھیں دینے کے لیے تیار ہوں۔"

"سب کچھ..." اُورال چونکا۔

"ہاں سب کچھ... بازار، سرائے...اور میں تمھیں تجارت سے لیے گئے تمام محصولات دینے کو بھی تیار ہوں۔ اِس کے علاوہ، وہ سب بھی جو تم چاہتے ہو۔" سی مون نے اُس کی لالچی آنکھوں میں جھانکا۔

"یعنی ارطغرل کا سر تمھارے لیے اتنا اہم ہے؟" اُورال نے داڑھی کھجائی۔

"قسطنطنیہ سے ایک بہت بڑی فوج راستے میں ہے جس سے ترکوں کا کوئی قبیلہ بچ نہ سکے گا، لیکن وہ لشکر میری مدد کے بغیر اس سرزمین پر کامیاب نہیں ہوسکتا۔ میں تم سے ایک ایسے عظیم مستقبل کا وعدہ کرتا ہوں اُورال! جو تم تصور بھی نہیں کر سکتے... میرا ساتھ دو۔ چلو! مل کر اورطغرل کا شکار کرتے ہیں۔" سی مون نے اپنا منصوبہ بتایا۔

"ارطغرل مرے گا اور ایک عظیم حکمرانی اِن زمینوں پر قائم ہوگی جس کا سردار اُورال ہوگا۔" اُورال نے قہقہہ لگایا۔

"لیکن تم یہ دیکھ نہیں پاؤ گے کیونکہ تم مر چکے ہو گے سی مون! چاوودار کا سردار اُورال کسی صلیبی کتے سے تعاون نہیں کرے گا۔" اُورال نے نفرت سے کہا اور تلوار نکال لی۔

سی مون بھی اُس کی نیت بھانپ گیا تھا، اُس نے بھی میان سے تلوار کھینچ لی اور سنبھل کر کھڑا ہو گیا:

"ہم شراکت دار ہیں اُورال... کیا تم بھول گئے؟"

سی مون کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ اُورال نے حملہ کر دیا۔ سی مون نے اُس کا وار روک کر جوابی حملہ کرنے کے لیے تلوار بلند کی تھی کہ اُورال نے خنجر سے اُس کی ٹانگ پر گہرا زخم لگا دیا۔ سیمون اس کے لیے تیار نہیں تھا، وہ لڑکھڑا کر پیچھے گر گیا۔ ابھی وہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھ کر اُٹھنے ہی والا تھا کہ اُورال نے آگے بڑھ کر اُس کی گردن پر تلوار رکھ دی۔

اُسی لمحے نورگل بھی اپنے سپاہیوں کے ساتھ وہاں آ گیا، اُس نے دُور سے اُورال کو باز رہنے کے لیے آواز دی۔ نورگل کو دیکھ کر سی مون بھی مطمئن ہو گیا، اُسے اُمید تھی کہ نورگل وقتی طور پر اُسے موت سے بچالے گا لیکن اُورال بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔ اُسے معلوم تھا اگر سی مون، نورگل کے ہاتھ لگ گیا تو سارے راز اُگل دے گا، چناں چہ اُس نے لمحہ بھر میں حتمی فیصلہ کر کے سی مون کی شہ رگ کاٹ ڈالی۔ قریب پہنچتے ہی نورگل اُچھل کر گھوڑے سے اُترا آیا اور اُورال پر ٹوٹ پڑا، وہ گھونسوں اور لاتوں سے اُس کی تواضع کر رہا تھا۔

"وہ ہمارا قیدی تھا، جب میں نے تمھیں منع کیا تھا تو تم نے اُسے کیوں مارا؟ ہمیں یہ زندہ چاہیے

تھا۔"

"میں نے اپنا اور تمھارے سردار کا بدلہ لیا ہے، کیا یہ کافی نہیں؟" اُورال نے جواب دیا۔

نور گل اُس کی مزید دُھنائی کرنا چاہتا تھا لیکن روشان نے اُسے روک لیا۔

"پرسکون ہو جاؤ نور گل... سی مون مر گیا ہے۔"

"یہ غدار ہے... غدار ہے..." نور گل، اُورال کو دیکھ کر چلایا مگر روشان اُسے سمجھا کر واپس لے گیا۔

اُورال کا چہرہ بالکل پرسکون تھا، سی مون کو قتل کرنے کا بروقت فیصلہ اُسے کئی بڑے مسائل سے بچا گیا تھا۔ اِس کام سے فارغ ہو کر اُورال گھوڑے پر سوار ہوا اور امیر سعد الدین کوپیک سے ملاقات کے لیے روانہ ہو گیا۔ کوپیک بھی اپنے پڑاؤ پر اُس کا منتظر تھا۔

"جس آدمی کی آپ نے ضمانت دی تھی، وہ ایک صلیبی جنگجو نکلا... اور آپ یہ بات جانتے تھے کہ وہ عام عیسائی تاجر نہیں بلکہ ایک صلیبی جنگجو ہے، اُن باغی جنگجوؤں کی جماعت کا اہم رکن جو عیسائی سلطنت کے بھی باغی ہیں اور ہر حال میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان صلیبی جنگ چاہتے ہیں۔"

اُورال نے قریب پہنچتے ہی سخت لہجے میں کہا تو سعد الدین کوپیک نے خنجر نکال کر اُس کی شہ رگ پر رکھ دیا۔

"کیا تم میرا شکریہ ادا کرتے، اگر میں تمھیں بتا دیتا کہ سی مون کون تھا؟"

"یعنی آپ ہر بات جانتے ہیں... پھر کیوں آپ نے مجھے دھوکے میں رکھا؟" اُورال بھی اپنی بات پر ڈٹ گیا تھا۔ اِس پر امیر سعد الدین کوپیک اپنا قہقہہ نہ دبا سکا۔

"ریاست کے اپنے راز ہوتے ہیں اُورال صاحب! اگر آپ اس کی اطاعت کا اقرار کرتے ہیں تو یہ بے ترتیب انداز سے نہیں ہو سکتا۔ آپ مرتے دم تک اس کی اطاعت کرنے کے پابند ہیں، بغیر کوئی سوال جواب کیے۔ تم ارطغرل کو مارنے میں کامیاب نہیں ہوئے، اب تم اِس کی قیمت چکاؤ گے؟"

"جب میں نے کہا کہ ارطغرل مرے گا، تو وہ مرے گا۔" اُورال اپنے دعوے پر قائم تھا۔

"کیسے مرے گا؟ وہ اب بازار اور تجارت کے راستوں کا مالک ہے۔ وہ پہلے سے کہیں زیادہ

طاقت ور ہو گیا ہے... ست انسان! اگر ارطغرل مر جاتا تو ہر چیز جس کا وہ مالک ہے، تمھاری ہوتی۔'' سعد الدین کوپیک کو تمام خبریں مل چکی تھیں کہ ارطغرل نے ہانلی بازار پر قبضہ کرلیا ہے۔

''اُوراں! میری نظر میں اب تمھاری کوئی حیثیت نہیں رہی۔''

''ارطغرل مرے گا اور یہاں کے قبائل کا سردارِ اعلیٰ میں بنوں گا۔ سب کچھ ایسے ہی ہو گا جیسے ہم دونوں چاہتے تھے۔'' اُوراں نے اُسے یقین دلایا۔

''لیکن اب یہ آسان نہیں رہا۔ ارطغرل جیت جائے گا! جب وہ جیتے گا تو خوب طاقت حاصل کرے گا، اور جب وہ طاقت حاصل کرے گا تو بکھرے ہوئے ترک قبائل اپنے ساتھ اکٹھے کرلے گا اور تم... تمھارے پاس کیا ہو گا؟ کچھ نہیں... تمھارے الفاظ کی نہ تمھارے بھائی بہن اور نہ بابا کے سامنے کوئی اہمیت ہے۔'' سعد الدین نے اُسے آئینہ دکھایا۔

''جب ہمارے سلطان اِن زمینوں کو فتح کرنے آئیں گے تو وہ مجھے چاوودار قبیلے کا سردار پائیں گے۔ اُس وقت ترک قبائل بھی میرے آگے سرنگوں ہوں گے۔'' اُوراں اپنی بات پر ڈٹ گیا تھا۔

''اور تمھارے بابا؟'' سعد الدین کوپیک نے پوچھا۔

''کیا آپ سمجھتے ہیں کہ سرداروں کا جرگہ ارطغرل کا ساتھ دے گا، وہ اسے کبھی قبول نہیں کریں گے۔ جتنا زیادہ میرے بابا ارطغرل کے پیچھے جائیں گے، اتنے زیادہ سردار میری طرف آئیں گے اور آپ مجھے اپنا سردارِ اعلیٰ بنائیں گے۔'' اُوراں کی بات سن کر سعد الدین کوپیک خاموش ہو گیا اور گہری سانس لے کر اُس کی طرف دیکھا:

''میں سلطان علاؤ الدین کے ساتھ کاراچا ئیسار فتح کرنے کے لیے سردیوں کے آخر تک آؤں گا۔ ارطغرل تب تک نہ مرا اور تم ترک قبیلوں سے اپنی بیعت کا عہد نہ لے سکے، تو یہاں کی حکمرانی ارطغرل کی ہو گی۔ ہمارے سلطان کسی کی کامیابی پر انعام دیے بغیر نہیں جانے دیتے... میری بات لکھ لو تاکہ تمھیں یاد رہے۔'' سعد الدین کوپیک نے اپنا ہاتھ بوسے کے لیے آگے بڑھا دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ جواب میں کچھ بھی نہیں سننا چاہتا۔ اُوراں نے بوسہ دیا اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔

-☆-

ارطغرل ہانلی بازار کا فاتح بن کر قبیلے آیا تو قبیلے میں موجود ہر شخص مارے خوشی کے اُچھل پڑا۔ جس سردار کو سب مردہ سمجھے بیٹھے تھے، اُس نے ہانلی بازار فتح کر کے قبیلے کا سر فخر سے بلند کر دیا تھا۔ یہ قائی قبیلے کے لیے اعزاز کی بات تھی، اُن کی برسوں کی محنت کا یہ پہلا ثمر تھا۔ قبیلے کے باسیوں نے اُس کا پرتپاک استقبال کیا۔ اپنی والدہ کی دست بوسی کے بعد وہ قبیلے کے لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور اُن کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے بولا:

''قائی قبیلے کے بہادر بیٹو اور ہماری محنتی خواتین! میرا مقدس قبیلہ میرے بابا سردار سلیمان شاہ نے میرے حوالے کیا تھا۔ اللہ نے ہمیں شیطان کی کچھار ہانلی بازار کو فتح کرنا نصیب فرمایا، یہ ہمارے لیے بہت بڑی فتوحات کی شروعات کا نشان ہوگا۔ ہماری فتح بڑی تھی اور ہمارا انعام بھی بڑا ہے۔ پروردگار کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔'' اُس نے سامنے پڑے سونے صندوقوں کی طرف اشارہ کیا۔

''یہ انعام پورے قبیلے میں تقسیم کیا جائے گا، اللہ کی رحمت سے ہمارے برے دِن ختم ہوئے۔ اب ہمارا جھنڈا اِن نئی سرزمینوں پر لہرائے گا۔''

لوگ ارطغرل کے حق میں نعرے لگانے لگے، اس فتح نے اُن کے اُداس چہروں پر خوشی بکھیر دی تھی۔ اُسی وقت نورگل بھی سپاہیوں کے ساتھ واپس آ گیا۔ وہ گھوڑے سے اُتر کر ارطغرل کے پاس آیا اور بولا:

''بھائی! اُستاد سی مون مر گیا... تاجر حسن ہمیں کہیں نہیں ملا۔''

''نورگل! یہ کیسے ہوا؟'' ارطغرل چونکا۔

''ہم نے اس کے نشانات کا پیچھا کیا۔ سی مون چاودار قبیلے جا رہا تھا لیکن...'' نورگل کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ اُورال، سی مون کی لاش گھوڑے پر لادے وہاں آ گیا اور فخر سے بولا:

''ارطغرل صاحب! جیت مبارک ہو۔ اگر پہلے بتایا جاتا تو ہم مل کر ساتھ لڑتے، لیکن ہم سے چھپایا گیا۔ مجھے یہ سب اچھا نہیں لگا۔''

"بے فکر رہیں اُورال صاحب! وہ دِن آئیں گے جب ہم آپ کے ساتھ جنگ کے میدان میں ہوں گے ان شاءاللہ۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"اِن شاءاللہ ارطغرل صاحب...لیکن جب آپ فتح میں مصروف تھے تو آپ کا بدلہ لینے کا ایک موقع مجھے بھی عنایت ہوا۔" اُورال نے اشارہ کیا تو دو سپاہیوں نے سی مون کی لاش اُتار کر ارطغرل کے قدموں میں ڈال دی۔

"بابا! میں نے توکتامش صاحب اور ارطغرل صاحب کا بدلہ لے لیا۔" اُورال نے سردار جاندار کی طرف دیکھ کر فخر سے کہا تو والد نے بھی مسکرا کر بیٹے کو داد دی۔

اِن معاملات سے فارغ ہو کر ارطغرل اپنے خیمے میں آ گیا، بہت سی چیزیں اُلجھی ہوئی تھیں۔ اُس نے عارف صاحب کو بھی مشورے کے لیے بلا لیا۔

"سی مون سیدھا چاوودار قبیلے گیا، یعنی صرف اُورال ہی اُسے بچا سکتا تھا۔"

"حضور! اُورال صاحب تجارت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ وہ چیزوں کی قدر کے گرنے اور کون سا ثراکت داراب اُن کے کام کا نہیں ہے، اِس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں۔" عارف صاحب نے کہا۔

"سی مون کو قتل کر کے اُس نے کر خود کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، ایسا کر کے وہ اپنے قبیلے کی آنکھوں کا تارا بن گیا ہے۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"اُورال کے مسئلے کے لیے ہمیں انتظار کرنا ہوگا۔ جاندار صاحب اور آلیار صاحب کو یقین ہے کہ اُورال بے گناہ ہے۔ اگر ہم نے اِس مسئلے کو اُٹھایا تو چاوودار قبیلے والے ہمارے دشمن بن جائیں گے۔"

"عارف صاحب! آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ اگر میری تلوار نہیں تو میری سانس اُورال کے گلے کا پھندا بن جائے گی۔ صرف وقت کا انتظار ہے۔"

ارطغرل پرعزم تھا کہ وہ ایک روز اُورال کو اُس کی سازشوں سمیت دفن کر دے گا۔

-☆-

ہانلی بازار میں تجارتی سرگرمیاں معمول پر آچکی تھیں۔ اب یہاں کے تاجر پہلے سے کہیں زیادہ خوش اور مطمئن تھے۔ اُن کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہو رہی تھی۔

سرائے کی تلاشی کے دوران جہاں اور بہت کچھ ملا تھا، وہیں کئی کاروباری دستاویزات بھی سامنے آئی تھیں۔ اُس وقت بھی ارطغرل چند ایسی ہی کتابوں کا جائزہ لے رہا تھا، ذوالجان بھی اُس کے ساتھ تھا۔ اُسی لمحے عارف صاحب ایک شخص کو اُس کے پاس لے آئے:

"جناب! آپ کی اجازت سے میں الیکو کا تعارف کرانا چاہتا ہوں۔" اُنھوں نے ساتھ کھڑے نوجوان کی طرف اشارہ کیا۔

"الیکو اس بازار کا نوجوان تاجر ہے۔"

"بہت خوب! تب تمھیں معلوم ہو گا کہ ان کتابوں میں کس قسم کا حساب کتاب درج ہے؟" ارطغرل نے ایک کتاب اُس کی طرف بڑھائی تو الیکو اُسے کھول کر ورق گردانی کرنے لگا۔

"اِس کتاب میں چھوٹے تاجروں کی دستاویزات ہیں۔ میں اس بازار میں سالوں سے ہوں۔ حضور! بڑے تاجر دوسری کتاب میں ہونے چاہئیں۔" اُس نے دوسری کتاب کی طرف اشارہ کیا تو ارطغرل نے وہ کتاب بھی اُس کی طرف بڑھا دی۔

"جناب! یہی ہے وہ حساب۔ اِس کتاب میں بڑے قافلوں کی آمد اور روانگی کی تفصیلات ہیں۔

کون سا تاجر سی مون کا کتنا قرض دار ہے، لیکن یہ اتنا پیچیدہ ہے کہ جب تک آپ اِسے ترتیب نہیں دیتے، غلطیاں ممکن ہیں۔''

''ٹھیک ہے... جو ضروری ہے کرو۔ یقیناً تم اسے اچھی طرح جانتے ہو۔ تم اِن کتابوں کو اچھی طرح سمجھتے ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ بازار کے تاجروں اور اُن کے مسائل کی نشاندہی بھی کرو۔'' ارطغرل نے یہ ذمہ داری اُسے سونپ دی۔

''لیکن جناب! میں ایک عیسائی ہوں۔''

الیکو کی بات سن کر ارطغرل اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس کے پاس آ گیا:

''تم ایک اچھے اور ایماندار تاجر بھی ہو الیکو! ہمارا دین قابلیت پر انحصار کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم اپنا کام احسن طریقے سے کر سکتے ہو۔'' ارطغرل نے ذوالجان کو اشارہ کیا تو اُس نے باقی کتابیں بھی الیکو کے سپرد کر دیں۔ وہ حیران پریشان اُنھیں دیکھتا رہ گیا تھا۔ اس کے بعد ارطغرل نے اپنے جانبازوں کو بلالیا اور میز پر نقشہ بچھا کر مختلف مقامات کی نشاندہی کرنے لگا:

''قسطنطنیہ، ازنک اور قونیہ سے ان تین رستوں پر حفاظتی اقدامات کے لیے ہم اپنے سپاہی تعینات کریں گے۔ دوسری صورت میں ڈاکو قافلوں پر حملہ کرنے میں آزاد ہوں گے۔''

الیکو بھی اُس مجلس میں شامل تھا، اُس نے ارطغرل کی حکمت عملی سنی تو کہنے لگا:

''حضور! سی مون نے اِس بازار کو پھیلایا کیوں کہ وہ تاجروں کی حفاظت کا ذمہ لیتا تھا۔ جلد ہی قسطنطنیہ سے ایک بڑا قافلہ پہنچنے والا ہے۔ اگر قافلہ بحفاظت بازار میں پہنچتا ہے تو یہ دوبارہ بھی آئے گا اور آتا رہے گا۔''

''ہمیں سخت حفاظتی اقدامات کی ضرورت ہے۔ راستے کو محفوظ بنانے کے لیے سپاہی اپنا کردار ادا کریں گے۔ ذوالجان! ان علاقوں کی حفاظت تمھاری ذمہ داری ہوگی، میں کوئی شکایت نہیں سننا چاہتا۔''

''جیسے آپ کا حکم!'' ذوالجان نے سینے پر ہاتھ رکھا۔

ارطغرل اس کام سے فارغ ہوا تھا کہ عارف صاحب ایک نئی اطلاع کے ساتھ اس کے منتظر تھے۔

سلطان علاؤ الدین کا جاسوس یاسل وادی میں اس سے فوری ملاقات کا خواہشمند تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ارطغرل اِس ملاقات کے لیے اکیلا وہاں آئے۔

-☆-

''ارطغرل! میں تمھیں دُھول چاٹنے پر مجبور کردوں گا۔''

اُورال اپنی بیوی چولپان خاتون کے سامنے ارطغرل سے نفرت کا اظہار کر رہا تھا۔ وہ اُسے ہر صورت مٹا دینا چاہتا تھا کیوں کہ سعد الدین کوپیک کی دِلی خواہش بھی یہی تھی۔ اُورال کی ترقی اور سردارِ اعلیٰ کے مقام تک پہنچنے میں سب سے بڑی رکاوٹ اس وقت ارطغرل ہی تھا۔ وہ گفتگو کر رہے تھے کہ باتو خان نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔

''آجاؤ باتو خان...''

باتو خان اندر آیا اور اُورال کے اشارے پر اُس کے قریب بیٹھ گیا۔ چولپان خاتون اُس کے آتے ہی وہاں سے اُٹھ گئی تھی۔

''تم اتنے عرصے سے میرے احکامات پورے کر رہے ہو، میں جانتا ہوں تم نے اپنی پوری زندگی میرے لیے وقف کر دی۔'' اُورال نے اُس کی خدمات کو سراہا۔

''حضور! میں اپنی زندگی آپ کے لیے قربان کرنے میں دیر نہیں لگاؤں گا۔''

''مجھے معلوم ہے باتو خان! تم یہ بھی جانتے ہو کہ وفاداری میرے لیے کتنی اہم ہے۔ تمھیں یہ بھی پتہ ہوگا کہ جب وقت آئے گا تو میں اِس وفاداری کا انعام ضرور دوں گا۔ یہ انعام اور اعزازات صرف سونے کی شکل میں نہیں ہوں گے، میں تمھیں اپنی بہن اصلاحان کا ہاتھ دوں گا تا کہ دُنیا کو پتہ چلے کہ تم میرے لیے بھائی سے زیادہ بڑھ کر ہو۔''

اُورال نے کہا تو باتو خان چونک کر اُس کی طرف دیکھنے لگا، وہ تو خود بھی یہی چاہتا تھا۔

''کیا بات ہے باتو خان... کیا سوچ رہے ہو تم؟'' وہ اُسے خاموش دیکھ کر بولا۔

''کیا تمھیں خوشی نہیں ہوئی؟ تمھارا کیا خیال ہے، میں اَنجان ہوں کہ میری بہن تمھارے دل میں

ہے۔" اُورال مسکرایا۔

"استغفر اللہ حضور! کیا میں اپنی حد نہیں جانتا؟" باتو خان نے اپنا سر جھکا دیا۔

"تو مجھے بتاؤ تمھارا کیا خیال ہے؟" اُورال نے پوچھا تو باتو خان نے مسکرا کر نظریں جھکا لیں۔

"بس یہ سمجھیں کہ آپ نے مجھے دُنیا کا سب سے زیادہ خوش نصیب آدمی بنا دیا۔" اُس نے اُورال کا ہاتھ تھام کر چوم لیا۔

"میں نے اپنی نظر کبھی سونے یا عہدے پر نہیں رکھی، میرے نزدیک ہمیشہ آپ کا تحفظ اور آپ کی حکمت عملی اہم رہی ہے۔"

"جاؤ! اس کاراکونکولس نامی ڈاکو کو ڈھونڈو، میں اُسے ایک اہم کام دوں گا۔ اُسے یہ سونا دینا تاکہ وہ کام کی اہمیت کو سمجھ سکے۔" اُورال نے ایک پوٹلی اُٹھا کر اُس کی طرف بڑھادی۔

"اُسے کہنا کہ وہ کل مجھے اسٹیلپ کے مقام پر ملے۔ میں اُسے بازار میں آنے والے تجارتی قافلوں کو لوٹنے کا کام سونپنا چاہتا ہوں۔ اگر اُورال بازار میں موجود نہیں تو ارطغرل کا بازار بھی نہیں چلے گا۔" اُورال نے نفرت کا اظہار کیا۔

"جیسے آپ کا حکم..." باتو خان سینے پر ہاتھ رکھ کر اُٹھ گیا۔

باتو خان نے اُسی شام کاراکونکولس سے مل کر تمام معاملات طے کر لیے۔ اگلے روز اُورال بھی اُس سے ملاقات کے لیے طے شدہ مقام پر پہنچ گیا۔

"ایک بڑا کارواں اور بہت سارے محافظ... اُورال صاحب! آپ ایک مشکل کام بتا رہے ہیں۔" کاراکونکولس نے اُس کی پیش کش سن کر کہا۔

"کام اگر آسان ہوتا تو میں تمھارے پاس نہ آتا کاراکونکولس! صرف یہ بتاؤ، کیا تم یہ کر سکتے ہو؟" اُورال نے صاف الفاظ میں پوچھا۔

"مجھے اِس سے کیا ملے گا؟"

"تمھیں ہر حملے کے 100 سونے کے سکے ملیں گے۔ لوٹی ہوئی چیزیں بھی تمھاری ہوں گی۔"

"تم مجھے ہزار سونے کے سکے کیوں نہیں دیتے... کیا تمھیں ارطغرل کا سر نہیں چاہیے؟" کاراکو نکولس نے سودا بازی شروع کر دی۔

"کاراکونکولس! تم اِس کام کے لیے اتنے طاقتور نہیں، میں خود اُس کا سر کاٹوں گا۔" اُورال نے بے پروائی سے جواب دیا تو کاراکونکولس بھی آپے سے باہر ہو گیا:

"کیا کہا تم نے؟"

"میں نے وہی کہا جو تم نے سنا۔ ارطغرل کو برباد کرنا ہے تو ہر تجارتی قافلے پر ٹوٹ پڑو۔ اُس کا بازار اُس کے سر پر گرا دو۔ بازار کام نہیں کرے گا تو تاجر اُس پر انحصار نہیں کریں گے اور بھاگ جائیں گے... ہاں! اگر تم ارطغرل کا خاتمہ بھی کر دو تو میں تمھیں پانچ ہزار سونے کے سکے دوں گا۔" اُورال نے اُسے جوش دلا کر نئی پیش کش کر دی۔ پانچ ہزار سونے کے سکے کاراکونکولس کی سوچ سے بھی بڑھ کر تھے۔

"تمھیں سونا مل جائے گا، لیکن مجھے ارطغرل کا سر بھی مل جانا چاہیے۔ تمھارا منافع صرف یہی نہیں ہوگا، ایک اور کام بھی ہے۔ تم ایک ایسی جگہ حملہ کرو گے جس کے بارے میں تمھیں بتاؤں گا۔"

"کون سی جگہ؟"

"سونے کی کان..."

اُورال نے کہا تو کاراکونکولس کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔

"لیکن وہاں موجود شخص اُستاد توریان کو زندہ پکڑنا ہے۔ میں چاہتا ہوں اُسے فرار ہونے کا موقع دیا جائے، البتہ تم ارطغرل کے تمام سپاہیوں کو قتل کر دو گے۔"

کاراکونکولس سے ملاقات کے بعد اُورال نے ایک نئی خبر امیر سعد الدین کوپیک کو پہنچا دی کہ ارطغرل نے اُس کی اجازت کے بغیر علاقے کے تمام سرداروں کو جرگے کے لیے اپنی سرائے میں مدعو کر لیا ہے۔

سعد الدین کوپیک نے اُورال کو جرگے میں شرکت کی اجازت دے دی تھی، وہ موقع پر خود جرگے میں پہنچ کر ارطغرل کی خبر لینا چاہتا تھا۔

-☆-

رات کی تاریکی میں ارطغرل طے شدہ مقام پر پہنچا تو سلطان علاؤالدین کا جاسوس اہم معلومات کے ساتھ اُس کا منتظر تھا۔ دونوں نے خود کو سیاہ چادروں میں چھپا رکھا تھا اور صرف ایک دوسرے کی آواز سن سکتے تھے۔ اس ملاقات کو بہت خفیہ رکھا گیا تھا۔

''کیا صورت حال ہے جناب؟'' ارطغرل نے سوال کیا۔

''مشرق میں منگولوں کا ظلم و ستم بڑھ گیا ہے، وہ ترکوں کو ان زمینوں سے نکال دینا چاہتے ہیں۔''

''جبکہ ترک ان زمینوں کو اپنا وطن بنانا چاہتے ہیں۔'' ارطغرل نے گہری سانس لی۔

''یہ وقت بہت مختلف ہے۔ برائی کی تمام شکلوں نے افواج میں شمولیت کر لی ہے۔ وہ ہم پر پوری قوت سے حملے کی تیاری کر رہے ہیں... آپ کو ہانلی بازار کی فتح مبارک ہو! جب ہم مشرق میں منگولوں سے لڑ رہے ہیں تو سلطان یہاں امن کو یقینی بنانا چاہتے ہیں۔ آپ کو گورنر کاراچا ئیسار سے دوستی قائم کرنی ہوگی۔ مغرب میں ایک دوسری جنگ ہمارے اُوپر شدید دباؤ ڈالنے والی ہے، اس لیے کاراچا ئیسار کی فتح کا تھوڑا انتظار کرنا ہوگا۔ سلطان کوئی جلد بازی نہیں چاہتے۔''

''سلطان کا حکم سر آنکھوں پر! مناسب وقت آنے تک میں انتظار میں رہوں گا۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''سلطان کو آپ پر اعتماد ہے، گورنر کے ساتھ تعلقات خراب مت کریں۔'' جاسوس نے کہا تو ارطغرل نے اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

''لگتا ہے، ہم یہاں اکیلے نہیں ہیں۔'' وہ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولا۔

اُسی وقت اندھیرے میں ایک سنسناتا ہوا تیر آیا اور جاسوس کے سینے میں پیوست ہو گیا۔ ارطغرل نے فوراً اُسے اپنے بازوؤں میں لے لیا، وہ اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا۔ ارطغرل نے اُسے زمین پر لٹا دیا اور تلوار نکال لی۔ اُسی لمحے مسلح گھڑسواروں نے اُنھیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور حملے کرنے لگے۔ ارطغرل نے اُنھیں ڈھیر کرنے میں زیادہ تاخیر نہ کی اور سب کو موت کی نیند سلا دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر وہ اپنے ساتھی کی طرف بڑھا تو وہ کلمہ شہادت پڑھ کر اپنے خالق حقیقی سے جاملا تھا۔ اپنے شہید کو لٹا کر وہ کھڑا ہو گیا اور قریب پڑے دشمن کے مردہ سپاہیوں کو دیکھتے ہوئے بولا:

''اگر تم جنگ چاہتے ہو تو پھر شہادت کا رُتبہ ہمارے لیے اور رُسوائی کو موت تمھارے لیے ہوگی۔''

یہ کہہ کر ارطغرل نے اپنے شہید کو سپردِ خاک کیا اور واپس روانہ ہو گیا۔ اُسے صبح ہونے سے قبل ہائلی بازار پہنچنا تھا کیوں کہ اُس نے تمام ترک قبائل کے سرداروں کو جرگے کے لیے مدعو کیا ہوا تھا۔

مقررہ وقت پر تمام ترک سردار سرائے میں موجود تھے، اُس جرگے میں چاوودار قبیلے کی طرف سے اُورال اور آلیار بھی شامل تھے۔ جرگہ شروع ہوا تو ارطغرل نے سب کو خوش آمدید کہا:

'' نیلے آسمان اور کالی زمین کے درمیان ہمارے خاندان، ہمارے قبیلے، ہمارے نسب، ہمارے بیٹوں اور بیٹیوں کے لیے ہم اِس جرگے میں اتحادی بننے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔ بہت سے بہادر اوغوز (ترک) سرداروں کی موجودگی میں جو انصاف پر ثابت قدم رہتے ہیں، ہمارا جرگہ کامیاب رہے گا۔''

''جناب! اللہ پاک ہمیں اتحاد اور امن سے کبھی علیحدہ نہ کرے۔'' ایک سردار نے کہا تو باقی لوگوں نے آمین کہہ کر اس کی تائید کی۔

''ارطغرل صاحب! اِن زمینوں پر پہلی فتح آپ کو عطا ہوئی ہے۔ اللہ ہم سب کو اور بھی رحمتیں عنایت کرے۔'' دوسرے سردار نے ارطغرل کی کامیابی کو سراہا۔

''آمین!'' ارطغرل نے کہا۔

'' آپ سب نے جرگے میں شرکت کر کے مجھے عزت بخشی، اب اِن زمینوں پر مقدس جدوجہد کا رستہ کھل چکا ہے۔ ہمیں کافروں کو مزید آگے بڑھنے سے روکنا ہوگا۔ ہم اشتعال انگیزیوں پر خاموش نہیں رہیں گے۔ اب ہمارے لیے وقت آ گیا ہے کہ ان زمینوں پر اتحاد سے مضبوط ہوں، اکٹھے ہوں۔''

'' آپ ہمیں اکٹھے ہونے کا درس دے رہے ہیں لیکن میں چاوودار قبیلے کے سردار جاندار صاحب کو یہاں نہیں دیکھ رہا۔'' ایک سردار نے اعتراض کیا۔

"سردار جاندار صاحب ہمارے قبیلے میں ایک اہم معاملے کی وجہ سے جرگے میں شرکت نہیں کر سکے۔ ترک سرداران! آپ کے احترام کی خاطر اُنھوں نے اپنے دونوں بیٹے بھیج دیے ہیں۔" اُورال نے جواب دیا۔ آلیار بھی اُس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔

"ہمارے لیے ریاست اور ہماری روایات اہم چیزیں ہیں۔ ہم یہاں ارطغرل صاحب کا ارادہ جاننے کے لیے بھی آئے ہیں۔"

اُسی لمحے دروازے کھلا اور سعدالدین کو پیک اپنے سپاہیوں کے ساتھ اندر آ گیا۔ سب اُسے دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو گئے تھے۔

"امیر سعدتین کو پیک..." ارطغرل نے اُسے خوش آمدید کہا۔

"اُورال صاحب! ہم ارطغرل کے ارادے اچھی طرح جانتے ہیں۔ خاص طور پر جب کوئی فتوحات کی ہوس میں آ کر ریاست میں ریاست قائم کرنا چاہتا ہو، تب ہم جانتے ہیں کہ اُسے کیسے سزا دی جائے؟" امیر سعدالدین سخت لہجے میں بولا۔ اندر داخل ہوتے ہوئے وہ اُورال کے آخری الفاظ سن چکا تھا۔

"امیر سعدالدین! اِس بے ضبط انداز میں آنے کی وجہ... جان لو کہ میں تمھیں ہمارے جرگے کو بدظن کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔" ارطغرل کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"ارطغرل صاحب!! یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ آپ کو پتہ ہے کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں؟"

اُس نے ایک مکتوب ہاتھ میں پکڑ کر بلند کیا۔

"تم نے ہانلی بازار گرجا والوں سے چھین لیا، میں تمھیں سلطان کی طرف سے تعریفی مکتوب دینے آیا تھا۔ میں خوشی سے اپنے گھوڑے کو تیز دوڑاتا ہوا آیا ہوں۔ میں نے سوچا تھا، جتنی جلدی ہو سکے میں تمھیں اچھی خبر دوں، لیکن یہاں پہنچ کر کیا دیکھا کہ ارطغرل صاحب، جنھوں نے اردگرد کے سرداروں کو جمع کیا، خودمختاری قائم کرنے کی کوشش میں ہیں۔ سچ یہ ہے کہ تم اپنی حدود سے بڑھ گئے ہو۔ تم ہمارے علم میں لائے بغیر کیسے قبیلے کے سرداروں کو اکٹھا کر سکتے ہو؟ ایسی تصدیق اُسے عطا کی جاتی ہے جو اس کا حق

دار ہو، لیکن جو ریاست کے اندر ریاست قائم کرنا چاہیں اُن کے لیے صرف اور صرف سزا ہے۔''

پھر سعد الدین کوپیک وہاں موجود سرداروں کی طرف متوجہ ہوا:

''اور آپ سب نے ہمت کیسے کی اس میں حصہ لینے کی؟ جبکہ ایک طاقتور سردار جناب جاندار نے اس جرگے میں حصہ نہیں لیا جو اپنی ریاست اور روایات کے وفادار ہیں۔ آپ نے اپنی ریاست اور روایات کو دھوکہ دیا ہے...شرم کریں آپ سب۔''

سعد الدین غصے سے واپس جانے ہی والا تھا کہ ارطغرل نے اُسے روک لیا:

''امیر سعد الدین! میں سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل ہوں۔ میں نے اپنے امیر کے احکامات کی کبھی نافرمانی نہیں کی۔ جس رستے کو میں سمجھتا ہوں ٹھیک ہے، اُس سے کبھی پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ میں نے اپنا دِل اس مقدس جدوجہد کے ایک لمبے اور کٹھن رستے پر لگایا جو اللہ نے ہمارے لیے مقرر کیا۔ اس مقصد کے لیے بالکل یقینی ہے کہ ہم اپنے آغاز کی جگہ اپنا خون اور زندگیاں قربان کریں...میرے خلاف آنے کی ہمت مت کرنا جیسے تم نے ماضی میں کیا امیر سعد الدین! اِس دفعہ اگر تم پہاڑ بھی ہمارے درمیان لا کھڑا کرو تو وہ تمھیں میرے غضب سے نہیں بچا پائیں گے۔ تم جانتے ہو۔''

''ارطغرل صاحب! میں واپس آؤں گا۔ وہ دِن جب میں واپس آیا، تمھارے لیے ڈراؤنا خواب بن جائے گا۔'' سعد الدین کوپیک نے کہا اور واپس چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی خوفزدہ مہمان سردار بھی فوراً وہاں سے چلے گئے تھے۔ اُورال کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی، وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔ سب چلے گئے تو عارف صاحب، ارطغرل کے پاس آ گئے:

''لگتا ہے یہ بد اخلاق، گھمنڈی اور ذلیل سعد الدین کوپیک اِسی دِن کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ یہاں ترک سرداروں کی نظر میں آپ کی ساکھ کو نقصان پہنچانے آیا تھا۔ مجھے لگتا ہے، وہ اُورال صاحب کے ساتھ اشتراک کرے گا۔''

''شاید وہ پہلے ہی اشتراک کر چکا ہے بھائی۔'' روشان نے کہا۔

''یہ معاملہ اب ختم کرنا ہوگا۔ جب تک یہ بداخلاق سعدالدین کوپیک زندہ ہے، ہم اپنی قبروں کے ہدف میں رہیں گے۔''

گفتگو جاری تھی کہ ایک زخمی تاجر نے فوری ملنے کی درخواست کی، ارطغرل نے اُسے وہیں طلب کرلیا تو تاجر نے بتایا:

''ڈاکوؤں نے قسطنطنیہ سے آنے والے قافلے پر چڑھائی کردی ہے۔ کیا آپ کو ہم سے کیا ہوا وعدہ یاد ہے؟ آپ نے کہا تھا کہ ڈاکو ہمیں رستے میں پریشان نہیں کریں گے۔ اپنے الفاظ پر قائم رہیں۔ بہت سارے لوگ اپنی روزی کے لیے مجھ پر اعتماد کررہے ہیں۔ ہمیں تباہ کردیا گیا ہے، سب کچھ لوٹ لیا ڈاکوؤں نے۔''

''ڈاکوؤں کو سزا ضرور ملے گی جس کے وہ حق دار ہیں اور جو نقصان تم نے اُٹھایا، میں خود اس کا ہرجانہ ادا کروں گا۔'' ارطغرل نے تاجر کو تسلی دے کر بھیج دیا۔

''نورگل! اُن ڈاکوؤں کو ڈھونڈو جنھوں نے قافلے پر حملہ کیا۔ اُنھیں تلاش کیے بغیر واپس مت آنا۔ مجھے اُن شیطانوں کا سردار زندہ چاہیے۔''

''جیسے آپ کا حکم بھائی!'' نورگل نے سینے پر ہاتھ رکھا۔

''نہ وہ ذلیل کوپیک، نہ اورال، نہ جاندار اور نہ ڈاکو... اگر پوری دنیا اکٹھی ہو جائے تو وہ میری حوصلہ شکنی نہیں کرسکتی۔ جب وقت آئے گا، الفاظ ختم ہو جائیں گے اور ہماری تلواریں بولنا شروع کردیں گی۔'' ارطغرل نے سپاہیوں کو تیاری کا حکم دیا۔ وہ اُستاد توران کی کان پر جانا چاہتا تھا۔

جب وہ چلے گئے تو ارطغرل نے عارف صاحب سے کہا:

''ہمارا سلطان سے رابطہ ہے لیکن محل میں ایسا کوئی موجود ہے جو اس رابطے کو توڑنا چاہتا ہے۔ اسے جاسوس سے میری ملاقات کا علم تھا اور ہم پر حملہ کیا گیا، اس حملے میں ایلچی شہید ہوگیا۔''

''خدا اُس کے درجات بلند فرمائے، کیا وہ مرنے سے قبل آپ کو پیغام پہنچا سکا؟''

''مشرق میں منگولوں کے مظالم بڑھ گئے ہیں۔ اس وجہ سے کاراجا ئیسار قلعے کی فتح ممکن نہیں ہو

گی۔سلطان چاہتے ہیں میں امن اور صبر سے انتظار کروں۔وہ چاہتے ہیں، میں فتح کی تیاری کروں۔"

ارطغرل نے بتایا۔

"حضور! ہماری ریاست ہمارے ساتھ ہے۔مغرب میں بازنطینیوں کا ظلم وستم اور مشرق میں منگولوں کے ظلم کا ابھرنا، ہمارے رستے مشکل ہیں۔اللہ ہماری مشکل آسان کرے۔"

"آمین عارف صاحب۔"

ارطغرل نے مختصر جواب دیا اور اُستاد توریان سے ملنے روانہ ہو گیا۔

"جب وہ سونے کی کان پر پہنچا تو وہاں کی صورت حال بہت خراب تھی، جا بجا لاشیں بکھری ہوئی تھیں ۔سپاہی صفدر زخمی تھا، اُس نے ڈاکوؤں کے حملے کے بارے میں بتایا۔ساتھ ہی اُستاد توریان کا ذکر بھی کیا جو اپنی جان بچانے کے لیے وہاں سے بھا گا تھا۔

اُستاد توریان کو بچانا ضروری تھا، ارطغرل گھوڑے پر سوار ہوا اور اُس کی تلاش میں نکل گیا۔

جلد ہی وہ اُستاد توریان کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا جسے کارا کونکولس قتل کرنے والا تھا لیکن اس سے قبل کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا، ارطغرل کا تیر کارا کونکولس کے حلق سے پار ہو گیا۔

-☆-

کاراچا ئیسار قلعے میں کمانڈر رویسولس دیوار پر لگے ایک بڑے سے نقشے پر مختلف مقامات کو دیکھتے ہوئے حکمت عملی تیار کر رہا تھا۔ گورنر کاراچا ئیسار بھی وہیں تھا، وہ سر پر تاج سجائے اور ہاتھ میں جام تھامے کوئی اہم دستاویز پڑھ رہا تھا۔

"یہ اچھی خبر ہے کہ ہانلی بازار صلیبی جنگجوؤں کے تسلط سے آزاد ہے۔" گورنر نے کہا۔

"یہ شیطان جو خود کو صلیبی جنگجو کہتے ہیں جس قدر مسلمانوں کے لیے خطرہ ہیں، اُس سے کہیں زیادہ خود ہم عیسائیوں کے لیے نقصان دہ ہیں۔ اِن کا مقصد صرف جنگ ہے، مذہب کے نام پر ایک خوف ناک اور جنونی جنگ...اسی لیے عیسائی سلطنت بھی ان سے خوف زدہ ہے اور ہمارے بادشاہ بھی ان کا خاتمہ چاہتے ہیں۔"

"معزز گورنر! لیکن کیا یہ ہمارے لیے زیادہ خطرناک نہیں کہ اب ارطغرل اس پر قابض ہو چکا ہے۔"

"ان شیطانوں سے بچنا زیادہ مشکل تھا۔ ارطغرل کی مداخلت سے ہم ایک بڑے خطرے سے نکل گئے۔ ارطغرل ہمارے لیے آسان دشمن ہے، وہ ہمارے آگے ٹھہر نہیں سکے گا۔" کمانڈر رویسولس کی نظریں نقشے پر مرکوز تھیں۔

"وہ کیسے...؟" گورنر چونکا۔

''ترکوں کا سب سے کمزور پہلو اُن کا حسد ہے۔ طاقت حاصل کرنے کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ ارطغرل نے ہانلی بازار چھین لیا۔ اس نے پہلے ہی چراگاہوں میں ترک قبیلوں کو خبردار کر دیا ہے اور یوں انھیں اپنی طاقت کا احساس دلا دیا ہے... ہمارے داماد اُورال صاحب بھی اُن میں شامل ہیں۔''

کمانڈر رویسولس نے طنزیہ قہقہہ لگایا۔

''اُورال کا نام مت لو کمانڈر رویسولس! ایک آدمی جو بچے پیدا کرنے کے قابل نہیں... ایک جنگجو کیسے بن سکتا ہے؟'' گورنر نے منہ بنایا۔

''آقا! اُورال ہمارا سب سے مہلک ہتھیار ہے، وہ امیر سعد الدین کوپیک کا دوست ہے۔'' کمانڈر ویسولس نے اُس کی توجہ دلائی۔

''سعد الدین کوپیک ضرور اُسے استعمال کرے گا۔'' گورنر کا انداز پرسوچ تھا۔

''اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔'' کمانڈر رویسولس نے شانے اُچکائے۔

''ہم کس قسم کے رستے پر جا رہے ہیں۔'' گورنر نے کہا۔

''میں دیکھ رہا ہوں تم کچھ بہت برا کرنے والے ہو کمانڈر رویسولس۔''

''صرف ارطغرل نہیں، ہم سب ترکوں کو مٹا دیں گے۔ ہم اُن سے اپنی کھوئی ہوئی زمینیں واپس لے لیں گے۔ سلطان علاؤالدین منگولوں سے لڑنے گیا ہے، وہ ہم سے نہیں لڑنا چاہتا۔'' کمانڈر رویسولس کے لہجے میں یقین تھا۔

''اور ہم انھیں جنگ پر اُکسائیں گے... اور جو زمینیں ہم نے کھوئیں، واپس لیں گے۔''

''جی ہاں...'' کمانڈر رویسولس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''لیکن ہم یہ جنگ کیسے شروع کریں گے؟'' گورنر نے سوال کیا۔

''آقا! ہم ایک ایسی جنگ شروع کریں گے کہ آپ کو بھی اس کا یقین نہیں آئے گا۔ ترک ایک دوسرے کو کاٹ رہے ہوں گے، اُن کی نفرت کو اتنا زیادہ بھڑکایا جائے گا کہ وہ ہم سے مدد مانگ رہے ہوں گے اور ہم انھیں مٹی تلے دفن کر دیں گے۔'' کمانڈر رویسولس نے فخر سے کہا تو بوڑھے گورنر نے آگے

بڑھ کر اُس کی پیشانی کو چوم لیا۔

"اپنی صداقت، عقلمندی اور حوصلے سے تم میرے لیے ایک بیٹا بن گئے ہو، ویسولس! اس بوڑھے آدمی کو زیادہ تھکائے بغیر ترکوں کو اُن کے کیے کی سزا دو۔"

"فکر نہ کریں آقا..." کمانڈر ویسولس نے گورنر کو تسلی دی تو وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اُس کے جاتے ہی کمانڈر ویسولس نے اپنا جام اُٹھایا اور زیرِ لب بڑبڑاتے ہوئے ہونٹوں سے لگالیا:

"آپ تھکیں گے نہیں میرے آقا... بالکل نہیں۔"

گورنر کو گئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ سیاہ چوغے میں خود کو چھپائے ایک شخص اُس کے پاس آ گیا۔ اُس نے دو زانو بیٹھ کر کمانڈر ویسولس کو تعظیم پیش کی:

"عظیم صلیبی جنگجوؤں کی تاریکی اختتام کو پہنچی سپہ سالار ویسولس! جیت آپ کی ہوئی۔"

یہ سن کر کمانڈر ویسولس قریب آ گیا تو قدموں میں بیٹھا شخص بھی کھڑا ہو گیا۔ اُس نے سر سے کپڑا ہٹا دیا تھا، وہ سی مون کا ساتھی پیٹروس تھا جو عرصہ تک ہانلی بازار میں تاجر حسن کے نام سے جانا جاتا رہا تھا۔

"بغیر کسی تگ و دو کے میں نے اپنے مقاصد حاصل کر لیے ہیں۔ ارطغرل نے ہمارے لیے یحییٰ اور اُس کے ساتھیوں کو مارا اور اب ہم ان سب کو سسک سسک کر مرتا دیکھیں گے۔" پیٹروس نے اپنی کارکردگی بیان کی۔

"اصل جنگ اب شروع ہو گی پیٹروس! بہت جلد ارطغرل میرے قدموں میں ہو گا۔ میں نے ہانلی بازار اپنا ایلچی بھیج دیا ہے۔ وہ اُس احمق ترک کو بتائے گا کہ میں کاراچا ئیسار اور ہانلی بازار کے درمیان تجارت کو روکنا چاہتا ہوں۔" کمانڈر ویسولس کی آنکھوں میں چمک تھی۔

"ایسی صورت میں ارطغرل اپنے بازار کو بچانے کے لیے یہاں ضرور آئے گا۔" پیٹروس نے خیال ظاہر کیا۔

"مجھے معلوم ہے... میں نے ایک سازش تیار کر لی ہے جو وحشی ترکوں کو جنھوں نے اِن سرزمینوں پر حملہ کیا، سلطان علاؤالدین کو ارطغرل کا سر لینے پر آمادہ کرے گی۔" کمانڈر ویسولس نے کہا اور سکون

سے کرسی پر جا بیٹھا جب کہ پیٹروس حیرت سے اُس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

-☆-

ارطغرل، اُستاد توریان کو بچا کر قبیلے میں لے آیا تھا۔ توریان اپنی محنت ضائع جانے پر افسردہ تھا، اُسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کوئی دوسرا سونے کی کان سے فائدہ نہ اُٹھالے۔

"کیا سونے کی کان پر کام جاری رہے گا حضور؟" عارف صاحب نے پوچھا۔

"اُسے عارضی طور پر بند کر دیا جائے تو بہتر رہے گا۔ عارف صاحب! دشمن بہت بڑھ گئے ہیں۔ وہ بازار اور کان واپس حاصل کرنے کے لیے ہر حربہ آزمائیں گے۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"کیا آپ کو اُورال پر شک ہے؟"

"اُنھوں نے ہماری سونے کی کان کا پتہ لگا لیا ہے، وہ یقیناً قریب سے ہماری نگرانی کر رہے ہیں۔ ہم بھی اُن سے غافل نہیں رہیں گے۔ آپ چاوودار قبیلے میں کوئی شیر دِل دیکھیں اور اُسے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کریں۔ اب مجھے اُن کے اُٹھائے جانے والے ہر قدم کی خبر چاہیے۔"

"فکر نہ کریں، ہم جلد اپنا ہم خیال شخص ڈھونڈ لیں گے لیکن اگر یہی سب چلتا رہا تو اس کا نتیجہ جنگ ہوگی، جبکہ ہمارے سلطان کا حکم صاف طور پر امن قائم رکھنے کا ہے۔ امیر سعد الدین ترک قبائل پر کافی عرصے سے نظر رکھے ہوئے ہے۔" عارف صاحب نے خدشے کا اظہار کیا۔

"ہم جلد اپنے دشمنوں کو اچھی طرح پہچان لیں گے۔ ہم جال بچھا کر اُن کے منصوبوں کو برباد کریں گے۔ دشمن پر گھات لگا کر حملہ کریں گے۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"عارف صاحب! ہم سب جانتے ہیں کہ ترک قبائل میں حسد اور رقابت کی آگ دہکائی جا رہی ہے لیکن ابھی ہمیں ایک اور مسئلہ درپیش ہے۔"

"آپ یقیناً کاراچا ئیسار کے گورنر کے بارے میں سوچ رہے ہیں؟" عارف صاحب نے پوچھا۔

"وہ ایک مسلمان کا ہالنی بازار پر قبضہ برداشت نہیں کرے گا۔" ارطغرل بولا اور پھر روشان سے مخاطب ہوا۔

''روشان! تم کاراچا ئیسار میں رہے ہو اور اُنھیں بہتر جانتے ہو۔ جب سے ہم نے ہانلی بازار پر قبضہ کیا، اُنھوں نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ میں اُن کی طرف سے ایک قاصد کا منتظر ہوں جو ابھی تک نہیں پہنچا... تمھارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟''

''یہ اچھی علامت نہیں ہے بھائی! گورنر کاراچا ئیسار اور کمانڈر ویسولس کو میں بہت قریب سے جانتا ہوں۔ اگر اُن کی طرف سے خاموشی ہے تو یقیناً ہمارے خلاف کوئی سازش تیار کی جا رہی ہے۔''

''دیر کر کے وہ اپنے دانت دِکھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔'' عارف صاحب نے روشان کی تائید کی۔

''ہم اُن کے سڑے ہوئے دانتوں کو ایک ایک کر کے نکال دیں گے۔ جب تک ہم کاراچا ئیسار کو فتح کرتے ہیں، ہمیں ضروری اقدامات کرنے ہیں۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

نور گل نے کاراکونکولس ڈاکو کی لاش لا کر سرائے کے باہر ستون سے باندھ دی تھی جو ہر شخص کے لیے اس بات کا واضح اعلان تھا کہ ہانلی بازار کے معاملات میں دخل اندازی کرنے والوں کو اپنا انجام یاد رکھنا چاہیے۔ یہی نہیں، اب ہانلی بازار میں غلاموں کی خرید و فروخت پر بھی پابندی لگا دی گئی تھی۔

اُسی شام ارطغرل کا یہ پیغام مل گیا کہ گورنر کاراچا ئیسار نے ہانلی بازار سے ہر قسم کی تجارت روک دی ہے۔

یہ بات اُورال بھی معلوم ہو گئی تھی۔ وہ اِس موقع کو ہاتھ سے کیسے جانے دے سکتا تھا، چناں چہ وہ آلیار کے ساتھ سرائے میں آ گیا۔ اُس وقت ارطغرل تاجروں کے وفد کو جانی اور مالی تحفظ کی یقین دہانی کرا رہا تھا، اُورال اُن کے پاس آ گیا اور طنزیہ لہجے میں بولا:

''ارطغرل صاحب! آپ اپنی باتوں سے معصوم تاجروں کو گمراہ کر رہے ہیں، حالانکہ گورنر نے ہانلی بازار سے تجارتی معاہدہ ختم کر دیا ہے۔''

وہاں موجود سوداگر بھی یہ سن کر چونک گئے اور وفد کا امیر بولا:

''ارطغرل صاحب! اب آپ کیا کہیں گے؟ یہ ڈاکوؤں کو مار گرانے جیسا نہیں ہے۔ وہ ایک

دہشت ناک گورنر ہے اور ہمارے قرضوں کا کیا ہوا...وہ کیسے ادا ہوں گے؟ جب تک آپ اس بازار کے منتظم ہیں، وہ ہمارے خلاف سب کچھ کریں گے۔"

وفد کے امیر تاجر نے غصّے سے کہا اور باقی لوگوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔اب اُورال فاتحانہ انداز میں آگے بڑھا:

"سلیمان شاہ کے بیٹے ارطغرل! کیا ہوا...اس حکم نے تمھیں کاراچا ئیسار کی سنگی دیواروں پر پٹخ دیا ہے۔ مجھے بتاؤ، اب تم کیا کرنے والے ہو؟ فضول باتیں کر کے اور یہ دعویٰ کر کے کہ ڈاکوؤں کے پیچھے کچھ لوگ سرگرم ہیں، تم کیا حاصل کرنا چاہتے ہو؟ کیا تم واقعی سمجھتے ہو کہ دوسرے لوگوں یا دکھائی نہ دینے والے شیطانوں پر اپنی غلطیوں کا الزام لگا کر خود کو بچا سکتے ہو؟" اُورال نے نخوت سے کہا۔

"اُورال صاحب! شیاطین انسانوں کے اندر ہی رہائش پذیر ہیں۔ اِس معاملے کے پیچھے کون ہے، یہ ہم سب کو معلوم ہے۔ بہت جلد ہم اُس بڑے شیطان کو انجام تک پہنچا دیں گے۔" ارطغرل نے اُس کی طرف دیکھا۔

"ارطغرل! اِدھر اُدھر کی مت ہانکو۔ جو بھی کہنا ہے، ایک مرد کی طرح صاف کہو۔"

"وہ جس نے قسطنطنیہ کے رستے میں ہمارے قالینوں کو آگ لگائی، جس نے میرے سپاہیوں کو قتل کیا اور کاراکونکولس کو مشکلات کھڑی کرنے کے لیے استعمال کیا...وہ شیطان ایک ہی ہے۔ بہت جلد میرا پاؤں اُس کی گردن پر ہوگا اور اُس کا دَم گھٹے گا۔ ہر قدم جو وہ اُٹھائے گا، اپنے گوشت کا ایک حصہ کھودے گا۔"

"یہ شیطان کون ہے؟ بتاؤ، تاکہ ہمیں بھی پتہ چلے۔" اُورال بولا۔

"اپنی سرداری کے پیچھے چھپ کر اور بڑبڑا کر کوئی مرد نہیں بن جاتا، ارطغرل صاحب! کیا تمھاری نظر میں ایک مرد کی یہ تعریف ہے؟"

یہ سنتے ہی ارطغرل نے اپنا ہاتھ گھمایا اور قریب کھڑے اُورال کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔

"ارطغرل صاحب! اُورال بھائی!! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟" آلپار نے بیچ بچاؤ کرانا چاہا۔

"آلیار صاحب! رُکیں، یہ اب اُن کا مسئلہ ہے۔" عارف صاحب نے آلیار کا ہاتھ تھام لیا۔

اُدھر اُورال نے حملہ کیا تو ارطغرل نے اُسے زمین پر پٹخ دیا۔ اپنی خفت مٹانے کے لیے اِس مرتبہ اُورال نے تلوار سے حملہ کر دیا جسے ارطغرل نے ناکام بنایا اور اُسے میز پر گرا کر تلوار گلے پر رکھ دی۔ آلیار یہ سب پریشانی سے دیکھ رہا تھا۔

باتو خان اپنے آقا کو مشکل میں دیکھ کر بے قابو ہو رہا تھا، تو بابر نے اُسے قابو کر لیا۔

"ارطغرل صاحب! بس کر دیں۔ کیا آپ کو نہیں پتہ، اِس کے نتیجے میں بہت سے سپاہی مارے جائیں گے؟" آلیار نے درخواست کی۔

"جس جگہ بھی وہ شیطان پناہ لے گا، مجھ سے نہیں بچ سکے گا آلیار صاحب!" ارطغرل نے اُورال کی گردن سے تلوار ہٹا لی۔

"ارطغرل! تم اپنے فریب میں غرق ہو جاؤ گے۔ یہ الزامات تمھاری موت کا سبب بنیں گے۔" اُورال نے اپنی تلوار اُٹھائی اور باہر چلا گیا، آلیار بھی اُس کے ساتھ تھا۔

"ارطغرل صاحب! اُورال اِس لڑائی کو آپ کے خلاف استعمال کرے گا۔ وہ اپنے بابا اور بہن بھائی کو آپ کے خلاف اُکسائے گا۔" عارف صاحب بولے۔

"عارف صاحب! وہ اپنی حد سے بڑھ رہا تھا، میں نے اُسے ڈھیل دی لیکن وہ اسے میری کمزوری سمجھنے لگا۔ سلطان نے مجھ سے کوئی مسئلہ نہ پیدا کرنے کی توقع کی تھی۔ اگر دونوں قبائل کا ٹکراؤ ہوتا ہے اور بازنطینی حملہ کرتے ہیں تو کئی مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔" ارطغرل نے اس جھگڑے کے نتائج پیش کیے۔

"جو ہونا تھا، ہو گیا۔ اب نئے مسائل پر بات کرنے کا وقت ہے... اور وہ مسئلہ کاراچا ئیسار ہے۔" عارف صاحب نے بات کو سمیٹا۔

"ہانلی بازار کو فتح کر کے ہم نے اُن کی تجارت کے رستے کاٹ دیے ہیں۔ قلعے میں راشن ہانلی بازار سے مہیا کیا جاتا تھا۔ ظاہری طور پر کوئی دوسرا رستہ نہیں ہے۔" روشان نے بتایا۔

''میری معلومات کے مطابق اُنھوں نے آئیکیا سے راشن کی درخواست کی ہے، اس کا مطلب ہے کہ اُن کے پاس سردیوں میں خوراک کی کمی ہے۔'' عارف صاحب اپنا تجزیہ پیش کیا۔

''گورنر کا مقصد مجھے قلعے میں بلانا ہے۔'' ارطغرل نے کہا۔

''ایک طرف سعد الدین کوپیک، دوسری طرف اُورال اور اب یہ گورنر... بظاہر پوری دنیا ہم سے مقابلے میں آئے گی۔ اگر وہ آپ کے خلاف اتحاد بنانے میں کامیاب ہو گئے تو ہمارا کام بہت مشکل ہو جائے گا۔'' عارف صاحب نے خبر دار کیا۔

''ہم بے کار نہیں بیٹھ سکتے۔ ہمیں کاراچا ئیسار قلعے میں جا کر دیکھنا ہوگا کہ گورنر کا مسئلہ کیا ہے۔ ہماری جنگیں دِن بدن دگنی ہوتی جا رہی ہیں... عارف صاحب! بازار کی دیکھ بھال اب آپ کی ذمہ داری ہے۔ ذوالجان، بابر...!! جب تک ہم اس مسئلے پر قابو پاتے ہیں، ہمارے سپاہی لگا تار تجارت کے راستوں پر گشت کرتے رہیں گے۔ عارف صاحب تمھیں دُکانداروں کے تجارتی راستوں کی خبر دیں گے۔ آپ نے صحیح اقدامات کرنے ہیں۔''

''جیسے آپ کا حکم بھائی...'' ذوالجان نے کہا۔

''نور گل، روشان...!! تم دونوں کل میرے ساتھ قلعہ کاراچا ئیسار جاؤ گے۔''

''جی بہتر... مگر بھائی! ہمیں قلعے میں کیا کرنا ہوگا؟'' نور گل نے پوچھا۔

''ہم گورنر سے ملیں گے اور اُسے بتائیں گے کہ اصل شیر دِل ہم ہیں، ہمارا مقصد صرف قلعہ فتح کرنا نہیں بلکہ لوگوں کے حقوق کا تحفظ کرنا بھی ہے۔ عوام خوشحال ہوگی تو زندگی سب کے لیے آسان ہو جائے گی۔''

-☆-

جھگڑے کے بعد اُورال کا غصہ پہلے سے بڑھ گیا تھا۔ اب وہ ارطغرل کو کسی صورت برداشت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ہانلی بازار سے وہ سیدھا چولپان خاتون کے پاس چلا گیا۔ وقت کم تھا، وہ اُس سے ایک خاص موضوع پر بات کرنا چاہتا تھا۔

"کیا ہوا آپ کو... یہ سب کیا ہے؟" چولپان خاتون اُسے زخمی دیکھ کر چونکی۔

"ارطغرل نے یہ زخم لگائے ہیں۔ اپنے سپاہی ساتھ کھڑے کر کے اس نے ڈھٹائی سے مجھ پر حملہ کیا۔"

"لعنت ہو تم پر ارطغرل۔" چولپان خاتون بولی۔

"چولپان! وہ سب جانتا ہے... سب کچھ۔ لیکن اُس کے پاس معقول ثبوت اور طاقت نہیں۔ وہ یہ سب ظاہر نہیں کر رہا۔ اگر میں اُسے روک نہیں سکا تو بہت خون بہے گا۔"

"جو بھی ضروری ہے، آپ کو وہ سب کرنا چاہیے اُورال صاحب۔ یہ بے کار بیٹھنے کا وقت نہیں۔"

"چولپان! تم خود کو ذہنی طور پر تیار کر لو، آج شام ہم گورنر کارائیسار سے ملیں گے۔" اُورال نے سرگوشی کی تو چولپان اُسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

"چولپان! مجھے احساس ہے کہ میں تم سے بہت زیادہ مدد چاہتا ہوں۔ اگر چہ وہ تمھارے بابا کے قاتل ہیں لیکن میرے پاس اُن کے ساتھ مل کر کام کرنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔ ارطغرل سے ہانلی

بازار واپس لینے کے لیے یہ میرا آخری حربہ ہوگا۔"

اُورال کے لہجے میں التجا تھی جبکہ چولپان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

"آپ اُس بے ایمان گورنر کو کیسے قائل کریں گے؟"

"اُنھیں وہ سب دے کر جو وہ چاہتے ہیں۔" اُورال نے جواب دیا۔

"اُورال صاحب! میں نے اپنی زندگی خاموش رہ کر گزار دی۔ جب میں چھوٹی تھی تو اُن ظالموں نے میری آنکھوں کے سامنے بابا کو قتل کر دیا تھا۔ اُن کے خلاف نفرت نے میرے انتقام کی بھوک کو پالا ہے، لیکن میں آپ کو تنہا نہیں چھوڑ سکتی۔ میں اپنے باپ کے قاتلوں کے سامنے مسکرانے کا ڈھونگ کروں گی۔ میں ایک دفعہ پھر اُن کے دسترخوان پر بیٹھوں گی، اُن کی تعریف کروں گی۔ جب تک آپ اپنا حق نہیں چھین لیتے، میں ہر ممکن آپ کا ساتھ دوں گی۔" چولپان خاتون نے اُسے اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔

"وہ دِن دُور نہیں جب ان زمینوں پر میری حکمرانی ہوگی، پھر میں ان سب لوگوں سے بدلہ لوں گا جنھوں نے تمھارے والد کا خون کیا۔" اُورال نے اُس کا ہاتھ تھام لیا۔

"اورال صاحب! میں آخری سانس تک آپ کے ساتھ ہوں۔" چولپان نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔

چولپان خاتون کے رضامند ہوتے ہی اُورال، سردار جاندار کے پاس آ گیا۔ اُس نے سردار جاندار کے سامنے ارطغرل کو اتنا برا بھلا کہا کہ اُس نے قالین بنانے کا تجارتی معاہدہ ختم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ سردار جاندار نے آلیار کی بھی ایک نہیں سنی تھی جو اِس معاملے کو صلح صفائی سے نبٹانا چاہتا تھا۔ جب تنگ آ کر وہ باہر چلا گیا تو اُورال کو موقع مل گیا:

"بابا! ہم ارطغرل کو ڈھیل نہیں دیں گے کہ وہ ہمیں دھمکائے، آپ کی اجازت سے میں آج چولپان کے ساتھ قلعہ چائیساز جاؤں گا۔ ہم گورنر سے اپنے قرضوں کی بات کریں گے۔ میں اُن سے یہ بھی کہوں گا کہ اب وہ ہمارے ساتھ براہ راست تجارت کریں۔ ہم ارطغرل کے بے تکے پن کی وجہ سے

اپنی تجارت قربان نہیں کر سکتے۔"

"اُورال! تم ٹھیک کہتے ہو، مجھے تم پر اعتماد ہے۔ جتنی جلدی ممکن ہو سکے، تم اس مسئلے کو حل کرو۔" سردار جاندار نے اُسے اجازت دے دی تھی۔ اب اُورال کے رستے آسان ہو گئے تھے۔

-☆-

"جو پیغام تم نے ہانلی بازار بھیجا تھا، ارطغرل کو موصول ہوا؟"

گورنر کاراچا ئیسار نے سپہ سالار ویسولس سے پوچھا تو اُس نے سر سے خود (جنگی ٹوپی) اُتار لیا اور ادب سے بولا:

"ارطغرل کو خبر مل چکی ہے۔ آج نہیں تو کل وہ اپنے بازار کے لیے بھیک مانگنے آئے گا۔ سلطان علاؤالدین مشرق میں منگولوں سے گھرا ہوا ہے اور ارطغرل کے چاوودار قبیلے کے ساتھ اختلافات سنگین ہوتے چلے جا رہے ہیں۔"

"اُورال کی ارطغرل سے ہانلی بازار چھیننے کی خواہش اُسے سکون نہیں لینے دے رہی۔" گورنر نے کہا۔

"جی ہاں! وہ اپنی ہی آگ میں جل رہا ہے۔"

"تمھارا صلیبی جنگجوؤں کے خلاف منصوبہ تاریخ ساز رہا، ویسولس!" گورنر نے ویسولس کی تعریف کی۔

"تم نے بغیر کسی فوج یا جانی نقصان کے مجھے بہت بڑی مصیبت سے بچا لیا۔ جب میں سوچتا ہوں کہ تم ارطغرل سے کیا کرنے جا رہے ہو، تو مجھے تم پر فخر ہوتا ہے۔ خداوند تمھارے ساتھ ہو۔"

"شکریہ آقا۔" ویسولس نے کہا۔

"میرے پاس آپ کے لیے ایک اچھی خبر ہے... آپ کی بیٹی ہلینا بہت جلد یہاں ہوں گی۔"

"میری بیٹی! تو وہ اپنے بوڑھے باپ کو دیکھنے آ رہی ہے؟ میں نے اُسے بہت یاد کیا۔ اُس کے لیے کچھ خاص تیار کرو، ویسولس! اُس کے پسندیدہ کھانے تیار کراؤ اور استقبال کی تیاری بھی کرو۔" گورنر

اپنی بیٹی ہلینا کا سنتے ہی خوشی سے نہال ہو گیا تھا۔

"بے فکر رہیں! تمام انتظامات کی میں خود نگرانی کروں گا، میرے آقا!" کمانڈر ویسولس نے خود پہنا اور واپس چلا گیا۔

شام ڈھلنے تک اُورال اور چولپان خاتون، گورنر کارا چا ئیسار سے ملاقات کے لیے پہنچ گئے، جب وہ دونوں گورنر کے سامنے پیش ہوئے تو ویسولس بھی وہیں تھا۔ گورنر اُن سے بہت شفقت سے پیش آیا تھا:

"اکاترینا اینجلس... میری پیاری کزن! کیسی ہو تم؟"

"میں چولپان ہوں محترم گورنر! چاودار قبیلے کی بہو چولپان۔" اُس نے جذبات سے عاری لہجے میں کہا تو گورنر ہی نہیں، کمانڈر ویسولس بھی چونک گیا جبکہ اُورال کا دِل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اُسے ڈر تھا کہ گورنر، چولپان کے رویے سے ناراض نہ ہو جائے۔

"خوش آمدید چولپان خاتون..." گورنر کا لہجہ اِس بار خشک تھا۔

"اُورال صاحب! آپ یہاں کیسے آئے ہیں؟"

"ہانلی بازار پر بات کرنے کے لیے محترم گورنر..."

"آہ! اچھا مسئلہ ہے۔ اُمید ہے تمھیں اُس بدتمیز ارطغرل نے نقصان نہیں پہنچایا ہوگا۔" گورنر بولا۔

"باقی سب کی طرح میرے قبیلے نے بھی نقصان اُٹھایا ہے لیکن محترم گورنر! میں یہاں کسی اور کام سے آیا ہوں۔" اُورال نے کہا تو ویسولس نے اُس کی بات کاٹ دی:

"اُورال صاحب! ایسا لگتا ہے، ارطغرل نے آپ کو بری طرح نقصان پہنچایا ہے۔"

"امن میں ہر ایک کو فائدہ اُٹھانا چاہیے، خاص طور پر آپ کو۔" اُورال نے اُس کا خدشہ نظرانداز کر دیا۔

"ہم رات کے کھانے پر تفصیلی بات کریں گے، آپ لوگ کچھ دیر آرام کرلیں۔ ہمیں بہت سی باتیں کرنی ہیں۔" گورنر نے مجلس برخاست کر کے اُنھیں مہمان خانے میں بھجوا دیا۔

رات کے کھانے پر دوبارہ ملاقات ہوئی تو گورنر نے چولپان خاتون کی طرف دیکھتے ہوئے گفتگو کا

آغاز کیا:

"تمھارے بابا نہ صرف قریبی رشتے دار تھے بلکہ میرے بہت قریبی دوست بھی تھے۔ اُنھوں نے ویسولس کی رہنمائی کر کے اسے ایک عظیم سپہ سالار بنایا۔"

"باغیوں کے ہاتھوں تمھارے بابا کے قتل نے ہم سب کو اداس کر دیا تھا چولپان خاتون! افسوس کہ ہم اُنھیں مرنے سے نہ بچا سکے۔" ویسولس نے کہا۔

"لیکن تمھارے بابا کے قاتلوں نے قیمت چکائی دی ہے، اُنھیں عبرتناک موت دی گئی تھی۔ یہ ہمارے لیے باعثِ سکون ہے کہ ہم نے اپنے عزیز ترین دوست کا انتقام لے لیا۔" گورنر نے اُسے تسلی دی۔

"جو آپ نے میرے بابا کے لیے کیا، میں کبھی نہیں بھولوں گی۔" چولپان نے ڈبڈباتی آنکھوں سے گورنر کا شکریہ ادا کیا۔ اُورال بھی اُس کی بات پر مطمئن ہو گیا تھا، وہ گورنر سے بگاڑنا نہیں چاہتا تھا۔

"اب ہم اصل بات پر آتے ہیں۔" گورنر بولا۔

"اُورال صاحب! آپ ہانلی بازار کے بارے میں کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟ ہم سن رہے ہیں!"

"اگر آپ ہانلی بازار کے ساتھ تجارت روکتے ہیں تو آپ کو مزید نقصان ہوگا۔" اُورال نے جواب دیا۔

"تو آپ کیا تجویز کرتے ہیں؟" ویسولس نے پوچھا۔

"یہ جان لیں کہ میں ہانلی بازار ارطغرل سے چھین لوں گا۔ ایسا ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا مگر میں اسے ٹھوس طریقے سے کرنا چاہتا ہوں۔"

"تو آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟" کمانڈر ویسولس نے پوچھا۔

"میں آپ کو بازار کا آدھا منافع دینا چاہوں گا۔"

"اور ارطغرل...؟" ویسولس نے دلچسپی لی۔

"غلاموں کی تجارت ختم کرنا اور محصولات کم کر کے آپ کے منافع کو نظر انداز کرنا یقیناً حماقت

ہے۔ارطغرل کو وہی ملے گا جس کا وہ مستحق ہے۔" اُورال نے اعتماد سے کہا۔

"بہت خوب اُورال صاحب! اُن لوگوں سے جو اپنے کام میں ماہر ہوں، تجارت کرنا مجھے پسند

ہے۔کمانڈر ویسولس! تم اِس بارے میں کیا کہتے ہو؟" گورنر نے رضامندی کا اظہار کر دیا۔

"مجھے اُن ترکوں سے تجارت کرنا پسند ہے جو اپنی حیثیت جانتے ہوں۔" ویسولس اپنے خنجر سے

سیب کاٹا۔

"لیکن وہ اتنے بہادر ہوں کہ اپنے وعدے پر قائم رہ سکیں۔"

کمانڈر ویسولس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ایک خادم اندر آ گیا اور گورنر کو تعظیم پیش کی:

"میں آپ کے حکم کے مطابق رسیدوں والی کتاب لایا ہوں آقا۔"

"ہم چاوودار کے کتنے قرض دار ہیں؟" گورنر نے پوچھا۔

"ایک ہزار تین سو سونے کے سکے۔"

"ہمارا قرض فوراً ادا کر دو۔" گورنر نے حکم دیا۔

"ہم ان کے ساتھ تجارت جاری رکھیں گے، اپنے قریبی دوستوں سے بگاڑنا اچھی بات نہیں۔"

"جو حکم میرے آقا! آج میں ہانلی بازار کے دُکانداروں سے ضروری اشیا لایا ہوں۔ یہ بہت منافع بخش تجارت تھی۔"

جیسے ہی اُس نے جملہ مکمل کیا، ویسولس نے اُسے گردن سے پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا اور پھر اُس کی شہ رگ کاٹ کر کھانے کی میز پر پھینک دی۔

اُورال اور چولپان خاتون یہ منظر دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے تھے جبکہ گورنر کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔ کچھ دیر بعد ویسولس نے سکوں کی پوٹلی لا کر اُورال کے سامنے رکھ دی اور معذرت کرتے ہوئے بولا:

"یہ بے غیرت ہماری ہانلی بازار سے عارضی بندش کو برقرار نہ رکھ سکا۔ میں نے صحیح فیصلہ کیا، زبان ایک بار دی جاتی ہے۔اُورال صاحب! مجھے اُمید ہے کہ آپ اپنے وعدے پر قائم رہیں گے۔"

"میں اپنی کہی بات کو آگ میں نہیں جھونکوں گا لیکن ہماری تلواریں زنگ آلود نہیں۔ اِس کے برخلاف یہ خون کی خواہشمند ہیں۔" اُورال نے بھی اُسے دبے لفظوں میں سمجھا دیا تھا۔

"دیکھ لیں گے..." ویسولس نے سر کو جنبش دی۔

جب گورنر نے چولپان خاتون کی طبیعت خراب دیکھی تو اُسے مہمان خانے میں بھجوا دیا۔ اُورال اُسے سہارا دے کر کمرے میں لایا تو چولپان خاتون اپنے آنسوؤں پر ضبط نہ رکھ سکی:

"میں نے خود پر ظلم کیا ہے اُورال صاحب! مجھے اپنے بابا کے قاتلوں کے سامنے مسکرانا پڑا، میں نے اُن کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ یا اللہ! مجھے بخش دے۔"

"چولپان! تم کچھ دیر آرام کرلو، ایک روز یہی نفرت ہمارے زخموں کا مرہم بن جائے گی۔" اُورال نے اُسے سہارا دے کر بستر پر لٹا دیا۔

"کمانڈر ویسولس خود ایک شیطان ہے اُورال صاحب! مجھے ڈر ہے کہ بابا کی طرح وہ آپ کو بھی مجھ سے دُور نہ کر دے۔" چولپان نے اُس خوف کا اظہار کر دیا جو اُسے اندر ہی اندر کھائے چلا جا رہا تھا۔ چولپان کے اندیشے غلط نہیں تھے لیکن اُورال کو اِسی جنگل میں رہ کر اپنا مفاد حاصل کرنا تھا۔

اُدھر کمانڈر ویسولس بھی گورنر سے اجازت لے کر کمرے سے باہر آ گیا جہاں پیٹروس اُس کا منتظر تھا، وہ اُسے لے کر ہتھیاروں والے کمرے میں پہنچ گیا جہاں ایک اجنبی سپاہی کو دیکھ کر پیٹروس نے تلوار نکال لی۔

"پرسکون رہو پیٹروس! یہ لاسکرس ہے، میرا بہادر ترین سپاہی۔" ویسولس نے اس کا تعارف کرایا۔

"سپہ سالار ویسولس! یہ لباس کس لیے ہیں؟" اُس نے سامنے پڑے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔

"پیٹروس! تم یہ لباس استعمال کرو گے۔ کل شہنشاہِ معظم کا افسرِ اعلیٰ قلعے میں آ رہا ہے، اُس کے ساتھ گورنر کی بیٹی ہلینا بھی ہوگی۔ تمھیں اُن دونوں کو ختم کرنا ہے۔"

"کیا گورنر کو افسرِ اعلیٰ کی آمد کا علم ہے؟" پیٹروس نے پوچھا۔

"اس بارے میں اُنھیں جتنا کم علم ہو، ہمارے لیے اتنا بہتر ہے۔ افسرِ اعلیٰ اپنے ساتھ سونا لا رہا

ہے جو شہنشاہ کا ہے۔ ہم وہ سونا ترکوں کے خلاف جنگ میں استعمال کریں گے... جہاں تک لاسکرس کی بات ہے، یہ ان زمینوں کی قسمت بدل دے گا۔'' ویسولس نے دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔

''میں موت تک آپ کے حکم کا غلام ہوں کمانڈر ویسولس۔'' لاسکرس نے عہد کیا۔

''لاسکرس! خداوند تمھاری حفاظت کرے۔''

کمانڈر ویسولس نے جواب دیا لیکن پیٹروس کی آنکھوں میں لاسکرس کے لیے کچھ اچھے جذبات نہیں تھے۔

-☆-

اگلے روز ارطغرل قبیلے سے روانہ ہوا تو روشان، نورگل اور عبدالرحمٰن اُس کے ساتھ تھے۔ اُنھیں گورنر سے ملاقات کے لیے کاراچا ئیسار جانا تھا۔ جب وہ بازنطینیوں کے عظیم الشان قلعے کے سامنے پہنچے تو دروازہ بند تھا۔

''گورنر کو بتاؤ کہ قائی قبیلے کے سردار ارطغرل صاحب آئے ہیں۔''

نورگل نے آگے بڑھ کر ارطغرل کا تعارف کرایا تو قلعے کا دروازہ کھول دیا گیا۔ وہ سب دروازہ پار کر کے صحن میں چلے گئے۔

''آپ یہیں انتظار کریں۔'' ایک سپاہی اندر چلا گیا۔

''میں نے اس منحوس جگہ پر ایک طویل عرصہ گزارا ہے۔'' روشان نے سرگوشی کی۔

''ان شاء اللہ اس جگہ کو فتح کرنا بھی ہمارا نصیب ہوگا۔'' نورگل نے کہا۔

''ان شاء اللہ نورگل.... ان شاء اللہ۔'' ارطغرل نے اُس کی تائید کی۔

جلد ہی سپاہی واپس آیا اور اُنھیں اندر لے گیا۔ کچھ دیر بعد وہ مختلف راہداریوں سے گزر کر گورنر کے کمرے کے سامنے موجود تھے، سوائے ارطغرل کے باقی سپاہیوں کو وہیں روک لیا گیا تھا۔ ارطغرل نے اپنی تلوار اور خنجر صلیبی سپاہی کے بجائے نورگل کے حوالے کیا اور آگے بڑھ گیا۔

ارطغرل باوقار انداز میں چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تو سامنے تخت پر بیٹھا گورنر اُسے دیکھنے لگا،

کمانڈر رویسولس بھی اس کے ساتھ تھا۔ دونوں کی نظریں ارطغرل کے چہرہ پر مرکوز تھیں۔

''ارطغرل صاحب! ہماری طرف آ کر آپ نے بہت مہربانی کی۔'' گورنر نے کہا۔

''گورنر! میں جاننا چاہتا ہوں کہ آپ نے میرے بازار کے ساتھ تجارت کیوں روک دی؟'' ارطغرل نے براہ راست سوال کیا۔

''تمھارا بازار...؟ ارطغرل! ایسا لگتا ہے تم بھول گئے کہ وہ زمینیں اب بھی ہماری ہیں۔'' ویسولس نے طنز کیا۔

''میں معزز گورنر کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ آپ اِس سرزمین پر رہنے کے لیے ہمارے سلطان کو خراج پیش کرتے ہیں۔ یہ سرزمین سلجوق سلطنت کی ملکیت ہے۔'' ارطغرل نے مرعوب ہوئے بغیر کہا۔

''میں اب بھی ان زمینوں پر بازار سمیت حکمران ہوں جناب ارطغرل...!'' گورنر بولا۔

''ہم اس بازار سے تجارت کیسے کر سکتے ہیں جس پر ایک مسلمان جنگجو نے تلوار سے قبضہ کیا ہو۔'' ویسولس کے انداز میں تکبر تھا۔

''سی مون... جس کے ساتھ آپ نے تجارت کی... آپ اور آپ کی سلطنت کا مسلمانوں سے بھی بڑا دشمن تھا، وہ ایک صلیبی جنگجو تھا! مجھے معلوم ہے عیسائی سلطنت ان صلیبی جنگجوؤں کی شرپسند کارروائیوں کی وجہ سے انھیں ناپسند کرتی ہے، یہ مت بھولیں کہ میں نے آپ کو ایک بڑے دشمن سے بچایا ہے۔ میرے اعتماد پر کوئی سوال مت اُٹھائیں۔ سی مون کی کتاب میں مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائی دُکان داروں سے آپ کے سب اُدھار درج ہیں۔ دُکان دار جو میری حمایت میں ہیں، اُنھوں نے آپ پر اعتماد کیا ہے۔'' ارطغرل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی حساب کی کتابیں گورنر کے سامنے پھینک دیں۔

''یہ کافی نہیں تھا کہ تم نے بازار پر حملہ کیا، اب تم مجھ سے حساب لینے آئے ہو۔'' گورنر غصے سے بولا۔

''میں یہاں دُکان داروں سے کیا وعدہ نبھانے آیا ہوں۔ اگر آپ اپنا قرض ادا نہیں کرتے تو تاجروں کو مشکل ہوگی۔ آپ کے قلعے کو مزید چیزیں نہیں ملیں گی۔ آپ کے لوگ بھوک سے پریشان ہو

جائیں گے۔ اگر آپ کو اب بھی حکمرانی پر اصرار ہے تو لوگوں کی ضروریات کو دیکھنا ہوگا۔'' ارطغرل کا اعتماد دیکھ کر وہ دونوں چونک گئے تھے۔

''ارطغرل! تم بازار کو انصاف اور خوش حالی سے چلانے کا دعویٰ کرتے ہو، لیکن ہم نے سنا ہے کہ تمھارے دُکان داروں پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا۔''

اُسی وقت ایک قاصد نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ اُس نے کمانڈر ویسولس کو ایک خط لا کر دیا جسے پڑھتے ہی اُس کے تیور بدل گئے۔ یہ خط باہر کھڑے پیٹروس نے بھیجا تھا۔

''ہم نے ڈاکوؤں کو ڈھونڈ لیا ہے اور اُن سے نبٹا بھی جا چکا ہے۔ جو دُکان دار اُن کا نشانہ بنے، میں نے ذاتی طور اُن کا نقصان پورا کیا ہے۔ سنی سنائی باتوں پر یقین مت کریں گورنر! اگر آپ سوداگروں سے دریافت کریں تو آپ کو ہر بات بہتر طور پر معلوم ہو جائے گی۔'' ارطغرل نے وضاحت کی۔

''تم نے کہا اعتماد... تم ہم سے اعتماد کی توقع رکھتے ہو، وحشی قاتل...! میں تمھیں یہاں سے زندہ نہیں جانے دوں گا، تم قیمت چکاؤ گے اپنے ہر جرم کی۔'' خط پڑھتے ہی کمانڈر ویسولس نے تلوار نکال لی۔

''ویسولس! یہ تم کیا کر رہے ہو؟'' گورنر نے اُسے گھورا۔

''شہنشاہ کے افسرِ اعلیٰ پر قائی سپاہیوں نے گھات لگا کر حملہ کیا ہے۔'' کمانڈر ویسولس نے کہا۔

''کیا...؟'' گورنر ہڑبڑا کر تخت سے اُٹھ گیا۔

''مجھے افسوس ہے آقا...! جب قائی لوگوں نے حملہ کیا تو آپ کی بیٹی ہیلینا بھی وہاں تھیں، وہ بھی قلعے میں آ رہی تھیں۔''

''میری بیٹی ہیلینا...'' گورنر تڑپ کر بولا۔

''قائی سپاہی میری اجازت کے بغیر ایسا کام نہیں کر سکتے، کچھ لوگ ہمیں ایک دوسرے کے خلاف کرنا چاہتے ہیں۔ گورنر صاحب! اُن کے دھوکے میں مت آئیں۔'' ارطغرل نے اسے سمجھایا۔

''آقا! مجھے اِسے قتل کرنے کی اجازت دیں۔'' ویسیلیس نے درخواست کی۔

''کمینے ترک! میں تمھیں اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔'' گورنر تلوار لے کر ارطغرل کی طرف بڑھا۔

جیسے ہی بوڑھے گورنر نے ارطغرل پر حملہ کیا، ارطغرل نے وار روک کر تلوار اُسی کی گردن پر رکھ دی۔ اپنے گورنر کو خطرے میں دیکھ کر ویسولس نے بھی تلوار نکال لی تھی لیکن وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو ارطغرل گورنر کی گردن کاٹ ڈالے گا۔

''گورنر! اگر مجھے تمھارے آدمیوں اور بیٹی پر گھات لگا کر حملہ کرنا تھا تو پھر میں یہاں کیا کر رہا ہوں؟ ہوش میں آؤ...! بے وقوف مت بنو! اگر تم اس جال میں آ گئے جو ہمیں ایک دوسرے سے لڑانے کے لیے بچھایا گیا ہے، تو اس کا نتیجہ جنگ ہوگی اور ساری خونریزی کا الزام تم پر آئے گا۔ پرسکون رہو، ہم دونوں مل کر اس بارے میں سچائی کا پتہ لگائیں گے۔'' ارطغرل نے اُسے سمجھایا۔

''اے ترک! چھوڑ دو اِنھیں...'' ویسولس نے کہا۔

''ویسولس! مار دو اِسے، یہ اور اِس کے آدمی قلعے سے بھاگنے نہ پائیں۔'' گورنر نے حکم دیا تو ارطغرل نے گلے سے تلوار ہٹا کر اُسے دیوار کے طرف دھکیل دیا اور ویسولس کے مقابل آ گیا۔

''تم میرے ہاتھوں قتل ہو جاؤ گے، ارطغرل...'' کمانڈر ویسولس نے ارطغرل پر حملہ کر دیا۔

ارطغرل نے اس کا وار روک لیا، وہ خونریزی نہیں چاہتا تھا لیکن ویسولس بار بار حملے کر رہا تھا۔ اُسی وقت روشان، نور گل اور عبدالرحمٰن بھی اندر آ گئے۔ بہت سے بازنطینی سپاہی بھی اُن کے تعاقب میں تھے۔ ارطغرل نے صورت حال نازک دیکھی تو دوبارہ گورنر کو قابو کر لیا۔

''رُک جاؤ! ورنہ تمھارا گورنر مر جائے گا؟''

ارطغرل کی بارُعب آواز سن کر سب نے اپنی تلواریں روک دیں۔ قلعے کے محافظ اب ویسولس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''ارطغرل! یہاں سے تمھاری لاش ہی جا سکتی ہے۔'' ویسولس الفاظ چباتے ہوئے بولا۔

''ہم میں سے کوئی قتل ہوا تو گورنر بھی زندہ نہیں رہے گا۔'' ارطغرل بھی ڈٹ گیا تھا۔

''تمھارا کیا خیال ہے، ہمیں موت کی پروا ہے۔'' ویسولس نے طنز کیا۔

ارطغرل کے جانباز قہر ڈھانے کے لیے تیار تھے۔ وہ باہر بھی بہت سے سپاہیوں کو واصل جہنم کر

چکے تھے۔ اِن حملوں میں روشان کی ٹانگ پر گہرا زخم آیا تھا۔

"حضور! کیا چاہتے ہیں یہ کافر؟" نورگل نے پوچھا۔

"یہ ہم پر سلطنت کے افسرِ اعلیٰ کے قتل کا الزام لگا رہے ہیں... گورنر! یہ بتاؤ کیا تمھاری بیٹی کی لاش مل چکی ہے؟" ارطغرل نے پوچھا۔

جواباً ویسولس نے ایک سپاہی کو اشارہ کیا تو وہ ثبوت کے طور پر قائی تیر لے آیا۔ ویسولس نے وہ تیر ارطغرل کی طرف بڑھا دیے۔

"تمھارے سپاہیوں نے کب کا ہیلینا کو مار دیا ہوگا، یہ قائی تیر اس کا ثبوت ہیں۔"

"کمانڈر ویسولس! جس نے بھی یہ سازش تیار کی ہے، اُس نے ہمارے تیر استعمال کیے ہیں۔ قائی تیر کبھی کسی معصوم عورت کو نہیں لگے گا۔ اس جھوٹ پر یقین کر کے تم دونوں ریاستوں کے بیچ امن کو خراب کرنے والوں کی مدد کر رہے ہو۔" ارطغرل نے وضاحت کی اور پھر گورنر سے مخاطب ہوا:

"میں تم سے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ ہمیں جانے دو۔ ہمارے سپاہی تمھارے اور میرے درمیان سازش کرنے والوں کو بے نقاب کریں گے، یہ تمھاری بیٹی کو تلاش کر کے لائیں گے۔ اگر تمھاری بیٹی زندہ ہوئی تو میرے سپاہی اُسے بچا لیں گے۔ اگر خدانخواستہ وہ مر چکی ہے تو اُس کے قتل کے ذمہ داروں کا پیچھا کریں گے... بہتر ہوگا میرے سپاہیوں کو جانے دو۔ میں یہاں یرغمال بن کر رُکوں گا۔ تم دیکھو گے کہ مجھے خود پر اور اپنے سپاہیوں پر کتنا یقین ہے۔"

"آقا! آپ یہ کسی طور قبول نہیں کر سکتے۔" کمانڈر ویسولس چلّایا۔ وہ دوبارہ حملہ کرنے والا تھا کہ ارطغرل نے اُسے خبردار کر دیا:

"اگر تم نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو گورنر مارا جائے گا۔"

"تم نے میری بیٹی کو مارا... تم نے میرے سپاہیوں کو مارا اور یہ سب ہونے کے بعد مجھے، میرے ہی قلعے میں قیدی بنانے کی کوشش کر رہے ہو۔ ارطغرل! تم مجھے اور کتنا شرمندہ کرو گے۔ میری زندگی زیادہ اہم نہیں کمانڈر ویسولس! اِن سب کو مار ڈالو۔" گورنر نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔

''اگر تمھاری بیٹی زندہ ہوئی تو...اگر وہ نہ مری ہوئی تو؟'' ارطغرل نے اُسے احساس دلایا۔

''گورنر! اس کام کا نتیجہ جنگ ہوگا۔ بہت سے بے گناہوں کا خون بہے گا۔ تمھیں اس نام سے یاد رکھا جائے گا جس نے ان بے گناہوں کو مرنے دیا۔''

''ارطغرل! میں تمھیں کل تک کا وقت دیتا ہوں۔ یا تم اس معاملے کو حل کرو گے یا پھر ہم سب مارے جائیں گے۔'' گورنر نے اس بار نرمی کا مظاہرہ کیا تو ارطغرل نور گل کی طرف متوجہ ہوا:

''نور گل! پتہ کرو اس سفاکی کے پیچھے کون ہے...لڑکی کو بھی ڈھونڈو۔ وہ جہاں بھی ہے، تلاش کر کے یہاں لاؤ اُسے۔''

''حضور! ہم آپ کو یہاں کیسے اکیلا چھوڑ سکتے ہیں؟'' نور گل فکر مند تھا۔

''شاباش نور گل! جاؤ، وقت ضائع مت کرو...اور کامیاب لوٹو، میں تمھارا منتظر ہوں۔''

ارطغرل نے اُسے جانے کا کہا تو وہ روشان اور عبدالرحمٰن کے ساتھ واپس چلا گیا۔ جانے سے پہلے نور گل نے ارطغرل کی تلوار اور خنجر اُسے واپس کر دیا تھا۔ گورنر کے اشارے پر کمانڈر ویسولس نے بھی تلوار میان میں ڈال لی تھی۔

''یہ تم نے کیا کِیا ارطغرل...کل جب گرجے کی گھنٹیاں بجیں گی تو میں تمھیں اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔'' ویسولس نے جاتے ہوئے کہا۔ اُس کی آنکھوں میں شدید نفرت تھی۔

''دروازہ بند کر دو...کوئی بھی اندر آیا تو گورنر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔''

ارطغرل نے ویسولس کو تنبیہ کی۔ وہ سپاہیوں کے ساتھ باہر چلا گیا۔ کمرے کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا، اب وہاں صرف ارطغرل اور گورنر موجود تھے۔

''تمھیں ان کے سامنے جھکنا نہیں چاہیے جو اِن سرزمینوں کے بے گناہوں پر جنگ مسلط کرنے اور نئی سرحدیں بنانے کی کوشش میں ہیں گورنر... یا تم میری بات مان کر امن قائم رکھو گے، یا پھر فتنوں کے آگے جھکو گے۔'' ارطغرل نے گورنر کی گردن سے تلوار ہٹائی تو وہ اپنے تخت پر جا بیٹھا۔

''قائی قبیلے میں سے کوئی میری اجازت کے بغیر کسی پر حملہ نہیں کر سکتا۔ لگتا ہے تم مجھ سے زیادہ

سازشوں میں گھر چکے ہو۔'' ارطغرل نے خدشہ ظاہر کیا۔

''تم اب بھی بدامنی کی باتیں کر رہے ہو۔ بدامنی کی سب سے بڑی وجہ تم ہو۔ ترکوں کے ان سرزمینوں پر آنے سے پہلے ہم بہت امن سے تھے۔'' گورنر نے جواب دیا۔

''گورنر! اگر ہم نے مل کر اس مسئلے کو حل نہ کیا تو بہت خون بہے گا۔ اپنے غصّے اور نفرت پر قابو رکھو، یہ وقت گزر جائے گا۔''

''کاش... کہ وہ احمق سی مون تمھیں بھی مار دیتا۔'' گورنر نے ٹھنڈی آہ بھری۔

''یعنی تم جانتے تھے کہ سرائے کو ٹمپلرز (صلیبی جنگجو) چلا رہے تھے۔ ترک قبیلوں کو ایک دوسرے کے خلاف کرنے کے لیے وہ جو بھی کر سکتے تھے، اُنھوں نے کیا۔ تم نے سی مون کو استعمال کیا۔ تم اپنی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ ایک ایک کر کے ختم کرنا چاہتے تھے۔ تم ہمیں ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہوتا دیکھ کر لطف لے رہے تھے۔'' ارطغرل نے گورنر کی طرف دیکھا۔

''ہاں! میں تمھارے ہر قدم کی خبر رکھتا تھا۔ تمھارے اور سی مون دونوں کے بارے میں باخبر رہتا تھا۔ امن میں خلل ڈالے بغیر میں تم دونوں کو لڑنے کا موقع دے رہا تھا۔ یہی سچ ہے، اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔'' گورنر نے اعتراف کر لیا۔

''اگر تم نے مجھے وہ سب نہ بتایا جو تم جانتے ہو تو سب کا نقصان ہوگا گورنر...! ان حالات میں اگر میرے سپاہیوں نے تمھاری بیٹی کو ڈھونڈ لیا تو ہمارے خلاف سازش کرنے والے اُسے یہاں زندہ واپس نہیں آنے دیں گے۔'' ارطغرل نے خبردار کیا تو گورنر سوچ میں پڑ گیا۔

''افسرِ اعلیٰ اور میری بیٹی کی آمد کا میرے اور چند عہدے داروں کے علاوہ کسی کو علم نہیں تھا۔'' گورنر نے جواب دیا۔

''کیا کمانڈر ویسولس کو اس کا پتہ تھا؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

''نہیں نہیں... یہ ویسولس نہیں کر سکتا۔ وہ میرے لیے بیٹوں سے بڑھ کر ہے۔ اگر تم ٹھیک ہو تو میں اپنے عہدے داروں سے تفتیش کروں گا، میں اس معاملے کی تہ تک جاؤں گا۔'' گورنر نے اُس کا شک ردّ

کر دیا۔

"اگر میں تمھاری جگہ ہوتا تو کمانڈر ویسولس پر نظر رکھتا۔" ارطغرل اپنی بات پر قائم تھا۔

"تم یہ اصرار کیوں کر رہے ہو کہ یہ سب اُسی نے کیا۔ میں نے کہا ہے کہ وہ مجھے بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ کیا تمھیں سمجھ نہیں آتی؟" گورنر چلّایا۔

"تم نے بتایا کہ شہنشاہ، کمانڈر ویسولس کو سپہ سالار بنانا چاہتا ہے۔ اگر کوئی دونوں ریاستوں کے مابین جنگ چھیڑنا چاہتا ہے تو پہلے اس کے پاس یہ کرنے کی طاقت ہونی چاہیے۔" ارطغرل نے کہا۔

"اگر یہ میرے قلعے کے لوگوں کی سازش نہ ہوئی تو... کیا تم نے سوچا ہے کہ یہ سازش سلطان علاؤ الدین کے محل سے بھی کی جا سکتی ہے۔" گورنر نے طنز کیا۔

"ہمارے سلطان منگولوں کے پیچھے ہیں۔ وہ ان حالات میں عیسائی ریاست سے جنگ نہیں چاہتے۔"

"ویسولس غدار نہیں ہے، یہ ناممکن ہے!" گورنر کو اُس پر مکمل اعتماد تھا۔

"جب وقت آئے گا تو ہمیں اس کے ارادوں کا پتہ چل جائے گا۔" ارطغرل نے کہا تو گورنر خاموش ہو گیا۔ وہ کچھ دیر کمرے میں ٹہلتا رہا اور پھر سینے پر ہاتھ رکھ کر گہری سانسیں لینے لگا جیسے اُسے سینے میں درد ہو۔

"مجھے تھوڑا سا پانی دو..." اس نے ارطغرل سے کہا اور زمین پر بیٹھ گیا۔

ارطغرل پانی لے آیا تو گورنر نے چند گھونٹ حلق سے اُتارے اور بولا:

"میں نے کبھی خود کو اتنا لاچار محسوس نہیں کیا۔ اگر تمھاری بات سچ ہے... اگر میری بیٹی کو کچھ ہوا، تو اِس کی وجہ میں ہوں گا۔" وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونے لگا۔

"یقین رکھو.... اگر وہ زندہ ہے تو میرے سپاہی اُسے ڈھونڈ لائیں گے۔"

ارطغرل نے بوڑھے گورنر کو حوصلہ دیا اور سہارا دے کر تخت تک لے گیا۔ اسے یقین تھا کہ نور گل خالی ہاتھ نہیں آئے گا۔

"میرا تخت اور بیٹی کی زندگی ایک ترک کے ہاتھ میں ہے... اے خدا! یہ کیسی تقدیر ہے۔" گورنر کے لہجے میں مایوسی اور بے بسی تھی۔

"جس نے بھی غداری کی، اسے تلاش کرنا ہم پر واجب ہے۔ مزید خونریزی کو روکنے کے لیے ہمیں ایک ہونا ہوگا۔"

"جب تک سلطان مغرب کا رُخ کرتا ہے، تب تک نا۔" گورنر ہنسا۔

"ہم دونوں جانتے ہیں کہ آج نہیں تو کل کاراچا ئیسار حاصل کرنے کے لیے تم واپس ضرور آؤ گے۔"

"گورنر! ہم نہیں جانتے کہ مستقبل میں کیا ہوگا۔ ہمارا کام ریاست کے احکام کی پیروی کرنا اور امن قائم کرنا ہے۔" ارطغرل نے مختصر جواب دیا۔

"اگر تمھارے سپاہی میری بیٹی کو تلاش نہ کر سکے، اگر تم س بات کو ثابت نہ کر سکے کہ یہ ایک سازش تھی اور تمھارے سپاہیوں کا اس میں ہاتھ نہیں...؟" گورنر نے اُس کی طرف دیکھا۔

"تو میری قسمت کا فیصلہ تم پر ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں تمھارے حکم کے بغیر قلعے سے زندہ نہیں جا سکتا۔ اگر میں مر گیا تو امن کا قیام تمھاری ذمہ داری ہوگی۔ تم اپنے درمیان غداروں سے لڑو گے، حتیٰ کہ اپنے قریب ترین لوگوں پر بھی بھروسہ مت کرو۔"

ساری رات انتظار میں گزر گئی...

صبح جیسے ہی گرجے کی گھنٹیاں بجیں، کمرے کے باہر کمانڈر رویسولس کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ سپاہیوں کو دروازہ توڑ کر اندر داخل ہونے کا حکم دے رہا تھا۔

-☆-

نورگل پریشانی کے عالم میں ہانلی بازار پہنچا تو ایک اچھی خبر اُن کی منتظر تھی۔ بابر جنگل سے ایک زخمی لڑکی کو سرائے میں علاج کے لیے لایا تھا جس کا نام ہیلینا تھا، وہ شدید زخمی حالت میں ملی تھی۔ عارف صاحب کے بروقت علاج سے اُس کی زندگی بچ گئی تھی۔ اُس کے کندھے میں پیوست تیر پرقائی قبیلے کا نشان بنا ہوا تھا۔ نورگل سمجھ گیا تھا کہ ہیلینا وہی لڑکی ہے جس کی اُنھیں تلاش تھی۔ پروردگار نے اُن کے لیے آسانی پیدا کر دی تھی۔

''جس کسی نے یہ کیا ہے، وہ بازنطینیوں اور ہمارے درمیان بدامنی چاہتا ہے۔ اُنھوں نے ارطغرل صاحب کو اپنا نشانہ بنایا ہے۔'' عارف صاحب نے کہا۔

''ہم اس لڑکی کو گورنر کے پاس لے جاتے ہیں، پھر وہ ارطغرل بھائی پر کوئی پابندی نہیں لگا سکیں گے۔'' روشان نے مشورہ دیا۔

''اگر سازشیوں نے اِس لڑکی کو قلعے تک نہ پہنچنے دیا تو؟'' بابر نے توجہ دلائی۔

''بابر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ لڑکی یہاں ہے، اس کے باوجود ہمیں محتاط رہنا ہوگا۔ لیکن یادرکھنا، اس بدامنی کا گڑھ قلعہ کاراچا ئیسار ہے۔'' عارف صاحب بولے۔

''ہم کاراچا ئیسار کو ارطغرل بھائی کی قبر نہیں بننے دیں گے۔ ہم ہیلینا کو اُس کے باپ تک ضرور پہنچائیں گے۔'' نورگل پرعزم تھا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو نورگل! میرا خیال ہے کہ ہم اِسے ترک خواتین کا لباس پہنا کر قلعے تک لے

جا سکتے ہیں، اس طرح کسی کو شک نہیں ہو گا۔ نور گل! تم آج رات سپاہیوں کے ساتھ ہیلینا کو کارا چائیسار لے جاؤ۔" عارف صاحب نے اجازت دے دی۔

عارف صاحب نے ہیلینا کو ہوش آنے پر صورت حال سے آگاہ کر دیا تھا، اُسے اعتماد میں لینا ضروری تھا۔ ہیلینا کو اب یقین ہو گیا تھا کہ اُس پر حملہ کرنے والے قائی لوگ نہیں تھے ورنہ وہ اُس کی جان کیوں بچاتے؟ وہ اُن سے مکمل تعاون کر رہی تھی۔

رات گہری ہوتے ہی وہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں ایک مقام پر اُنھیں کمانڈر ویسولس کے سپاہیوں کی طرف سے مزاحمت کا سامنا بھی کرنا پڑا، لیکن وہ تمام رکاوٹیں عبور کر کے کارا چائیسار پہنچ گئے۔ جب وہ قلعے کے سامنے پہنچے تو دروازہ بند تھا، ہیلینا نے قائی خواتین کا لباس پہنچا ہوا تھا۔

"رُک جاؤ.... کون ہو تم؟ شناخت کراؤ اپنی۔" ایک پہرے دار نے اُنھیں روکا۔

"سپاہی! گیٹ کھولو... میں گورنر کی بیٹی ہیلینا ہوں۔" ہیلینا نے آگے بڑھ کر چہرے سے نقاب ہٹایا تو دروازہ کھول دیا گیا۔

ہیلینا آگے بڑھی تو بابر، نور گل اور عبدالرحمٰن بھی ساتھ تھے۔

جب وہ قلعے کی اندرونی عمارت میں داخل ہوئے تو ویسولس کے سپاہیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ اب راہداری میں لڑائی شروع ہو گئی تھی۔ بابر نے ہیلینا کو اپنے بابا کے پاس جانے کا کہا اور خود حملہ آوروں سے نپٹنے لگا۔

ہیلینا دوڑتی ہوئی آگے بڑھی اور گورنر کے کمرے میں پہنچ گئی، یہاں ویسولس کے سپاہی مہلت ختم ہونے پر ارطغرل کو گھیرے ہوئے تھے۔

"بابا..."

"ہیلینا! میری بچی..." گورنر نے اُسے دیکھتے ہی باہیں پھیلا دیں جبکہ ویسولس اسے زندہ سلامت دیکھ کر چونک گیا تھا۔

''پیچھے ہٹ جاؤ...چھوڑ دو ارطغرل صاحب کو۔'' گورنر نے حکم دیا تو سپاہیوں نے تلواریں پیچھے کر لیں۔

یہ لمحہ ویسولس کے لیے بہت بھاری تھا، وہ ارطغرل کو ختم کرنے کا موقع کھو کر جھنجھلا گیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہیلینا واپس آ جائے گی۔

سپاہیوں نے تلواریں ہٹالیں تو ارطغرل باوقار انداز میں کھڑا ہو گیا۔ نور گل بھی وہاں آ گیا تھا۔

پھر ہیلینا نے سب کے سامنے تصدیق کر دی کہ اُسے قائی سپاہیوں نے بچایا، ورنہ وہ زندہ نہ رہتی۔ اُس نے یہ بھی بتا دیا کہ اُن کے قافلے پر حملہ کرنے والے قائی لباس پہنے ہوئے تھے مگر وہ قائی سپاہی نہیں تھے۔ گورنر نے سپاہیوں کو باہر بھیج دیا اور ویسولس سے مخاطب ہوا:

''ہم ارطغرل صاحب کو مہمان رکھیں گے۔ ہم امن کو بہتر بنانا چاہتے ہیں اور اِس کے ساتھ ساتھ ہانلی بازار کے ساتھ اپنی تجارت کو بھی بڑھانا چاہتے ہیں۔'' گورنر نے اعلان کیا۔

''لیکن آقا! ہم اپنے شہنشاہ سے کیا کہیں گے؟'' ویسولس کو گورنر کا بیان بہت ناگوار گزرا تھا۔

''ہم اُنھیں بتائیں گے کہ ہمارے درمیان چند غدار ہیں جو دونوں ریاستوں کے بیچ امن کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ اب میں اُن غداروں کو تلاش کر کے کیفر کردار تک پہنچاؤں گا، اُنھیں عبرتناک سزا دوں گا۔'' پھر وہ ارطغرل کی طرف متوجہ ہوا:

''ارطغرل صاحب! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں، اگر ہماری ریاستوں کے مابین جنگ ہوئی تو آپ کا دُشمن آپ جیسا قابلِ اعتبار ہو گا۔''

''جب تک غدار کا پتہ نہیں چلتا، میں آپ کا ہر ممکن ساتھ دوں گا۔ یہ سلیمان شاہ کے بیٹے ارطغرل کی زبان ہے۔'' ارطغرل نے جواب دیا تو گورنر نے اُس کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھا دیا۔

ارطغرل ایک فاتح کی حیثیت سے قبیلے روانہ ہوا تھا، اُس نے گورنر کو اگلے روز ہانلی بازار کا دورہ کرنے کی دعوت بھی دی تھی جسے قبول کر لیا گیا تھا۔

-☆-

گورنر کاراچا ئیسار اپنی بیٹی ہیلینا اور کمانڈر ویسولس کے ساتھ ہانلی بازار پہنچا تو ارطغرل اور حلیمہ سلطان نے اُنھیں خوش آمدید کہا۔ آج وہ سب مطمئن تھے لیکن ویسولس کے چہرے پر ناگواری تھی۔

"آپ کو بھی خوش آمدید، کمانڈر ویسولس!" ارطغرل نے خاموش کھڑے ویسولس سے کہا۔

"بابا! جس سپاہی نے میری جان بچائی، وہ یہ تھا۔" ہیلینا نے بابر کی طرف اشارہ کیا تو گورنر اُس کے پاس آ گیا۔

"میں تمھارا شکر گزار ہوں بہادر سپاہی... کیا نام ہے تمھارا؟"

"میرا نام سپاہی بابر ہے۔ ہیلینا خاتون مبالغہ آرائی سے کام لے رہی ہیں۔ اِن کی مدد اللہ نے کی، میں نے اِنھیں بچایا۔ یہ اہم بات نہیں۔"

"ہیلینا! اگر تم چاہو تو ہم دوسرے کمرے میں بیٹھ کر باتیں کر سکتے ہیں۔" حلیمہ نے کہا تو ہیلینا اس کے ساتھ چلی گئی۔

ارطغرل مہمانوں کے ساتھ وہیں بیٹھ گیا تھا، وہ کمانڈر ویسولس کی بے چینی کو محسوس کر رہا تھا۔ گفتگو کا آغاز ہوا تو ارطغرل نے ہیلینا پر حملے کے بارے میں بتایا:

"جن لوگوں نے قافلے پر حملہ کر کے افسرِ اعلیٰ کو قتل کیا، وہ نہ تو قائی تھے اور نہ ہی ترک۔"

"ارطغرل صاحب! آپ کو جرأت کیسے ہوئی یہ اشارہ دیتے ہوئے... کہ غدار ہم میں سے ہے۔" ویسولس بھڑک اُٹھا۔

"میں کوئی بات بغیر ثبوت کے نہیں کرتا۔ حملے میں استعمال کیے گئے تیروں کی تیاری کا طریقہ کار ترک ڈھنگ کا نہیں، یہ بازنطینی طریقہ کار ہے۔ اگر کوئی غدار موجود ہے تو آپ کو اُسے اپنے درمیان تلاش کرنا ہوگا۔ آپ کے لیے یہ جان لینا بہت ضروری ہے کہ سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل جب تک اُس غدار کو تلاش کر کے قتل نہیں کرتا، آرام سے نہیں بیٹھے گا۔" ارطغرل نے واضح کیا تو ویسولس خون کا گھونٹ بھر کر رہ گیا۔

"اُن غداروں کو تلاش کر کے سزا دینا میرا فرض ہے لیکن آپ سب جان لیں کہ یہ بہادر سردار جس

نے میری بیٹی کی جان بچائی، میرے لیے بہت قابل قدر ہے۔ ویسولس! خداوند میرا گواہ ہے جب تک میں زندہ ہوں، اِس دوستی کو دائمی بنانے کے لیے سب کچھ کروں گا۔" گورنر نے نیک خیالات کا اظہار کیا تو ارطغرل نے بھی اُسے اپنی حمایت کا یقین دلا دیا۔

"ارطغرل صاحب آپ کی دوستی کو باعث شرف سمجھتے ہیں میرے آقا۔" ویسولس نے جلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل اور اُس کا قبیلہ مشکلوں سے نکل آئے ہیں۔ ایک بہت طویل سفر کر کے اور جنگیں لڑ کر ہم نے اِن زمینوں پر قدم رکھا ہے۔ قائی قبیلہ رفاقت اور غداری کا مطلب خوب سمجھتا ہے اور اُن میں فرق بھی جانتا ہے۔ ہم قدر و قامت جانتے ہیں، قیمت جانتے ہیں۔ ہم دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دشمن ہیں... کاراچا ئیسار کے گورنر ہمارے پاس کھانے پر آئے اور اپنی دوستی کا اعلان کیا۔ سب لوگ جان لیں کہ اب آپ کے دوست میرے دوست اور آپ کے دُشمن میرے دُشمن ہیں۔ اپنی دوستی کو دائمی بنانے کے لیے میں کاراچا ئیسار کے لوگوں کے تمام قرضے معاف کرتا ہوں۔"

ارطغرل نے اعلان کیا تو گورنر نے ممنون نگاہوں سے اُسے دیکھا۔

"اور سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل یہ بھی کہتا ہے، غدار جہنم میں جائیں گے۔" ارطغرل نے کمانڈر ویسولس کو دیکھ کر کہا تو اُس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

کھانے کے بعد گورنر نے واپسی کی اجازت چاہی تو ارطغرل نے ایک بار پھر اُس کی آمد کا شکریہ ادا کیا:

"امن کے قیام اور ہماری تجارت کو بڑھا کر آپ نے بدخواہ اور بدذاتوں کو بہترین جواب دیا ہے۔"

"تو پھر واپس جانے سے پہلے تاجروں سے بات کرتے ہیں۔ وہ میری زبان سے یہ سن لیں کہ ہماری تجارت جاری رہے گی، اس طرح نہ صرف ہمارے دوست بلکہ دُشمن بھی جان لیں گے۔" گورنر نے کہا۔

"یہ ایک اچھا خیال ہے۔"

ارطغرل اُسے لے کر سرائے سے باہر آ گیا جہاں بابر نے تاجروں کو گورنر کا خطاب سننے کے لیے جمع کر لیا تھا۔ تاجر ارطغرل کے حق میں نعرے لگا رہے تھے۔

"یہودی، مسلم اور آرتھوڈوکس (عیسائیوں کا ایک فرقہ)...ہم سب لوگ بشمول تمام تاجر، جناب ارطغرل صاحب کے شکر گزار ہیں۔ اِنھوں نے ہمیں غداروں سے نجات دلائی اور ڈاکو لٹیروں سے بچایا۔ اِنھوں نے ناجائز محصولات کو ختم کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہمارے لیے بہت مددگار ہیں۔ یہ ہمارے بازار میں امن و امان اور انصاف لے کر آئے ہیں۔" ایک تاجر نے سب کی نمائندگی کی۔

"آپ نے تاجروں کے دِل جیت لیے ہیں ارطغرل صاحب۔" گورنر مسکرایا۔

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ رزق اور انصاف کو تقسیم کرنا میرا فرض ہے۔" ارطغرل نے جواب دیا۔ سب لوگ ایک مرتبہ پھر ارطغرل کے حق میں نعرے لگانے لگے تو گورنر نے ہاتھ اُٹھا کر انھیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا:

"ہانلی بازار کے ایماندار تاجرو! میں آپ سب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس بازار کے ساتھ کارا چائیسار کی تجارت دوبارہ شروع ہو چکی ہے۔ میں نے چند روز میں آپ کے واجبات ادا کرنے کا حکم دے دیا ہے..."

گورنر کی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ قریب ہی ایک دُکان کی چھت سے اندھا تیر آیا اور اُس کے سینے میں اُتر گیا۔

"بابا..." ہیلینا باپ کو گرتا دیکھ کر اُس کی طرف لپکی۔

"گورنر کو تیر لگا ہے..." ویسولس نے چلا کر سپاہیوں کو خبردار کیا۔

ارطغرل چھت پر کھڑے اُس نقاب پوش کو دیکھ چکا تھا جس نے تیر پھینکا تھا۔

"نور گل! پکڑو اُسے..." ارطغرل نے چھت کی طرف اشارہ کیا تو نور گل اور سپاہی اُس کی طرف دوڑ پڑے، سپاہیوں کو آتا دیکھ کر حملہ آور چھت سے کود گیا تھا۔

"تمام داخلی اور خارجی راستے بند کر دو... مجھے وہ آدمی چاہیے۔" کمانڈر رویسولس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا۔

اِسی دوران بابر، گورنر کو اُٹھا کر سرائے میں لے گیا۔ عارف صاحب بھی اُس کے ساتھ تھے۔

"میں نے کہا تھا، اِن جنگلیوں پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا مگر گورنر نے میری بات نہ سنی۔ یہ سب یہیں ختم ہونے والا نہیں۔ یاد رکھنا ارطغرل! یہ حادثہ تمھاری سرائے میں ہوا ہے۔" کمانڈر رویسولس، گورنر کے پیچھے لپکا۔ ارطغرل بھی اُس کے ساتھ تھا۔

"یہ تمھارا بازار ہے، تمھاری سرائے ہے... اگر تم حملہ آور کو نہیں ڈھونڈتے تو شہنشاہ (قیصر روم) کی نظروں میں تم ہی مجرم ہو گے۔"

"کمانڈر رویسولس! کیا یہ دکھائی نہیں دے رہا کہ جب سے میں تمھارے قلعے میں آیا ہوں، ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟" ارطغرل نے جواب دیا۔

"اِدھر اُدھر کی مت ہانکو۔ یہ بازار فتنے اور فساد کا گڑھ بن چکا ہے، ارطغرل! اگر حملہ آور پکڑا نہ گیا تو میں یہ سب تباہ کر دوں گا۔"

"میں جلد اس ذلیل کو پکڑ لوں گا۔ جب میں اُسے پکڑوں گا تو اُس کی لگام جس کے ہاتھ میں ہوئی، وہ بھی چھپ نہیں سکے گا۔" ارطغرل نے اعتماد سے کہا۔

کمرے میں عارف صاحب گورنر کو بچانے کی سر توڑ کوشش کر رہے تھے لیکن اُس کی نبض ڈوبتی جا رہی تھی۔ گورنر کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ مرنے سے قبل اُس نے اپنی بیٹی سے ملنے کی خواہش ظاہر کر دی۔ جب ہیلینا کمرے میں آئی تو گورنر آخری سانسیں لے رہا تھا، اُس نے اشارے سے بیٹی کو قریب بلایا اور وصیت کی:

"شہنشاہ کو ایک تفصیلی خط لکھو اور جو یہاں ہوا، اُس کی وضاحت کرو۔ اُنھیں قائی لوگوں کی بے گناہی کا ضرور پتہ چلنا چاہیے۔"

اُسی وقت کمانڈر رویسولس بھی آ گیا لیکن گورنر کی آنکھوں میں اُس کے لیے نفرت تھی، اُس نے

ارطغرل کو آواز دے کر قریب بلایا اور کہا:

''میری بیٹی آپ کے حوالے ہے، ارطغرل صاحب! اِس کو شیطان سے بچالیں۔''

''آپ کی بیٹی اب میری زندگی ہوگی، گورنر! اِس کی عزت میری عزت ہے۔'' ارطغرل نے اُسے یقین دلایا۔

''آپ کو کچھ نہیں ہوگا بابا... آپ ٹھیک ہو جائیں گے، آپ زندہ رہیں گے۔'' ہیلینا نے روتے ہوئے کہا لیکن گورنر کا وقت پورا ہو گیا تھا۔

اب وہاں ہیلینا کی چیخ و پکار کے سوا کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا، وہ باپ کو کھو دینے اور تنہا رہ جانے کے غم سے نڈھال ہو گئی تھی۔

''تمھیں قلعہ سے باہر آنے ہی نہیں دینا چاہیے تھا... میں نے آقا سے کہا تھا لیکن اُنھوں نے میری ایک نہ سنی۔'' گورنر کے آنکھیں بند کرتے ہی ویسولس کو زہر فشانی کا موقع مل گیا۔

''بس بہت ہو گیا، کمانڈر ویسولس... کیا تم نے سنا نہیں تھا کہ بابا نے پورے بھروسے سے مجھے ارطغرل صاحب کے حوالے کیا۔ اُن کی آخری باتوں کو نظر انداز کرنے کی جرأت کیسے ہوئی تمھیں؟ ابھی میرے بابا کا جسم ٹھنڈا نہیں ہوا اور تم شر پھیلا رہے ہو۔ تم کیا ثابت کرنا چاہتے ہو؟'' ہیلینا کو ویسولس کا انداز مزید دُکھی کر گیا تھا۔

''آپ کے بابا مجھے اپنے بیٹے کی طرح سمجھتے تھے ہیلینا! آپ کو نظر نہیں آتا، اُن کے ساتھ جو ہوا وہ دیکھ کر میری روح کیسے تڑپ رہی ہے؟'' ویسولس بوکھلا گیا۔

''تو پھر میرے بابا کا ماتم کرنے کے لیے مہذب روّیہ اپناؤ۔''

''اُن کے ذمہ داروں کا حساب لیے بغیر میں اپنے آقا کا ماتم نہیں کر سکتا۔'' ویسولس نے جواب دیا اور اپنے سپاہیوں سے مخاطب ہوا:

''سپاہیو! گورنر کی میت کو قلعے میں لے جانے کی تیاری کرو۔'' یہ کہہ کر وہ ارطغرل کو گھورتا ہوا باہر نکل گیا۔

ہیلینا غم سے نڈھال تھی اور حلیمہ سلطان نے آگے بڑھ کر اُسے گلے سے لگالیا تھا۔ وہ اُسے دلاسا دے رہی تھیں، ہیلینا کی ہچکی بندھ گئی تھی۔

''آپ کے بابا اور بھائی کی طرح اُنھیں بھی مار دیا گیا۔'' ہیلینا روتے ہوئے بولی۔

''بکھرو مت! ثابت قدم رہو، تاکہ تم اپنا بدلہ لے سکو۔'' حلیمہ نے اُس کے آنسو پونچھے۔

''بابا کے آخری الفاظ تھے کہ میں شہنشاہ (قیصر روم) کو خط لکھ کر آپ کی بے گناہی سے آگاہ کروں۔'' اُس نے ارطغرل سے کہا۔

''میں اِس بہادر انسان کا خون رائیگاں نہیں جانے دوں گا ہیلینا! اب آپ کے بابا کے فرائض اور قلعہ آپ کے کندھوں پر ہے۔ سب کو دِکھا دیں کہ آپ اُن کی قابل بیٹی ہیں۔ میری آنکھیں اور کان ہمیشہ آپ کی طرف رہیں گے۔ اپنے بابا کا انتقام لینے کے لیے آنکھوں سے آنسو پونچھ ڈالیں اور اپنی نفرت کو زندہ رکھیں۔'' ارطغرل نے اُسے دلاسہ دیا۔

کچھ دیر بعد نورگل واپس آ گیا، حملہ آور بھاگ گیا تھا۔ اس کے ساتھی پہلے ہی گھات لگائے بیٹھے تھے جو اُسے بچا کر لے گئے۔ حملہ آور کے بچ نکلنے کی خبر سن کر ارطغرل کا خون کھول اُٹھا اور وہ نورگل پر برس پڑا:

''نورگل! تم پر گھات لگا کر حملہ ہوا اور وہ بچ نکلا جبکہ تمھاری کمان میں دیے گئے سپاہی شہید ہو گئے، کیا تمھیں اسی لیے سپہ سالار مقرر کیا گیا تھا؟ جواب دو نورگل۔''

''مجھے معاف کر دیں بھائی۔''

''تم پہاڑ کھود و گے، ہر پتھر سرکاؤ گے لیکن اُس کافر کو ڈھونڈ کر میرے پاس لاؤ گے... کیا تم سمجھ گئے؟''

''جی بھائی! میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔'' نورگل کی نظریں جھک گئیں، اُسے اپنی ناکامی کا احساس تھا۔

معاملہ ابھی گرم تھا کہ سردار جاندار بھی اُورال کے ساتھ سرائے میں آ گیا۔ ویسولس اور ارطغرل

ایک ہی جگہ کھڑے تھے۔

"جو کچھ ہوا، مجھے اُس کا بہت افسوس ہے۔ میں یہاں امیر سعد الدین کوپیک کی طرف سے تعزیت کرنے آیا ہوں۔" سردار جاندار نے ویسولس سے اظہارِ افسوس کیا۔

"شکریہ جاندار صاحب..." ویسولس نے کہا۔

"ایسے حالات میں ہی دوستوں اور دشمنوں کی صحیح پہچان ہوتی ہے۔"

"ہم اِن زمینوں میں امن اور اعتماد کی فضا قائم کرنا چاہتے ہیں۔" سردار جاندار بولا۔

"مجھے اُمید ہے کہ تمام ترک قبائل آپ ہی کی طرح سوچتے ہوں گے جاندار صاحب! اب آپ کی اجازت سے مجھے جانا ہوگا۔ کم از کم اتنا تو کرسکتا ہوں کہ گورنر کی میت اُس کے دوستوں کی طرف لے جاؤں۔" کمانڈر ویسولس نے تعظیم پیش کی اور آگے بڑھ گیا۔

"آپ مشکلات کی انتہا پر ہیں، ارطغرل صاحب! یہ آپ کے تعاقب میں رہتی ہیں۔" سردار جاندار اُس کے جاتے ہی بولا۔

"جاندار صاحب! یقیناً ہم نے کسی کی دُم پر پاؤں رکھ دیا ہے، جو لوگ ہمیں اِن زمینوں پر نہیں دیکھنا چاہتے اور ہم پر چڑھائی کرر ہے ہیں۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"اِس طرح کی ذاتی کارروائیوں کے ساتھ آپ نے تمام ترک قبائل کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ کیا آپ اِس سے واقف نہیں؟ میں نے کہا تھا کہ ہم آپ کو تنہا اِس رستے پر نہیں جانے دیں گے، ہم آپ کے ساتھ متحد ہو جائیں گے۔ لیکن اکیلے اقتدار حاصل کرنے کے لالچ نے آپ کو اندھا کر دیا، ارطغرل صاحب!"

"میں کیا کرسکتا ہوں جاندار صاحب؟ کیا میں ظالموں کو ظلم کرنے کی اجازت دے دوں۔ اگر آپ ترک قبائل کے سرداروں کے جرگے میں تشریف لاتے تو ہم اپنے مستقبل کے لیے متحدہ مؤقف اپنا لیتے۔" ارطغرل نے اُسے یاد دلایا۔

"ارطغرل صاحب! آپ امیر سعد الدین کوپیک کے تعینات کردہ نئے حاکم اعلیٰ سردار جاندار

صاحب سے بات کر رہے ہیں۔ آج کے بعد جب بھی وہ آپ کو طلب کریں، آپ کو اُن کی خدمت میں حاضر ہونا ہوگا۔"

اُورال نے ارطغرل کو اپنے باپ کے نئے عہدے سے آگاہ کیا تو وہ دھیرے سے مسکرا دیا، ارطغرل سمجھ گیا تھا کہ سعد الدین کو پیک چاوودار قبیلے کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنے کی چال چل چکا ہے۔

"آپ اِن زمینوں میں تباہی لائے ہیں، ارطغرل صاحب! آپ ہمیں جنگ کے دہانے پر لے آئے ہیں۔" اُورال کچھ زیادہ ہی پر جوش تھا۔

"جنگ تو طویل عرصے سے شروع ہو چکی، اُورال صاحب! میرا ارادہ یہ جنگ شروع کرنے والوں کو تلاش کر کے جنگ کو ختم کرنا ہے۔ تاہم جو لوگ اِس کا خاتمہ نہیں چاہتے، وہ اپنی گردن پر میری تلوار کی ٹھنڈک محسوس کریں گے اور یہ حقیقت دُنیا اپنی آنکھوں سے دیکھے گی۔"

ارطغرل نے اُورال کی طرف دیکھ کر سخت لہجے میں کہا تو دونوں باپ بیٹا خاموش ہو گئے، پھر تعزیت کر کے واپس اپنے قبیلے چلے گئے۔

-☆-

اُورال اپنے خیمے میں آرام کرر ہا تھا کہ باتو خان آ گیا۔ اُس نے اطلاع دی کہ قسطنطنیہ سے آیا ہوا ایک تاجر اُس سے ملنا چاہتا ہے۔ اُورال نے اُسے پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ کچھ دیر بعد ایک سڈول جسم کا شخص اندر داخل ہوا اور تعظیم پیش کر کے کھڑا ہو گیا۔

''قبیلے میں خوش آمدید تاجر۔'' اُورال نے اُس کا استقبال کیا۔

''اُورال صاحب! یہاں آ کر خوشی ہوئی۔ پہلے میں اپنا تعارف کروانا چاہتا ہوں، میں شہنشاہ کی طرف سے ذاتی طور پر تعینات تاجر لاسکریس ہوں۔ قسطنطنیہ کے مشرقی تجارتی رستوں کی نگرانی کے لیے آیا ہوں۔ میں شہنشاہ کی جانب سے آپ کے لیے قابل قدر تحفہ بھی لایا ہوں۔'' اُس نے ایک چھوٹا سا صندوق اُورال کی طرف بڑھا دیا۔

اُورال نے تحفہ قبول کر کے اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''ہم آپ کے شہنشاہ کی جانب سے بے لوث اور قیمتی تحائف، اور سلام کے شکر گزار ہیں۔ آپ کو چاودار قبیلے میں خوش آمدید کہنا میرے لیے باعثِ عزت ہے۔ اگر پہلے معلوم ہوتا تو میں آپ کو بہتر طریقے سے خوش آمدید کہتا۔''

''مجھے آپ کے خلوص سے انکار نہیں، اُورال صاحب! لیکن آپ جانتے ہیں کہ حفاظتی نقطہ نظر سے مجھے اپنی آمد کو خفیہ رکھنا پڑا۔'' لاسکریس نے کہا۔

''آپ نے بہت اچھا کیا، ڈاکو اور بھیڑیے علاقے میں گھوم رہے ہیں۔ آپ کے شہنشاہ کی پیش

کش کیا ہے؟'' اُورال نے پوچھا۔

''شہنشاہ اپنے تجارتی رستوں کو وسیع کرنا چاہتے ہیں۔ چاوودار قبیلہ علاقے میں سب سے بڑا

ہیں۔''

ہے، اِس وجہ سے ہم آپ کے ساتھ کاروباری مراسم بنا کر تجارت کو بڑھانا چاہتے

''ضرور ضرور... شہنشاہ کے احکامات کے ساتھ ایک تاجر ہمارے لیے قابل قدر ہے۔ اب آپ

آرام کریں، اِس کے بعد میں آپ کو اپنے بابا سردار جاندار صاحب سے ملواؤں گا۔'' اُورال نے اُسے

بتایا۔

''جی ضرور اُورال صاحب! میں جاندار صاحب سے ملاقات کا بے حد خواہشمند ہوں لیکن اُورال صاحب! ایک چیز اور... ہمارے شہنشاہ، ارطغرل صاحب کی کارروائیوں سے زیادہ خوش نہیں۔ اُنھوں نے ہانلی بازار کو زبردستی حاصل کیا اور وہاں اسلامی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ سود اور غلام فروشی کا خاتمہ بھی قابل قبول نہیں۔ ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ارطغرل صاحب تجارت کے ماہر نہیں۔''

''آپ فکر نہ کریں تاجر لاسکریس! ارطغرل صاحب نے ہانلی بازار اور سلطان علاؤالدین کی حمایت کھو دی ہے، اِس کے ساتھ ساتھ وہ لوگوں کا اعتماد بھی کھو رہے ہیں۔ وہ سیاسی اور تجارتی حمایت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور جہاں تک میرا تعلق ہے، میں مستقبل میں بھی اپنے کام کو اسی طرح جاری رکھوں گا۔ ہر کام کے کچھ اُصول ہوتے ہیں۔ میرے تجارتی اُصول اور کام کا طریقہ مستقبل میں بھی جاری رہے گا... حفاظت سے متعلق بھی میری ذمہ داری ہوگی۔ علاقے کے ڈاکو اور گیدڑ جانتے ہیں کہ اُنھوں نے اُورال سے نہیں اُلجھنا۔ تاجر لاسکریس! آپ خود کو پریشان مت کریں، ہم آپ سے بھرپور تعاون کریں گے۔''

اُورال نے اُسے تسلی دی اور باتو خان کے ساتھ دوسرے خیمے میں بھیج دیا تا کہ اُس کی مہمان نوازی کی جاسکے۔

-☆-

ارطغرل سرائے میں عارف صاحب سے مشاورت کر رہا تھا۔ گورنر کی موت نے بہت سے مسائل کھڑے کر دیے تھے۔ اُس کے قاتل کی گرفتاری بہت ضروری تھی ورنہ ویسولس کی زبان بند نہیں رکھی جا

سکتی تھی۔ اسی مشاورت کے دوران نور گل بھی وہاں آ گیا، وہ قاتل کی تلاش میں گیا تھا۔

''آؤ نور گل! کیا خبر لائے ہو؟''

''بھائی! ہم نے اُس کافر کا پتہ لگا لیا ہے۔'' نور گل پر جوش لہجے میں بولا۔

''اب وہ کہاں ہے؟'' ارطغرل نے بے تابی سے پوچھا۔

''چاوودار قبیلے میں...''

''نور گل! کیا تمھیں یقین ہے؟'' ارطغرل چونکا۔

''ہم نے وہاں تک اُس کے نشانات کا پیچھا کیا۔ میں اُسے پہچانتا ہوں، اُسی نے گورنر پر تیر چلایا تھا۔ وہ پناہ لینے چاوودار قبیلے میں ہی گیا تھا۔''

''اُورال! تم ہر پتھر کے نیچے سے نمودار ہو رہے ہو، یہ پتھر تمھارے سر کو کچل دیں گے۔ اب تم میرے شکنجے میں آئے ہو۔'' ارطغرل زیرلب بڑبڑایا۔

نور گل کو بھیج کر ارطغرل، عارف صاحب سے بات کرنے لگا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ آلیار کا وفادار سپاہی ''کوتلو جا'' وہاں آ گیا۔

''حضور! مجھے آلیار صاحب نے بھیجا ہے۔ امیر سعدالدین کوپیک نے گورنر کی موت کے بعد آپ کے ہاتھوں سے ہانلی بازار لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ وہ ہانلی بازار پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ ہو چکے ہیں۔''

''آنے دو اُسے کوتلو جا! اِنسان جو بوتا ہے، وہی کاٹتا ہے۔'' ارطغرل نے کہا۔

''حضور! ایک اور مسئلہ بھی ہے۔'' وہ خاموش ہو گیا۔

''بتاؤ کوتلو جا! ہم سن رہے ہیں۔'' عارف صاحب بولے۔

''جاندار صاحب نے اصلاحان خاتون کا رشتہ امیر سعدالدین کوپیک سے طے کر دیا ہے، وہ آج شام نکاح کرنے والے ہیں۔''

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو کوتلو جا... کیا جاندار صاحب پاگل ہو گئے ہیں؟'' عارف صاحب نے حیرت کا اظہار کیا۔

''حضور! جو ہو رہا ہے، میں نے وہی بتایا۔ میں نے یہ باتیں آلیار صاحب کے حکم پر آپ تک پہنچائی ہیں۔ وہ بھی اصلاحان کے رشتے سے خوش نہیں ہیں مگر امیر سعد الدین کوپیک نے سردار جاندار اور اُورال صاحب کو سبز باغ دکھا کر راضی کرلیا ہے۔''

''کونکو جا! کیا اس کے علاوہ کچھ اور بھی کہنا چاہتے ہو؟ سنا ہے، آج کل تمھارے قبیلے میں کافی مہمان آرہے ہیں۔ کیا تم نظر نہیں رکھتے کہ قبیلے میں کون آجا رہا ہے؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

''جی حضور! قسطنطنیہ سے ایک تاجر آیا ہے، وہ اُورال صاحب سے ملا ہے اور آج رات ہمارا مہمان ہوگا۔ حضور! اب میں اجازت چاہوں گا، مجھے قبیلے واپس پہنچنا ہے۔'' کونکو جا نے کہا۔

''شکریہ کونکو جا! تم جاسکتے ہو۔ آلیار صاحب کو میرا سلام کہنا۔''

کونکو جا چلا گیا تو ارطغرل نے عارف صاحب سے کہا:

''جاندار صاحب، اصلاحان کا استعمال کر کے ریاست کا سہارا لینا چاہتے ہیں۔''

عارف صاحب نے بھی اُس کی تائید میں سر ہلا دیا، وہ جانتے تھے کہ اُورال نے اپنے مفادات کے لیے آسانی سے جاندار صاحب کو اس رشتے کے لیے رضامند کرلیا ہوگا۔

-☆-

امیر سعد الدین کوپیک اپنے سپاہیوں کے ساتھ ہانلی بازار پر قبضہ کرنے پہنچا تو تاجر الیکو کے سوا وہاں کوئی نہیں تھا۔ ارطغرل اپنے قبیلے چلا گیا تھا اور سرائے میں کوئی سپاہی دکھائی نہیں دے رہا تھا، یہ سب امیر سعد الدین کوپیک کی توقع کے خلاف تھا۔ وہ تو یہاں شدید مزاحمت کی اُمید لگا کر مسلح سپاہیوں کے ساتھ آیا تھا۔

''یہ جگہ خالی کیوں ہے... کیا قائی قبیلے سے کوئی بھی یہاں نہیں؟'' اُس نے الیکو سے پوچھا۔

''جب ارطغرل صاحب کو معلوم ہوا کہ آپ خود یہاں آرہے ہیں، تو اُنھوں نے کہا کہ امیر حضرت کے لیے کوئی مشکل ہو، یہ اچھا نہیں... اُنھوں نے سرائے ریاست کو عطیہ کردی ہے۔ اب یہ سرائے خالی ہے۔'' اتنا کہہ کر الیکو نے سرائے کی چابی امیر سعد الدین کی طرف بڑھادی۔

''یہ لیں امیر حضرت! یہ ارطغرل صاحب کی طرف سے آپ کے نکاح کا تحفہ ہے۔''

اب امیر سعد الدین کوپیک کے پاس کہنے سننے کو کچھ نہیں بچا تھا۔

''تم چاہتے کیا ہو ارطغرل؟ ایسا لگتا ہے، تم میرے ساتھ کوئی کھیل کھیل رہے ہو۔ سرائے کی چابی میرے حوالے کردی، وہ بھی کسی مزاحمت کے بغیر!''

امیر سعد الدین کوپیک زیرلب بڑبڑایا اور پھر بولا:

''کچھ سپاہی یہیں رُکیں گے، باقی میرے ساتھ آئیں۔ ہم چاوودار قبیلے واپس جائیں گے۔ اگر ارطغرل واپس آئے تو اُسے زندہ نہ چھوڑنا۔''

امیر سعد الدین کوپیک نے حکم دیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ چاوودار قبیلے پہنچا تو اُورال، تاجر لاسکریس کا تعارف جاندار صاحب سے کرا رہا تھا۔ امیر سعد الدین نے لاسکریس کو گہری نظر سے دیکھا اور مسند پر جا بیٹھا۔ اُورال نے لاسکریس کا مختصر تعارف امیر سعد الدین کوپیک سے بھی کرایا اور پھر اُسے باہر بھیج دیا۔

''ہانلی بازار میں ارطغرل کی اِجارہ داری اپنے انجام کو پہنچی... اب وہاں اُس کا کوئی عمل دخل نہیں رہا۔''

امیر سعد الدین کوپیک نے اُورال اور سردار جاندار کو سرائے کی چابی دکھاتے ہوئے کہا۔ اُورال کا چہرہ یہ خبر سن کر دمک اُٹھا تھا۔ وہ بنا ہاتھ پاؤں ہلائے اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔

-☆-

سرائے کو چھوڑ کر ارطغرل اپنے قبیلے میں آ گیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ امیر سعد الدین کوپیک کو وہاں پہنچ کر بہت سبکی ہوگی۔ امیر سعد الدین کوپیک کا اُورال اور سردار جاندار سے گٹھ جوڑ بے مقصد نہیں تھا۔

''یہ تو واضح ہے کہ وہ گورنر کے قتل کو سرائے پر قبضہ کرنے کے لیے استعمال کرنا چاہتے تھے، لیکن حضور! مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ اگر اُورال کی ایسی سوچ تھی، تو کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ دونوں ریاستوں کے بیچ جنگ کی وجہ بن سکتی ہے؟'' عارف صاحب نے پوچھا۔

''یہ فیصلہ لالچ کی بنیاد پر تھا۔ اُورال دماغ سے فارغ ہے، اُس کے لالچ نے اُس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کر دی ہے۔ اب اُس کے کیے کی قیمت چکانے کا وقت آ گیا ہے۔'' ارطغرل نے کہا۔

''حضور! اگر یہ کوئی بڑی سازش ہوئی اور اگر اُورال صاحب اِس بڑے کھیل کا نشانہ ہوئے، تو؟ میں جانتا ہوں کہ اُورال سرائے کو حاصل کرنے کے لیے اندھا تھا، لیکن اگر ہم اُس پر شک کرتے بھی ہیں تو میرا نہیں خیال وہ ایسا کام کرنے کی ہمت کرے گا۔ گورنر پر حملہ بہت بڑی بات ہے۔'' عارف صاحب نے اپنا تجزیہ پیش کیا۔

''میرا بھی یہی خیال ہے، اِس کا پتہ لگانے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے...'' ارطغرل نے پراسرار لہجے میں جواب دیا تو عارف صاحب چونک پڑے۔

''آپ کے ذہن میں کیا ہے حضور...؟''

''میں آج رات چاوودار قبیلے میں آلیار صاحب کے ذریعے اُس شخص تک پہنچوں گا جو وہاں تاجر بن کر آیا ہے۔''

ارطغرل نے بتایا اور پھر عارف صاحب سے مشورے کے بعد روانگی کی تیاری کرنے لگا۔

جب وہ چاوودار قبیلے میں پہنچا تو اندھیرا پھیل چکا تھا۔ سردار جاندار کے مرکزی خیمے میں نکاح کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ارطغرل دوسروں کی نظروں سے بچتا بچاتا آلیار کے پاس پہنچ گیا اور اُسے ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔

آلیار خود بھی اِس بات پر حیران تھا۔ اُس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا لہٰذا وہ ارطغرل کی مدد کے لیے آمادہ ہو گیا۔ وہ اُسے تاجر لاسکریس کے خیمے میں لے گیا۔ تاجر لاسکریس اُنھیں دیکھ کر حیران ہوا اور آلیار سے مخاطب ہوا:

''کیا بات ہے آلیار صاحب! سب خیریت تو ہے؟''

''جلد تمھیں پتہ چل جائے گا کہ کیا ہو رہا ہے... بے غیرت قاتل؟'' آلیار کے بجائے ارطغرل نے کہا۔

"کیسا قاتل... آلیار صاحب یہ آدمی کیا کہہ رہا ہے؟" تاجر لاسکریس نے چونک کر پوچھا۔

"ارطغرل صاحب کا کہنا ہے کہ گورنر کو تم نے مارا ہے۔" آلیار نے جواب دیا۔

"کیا... کیا آپ کا دماغ درست ہے؟" وہ حیرت سے بولا۔

"میں ایک تاجر ہوں جو یہاں تجارت کرنے آیا ہے۔ مزید یہ کہ مجھے تجارت کے لیے خود شہنشاہ نے مقرر کیا ہے۔"

"پھر اپنا دعویٰ ثابت کرو؟" ارطغرل نے اُس سے ثبوت طلب کیا۔

"کیا آپ اِس طرح اپنے مہمانوں سے برتاؤ کرتے ہیں۔"

"تم مہمان نہیں، قاتل ہو۔ میرے سپاہیوں نے یہاں تک تمھارا تعاقب کیا ہے۔" پھر ارطغرل نے آلیار کو اُس کے سامان کی تلاشی کا کہا۔

آلیار نے تلاشی لینا شروع کی تو لاسکریس کی بے چینی میں اضافہ ہو گیا اور اُس نے تلوار سے ارطغرل پر حملہ کر دیا۔ ارطغرل اُس پر نظر رکھے ہوئے تھا، اس نے لاسکریس کا وار روک کر اپنی تلوار اس کی گردن پر رکھ دی۔

"اگر تم نے سچ بولنے کے لیے زبان نہ کھولی تو مارے جاؤ گے۔"

"مجھے چھوڑ دو، ورنہ تمھارا انجام بھیانک ہوگا۔" لاسکریس نے دھمکی دی۔

اُدھر آلیار نے اُس کے سامان سے وہ کمان اور تیر ڈھونڈ لیے تھے جن سے گورنر پر حملہ کیا گیا تھا۔ جب اُن تیروں کا موازنہ گورنر پر چلائے جانے والے تیر سے کیا گیا تو وہ ایک سے نکلے۔

"میں جانتا ہوں گورنر کو تم نے مارا ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ کس کے کہنے پر تم نے یہ سب کیا... بتاؤ کون ہے وہ؟" ارطغرل نے پوچھا۔

"میں شہنشاہ کے علاوہ کسی کے حکم پر نہیں چلتا۔"

"پھر تمھارا سر تمھارے شہنشاہ کو ہی بھیجا جائے گا۔" ارطغرل نے اُس کا سر اُڑانے کے لیے تلوار بلند کی تو وہ قدموں میں گر گیا۔

''رُک جاؤ...''

''کون ہے وہ؟''

''اُورال صاحب...''

''یہ جھوٹ ہے..'' آلیار یہ نام سنتے ہی آگے بڑھا۔

''یہ جھوٹ بول رہا ہے حضور! میرا بھائی ایسا نہیں کر سکتا۔ میں اُس سے ہر چیز کی توقع کر سکتا ہوں لیکن گورنر پر حملے کی نہیں۔ اُورال اتنا بے وقوف نہیں ہو سکتا۔''

''جب اُنھوں نے توکتامش کو مارنے کے لیے سی مون سے زہر لیا تھا تو میرا بھی یہی خیال تھا۔ آخر وہ اُس آدمی کے ہاتھوں میں بڑے ہوئے جسے وہ رستے سے ہٹانا چاہتے تھے۔ میں نے کہا تھا کہ ایسا مت کریں، توکتامش کو مت ماریں لیکن اُنھوں نے میری ایک نہ سنی۔'' لاسکریس نے بتایا۔

''اور کیا گل کھلائے ہیں تم نے؟'' آلیار نے اُس کا گریبان پکڑ لیا۔

''اُنھوں نے اپنے تمام گندے کھیلوں میں مجھے استعمال کیا مگر میں ہمیشہ خاموش رہا۔ میری جان بخش دو، میں جو بھی جانتا ہوں سب بتا دوں گا۔''

''یہ جھوٹ ہے۔'' آلیار اُس پر گھونسے برسانے لگا اور پھر لاسکریس بے ہوش ہو گیا۔

''رُک جاؤ آلیار! یہ انصاف کا وقت ہے۔ کیا تم اپنے بھائی اور بابا کے بجائے حق کے ساتھ ہو؟'' ارطغرل نے اُسے روکتے ہوئے پوچھا تو اُس نے اقرار میں سر کو جنبش دی۔

اب نور گل، بابر اور روشان بھی آ گئے تھے۔ نور گل آگے بڑھا اور لاسکریس کو ہوش میں لا کر بٹھا دیا۔

''اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمھاری جان بخش دوں تو پھر جو بھی جانتے ہو، سب بتاؤ گے...''

''اُورال... سب اُس کی ہوس کا نتیجہ ہے۔ آپ کے خلاف اُس کا غصہ ختم نہیں ہوا۔ جب آپ یہاں آئے، آپ کا نام مشہور ہو گیا، تو اُورال کا کاروبار بھی ٹھپ ہو گیا۔ اُس نے ریکاردو کو فروخت کیے گئے آپ کے قالینوں کو آگ لگائی، آپ کے سپاہیوں کو مارا... لیکن جب آپ کارخانے میں سردار جاندار

کے شراکت دار بن گئے تو وہ نئے منصوبے تیار کرنے لگا۔"

"جو زہر مجھے مکتوب کے ذریعے دیا گیا، کیا اُس میں بھی اُورال ملوث ہے؟" ارطغرل نے پوچھا۔

"وہ زہر اُستاد سی مون اور ماریہ نے دیا تھا، لیکن اُورال اِس بارے میں جانتا تھا۔ وہ دونوں اکٹھے کام کرتے تھے۔ جس رات آپ کو زہر دیا گیا، وہ جانتا تھا کہ نورگل آپ کے پاس زہریلا مکتوب لانے والا ہے۔" لاسکریس نے تفصیل بتادی۔

"او بے غیرت..." نورگل نے اُسے ٹھوکر رسید کی۔

"تم نے میرے ہاتھ سے میرے سردار کو زہر دلوانا چاہا۔"

"سی مون تم پر بھروسہ کرتا تھا، جب اُسے پتہ چلا کہ تم نے اُسے دھوکہ دیا ہے تو وہ غصّے سے پاگل ہوگیا۔ وہ تم سے بدلہ لینا چاہتا تھا۔" لاسکریس نے نورگل کو بتایا۔

"تم یہ سب امیر سعد الدین کوپیک کے سامنے کہو گے؟" ارطغرل نے اُس کی گردن پر تلوار کی نوک رکھی۔

"ٹھیک ہے، میں کہوں گا... ضرور کہوں گا، لیکن تم میری جان بخش دو گے۔" لاسکریس فوراً تیار ہو گیا۔ جان بچانے کے لیے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔

ارطغرل وہاں سے باہر آ گیا اور سردار جاندار کے خیمے کی طرف بڑھا جہاں امیر سعد الدین کوپیک اور اصلاحان کے نکاح کی تقریب ہورہی تھی۔ باتو خان بھی اُسے دیکھ چکا تھا لیکن ارطغرل نے اس پر توجہ نہ دی اور مرکزی خیمے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اُسے دیکھتے ہی کوتلوجا کے اشارے پر دربان نے دروازہ کھول دیا۔

ارطغرل باوقار انداز میں اندر داخل ہوا تو اہل خانہ کے علاوہ قبیلے کے دیگر معززین بھی جو تقریب میں شریک تھے، اُس کے آتے ہی ہڑبڑا گئے۔

"ارطغرل صاحب! آپ یہاں کیا کررہے ہیں؟" سعد الدین کوپیک نے حیرت سے کہا۔

"قائی قبیلے کے سردار کی حیثیت سے میں آپ کی خوشی میں شریک ہونا چاہتا تھا، امیر سعد الدین

کوپیک!'' ارطغرل نے سکون سے جواب دیا۔

''ارطغرل صاحب! اب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟'' امیر سعد الدین نے پوچھا۔ اُس کی آمد کے باعث نکاح کی تقریب ادھوری رہ گئی تھی۔ اصلاحان بھی اپنی جگہ سے اُٹھ گئی تھی۔

''اگر گورنر کو مارنے کے بعد تم یہاں پناہ لینے آئے ہو تو یہ غلط جگہ ہے۔'' اُورال نے طنز کیا۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور نور گل، لاسکریس کو اندر لے آیا۔ آلیار اور بابر بھی اُس کے ساتھ تھے۔

''میں آپ کے نکاح کا تحفہ لایا ہوں۔'' ارطغرل بولا۔

''آلیار! اِس کا کیا مطلب ہے؟ کوتکوجا! تم نے اِسے میرے خیمے میں قدم کیسے رکھنے دیا؟'' سردار جاندار اِسے اپنی توہین سمجھ رہا تھا۔

''حضور! اِس آدمی کی بات غور سے سنیں، جو یہ بتانے والا ہے۔'' آلیار نے اپنے باپ کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

''اُورال صاحب! کیا یہ آدمی وہی تاجر نہیں؟'' امیر سعد الدین کوپیک نے پوچھا۔

''بالکل امیر حضرت! یہ تاجر لاسکریس ہے۔ یہ انسانیت کے نام پر وہ دھبا ہے جس نے سلطان کے امن معاہدے کی خلاف ورزی کی، وہ قاتل... جس نے گورنر کاراچا ئیسار کو مارا۔ ہمیں لاسکریس کے خیمے سے وہ تاتاری کمان بھی ملی ہے جس سے گورنر پر تیر چلایا گیا۔'' آلیار نے بتایا۔

''آلیار! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟'' اُورال حیران تھا۔

''تم بھی ارطغرل کے فریب میں آ گئے ہو۔''

''یہ تیر ہم نے گورنر کے جسم سے نکالا تھا... اور یہ تیر ہمیں لاسکریس کے خیمے سے ملے۔'' ارطغرل نے بطور ثبوت دونوں تیر امیر سعد الدین کوپیک کو دے دیئے۔

''اُورال! تمھارا اِس آدمی سے کیا تعلق ہے؟ یہ ہمارے قبیلے میں کیوں آیا تھا؟ تم نے کہا تھا، یہ تاجر ہے۔'' سردار جاندار نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''آپ کی اجازت سے اِسے بتانے دیں حضور! یہ بتائے گا کہ اِس کی ڈوریں کس کے ہاتھ میں

ہیں؟" آلیار نے لاسکریس کو ٹھوکر رسید کی۔

"ہمیں بتاؤ! گورنر کو مارنے کے لیے تمھیں کس نے حکم دیا؟"

"گورنر کو اُورال کے کہنے پر قتل کیا گیا۔" لاسکریس نے اُورال کی طرف نفرت سے دیکھا۔

یہ وہاں بیٹھے ہر شخص کے لیے بڑا انکشاف تھا، سب حیرت سے اُورال کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہ بھی اِس اچانک آفت پر گھبرا گیا تھا۔

"جھوٹ... یہ سب جھوٹ ہے۔" وہ یہی کہہ سکا تھا۔

"کوتلو جا! میں تمھیں ارطغرل اور اِس کے سپاہیوں کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہوں۔" سردار جاندار نے انتہائی قدم اُٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔

"حضور! آپ نے ہمیں انصاف کا ساتھ دینے کی تلقین کی ہے، آپ کی اجازت سے اس آدمی نے جو بھی کہنا ہے، سب کو سننے دیں۔" کوتلو جا نے معذرت کر لی۔

"کوتلو جا! تم میرے ساتھ غداری کر رہے ہو۔"

"بابا! میں اور کوتلو جا انصاف کے ساتھ کھڑے ہیں۔ ہم آپ کے بھائی تو کتامش صاحب کے قاتل اور گورنر کے قتل کا حکم دینے والے فتنہ انگیز پر مقدمہ چاہتے ہیں۔ اُورال صاحب! آپ کو اپنا بھائی کہتے ہوئے شرم آتی ہے مجھے۔" آلیار کے لہجے میں افسوس ہی نہیں، نفرت بھی تھی۔

"آلیار! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" سردار جاندار نے آلیار کو ڈانٹا۔

اُورال ہر طرف سے گھِر چکا تھا۔ اُسے اپنے بچاؤ کا کوئی رستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا، چناں چہ اُس نے تلوار نکال کر ارطغرل پر حملہ کر دیا۔ ارطغرل کو اُورال سے یہی اُمید تھی، اُس نے تلوار اُورال کے ہاتھ سے چھین لی اور اُسے زمین پر بٹھا دیا۔

"اُورال نے میرے سپاہی مارے، مجھے میرے خیمے میں زہر دینے میں تعاون کیا۔ میں اِن پر مقدمہ دائر کرنے آیا ہوں، اگر میری نیت انتقام کی ہوتی تو میں یہاں نہ آیا ہوتا۔" ارطغرل نے کہا۔

"بس کرو یہ بہتان بازی! تم یہ دعویٰ کیسے کر سکتے ہو کہ اُورال غدار ہے؟" سردار جاندار آگے

بڑھا۔

''لاسکریس! بولو اور بتاؤ سب کو...'' آلیار نے لاسکریس کو ٹھوکر ماری۔

''یہ سچ ہے...'' لاسکریس جلدی سے بولا۔

''یہ جھوٹ ہے، امیر حضرت! یہ جھوٹ بول رہا ہے، میں اِس شخص سے پوری زندگی میں نہیں ملا۔'' اُورال نے امیر سعدالدین کو مخاطب کرتے ہوئے صفائی دی۔

''یہ سب سچ ہے، امیر حضرت! میں سی مون اور پیٹروس کے تمام کاموں کا شاہد ہوں اور اُن کی وجہ سے اُورال صاحب کو بھی جانتا ہوں۔ ارطغرل صاحب کو ختم کرنے کے لیے انھوں نے جو کیا، میں اُس کا شاہد ہوں۔ جب ارطغرل صاحب نے بازار پر دھاوا بولا، میں نے اُورال صاحب سے پناہ مانگی تھی۔ گورنر کو مارنے کے بدلے اُنھوں نے مجھے زندگی سکون سے گزارنے کے لیے کافی سونا دینے کا وعدہ کیا تھا۔''

اتنے انکشافات سن کر سردار جاندار کی ہمت تو جواب دے گئی تھی، وہ نڈھال ہو کر تخت پر بیٹھ گیا۔

''امیر حضرت! ہم جتنی جلدی ممکن ہو، عدالت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے سلطان کو خط لکھ کر سب کچھ بیان کر دیا ہے، میں عدالت میں حقیقت سے پردہ اُٹھانا چاہتا ہوں۔ امن کی خاطر میں اپنی جان دینے کے لیے تیار ہوں...'' ارطغرل نے امیر سعدالدین کو بیک کی معلومات میں اضافہ کیا۔

''امیر حضرت! یہ جھوٹ ہے، یہ مجھے اور میرے قبیلے کو برباد کرنا چاہتا ہے۔'' اُورال نے دہائی دی۔

''اس نے ارطغرل صاحب کے سپاہیوں کو مارا اور اُن کے قالینوں کو آگ لگائی۔ میں، بابا اور کونکو جا اِس کے شاہد ہیں امیر حضرت!'' آلیار نے بھی گواہی دے دی۔

''جاندار صاحب! کیا یہ سچ ہے؟'' امیر سعدالدین نے سردار جاندار سے پوچھا لیکن اُس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

''اُورال صاحب میرے قبیلے کے سب سے نیچ انسان ہیں۔'' آلیار نے افسوس کا اظہار کیا۔

''بھائی! کیا یہ سچ ہے؟'' اصلاحان نے پوچھا۔

''اصلاحان! خاموش ہو جاؤ۔'' اُورال نے اُسے جھڑک دیا۔

''تم نے بہت سے جرائم کیے اور تازہ ترین جرم گورنر کو مارنا تھا۔ تمھارا ارادہ سرائے اور ہانلی بازار پر قبضہ کرنا تھا۔'' ارطغرل نے اُسے آئینہ دکھایا۔

''امیر حضرت! اب آپ نے اپنا فرض پورا کرنا ہے، ورنہ سلطان اس مسئلے کو دیکھ لیں گے۔'' ارطغرل نے امیر سعد الدین کوپیک کو بھی خبردار کر دیا۔

''آلیار صاحب! اُورال صاحب کو قیدیوں والے خیمے میں لے جائیں۔ میں کل ہانلی بازار میں عدالت لگانا چاہتا ہوں۔ ملزم کو بغیر کسی نقصان کے عدالت پہنچانا آپ کی ذمہ داری ہے۔''

''جیسے آپ کا حکم امیر حضرت۔'' آلیار نے سر جھکا دیا۔

''آپ ایسا کیسے ہونے دے سکتے ہیں امیر حضرت؟ آپ انھیں اِس بات کی اجازت کیسے دے سکتے ہیں کہ یہ بہتان لگا کر میرے قبیلے کو ذلیل کریں؟'' سردار جاندار آگے بڑھا۔

''جاندار صاحب! آج نہیں تو کل انصاف ہو گا، آپ کو اور مجھے دونوں کو انتظار کرنا ہو گا۔'' امیر سعد الدین نے اُسے خاموش کرا دیا۔

''توکتامش صاحب کو مارنے کے لیے اُورال صاحب کی بیوی چولپان خاتون نے بھی مدد کی تھی۔'' آلیار نے قریب بیٹھی چولپان خاتون کی جانب دیکھتے تنفر سے کہا:

''انھوں نے اپنی ملازمہ آئیبو خاتون کو استعمال کیا۔ جب کوتلو جا کو شک ہوا تو انھوں نے آئیبو خاتون کو بھی مار ڈالا۔ میری درخواست ہے کہ چولپان خاتون کو بھی اُسی خیمے میں محصور کر دیں لیکن اِن کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں، کیونکہ یہ اُمید سے ہیں۔ اگرچہ اُن کی کوکھ میں بدعنوانی کا بیج پل رہا ہے، مگر یہ بچہ ہمارا خون ہے۔'' آلیار نے امیر سعد الدین کوپیک سے درخواست کی، پھر وہ کوتلو جا کی طرف متوجہ ہوا:

''کوتلو جا! باتو خان کو لاؤ۔''

''جو آپ کا حکم میرے آقا۔''

''لے جاؤ اِنھیں اور بند کر دو قیدیوں والے خیمے میں۔'' آلیار نے اُورال اور چولپان کو لے جانے کا حکم دیا تو سپاہی اُنھیں کھینچتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھے۔

''آلیار! تم اِس کی قیمت چکاؤ گے۔ ارطغرل! اِسے کھیل کا اختتام مت سمجھنا، میں پہلے عدالت میں اور پھر لڑائی میں حساب برابر کروں گا۔''

اُورال حلق کے بل چلایا لیکن سپاہی اُسے قیدیوں والے خیمے میں لے گئے۔

کونکو جا، باتو خان کو تلاش کرنے میں ناکام رہا تھا۔ وہ اُورال کی گرفتاری کی خبر سنتے ہی قبیلے سے بھاگ گیا تھا۔ باتو خان، اُورال کے ہر بڑے جرم کا گواہ تھا۔ اِس کے بعد ارطغرل نے واپسی کی اجازت چاہی تو امیر سعد الدین کوپیک اُسے کچھ فاصلے پر لے گیا:

''ارطغرل صاحب! مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ آپ نے مجھے حیران کر دیا، مجھے آپ پر فخر ہے! خود انصاف کرنے کے بجائے آپ نے اِسے مجھ پر چھوڑ دیا۔ آپ نے میری نظر میں اپنی ساکھ بحال کر لی۔ میں وعدہ کرتا ہوں، اُورال کو انصاف سے پرکھا جائے گا۔ اگر اُسے سزائے موت ہوئی تو میں خود اُس کا سر قلم کروں گا۔''

''امیر سعد الدین کوپیک! میں نے کبھی ایک لمحے کے لیے بھی انصاف کو نہیں چھوڑا۔ جو اِس سے بھاگتے ہیں، وہ میری تلوار سے نہ بچ سکیں گے۔ اب میں ایسا ہی ہوں! اُورال اپنے کیے کی سزا پائے گا۔ جب تک آپ انصاف پر قائم رہیں گے، میری تلوار میان میں رہے گی۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''ارطغرل صاحب! کیا آپ کو میرے انصاف پر شک ہے؟'' امیر سعد الدین کے لہجے میں ناگواری تھی۔

''امیر سعد الدین! مجھے اللہ کے انصاف پر یقین ہے اور پھر اپنی تلوار کے۔''

ارطغرل نے اعتماد سے کہا تو امیر سعد الدین کوپیک نے سرائے کی چابی اُس کی طرف بڑھا دی۔ ارطغرل نے خاموشی سے چابی پکڑ لی۔

''اُسے کل عدالت کے لیے تیار کریں۔ میں اپنے سپاہیوں کے ساتھ اقدامات کروں گا۔ اپنے سپاہیوں سے کہیں کہ وہ ضروری حفاظتی اقدامات کریں۔ ہم نہیں چاہتے جو گورنر کے ساتھ ہوا، وہ کسی اور کے ساتھ بھی ہو۔ آپ میری بات سمجھ گئے نا؟''

ارطغرل نے سر کو جنبش دی اور قبیلے واپس چلا گیا۔

امیر سعد الدین کوپیک خود بھی یہی چاہتا تھا کہ ارطغرل واپس چلا جائے، وہ عدالت لگانے سے قبل قلعہ کا راچا ئیسار جا کر ویسولس سے ملنا چاہتا تھا۔ اُسے خبر مل گئی تھی کہ ویسولس، شہنشاہ سے فوج طلب کر کے ترک قبائل کے خلاف ایک بڑی جنگ کی تیاری میں مصروف ہے۔

-☆-

''ہماری فوج دو حصوں میں ڈومانک اور سوغوت جائے گی۔ جب تک وہ سلجوق فوج کی مدد حاصل کرتے ہیں، ترک قبائل ہمارے حملوں سے تباہ ہو جائیں گے...'' کمانڈر ویسولس نے نقشے پر نشاندہی کر کے پیٹروس کو سمجھایا۔

''اور دوسری فوج کا کیا ہوگا...وہ آپ کیسے مہیا کریں گے؟''

''ترک قبائل اور ہانلی بازار سے ملنے والا سامان اس فوج کے لیے کافی ہوگا۔ جہاں تک شمال میں موجود سپاہیوں کا تعلق ہے، میں اُن کا پیٹ ترکوں کے خون سے بھر دوں گا۔'' ویسولس نے بتایا۔

''ٹھیک...اور لاسکریس کا کیا ہوگا؟'' پیٹروس نے اُس کی توجہ دلائی۔

''لاسکریس عظیم بہادر ہے جو اِس مقصد کے لیے آنکھ جھپکے بغیر اپنی جان دے سکتا ہے، مگر میں دوسرے سپاہیوں کی طرح اُسے بھی پیچھے نہیں چھوڑوں گا۔'' ویسولس مسکرایا۔

''لاسکریس نے اپنا مشن باوقار انداز میں مکمل کیا ہے۔'' پیٹروس نے تعریف کی۔

''چاوودار قبیلہ پہلے ہی اُبلنا شروع ہو گیا ہے۔ ارطغرل کو سمجھنے دو کہ اُس نے گورنر کے قاتل کو پکڑ لیا۔ امیر سعد الدین کوپیک، جب سے اُسے پتہ چلا ہے کہ جنگ ناگزیر ہے، تیر کمان سے نکل چکا ہے۔ اب ہمیں ترکوں کو ایک ایک کر کے توڑنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔'' ویسولس نے اُسے سمجھایا:

''میں ترکوں کے خون کی خوشبو ابھی سے سونگھ رہا ہوں، وہ ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے ہیں۔ بلکہ جیسا ہم نے چاہا تھا یہ معاملہ اب ختم ہو جائے گا۔''

ویسولس بہت خوش تھا۔ لاسکریس نے اُسی کے حکم پر گورنر کو قتل کیا تھا اور پھر چاوودار قبیلے میں چلا گیا تھا۔ اب ویسولس ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ جیسے ہی ارطغرل کو لاسکریس کی خبر ملے گی، وہ چاوودار قبیلے پر دھاوا بول دے گا۔

''امیر سعد الدین عقل مند آدمی ہے۔ وہ اُورال کو بچانے کے لیے ضرور حرکت میں آئے گا۔'' پیٹروس نے اُس کی توجہ دلائی۔

''بالکل آئے گا... البتہ اِس حرکت میں برکت میرے حق میں ہوگی۔''

''ہیلینا کے بارے کیا سوچا آپ نے... ہم اُسے مزید قلعے میں نہیں رکھ سکتے۔ اُسے قائیوں پر بہت بھروسہ ہے۔ وہ ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپ سکتی ہے۔'' پیٹروس نے اُسے خبردار کیا۔

''آہ ہیلینا... کوئی بیوی اپنے شوہر کی پیٹھ میں چھرا نہیں گھونپ سکتی، پیٹروس!''

''کیا آپ ہیلینا سے شادی کریں گے؟'' پیٹروس چونکا۔

''ہیلینا ایک خاندانی لڑکی ہے، وہ اعلیٰ نسب سے ہے اور اپنے بابا کی طاقت کو استعمال کرنا چاہتی ہے۔ اگر میں اُس سے شادی کر لوں تو اچھا رہے گا۔'' ویسولس نے جواب دیا۔

''آپ کو طاقت ملے گی لیکن اِس سے آپ گورنر نہیں بن پائیں گے۔''

''زبردست پیٹروس... اچھا لگا کہ شراب پینے اور بھوت کی طرح دیواروں کے بیچ گھومنے کے علاوہ تم اپنا دماغ بھی استعمال کر سکتے ہو... کیا میں تمھیں ایک راز کی بات بتاؤں؟ لیکن یہ ہم دونوں کے بیچ رہے گا۔ گورنر کا راج اچائیساد مجھے امیر سعد الدین کو پیک بنائے گا۔''

ویسولس نے اہم راز بتایا اور اُس کا چہرہ تکنے لگا، پیٹروس بھی حیران تھا۔ کمرے میں خاموشی طاری تھی کہ ایک سپاہی نے آ کر اُن دونوں کو چونکا دیا:

''سلجوقی امیر سعد الدین کو پیک آئے ہیں، وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔''

''اُسے اندر لے آؤ۔'' ویسولس نے مختصر جواب دیا۔ اُس نے پیٹروس کو وہاں سے جانے کا اشارہ کر دیا تھا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ پیٹروس کا سعد الدین کو پیک سے سامنا ہو۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور امیر سعد الدین کوپیک اندر داخل ہوا۔

''امیر سعد الدین...''

ویسولس نے جذبات سے عاری لہجے میں اُس کا استقبال کیا اور بیٹھنے کا اشارہ کر دیا۔

''دیکھو کمانڈر ویسولس! چمڑے کے نقشے پر حقیقت کا پتہ نہیں چل سکتا، یہ مٹی کے اُوپر نقش ہے۔ اگر ہم اِس زمین کو خون سے سیراب کرتے ہیں تو شاید فصلوں کو نقصان ہو۔'' سعد الدین نے نقشے کی طرف اشارہ کیا۔

''ہم جنگجو ہیں، کسان نہیں امیر سعد الدین... ہماری غرض زمین کے اُوپر چلنے سے ہے نہ کہ نیچے والوں سے۔'' ویسولس نے جواب دیا۔

''ہم ایسی فطرت کے لوگوں کو جنگجو نہیں، قاتل کہتے ہیں۔ یاد رکھنا کمانڈر! قاتل تاریخ کے سب سے برے انسان ہوتے ہیں۔''

''آپ کو کون سی خواہش قلعے میں لے آئی؟ میں بس یہ جاننا چاہوں گا۔'' ویسولس اصل موضوع کی طرف آ گیا۔

''کیوں ویسولس... کیا میرے ارادوں کے مطابق تفریح پیش کی جائے گی؟'' سعد الدین ہنسا۔

''میں صرف اپنا وقت پیش کر سکتا ہوں۔'' ویسولس نے کہا۔

''مجھے تمھارا قیمتی وقت قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ میں تمھیں یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ وہ نقشہ جس نے تمھارے خوب صورت خوابوں کو جکڑا ہوا ہے، کبھی اس طرح تبدیل نہیں ہوگا جیسے تم چاہتے ہو۔''

''میری میز پر یہ نقشہ تاریخ میں کئی بار تبدیل ہو چکا ہے، اِس کو بدلنے والے عظیم جنگجو تھے جو سچ کی اہمیت کو سمجھتے تھے۔'' ویسولس بھی اپنی بات پر قائم تھا۔

''سچ سلجوقوں کی طاقت میں ہے۔ تم شاید یہ سمجھتے ہو کہ اِس پتھر کے قلعے کو فتح نہیں کیا جا سکتا۔ تم خود کو عظیم کمانڈر سمجھتے ہو۔'' سعد الدین کوپیک طنزیہ ہنسی ہنسا۔

"تم کچھ بھول رہے ہو ویسولس! جس جنگ کو تم شروع کرنے جا رہے ہو، اُس میں سب سے پہلا سر تمھارا اُڑے گا۔"

امیر سعد الدین نے کہا تو کمانڈر ویسولس گھورتی نظروں سے اُسے دیکھنے لگا۔

"اس کا مطلب ہے، آپ نہیں چاہتے کہ میں یہ جنگ شروع کروں؟"

کمانڈر ویسولس بے چینی سے اٹھ کر ٹہلنے لگا:

"امیر سعد الدین! اِس بیمار ریاست کا علاج جنگ ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ کو اس بات کا کوئی احساس نہیں کہ جیسے ریاستوں کے مابین یہ وبا پھیلی ہے، اِس کا حل صرف جنگ ہے۔ آپ کی ریاست بیمار ہے، منگول کالی آندھی کی طرح پھیل رہے ہیں۔ حالانکہ آپ لوگوں نے اُن سے نبٹا ہے لیکن اُنھوں نے یہاں آ کر گورنر کو مار دیا۔"

"گورنر کی موت کا مجھے بہت دُکھ ہے اور شہنشاہ کے قافلے پر حملے نے بھی مجھے پریشان کر دیا ہے۔ مجھے یقین ہے، میری طرح تمھیں بھی پریشانی ہوگی بلکہ تم اتنی پریشانی میں ہو کہ ابھی تک گورنر کی نشست کے لیے طے نہیں ہو سکے۔" سعد الدین نے جواب دیا۔

"جلد ہی کوئی گورنر کی نشست پر موجود ہوگا۔ آپ یہ طے کریں کہ اِس کی قیمت کیسے چکائیں گے؟" ویسولس نے کہا۔

"میں یہاں خالی باتیں کرنے نہیں آیا بلکہ متبادل رستے کی پیش کش کرنے آیا ہوں۔ تم نے اُورال کے ساتھ جو کھیل کھیلے، مجھے سب پتہ ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم نے ایسے کام کیے جو تمھارے شہنشاہ کو پتہ بھی نہیں۔ کمانڈر! ہم دونوں جانتے ہیں کہ گورنر کو اُورال نے نہیں مارا۔ اگر تم گورنر کی نشست کے لیے اتنے بے تاب ہو تو اچھی بات ہے، ہر صورت حاصل کر لو۔ لیکن اگر تم نے جنگ چھیڑنے کا ارادہ کر لیا ہے تو تمھاری فوج "ازنک" چھوڑنے سے پہلے فنا ہو جائے گی، امیر سعد الدین کو پیک کا وعدہ ہے۔ مختصر یہ کہ میں تمھیں گورنر کا قاتل دوں گا، تم اُسے لے کر شہنشاہ کے حوالے کرو گے اور نئے گورنر بن جاؤ گے، اور یہ جنگ شروع کرنے کا الاپ ابھی بند کر دو گے۔" امیر سعد الدین کوپیک نے اُسے پیش کش کی۔

''امیر سعد الدین! جتنا سنا تھا، آپ اُس سے زیادہ ہوشیار ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ سلجوق سلطنت ایک نہایت چالاک آدمی کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے اُمید ہے، ایک دِن آپ سلجوقی تخت پر ہوں گے جو کہ آپ کی شدید خواہش بھی ہے۔'' ویسولس نے سعد الدین کی تعریف کی۔

''تو کیا تم راضی ہو؟'' سعد الدین کو پیک نے بات کو سمیٹا۔

''میں نے یہ نہیں کہا کہ میں راضی ہوں، اگر ارطغرل میرے معاملات میں مداخلت کرتا رہا تو میں دونوں ریاستوں کے بیچ امن کا وعدہ نہیں کر سکوں گا۔''

''اگر تم ارطغرل کا بہانہ بنا کر جنگ شروع نہیں کرو گے تو میں تم سے امن کا معاہدہ کروں گا۔ جہاں تک ارطغرل کی بات ہے، وہ بھی اپنی حد پر آ جائے گا۔ لیکن جو بھی حالات ہوں، تم بھی اپنی حد میں رہو گے۔ سلجوق سلطنت جانتی ہے کہ اپنے اُس وفادار سردار سے کیسے نبٹنا ہے جو امن قائم نہیں رکھتا۔'' امیر سعد الدین نے کہا۔

''یعنی آپ کی ریاست اپنے چڑچڑے بچے کو ہاتھوں میں اُٹھائے گی۔ اگر اُس نے میرے قلعے کے آس پاس آنے کی بے وقوفی کی تو مارا جائے گا... اِس کے علاوہ میں خود بھی اُس مقدمے کی کارروائی دیکھنے آؤں گا۔ میں قاتل کو وہاں سے لے جاؤں گا، اِس کے بعد ہم کوئی معاہدہ کریں گے۔'' ویسولس نے جواب دیا۔

''اگر تم چاہو تو عدالت میں آ سکتے ہو۔ جن مجرموں کو سزا سلجوقی فرمان سے ہوتی ہے، اُن کو سزا بھی سلجوق دیتے ہیں۔ اُورال اور لاسکریس اس مقدمے کے بعد ایک لمبے سفر پر نکل جائیں گے اور پھر سب کچھ معمول پر آ جائے گا۔''

امیر سعد الدین کو پیک نے کمانڈر ویسولس سے ہاتھ ملایا اور واپس چلا گیا۔

-☆-

اِس خبر نے ارطغرل کو چونکا دیا تھا کہ امیر سعد الدین کو پیک قلعہ کاراچا ئیسار میں موجود تھا۔ یہ اطلاع بابر نے دی تھی جو ہیلینا کو بتانے گیا تھا کہ اُس کے باپ کا قاتل پکڑا گیا ہے۔

''کوپیک کا قلعے میں کیا کام...کیا تمھیں یقین ہے بابر؟'' ارطغرل نے بے یقینی سے پوچھا۔

''جی بھائی! میں ہیلینا سے ملنے گیا تھا۔ میرا مطلب ہے، میں ہیلینا کو اُس کے بابا کے قاتل کی خبر دینے گیا تھا۔ جیسے ہی میں وہاں سے نکلنے لگا، میں نے دیکھا کہ سعدالدین کوپیک وہاں جارہا تھا لیکن میں نے خود کو چھپالیا، حتیٰ کہ کسی روح نے بھی مجھے نہیں دیکھا۔'' بابر نے فخر سے کہا۔

''ٹھیک ہے بابر...تو تم ہیلینا سے ملنے گئے تھے؟'' ارطغرل زیرلب مسکرایا تو بابر نے شرما کر گردن جھکالی۔ بابر اور ہیلینا ایک دوسرے کو چاہنے لگے تھے۔

''سعدالدین کوپیک کے وہاں جانے کا مطلب کیا ہوسکتا ہے؟'' عارف صاحب نے پوچھا۔

''عارف صاحب! وہ کبھی قلعے نہ جاتا جب تک کہ اُس کے پیٹ میں درد نہ ہوتا۔''

''حضور! بازنطینی اپنے گورنر کی موت کی وجہ سے غصّے میں ہیں، وہ انتقام چاہتے ہوں گے۔''

''امیر سعدالدین کوپیک کا اِس سے کیا تعلق...وہ اِس جنگ کو روکنے کی کوشش میں ہے اور اس کی قیمت چکانا چاہتا ہے۔ جب تک ہم یہ پتہ نہیں چلا لیتے کہ وہ قیمت کیا ہوگی، عارف صاحب ہمارے اقدامات کسی کام نہیں آئیں گے۔'' ارطغرل نے کہا۔

''ہم یہ کیسے پتہ لگائیں گے؟ امیر سعدالدین کوپیک ہماری زندگی کا سب سے پراسرار شخص بن گیا ہے۔'' عارف صاحب سوچ میں ڈوب گئے۔

''عارف صاحب! غرور ہی اُس کی کمزوری ہے...اُس پر نظر رکھنی پڑے گی۔''

''جیسے آپ کا حکم! میں اُس کی بہت قریب سے چھان بین کروں گا۔'' عارف صاحب نے کہا۔

اگلے روز سرائے میں عدالت قائم کردی گئی۔ اُس عدالت میں منصف کے فرائض امیر سعدالدین کوپیک انجام دینے والا تھا۔ عدالت کی کارروائی دیکھنے کے لیے ہیلینا اور ویسولس بھی آگئے تھے۔ سب کو کارروائی شروع ہونے کا انتظار تھا۔

جیسے ہی امیر سعدالدین کوپیک کی آمد ہوئی، سب لوگ احتراماً کھڑے ہوگئے لیکن ویسولس بیٹھا رہا۔ اُس نے ہیلینا کو بھی نہیں اُٹھنے دیا تھا۔

کوپیک نے اپنی نشست سنبھال لی اور باقی لوگوں کو بیٹھنے کا اشارہ کر دیا۔

''آج ہم یہاں ایک اہم مقدمے کے لیے جمع ہوئے ہیں جو نہ صرف دو قبیلوں بلکہ دو بڑی ریاستوں کے بیچ بھی دشمنی کی وجہ بنا ہے۔ اِسی وجہ سے میں نے مرحوم گورنر کی بیٹی ہیلینا اور کاراچائیسار قلعے کے کمانڈر رویسولس کو بھی عدالتی کارروائی میں شرکت کی دعوت دی تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ انھوں نے میری دعوت قبول کی۔ یہ عدالت دونوں قبیلوں اور ریاستوں کے درمیان دشمنی کو ختم کرنے کے لیے انصاف قائم کرے گی۔''

امیر سعد الدین کوپیک نے عدالتی کارروائی کا باقاعدہ آغاز نہیں کیا تھا کہ سرائے کا دروازہ کھلا اور ایک بارعب شخصیت کا مالک آدمی اندر آ گیا:

''امیر سعد الدین کوپیک...'' اُس نے آتے ہی بلند آواز میں کہا۔

''یہ مجھے کس کی تشریف آوری کا شرف حاصل ہوا ہے؟'' امیر سعد الدین سخت لہجے میں بولا۔

''سلطان علاؤ الدین کیقباد کے فرمان کے مطابق مجھے اِس عدالت کا قاضی مقرر کیا گیا ہے۔''

اُس نے ایک شاہی فرمان امیر سعد الدین کوپیک کی طرف بڑھا دیا۔ امیر سعد الدین نے فرمان پڑھا اور فوراً اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔

''جیسا سلطان کا حکم ہے، ویسا ہی ہوگا۔ یہ اہم اور مشکل فریضہ میں آپ کو سونپ رہا ہوں۔'' وہ آگے بڑھ کر شرکاء میں بیٹھ گیا جبکہ قاضی نے اپنی مسند سنبھال لی۔

اُورال، چولپان خاتون اور لاسکریس کو عدالت میں پیش کر دیا گیا تھا۔ ارطغرل نے حملے میں استعمال ہونے والا اسلحہ قاضی کے سامنے رکھتے ہوئے کہنا شروع کیا:

''حضور والا قاضی صاحب! ہم لاسکریس کے خیمے سے ملنے والی تاتاری کمان اور تیر بطور ثبوت پیش کرنا چاہیں گے۔ جو تیر گورنر کو لگا، وہ بھی اِس میں موجود ہے۔'' قاضی نے معائنہ کیا تو تمام تیر ایک جیسے تھے۔

''یہ بات واضح ہے کہ تیر یکساں ہیں۔'' قاضی نے کہا۔

''لاسکریس! کیا ارطغرل صاحب کی بات سچ ہے؟''

''جی ہاں! سب سچ ہے۔ میں نے گورنر پر ہانلی بازار میں ایک دُکان کی چھت سے حملہ کیا تھا، حملے میں یہی تیر کمان استعمال کیا گیا تھا۔ مجھے یہ حکم دینے والے اُورال صاحب ہیں... مجھے اور کچھ نہیں کہنا۔'' لاسکریس نے اپنا اعترافی بیان دیا۔

''یہ جھوٹ ہے حضور والا قاضی صاحب... سب جھوٹ ہے۔ میں نے اِس شخص کو اپنے قبیلے میں آنے سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ بہتان ہے! اپنی زوجہ کے ساتھ مل کر میں اِن الزامات کو مکمل طور پر مسترد کرتا ہوں۔ اِس ثبوت سے پتہ چلتا ہے کہ لاسکریس قاتل ہے لیکن اِس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ میرا اِس قتل سے کوئی لینا دینا ہے۔'' اُورال نے اعتراض کیا۔

''اپنے بیان میں لاسکریس نے کہا ہے کہ آپ نے ارطغرل صاحب کو زہر دینے کی کوشش کی اور چولپان خاتون کے ساتھ مل کر توکتامش صاحب اور آئیبـــو خاتون کو قتل کیا۔ اُورال صاحب! کیا یہ بھی بہتان ہیں؟'' قاضی نے پوچھا۔

''یہ سب جھوٹ ہے حضور والا! جس نے یہ سب جرائم کیے، میں نے اُس سرائے کے مالک سی مون کو مار دیا تھا۔ میں نے تو کتامش اور ارطغرل صاحب کا بدلہ لیا جبکہ یہ میرے بھائی سے گٹھ جوڑ کر کے تمام الزامات مجھ پر لگا رہے ہیں۔'' اُورال نے دُہائی دی۔

''حضور والا قاضی صاحب! ہم نے سرائے کے مالک سی مون کو زندہ پکڑا تھا۔ جب وہ اپنے جرائم کا اعتراف کرنے والا تھا، اُورال صاحب نے ہمارے روکنے کے باوجود اُسے مار دیا۔ دراصل اُورال صاحب کو خطرہ تھا کہ سی مون اُن کی سیاہ کاریوں سے پردہ ہٹا دے گا۔'' اُورال کے دُہائی دینے پر نورگل نے فوراً بیان دیا۔

''اُورال صاحب نے قسطنطنیہ کے رستے پر ہمارے قالینوں کو آگ لگوائی اور میرے سپاہیوں کو شہید کر دیا۔ اِس کی گواہی تین معزز لوگ دے سکتے ہیں۔ یہ گواہ آلیار صاحب، جاندار صاحب اور سپاہی کونکو جا ہیں۔'' ارطغرل نے بھی اُورال کے جرائم گنواتے ہوئے قاضی کو بتایا۔

''آلیار صاحب! کیا ارطغرل صاحب سچ کہہ رہے ہیں؟'' قاضی نے پوچھا۔

''جی! یہ سچ ہے...'' آلیار نے مختصر کہا۔

''کیا یہ سچ ہے کوتلو جا؟''

''یہ سچ ہے حضور والا۔''

''جاندار صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔''

''میرے بیٹے سے غلطی ہوئی، وہ لالچ میں آ گیا تھا۔ لیکن دونوں قبیلوں کے مابین دشمنی کو روکنے کے لیے میں نے اُن ڈاکوؤں کو سپاہی کوتلو جا کے ساتھ مل کر ڈھونڈا اور چن چن کر مار دیا، ارطغرل صاحب کے سپاہیوں کا خون رائیگاں نہیں جانے دیا گیا۔ میں ایک قبیلے کا سردار ہوں، میں نے اپنا فرض پورا کیا جناب۔'' جاندار صاحب نے اپنا مؤقف پیش کیا۔

''باقی مرنے والے سپاہیوں کا کیا ہوا جاندار صاحب؟ کیا اُن کا خون رائیگاں جائے گا اور آپ کے بھائی توکتامش کا کیا ہوا... کیا آپ کا ضمیر ملامت نہیں کرتا؟'' ارطغرل نے اُن کی طرف دیکھا۔

''ارطغرل صاحب بہتان بازی کر رہے ہیں۔ اِنھیں میرے بیٹے کے ایک گناہ کا پتہ چل گیا ہے، اب یہ اِسے اپنے عزائم کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔'' سردار جاندار نے احتجاج کیا۔

''جاندار صاحب! انصاف چیخنے یا نام پکارنے سے نہیں ملتا۔'' قاضی نے اُسے ٹوکا۔

''آئیبو خاتون کا قتل کیسے ہوا؟ سپاہی کوتلو جا! تفصیل سے بتاؤ۔''

''وہ خاتون توکتامش کی موت کے بعد کچھ عرصہ کے لیے غائب ہو گئی تھی۔ جب وہ واپس آئی تو مجھے اُس پر شک ہو گیا، میں نے اُس سے قتل کے بارے دریافت کیا تو وہ بوکھلا گئی... یقیناً اُس نے چولپان خاتون کو بتایا ہوگا کہ مجھے اُس پر شک ہے، چناں چہ اُسے قتل کر دیا گیا۔''

''جب کوتلو جا نے مجھے اِس صورت حال سے آگاہ کیا تو میں آئیبو خاتون کے خیمے میں گیا۔ بدقسمتی سے خاتون موت کی آغوش میں جا چکی تھی جناب والا۔ اُس کے سر پر چوٹ کا نشان تھا۔ مجھے اُس کے

منہ سے بکری کا بال بھی ملا جو اُس کے تکیے کا تھا، اُسی تکیے سے آئیبو خاتون کا سانس بند کیا گیا۔ پہلے اُس کے سر پر چوٹ لگائی گئی اور پھر منہ پر تکیہ رکھ کر سانس روکی گئی، بدقسمتی سے اُس کا قتل ہو گیا۔ اگرچہ میری بھابی کی کوکھ میں میرے بھائی کا بچہ ہے جو میرا بھی خون ہے، لیکن میں عدالت کے روبرو جھوٹ نہیں بول سکتا۔ جو میں نے بتایا، یہی سچ ہے جناب والا۔'' آلیار نے تفصیل بتائی۔

تمام گواہوں کے بیانات سننے کے بعد قاضی نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور مجرموں کی طرف متوجہ ہوا:

''لاسکریس! تم آخر میں کچھ کہنا چاہتے ہو؟''

''مجھ سے بڑا گناہ ہوا۔ مجھے معاف کر دیں، ہیلینا! میں آپ کا گناہ گار ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مجھے معاف کریں۔ یہی میرے آخری الفاظ ہیں جناب والا۔''

''چولپان خاتون! کیا آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟'' قاضی نے پوچھا۔

''میں اپنی کوکھ میں موجود بچے کی طرح معصوم ہوں حضور والا! میں اِن بہتانوں میں سے کسی کو قبول نہیں کر سکتی۔''

''اُورال صاحب! فیصلہ سنانے سے پہلے میں آپ کی آخری بات سننا چاہتا ہوں۔''

''یہ سچ ہے کہ میں نے قالینوں کو جلانے کے لیے ڈاکوؤں کو سونا دیا۔ مجھ سے غلطی ہوئی، اِس حساب سے میں مجرم ہوں۔ لیکن میں یہ نہیں جانتا تھا کہ میرا سپاہی باتو خان ڈاکوؤں سے مل گیا تھا، اُس نے قائی سپاہیوں کو مار دیا۔ میں اِس کے لیے دیت دینے کو تیار ہوں۔ اِس کے علاوہ میں بے گناہ ہوں حضور والا۔ میں اور چولپان خاتون بے قصور ہیں۔''

''اُورال صاحب کے ہاتھوں میرے شہید سپاہیوں کے خون کی دیت اُن کے خون سے ہی ادا ہو گی۔ نہ میں اور نہ شہید سپاہیوں کے گھر والے سونے کی صورت میں دیت چاہتے ہیں۔'' ارطغرل نے واضح کر دیا۔

سب کے بیانات سن کر قاضی نے چند لمحے توقف اختیار کیا اور پھر فیصلہ سنا دیا:

''لاسکریس کے اقبالِ جرم کو مدِنظر رکھتے ہوئے گورنر کے قتل سے متعلق حاصل ہونے والے ثبوت واضح اور صاف ہیں، لہٰذا لاسکریس کو سزائے موت دی جاتی ہے...کمانڈر ویسولس! کیا آپ اِس فیصلے پر کچھ کہنا چاہیں گے؟'' قاضی نے پوچھا۔

''ہم سمجھتے ہیں کہ فیصلہ نہایت مناسب ہے، لیکن میں لاسکریس کو اپنی سلطنت میں ہماری عدالت کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا۔''

''اِس فرمان کا نفاذ امیر سعد الدین کریں گے۔ امیر سعد الدین! آپ اِس بارے میں کیا کہنا چاہیں گے؟'' قاضی نے پوچھا۔

''دونوں ریاستوں کے مابین بدامنی کو روکنے کے لیے میں کمانڈر ویسولس کی خواہش کا احترام کروں گا۔'' امیر سعد الدین کوپیک نے اجازت دے دی۔

''بہت اعلیٰ...لاسکریس کا راچا ئیسار کے کمانڈر ویسولس کو سونپا جاتا ہے۔''

قاضی نے حکم جاری کر دیا اور ارطغرل کی طرف متوجہ ہوا:

''ارطغرل صاحب! اُورال اور اُن کے سپاہی باتو خان پر الزام ہے کہ اِنھوں نے آپ کے سپاہیوں کو مارا اور آپ کے قالینوں کو آگ لگا دی، یہ الزامات ثابت ہو چکے ہیں۔ جو بھی معصوم لوگوں کی جانوں کے بدلے کا حق دار ہے، وہ چاہے تو سزا معاف کر کے تیس سونے کے سکے ہر مقتول کی دیت کے طور پر وصول کر سکتا ہے۔ اپنے قبیلے کے سردار کے طور پر آپ کا آخری فیصلہ کیا ہے؟''

''حضور والا! اُپنے شہید سپاہیوں کے بدلے میں قصاص چاہتا ہوں۔'' ارطغرل نے کہا۔

''چولپان خاتون اور اُورال صاحب کے دیگر جرائم کے لیے ثبوت ناکافی ہیں اس لیے اِنھیں باقی الزامات سے بری کیا جاتا ہے...آخر میں فیصلہ سنایا جاتا ہے کہ لاسکریس کے ساتھ مل کر اُورال صاحب گورنر کے قتل میں مجرم ثابت ہوئے ہیں۔ اُورال صاحب کو موت کی سزا اہالی بازار میں عدالت کے قاضی کے زیرِ نگرانی امیر حضرت کی اجازت سے دی جاتی ہے۔''

''میرا بیٹا!'' سردار جاندار نے آہ بھری۔

"ایک معزز قبیلے کے سردار کو بہتانوں کی بنیاد پر سزا نہیں دی جاسکتی، ارطغرل صاحب! میں آپ سے بدلہ لوں گا۔ اگر میں مر گیا تو میرا قبیلہ قائیوں سے اِس کا حساب لے گا۔ آج کے بعد میں دونوں جہانوں میں تمھیں سکون سے نہیں رہنے دوں گا... آلیار! تم پر بھی لعنت ہو۔ یقیناً تم بھی اِس کی قیمت چکاؤ گے۔" اُورال نے سزا کا حکم سن کر احتجاج کیا۔

بیٹے کی سزائے موت کا سن کر سردار جاندار کی حالت خراب ہو گئی تھی، اُس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لیا۔ اُس کے چہرے پر شدید کرب اور درد کے آثار تھے۔ جیسے ہی سردار جاندار کی حالت بگڑی، سب لوگ اُس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

آلیار نے اپنے والد کو بازوؤں میں اٹھایا اور عارف صاحب کے ساتھ کمرے میں چلا گیا، اُورال بھی اپنے باپ کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔

جاندار صاحب کی حالت لحظہ بہ لحظہ بگڑتی چلی جارہی تھی۔ ارطغرل کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ اُسی وقت امیر سعد الدین کوپیک اُس کے پاس آیا اور سخت لہجے میں بولا:

"میرے حاکم اعلیٰ کے لیے دُعا کرو ارطغرل! جاندار صاحب کے لیے دُعا کرو کہ وہ تمھاری قیام گاہ پر نہ مریں۔"

اِس مشکل وقت میں امیر سعد الدین کا یہ انداز ارطغرل کو پسند نہیں آیا تھا۔

"سچائی آسان چیز نہیں امیر سعد الدین... اور نہ ہی اِسے ہر کوئی انجام دے سکتا ہے۔"

"کیا اِس فانی دنیا میں ایک صرف تم ہو جو صحیح ہے، ارطغرل! صرف ایک تم ہی ہو جو انصاف کے لیے لڑ رہا ہے۔ مجھے دیکھو ارطغرل! سیاست پل صراط کی طرح باریک اور تلوار سے تیز ہے۔ تم نے سب کچھ برباد کر دیا۔ میرا حاکم اعلیٰ موت کے دہانے پر ہے، اُس کے ولی عہد کو تمھاری تلوار سے خطرہ ہے اور تم مجھ سے راست بازی کی بات کر رہے ہو۔ بس کرو، ارطغرل! اللہ کے واسطے بس کرو۔" امیر سعد الدین کوپیک نے جھنجھلا کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔

اُورال اور چولپان خاتون کو سردار جاندار سے ملاقات کے بعد الگ کمرے میں بند کر دیا گیا تھا۔

نور گل اور روشان اُن کے پہرے پر مامور تھے۔ اُسی وقت قاضی نے ارطغرل کو عدالت میں بلالیا اور حکم دیا:

''ارطغرل صاحب! اُورال کو فی الفور لے آئیں۔ ہم اس معاملے کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔''

''معزز قاضی! اگر چہ اس مسئلے پر آپ کا فیصلہ مناسب اور برحق ہے، لیکن اس حکم کو نافذ کرنے میں عجلت مناسب نہیں۔ جاندار صاحب کی حالت اچھی نہیں ہے۔ وہ زندہ رہنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ آپ کو اُنھیں ایک دوسرے کو الوداع کہنے کا موقع دینا چاہیے۔'' امیر سعد الدین کوپیک نے فوراً مداخلت کی۔

''انصاف کی فراہمی فوراً ہونی چاہیے امیر حضرت! سلطانِ معظم نے حکم دیا تھا کہ اگر الزام درست ثابت ہوں تو معاملہ فوری معاملے کو نبٹایا جائے۔ ارطغرل صاحب اس کام کو فوری انجام دیں۔''

قاضی نے امیر سعد الدین کوپیک کی درخواست مسترد کر دی تھی۔

''گورنر کا انتقام کمانڈر رویسولس لیں گے اور سپاہیوں کا قصاص ارطغرل صاحب، آپ وہی کریں جو ناگزیر ہے۔'' قاضی نے حکم دیا۔

عدالت کے حکم پر سزائے موت کی تیاریاں مکمل کر لی گئیں۔ ہانلی بازار میں حفاظتی انتظامات سخت کر دیے گئے تھے۔ قائی سپاہی ہر جگہ مستعد کھڑے تھے۔

عبدالرحمٰن اور نور گل، اُورال کو اپنے گھر والوں سے آخری ملاقات کروا کر سرائے سے باہر لے آئے تھے۔ ہیلینا بھی اپنے باپ کے قاتل کا انجام دیکھنے کے لیے وہاں موجود تھی۔

''سزا کا نفاذ ارطغرل صاحب کریں گے۔ کیا آپ آخری دفعہ کچھ کہنا چاہتے ہیں اُورال صاحب؟'' قاضی نے اُورال کی آخری خواہش پوچھی۔

''جی ہاں قاضی صاحب! سب کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ میں بے گناہ ہوں۔ ارطغرل! تمھیں بھی پتہ ہونا چاہیے۔ میرے خون کے زمین پر گرنے اور خشک ہونے تک تمھاری نسل بھی ناپید ہو جائے گی۔ تم نے جو کچھ کیا اور جو جھوٹے الزامات لگائے، تمھیں ان کی قیمت چکانی ہوگی۔'' اُورال نے نفرت سے کہا

اور خاموش ہو گیا۔

اب قاضی نے ارطغرل کو اپنا کام کرنے کا حکم دے دیا۔ امیر سعد الدین کو پیک خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔ ارطغرل نے اپنی تلوار میان سے نکال لی تھی۔ عین موقع پر جب ارطغرل، اُورال کا سر قلم کرنے والا تھا، سردار جاندار تلوار تھامے سرائے سے باہر آ گیا۔

''اگر تم نے میرے بیٹے کو نقصان پہنچایا تو قائی قبیلہ اور سلطان کی طرف سے بھیجے گئے قاضی اور خود سلطان بھی اِس کی قیمت چکائیں گے۔ میرے قبیلے کو ریاست کے خلاف بغاوت پر مت مجبور کرو۔ میرے بیٹے کو جانے دو، ورنہ اِن زمینوں پر بہت خونریزی ہوگی۔ پھر مجھے اپنے بیٹے کا بدلہ لینے سے کوئی نہیں روک پائے گا۔'' سردار جاندار انتہائی قدم اُٹھانے کے لیے تیار کھڑا تھا۔

''سردار جاندار صاحب! بس کریں... ہوش سے کام لیں۔''

اس سے پہلے کہ حالات مزید خراب ہوتے، امیر سعد الدین کو پیک نے سخت لہجے میں کہا۔ اُس کے اشارے پر سلجوقی سپاہیوں نے سردار جاندار کے گرد گھیرا تنگ کر لیا تھا۔ بیٹے کی سزائے موت سردار جاندار کے لیے ناقابلِ برداشت تھی۔

اپنی بے بسی کا احساس ہوتے ہی اُس کی طبیعت ایک بار پھر خراب ہو گئی۔ اُس نے اپنا ہاتھ سینے رکھا اور چکرا کر زمین پر گر پڑا۔ اِس سے پہلے کہ عارف صاحب اُسے بچانے کی تدبیر کرتے، سردار جاندار کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی تھی۔

''اب بہت خون بہے گا... تم بھی مرو گے ارطغرل۔'' اُورال اپنے باپ کو مرتا دیکھ کر چلّایا۔

''میں نے تمھیں بتایا تھا کہ اس کا انجام برا ہوگا۔''

امیر سعد الدین کو پیک کو بھی ارطغرل کے خلاف بولنے کا موقع مل گیا۔ بازار میں حالات بہت کشیدہ ہو گئے تھے۔ دونوں قبیلوں کے سپاہی ایک دوسرے پر حملے کے لیے تیار کھڑے تھے۔ ایسے میں خونریزی شروع ہو جاتی تو بہت سی جانیں جا سکتی تھیں۔

امیر سعد الدین کو پیک نے اس صورتِ حال سے فائدہ اُٹھایا اور قاضی کے پاس آ گیا:

''محترم قاضی! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جنازے کے بعد تک سزا کو مؤخر کر دیا جائے۔ میرا امیر سردار مر چکا ہے، ہم اُن کے سوگ میں ہیں۔ سزا پر عمل درآمد مناسب نہ ہوگا۔''

درخواست سن کر قاضی نے اس پر غور کیا اور پھر مجمع سے مخاطب ہوا:

''میں نے سزا کے عمل میں تاخیر کا فیصلہ کیا ہے۔ جنازے کے بعد تک اُورال کی پھانسی ملتوی رہے گی۔ ارطغرل صاحب! قیدی کو سزائے موت تک سرائے میں رکھا جائے گا۔ اس کی حفاظت کے آپ ذمہ دار ہیں۔''

قاضی کا حکم سن کر اُورال کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی، چولپان اور اصلاحان بھی مطمئن تھیں جبکہ ارطغرل کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں گہری ہوگئی تھیں۔ امیر سعد الدنی کو پیک نے موقع سے فائدہ اُٹھا کر وقتی طور پر اُورال کو بچا لیا تھا۔ قاضی کا حکم ماننا ضروری تھا، چناں چہ ارطغرل نے قیدی کو سرائے میں بھیج دیا اور سب لوگ سردار جاندار کی طرف متوجہ ہو گئے۔

''ارطغرل صاحب! سردار جاندار صاحب کی میت کو قبیلے لے جایا جائے گا، اس سلسلے میں ضروری اقدامات کریں۔'' امیر سعد الدین کو پیک نے کہا تو وہ اپنے سپاہیوں کو ہدایات دینے لگا۔ ارطغرل جانتا تھا کہ کو پیک، جاندار کی موت سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرے گا۔

میت روانہ ہوگئی تو ارطغرل نے نور گل کو اپنے کمرے میں بلا لیا:

''اپنے سپاہی ساتھ لو۔ تم اُورال کو چاوودار قبیلے لے جاؤ گے۔ میں چاہتا ہوں، وہ آخری رات اپنے خیمے میں گزارے۔ تم اُس کی حفاظت کے ذمہ دار ہو نور گل۔''

''جو آپ کا حکم میرے آقا۔''

نور گل نے سینے پر ہاتھ رکھا اور روانگی کے انتظامات کرنے لگا۔

-☆-

کمانڈر ویسولس کاراچائیسار پہنچا تو ہیلینا اپنے کمرے میں چلی گئی، اُس کے جاتے ہی ویسولس نے پیٹروس کو بلالیا۔ وہ اُس سے اہم معاملے پر مشاورت کرنا چاہتا تھا۔ پیٹروس کمرے میں داخل ہوا اور تعظیم پیش کر کے خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔

"شہنشاہ نے مجھے قلعے کا گورنر مقرر کر دیا ہے۔" ویسولس نے اُسے شہنشاہ کا فرمان سنایا۔

"کیا یہ وہ نہیں جو آپ چاہتے تھے؟" پیٹروس نے پوچھا۔

"نہیں... میں جو چاہتا ہوں وہ ترکوں کو ہماری زمینوں سے نکال دینا ہے۔ اُنھوں نے کہا ہے کہ گورنر کے قاتلوں کو سزا دے دی گئی ہے، اب حالات خراب نہ ہونے پائیں۔ شہنشاہ نے یہ بھی کہا ہے اُن کی حفاظت کرو... لعنت ہو بزدل شہنشاہ پر۔" ویسولس جھنجھلا گیا تھا۔

اُسی پل دربان نے ہیلینا کی آمد کا بتایا تو پیٹروس پردے کے پیچھے چلا گیا۔ اپنے قافلے پر حملے کے وقت ہیلینا اُسے دیکھ چکی تھی، یہی وجہ تھی کہ پیٹروس اُس کے سامنے نہیں آتا تھا۔ اُس کی کوشش تھی کہ ہیلینا جلد از جلد قلعے سے رخصت ہو جائے۔

"میری عزیز ہیلینا خوش آمدید! مجھے ابھی شہنشاہ کی طرف سے ایک فرمان موصول ہوا ہے، اُنھوں نے میری تقرری گورنر کے طور پر کی ہے۔"

ویسولس نے فخر سے بتایا تو ہیلینا خاموش ہو گئی اور پھر سنبھل کر بولی:

"خداوند ہمارے شہنشاہ کی حفاظت کرے۔ میں آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوں آقا۔"

''میں جانتا ہوں آپ اپنے والد کا سوگ منا رہی ہیں۔ آپ سوگ کی مدت ختم ہونے کے بعد جگہ چھوڑنے کے بارے بھی سوچ رہی ہیں۔ میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ رہیں۔ یہ جگہ آپ کی تھی اور ہمیشہ رہے گی... مجھے اجازت دیں کہ میں اس جگہ کو اپنے گھر کا حصہ بنالوں۔ میں ترکوں کے خلاف جنگ میں آپ کو اپنے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں۔'' ویسولس نے اپنا مدعا بیان کیا۔

''یہ میرا گھر ہے، یہی میرے بابا کی خواہش تھی گورنر ویسولس! میں اس قلعے میں رہنا اور اُن کی میراث کی حفاظت کرنا چاہتی ہوں جیسا کہ میرے بابا اور شہنشاہ چاہتے تھے، میں امن کی حفاظت کے لیے جو بھی ضروری ہوا کروں گی۔ خداوند آپ کی حفاظت کرے... میں جاننا چاہتی ہوں کہ آپ لاسکریس کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں؟''

''میں وہی کروں گا جو تمھارے بابا چاہتے تھے، میں اس قلعے سے بدامنی ختم کردوں گا۔'' گورنر ویسولس نے گول مول جواب دیا تو ہیلینا بولی:

''میں سب کچھ جاننا چاہتی ہوں گورنر ویسولس۔''

''فکر مت کرو! تم اس کے بارے میں سب کچھ جان جاؤ گی۔'' ویسولس نے نرم لہجے میں جواب دیا تو ہیلینا اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اُس کے جاتے ہی پیٹروس بھی سامنے آ گیا۔

''بدامنی... مجھے اس لفظ سے محبت ہے۔ صرف ایک ہی شخص ہے جو ارطغرل اور آلیار کو مار سکتا ہے، اور وہ اُورال ہے۔'' ویسولس نے پیٹروس سے کہا۔

''آپ اُورال کو قتل ہونے سے کیسے بچائیں گے؟'' پیٹروس چونکا۔

''میں نہیں تم بچاؤ گے اُسے... ہیلینا کی گواہی کے ساتھ کہ اُس نے تمھیں شہنشاہ کے افسر اعلیٰ کو قتل کرتے دیکھا۔'' ویسولس کی آنکھوں میں شیطانی چمک تھی۔

''لگتا ہے آپ ہمیں سلطنت کے لیے عظیم ذمہ داری سونپ رہے ہیں میرے آقا؟'' پیٹروس بولا۔

"پیٹروس! تم دونوں وہ کرو گے جس کے لیے تم پیدا ہوئے۔ تم ہماری سلطنت کے لیے باعث افتخار ہو گے۔ تمھارے نام کی گونج اِن زمینوں میں سنائی دے گی۔ لوگ اپنے بچوں کے نام تمھارے نام پر رکھیں گے، پیٹروس اور لاسکریس سب کے لیے فخر کی علامت بن جائیں گے... تمھیں اس جھوٹ سے بھری دنیا میں تھوڑا درد تو محسوس ہو گا لیکن یہ تمھیں آسمان کی بلندیوں پر لے جائے گا۔ کس قدر باعث شرف ہے یہ ذمہ داری۔" ویسولس نے اُس کے جذبہ کو اُبھارا۔

"ہمیں کرنا کیا ہو گا میرے آقا؟" پیٹروس نے پوچھا۔

"میں سعدالدین کوپیک کو بتاؤں گا کہ اُورال بے گناہ ہے۔ تم نے اور لاسکریس نے اپنے بارے جھوٹ بولا تھا، تم بھی اِسی بات کا اقرار کرو گے۔ ایسا کرنے سے تمام الزام ٹمپلرز (صلیبیوں کے مذہبی جنونی گروہ) پر ہو گا۔ تم تاجر حسن ہو، ارطغرل تمھیں دیکھتے ہی پہچان لے گا اور قائل ہو جائے گا۔ ہیلینا نے تمھیں قافلے پر حملہ کرتے دیکھا تھا کہ تم نے اُسے مارنے کی کوشش کی اور اس پر تیر چلایا۔ وہ بھی تمھارے خلاف گواہی دے گی۔ اس طرح ہم اُورال کو بچانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔" ویسولس نے منصوبہ بتایا۔

"یہ کافی نہیں ہو گا، وہ ثبوت مانگیں گے۔" پیٹروس نے کہا۔

"ثبوت کہاں ہے... پیٹروس! یاد کرو، تاجر حسن! یاد کرو۔" ویسولس مسکرایا۔

"وہ بیاضیں جو میں ٹمپلرز کی طرف سے لایا تھا، جب ارطغرل نے سی مون کے تہ خانے پر حملہ کیا۔" پیٹروس سوچتے ہوئے بولا۔

"بالکل وہی..." گورنر ویسولس بولا۔

"اِس دُنیا میں اگر کوئی چیز اُورال کی سزا روک سکتی ہے تو وہ کتابیں اور تم ہو پیٹروس... اُورال کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ کیا تم میری بات سمجھ رہے ہو؟ تمھیں مجرم قرار دیا جائے گا، تم پر تشدد بھی ہو گا لیکن تم یہ سب برداشت کرو گے۔"

"میں پہلے بھی تشدد سہہ چکا ہوں۔" پیٹروس کھوکھلی ہنسی ہنسا۔

''فکر مت کرو! جیسے میں نے لاسکریس کو بچایا، ویسے ہی اب تم دونوں کو بچالاؤں گا۔تم بعد میں خاموشی سے میرے لیے کام کرو گے۔'' ویسولس نے اُسے تسلی دی۔

''مجھے اس بارے میں کوئی شبہ نہیں۔'' پیٹروس نے اس پر اعتماد کا اظہار کیا۔

''شاباش! تو پھر امیر سعدالدین کو پیغام بھیجو اور بتاؤ کہ میں اُنھیں قلعے میں مدعو کرنا چاہتا ہوں، یہ بھی بتانا کہ میں اُن سے امن کو برقرار رکھنے کے لیے گفتگو کروں گا... خداوند تمھاری حفاظت کرے پیٹروس۔''

گورنر ویسولس مطمئن تھا۔وہ ایک نئی سازش تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا، اُسے یقین تھا کہ اب ہر کام اُس کی مرضی کے مطابق ہوگا۔

ویسولس کی توقع کے عین مطابق پیغام ملتے ہی امیر سعدالدین کو پیک قلعہ کاراچا ئیسار پہنچ گیا۔

گورنر ویسولس نے خوشگوار ماحول میں اُس کا استقبال کیا اور چہکتے ہوئے بولا:

''میں جانتا ہوں کہ آپ چاہتے ہیں... اُورال زندہ رہے۔ جاندار صاحب کی موت کے بعد میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ اگر آلیار سردار بن گیا تو ارطغرل مضبوط ہو جائے گا، پھر وہ ہمارے لیے بڑا مسئلہ ثابت ہوگا۔ لہٰذا امن خطرے میں ہے امیر سعدالدین کو پیک!''

''کیا تم نے مجھے یہاں وہ سب بتانے کے لیے بلایا ہے جو میں پہلے سے جانتا ہوں... اصل بات پر آؤ ویسولس۔'' سعدالدین نے بے زاری سے کہا۔

''اُورال بے گناہ ہے، اُس نے گورنر کو نہیں مارا۔ کل آپ کو سزا پر عمل درآمد ہونے سے روکنا ہے۔'' ویسولس نے اپنی طرف سے انکشاف کیا۔

''تم دوبارہ مجھے وہی بتا رہے ہو جو میں پہلے سے جانتا ہوں... کیا تم سلجوقوں کے انصاف کو اپنی ریاست کے کم درجے کے انصاف کے برابر سمجھتے ہو۔ ہم کسی ثبوت کے بغیر فیصلہ نہیں کریں گے۔'' سعد الدین نے واضح کر دیا۔

''میں جانتا ہوں آپ انصاف کی قدر کیسے کرتے ہیں... اس لیے میں آپ کو ثبوت دوں گا۔ میں

نے لاسکریس سے اُس زبان میں پوچھ گچھ کی ہے جو وہ بہتر سمجھتا ہے۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے مجھے کیا کچھ معلوم ہوا ہے۔"

ویسولس نے اُس کے اشتیاق کو بڑھایا اور بولا:

"جو کچھ بھی ہوا اس کے ذمہ دار ٹمپلرز ہیں۔"

"ٹمپلرز..." سعدالدین چونکا۔

"جی ہاں ٹمپلرز... وہ ہمیں اور ترکوں کو تباہ کرنے کے لیے ہر قسم کے جال بچھا رہے ہیں۔ یہ اُنھی کی سازش ہے۔ اُنھوں نے گورنر کو قتل کر دیا اور الزام اُورال پر لگا دیا۔" گورنر ویسولس نے بتایا۔

"مجھے اُمید ہے کہ اب آپ کو اپنی کہانیوں کا جواز پیش کرنے کے لیے ثبوت مل گیا ہے۔"

سعدالدین کی بات سن کر ویسولس نے اقرار میں سر ہلایا اور چند کتابیں اُس کی طرف بڑھا دیں۔

"یہ رہا ثبوت... سی مون کی بیاضیں... ٹمپلرز کی تحریریں... یہاں سب کچھ لکھا ہوا ہے۔" سعد الدین کوپیک نے اُن کتابوں پر نظر دوڑائی اور مسکراتے ہوئے بولا:

"تمھیں یہ کہاں سے ملیں...؟"

جواباً گورنر ویسولس نے اپنے محافظ کو اشارہ کیا تو وہ باہر سے پیٹروس کو پکڑ لایا جس کے چہرے پر تشدد کے نشان تھے اور اُس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے، لاسکریس بھی ساتھ تھا۔ سپاہی اُن پر تلواریں تانے کھڑے تھے۔

"یہ پیٹروس ہے جسے ہانلی بازار میں لوگ تاجر حسن کے نام سے جانتے ہیں۔"

"کیا اس نے اعتراف کیا ہے؟" سعدالدین نے پوچھا۔

"ان دونوں نے ہر چیز کا اعتراف کر لیا ہے۔ پیٹروس ہی تھا جس نے قائیوں کے بھیس میں قافلے پر حملہ کیا اور شہنشاہ کے افسرِ اعلیٰ کو مار دیا، ہیلینا بھی اِسے دیکھتے ہی پہچان لیں گی۔ ہانلی بازار کے تاجر بھی اِس سے واقف ہیں۔ اُمید کرتا ہوں آپ کی اعلیٰ عدالت کے لیے یہ ثبوت کافی ہوں گے امیر سعدتین کوپیک۔"

گورنر ویسولس نے سامنے پڑا جام اُٹھاتے ہوئے کہا تو سعد الدین کوپیک بھی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

-☆-

ہانلی بازار میں ایک مرتبہ پھر اُورال کو سزائے موت دینے کا وقت آ گیا تھا۔ سردار جاندار کی تدفین کے بعد نور گل، اُورال کو سرائے میں لے آیا تھا۔

امیر سعد الدین کو پیک، قاضی اور ارطغرل سزائے موت کی جگہ پر موجود تھے۔ امیر سعد الدین کو پیک کا چہرہ آج پر سکون دکھائی دے رہا تھا، یہ بات ارطغرل کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکی تھی۔

''ارطغرل صاحب! جلدی کریں... تاکہ آپ کے گھر والے بھی میرے خون میں بہ جائیں۔'' اُورال نے طنز کیا۔

''نور گل! لے آؤ اِسے...'' ارطغرل نے اُورال کی بے تابی دیکھ کر حکم دیا۔

اِس سے پہلے کہ نور گل اور روشان، اُورال کو لے کر آگے بڑھتے، ہانلی بازار میں داخل ہونے والے گورنر ویسولس نے سب کو چونکا دیا۔ ہیلینا بھی اُس کے ساتھ تھی۔ اُن کے ساتھ دو قیدی بھی تھے جنھیں بازنطینی سپاہی رسیوں سے باندھ کر لا رہے تھے۔

''رُک جائیں ارطغرل صاحب...''

گورنر ویسولس نے دُور سے آواز دی، وہ سزائے موت پر عمل روکنا چاہتا تھا۔

قیدیوں میں ایک تو لاسکریس اور دوسرا تاجر حسن تھا۔ ارطغرل اور اُس کے جانباز تاجر حسن کو دیکھتے ہی پہچان گئے تھے۔ یہ سی مون کے ساتھ ہی منظر سے غائب ہوا تھا۔ نور گل نے اُسے تلاش کرنے کی بہت کوشش کی تھی مگر ناکام رہا تھا۔ قاضی اور دوسرے لوگ اُن کی طرف دیکھ رہے تھے۔ قریب پہنچتے ہی بازنطینی سپاہیوں نے اُنھیں زمین پر بٹھا دیا۔

''محترم قاضی صاحب! میں آپ کو چند ضروری باتیں بتانا چاہتا ہوں۔'' گورنر ویسولس نے کہا۔

''ویسولس صاحب! بتائیں، میں سن رہا ہوں۔'' قاضی نے اجازت دی۔

"قاضی صاحب! اب جبکہ میں نیا گورنر ہوں، امن کا نفاذ میری ذمہ داری ہے۔ اِسی وجہ سے میں یہاں دو قاتلوں کو لے کر آیا ہوں۔ میں نے اپنے گورنر کے قتل کی تفتیش کی ہیم۔ اس کا ایک اور معاون بھی سامنے آ گیا ہے۔ ہائلی بازار کا تاجر حسن حقیقت میں پیٹروس ہے، اِسی نے ہمارے گورنر کو مارنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اِس غدار نے لاسکریس سے ہمارے گورنر کو قتل کرایا اور امن توڑنے کی خاطر بے گناہ اُورال صاحب پر الزام لگا دیا۔"

یہ خبر نہایت غیر متوقع تھی، ارطغرل بھی چونک گیا تھا جبکہ امیر سعد الدین خود کو حیران ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ٹمپلر ز نے ہماری دونوں ریاستوں کو جنگ کے دہانے پر پہنچا دیا۔ ہماری ریاست نے الزامات واپس لے لیے ہیں اور امن کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔" گورنر ویسولس نے اپنی بات مکمل کی۔

"لگتا ہے پہلے ارطغرل صاحب اور پھر ہم سب کو ٹمپلرز نے بے وقوف بنایا... قاضی صاحب! اب جبکہ اُورال صاحب بے گناہ ہیں تو اِن کو رہا کرنا ضروری ہے۔" امیر سعد الدین نے اپنے رائے پیش کی۔

"ارطغرل صاحب! آپ جس انصاف کی بات کرتے رہے، اب لاگو ہو چکا۔ ثابت ہوا، میں بے گناہ ہوں۔ اب آپ میرے انصاف کا مزا چکھیں گے۔" اُورال نے نفرت سے کہا۔

"ہمیں یہ کیسے یقین ہو کہ جو آپ نے کہا، درست ہے گورنر ویسولس۔ آپ کو یہ ثابت کرنا ہو گا۔" ارطغرل نے نقطہ اٹھایا۔

گورنر ویسولس نے اپنے سپاہی کو قریب بلایا اور اُس کے ہاتھ میں موجود کتابیں لے کر سب کو دکھاتے ہوئے بولا:

"سی مون کی یہ تحریریں مجھے پیٹروس کی قیام گاہ سے ملی ہیں۔"

سعد الدین نے آگے بڑھ کر کتابیں پکڑ لیں اور اُنھیں کھول کر دیکھنے لگا۔

"سچ ہے... بالکل سچ کہہ رہے ہیں گورنر ویسولس۔" سعد الدین نے وہ کتابیں قاضی صاحب کی

طرف بڑھادیں، وہ بھی اُنھیں کھول کر دیکھنے لگے۔

"گورنر اور ہماری ریاست کے خلاف تمام منصوبہ بندیوں کا اِس میں ذکر ہے۔" سعد الدین نے بتایا۔

"ایک چیز اور بھی... قلعے میں آتے ہوئے ہیلینا پر حملہ ہوا تھا جس میں یہ زخمی ہو گئیں تھیں جبکہ ہمارے ایک افسرِ اعلیٰ کی جان بھی اُس حملے میں چلی گئی تھی۔ اُن پر حملہ قائی سپاہیوں نے نہیں، بلکہ قائی سپاہیوں کے بھیس میں پیٹروس اور اِس کے ساتھیوں نے کیا تھا... ہیلینا! کیا میں نے درست کہا، اور کیا آپ قاضی صاحب کے سامنے اس بات کا اقرار کریں گی؟" گورنر ویسولس نے ہیلینا سے پوچھا۔

"جی ہاں! میں اِسے پہچانتی ہوں۔ یہی وہ شخص ہے جو حملہ آوروں کا سربراہ تھا۔ میں نے اِسے اپنی آنکھوں سے افسرِ اعلیٰ کو قتل کرتے دیکھا۔ اِسی نے مجھ پر تیر چلایا جس سے میں زخمی ہو گئی تھی اور بابر سپاہی نے میری جان بچائی۔ یہ دونوں قاتل ہیں اور انھیں اِن کے جرم کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔"

ہیلینا نے سب کے سامنے اُنھیں پہچان لیا تو اُورال کا رہا سہا خوف بھی دُور ہو گیا۔

"بے فکر رہیں ہیلینا! انصاف کا احترام کرنا اور اِن قاتلوں کو سزا دینا مجھ پر واجب ہے۔" گورنر ویسولس نے کہا۔

پھر اِس سے پہلے کہ کوئی سمجھ پاتا، ویسولس نے تیز دھار خنجر سے پیٹروس اور لاسکریس کی شہ رگیں کاٹ ڈالیں۔ اپنا کام مکمل ہوتے ہی گورنر نے ہر ثبوت مٹا دیا تھا۔

"اب انصاف ہو گیا، میں نے آپ کی آنکھوں کے سامنے جس کے یہ لائق تھے، اِن مجرموں کو سزا دی ہے۔ یہ معاملہ اب میرے لیے ختم ہو چکا۔ اُورال صاحب کے بارے میں فیصلہ آپ کریں گے۔"

گورنر ویسولس قاضی صاحب سے مخاطب ہوا اور پھر جب وہ ہیلینا کے ساتھ واپس جانے والا تھا کہ ارطغرل کی آواز نے اُس کے قدم جکڑ لیے:

"گورنر ویسولس! اگر کسی کو اپنا ہی انصاف ظاہر کرنے کی ضرورت پڑے تو مطلب ہے، اُس کی سچائی میں کھوٹ ہے۔"

''ارطغرل صاحب! یہ بات ذہن نشین کرلیں۔ نہ صرف آپ کو بلکہ ترک قبائل اور اس کے ساتھ ساتھ سلجوق سلطنت کو ایک بڑی آفت سے بچایا ہے میں نے۔ اب یہ آپ پر ہے کہ میری طرح ریاست کے مابین طے ہونے والے امن کو برقرار رکھیں۔''

''جان لیں کہ جو مقدمہ آپ سمجھتے ہیں بند ہو گیا، میرے لیے اب شروع ہوا ہے۔ انصاف تب نظر آتا ہے جب بدعنوانی کا خاتمہ ہو جائے۔'' ارطغرل نے واضح کیا تو امیر سعد الدین کوپیک بھی بیچ بچاؤ کے لیے میدان میں آگیا:

''یہ ثابت ہو گیا کہ گورنر کے قتل کا الزام اُورال صاحب پر ایک بہتان تھا، مزید یہ کہ مقدمہ دبایا نہیں گیا بلکہ حقائق سامنے لائے گئے ہیں۔''

''میں ٹمپلرز کو آپ سے بہتر جانتا ہوں ارطغرل صاحب! آپ کو ابھی اندازہ نہیں کہ وہ کیا کچھ کر سکتے ہیں، خداوند آپ سب کی مدد کرے۔'' ویسولس نے سینے پر صلیب بنائی اور ہیلینا کے ساتھ واپس چلا گیا۔

''تم منہ کی کھا چکے ہو ارطغرل۔'' اُورال کی پھنکار سنائی دی۔

''اُورال صاحب، مت بھولیں! آپ کا مغرور سر اب بھی میری تلوار پر ہے۔'' ارطغرل نے اُسے یاد دلایا۔

''حضور والا قاضی صاحب! میرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ فقہ کی رو سے سزائے موت مؤخر کر کے مقدمے پر نظرثانی ہونی چاہیے۔'' سعد الدین کوپیک نے قاضی کو مشورہ دیا۔

اب سب لوگوں کو قاضی کے فیصلے کا انتظار تھا۔

''امیر حضرت کی بات درست ہے، مقدمے پر نظرثانی ہونی چاہیے۔'' قاضی نے اعلان کیا۔

''قاضی صاحب! اِس طرح آپ صرف انصاف میں تاخیر کریں گے، اِس سے یہ حقیقت نہیں بدلے گی کہ اُورال نے میرے سپاہیوں کو قتل کیا۔'' ارطغرل نے اپنا مؤقف پیش کیا۔

''اُورال صاحب کا مقدمہ اِس بنیاد پر لڑا گیا کہ اِنھوں نے گورنر کو مارا۔ اِس نئے تناظر میں اِن پر

دوبارہ مقدمہ چلنا چاہیے لیکن آپ کے سپاہیوں کو شہید کرنے کے الزامات پر ثابت شدہ جرم کی سزا تبدیل نہیں ہوگی، جب تک کہ آپ اِسے ترک نہ کریں۔ بے شک اللہ انصاف کرنے اور بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اب اُورال صاحب پر صرف آپ کے سپاہیوں کا مقدمہ چلنا چاہیے۔ آپ اِن کی سزا بدلنے کا ارادہ کریں، نہ کریں یہی انصاف ہے۔'' قاضی نے وضاحت کی۔

''انصاف اب ہوگا ارطغرل صاحب! جو بہتان آپ نے مجھ پر لگائے، اب عیاں ہوں گے۔ آخری مقدمہ اب آپ پر چلے گا۔''

اُورال نے مداخلت کی تو ارطغرل نے اُسے سرائے میں بھیج دیا۔ سعدالدین کوپیک کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی، وہ ہاری ہوئی بازی جیت گیا تھا۔

اس کارروائی سے فارغ ہو کر ارطغرل اپنے کمرے میں آ گیا جہاں حلیمہ سلطان، حائمہ خاتون اور عارف صاحب اُس کے منتظر تھے۔

''امیر سعدالدین کوپیک نے ایک بار پھر اُسے بچالیا۔ اے میرے اللہ! ہماری مدد فرما۔ کب جان چھوٹے گی ہماری اُس مکار شخص سے۔'' حلیمہ سلطان کو اُورال کے بچ جانے پر افسوس تھا۔

''حضور! وہ گورنر کے قتل سے بری ہوا ہے لیکن گواہان موجود ہیں کہ اُس نے ہمارے سپاہیوں کو مار کر قالینوں کو آگ لگائی۔ وہ خود کو اِن الزامات سے بری نہیں کر پائے گا۔'' عارف صاحب نے کہا۔

''حیرت ہے، گورنر ویسولس نے راتوں رات پیٹروس کو کیسے تلاش کر لیا، اُس کو وہ کتابیں کہاں سے ملیں، اُس نے لاسکریس اور پیٹروس کو ''ایز نیک'' بھیجنے کے بجائے موقع پر کیوں مار ڈالا؟؟؟ اگر ہم ان سوالوں کے جواب تلاش نہیں کر پاتے تو ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''بیٹا! تمھارا ذہن کیا کہتا ہے؟'' حائمہ خاتون نے پوچھا۔

''گورنر ویسولس کا اچانک یہاں آ کر اُورال کو گورنر کے قتل سے بری کرانا یونہی نہیں۔ یہ نئے فتنوں کا پیش خیمہ ہے۔ یہ واضح ہے کہ گورنر ویسولس اور کوپیک کا گٹھ جوڑ ہے۔ ان کی واحد پریشانی یہ تھی کہ اُورال کو بری کرا کے چاودار قبیلے کا نیا سردار کیسے بنایا جائے، اس کے لیے وہ کچھ بھی کریں گے۔''

ارطغرل کے خدشات بے جا نہیں تھے، اگر سعد الدین اور ویسولس یہی چاہتے تھے تو وہ بہت گہری سازش کر رہے تھے۔ یہی بات سب کو پریشان کر رہی تھی۔

اُسی شام سعد الدین کوپیک، ارطغرل سے ملاقات کے لیے آ گیا:

''آپ کو پتہ ہے کہ اپنی اِس عارضی زندگی میں مجھے کیا احساس ہوا ہے ارطغرل صاحب... یہ کہ اعزازات، خواہشات سے حاصل نہیں کیے جا سکتے بلکہ اعمال سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ اپنی خواہش کی تکمیل کے لیے اُورال صاحب کے لالچ نے اُنھیں اندھا کر دیا تھا۔ اُنھوں نے جو کیا، اپنے نفس کا غلام بن کر کیا۔ صورت حال واضح ہے... لیکن آپ سے بھی یہی بھول ہوئی۔''

''میں سچائی کی جستجو میں ہوں امیر سعد الدین کوپیک صاحب! سچائی یہ ہے کہ اُورال نے میرے سپاہیوں کو مارا ہے۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''ارطغرل! تم گورنر کی موت کے بارے میں بھی یہی کہہ رہے تھے لیکن دیکھو! سچائی سامنے آ گئی۔ اُورال کے خلاف غصّے نے تمھیں اندھا کر دیا تھا۔''

''امیر حضرت! آپ کے ارادے کیا ہیں... آپ کیا چاہتے ہیں؟'' اُس نے براہِ راست سوال کیا۔

''میں بہادری کی تعریف کرتا ہوں لیکن میں آپ کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ اب آپ ایک عظیم قبیلے کے سردار ہیں۔ اُورال صاحب نے آپ کے قالینوں کو آگ لگائی، یہ سچ ہے! لیکن وہ اصرار کر رہے ہیں کہ آپ کے سپاہیوں کو مارنے والے وہ نہیں بلکہ باتو خان ہے۔ بالکل جس طرح اُن کا اصرار تھا کہ اُنھوں نے گورنر کو نہیں مارا۔''

''آپ کی نیت اُورال کی طرفداری کرنا ہے تو آپ غلط آدمی سے بات کر رہے ہیں امیر حضرت! جائیں اور قاضی سے اس بارے میں بات کریں۔'' ارطغرل نے دوٹوک کہا۔

''قاضی صاحب نے کہا ہے کہ شریعت کے مطابق یہ آپ پر ہے کہ اس مسئلے کو حل کریں۔ اُورال کو قتل کیا گیا تو اِس کا مطلب دونوں قبیلوں کے مابین دشمنی ہے۔ اُورال صاحب نے اپنے بابا کو کھویا ہے،

قبیلہ بکھر گیا ہے۔ بتائیں ارطغرل! چاوودار قبیلے میں اِن سب چیزوں کی ذمہ داری کون لے گا؟ یہ بات واضح ہے کہ اُورال نے آپ کے سپاہیوں کو نہیں مارا بلکہ باتو خان نے یہ سب کیا۔ ضدی مت بنیں! اپنے سپاہیوں کی دیت پر راضی ہو جائیں، ورنہ امن کی حفاظت کرتے کرتے آپ ہمارے بیچ جنگ کی وجہ بن جائیں گے۔ اپنے سپاہیوں کے گھر والوں سے بات کریں، اُنھیں قائل کریں۔ کل سزائے موت سے قبل مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ کردیں تاکہ آپ امن تباہ کرنے والے کے نام سے نہ جانے جائیں۔ میں آپ سے اچھی خبر کی توقع کرتا ہوں۔" امیر سعد الدین کوپیک نے اپنا مؤقف بیان کیا اور وہاں سے اُٹھ گیا۔

ارطغرل معاملے کے ہر پہلو کا جائزہ لے رہا تھا، پھر وہ عارف صاحب کے پاس چلا آیا۔ وہ اِس بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کرنا چاہتا تھا۔

"عارف صاحب! چاوودار قبیلے کی سرداری کے لیے بہت سے اختلافات ہیں۔ جاندار صاحب کی موت نے توازن کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ یونہی بے کار میں سعد الدین کوپیک ہم سے اُورال کی سزا سے دستبرداری نہیں چاہتا۔ اُس کو سردار بنانے کے لیے وہ کچھ بھی کرنے کے لیے تیار ہے۔"

"لیکن حضور! ایک مسئلہ اور بھی ہے۔ چاوودار قبیلے سے خبر آئی ہے کہ چولپان خاتون نے اپنا بچہ کھو دیا ہے۔ آپ وہاں سب کی نظر میں ایک معصوم کی جان جانے کی وجہ بن گئے ہیں، وہ آپ پر تمام فسادات کا الزام لگائیں گے۔ یہی کوپیک بھی چاہتا تھا! سعد الدین کوپیک جسے چاہے، چاوودار قبیلے کا سردار بنا سکتا ہے۔ میرے خیال میں سعد الدین کوپیک کے ہوتے آلیار صاحب چاوودار قبیلے کے سردار نہیں بن سکتے۔"

"اگر کوپیک چاہے تو آلیار سردار بن سکتا ہے عارف صاحب۔" ارطغرل نے کہا۔

معاملہ بہت اہم تھا۔ ارطغرل نے حائمہ خاتون اور حلیمہ سلطان کو بھی مشاورت کے لیے بلا لیا۔ جب وہ پہنچیں تو ارطغرل نے اُنھیں ساری بات تفصیل سے بتائی اور کہنے لگا:

"امی جان! مجھے آپ سے ایک اہم مسئلے پر مشاورت کرنی ہے۔ امیر سعد الدین دیت دے کر

اُورال کو بچانا چاہتا ہے۔ اُس نے اِس سلسلے میں مجھ سے بات کی ہے۔"

"جن سپاہیوں کو اُس نے مارا، ان کی بیویوں اور ماؤں کا کیا ہوگا، وہ تباہ حال ہیں؟" حلیمہ سلطان چونکی۔

"آپ بھی میرے شہید سپاہیوں کے گھر والوں کی طرح اُورال کی سازشوں کی متاثر ہوئی ہیں، اسی لیے میں پہلے آپ لوگوں سے مشاورت کرنا چاہتا تھا۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"تم کیا چاہتے ہو اس بارے میں؟" حائمہ خاتون نے پوچھا۔

"میں شہید سپاہیوں کے گھر والوں کو دیت کے لیے راضی کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا آپ اُورال کی زندگی بچانے کی کوشش کر رہے ہیں حضور!" حلیمہ سلطان نے حیرت سے کہا۔

"نہیں حلیمہ سلطان! اِن زمینوں کی تقدیر قائی اور چاوودار کے بھائی چارے اور اتحاد پر منحصر ہے، اس لیے میں لڑوں گا۔"

"اور اسے یقینی بنانے کے لیے آلپار صاحب کو سردار بنانا ہوگا۔ اگر اُورال مرتا ہے تو سعد الدین کوپیک اپنی مرضی کا سردار تعینات کر دے گا، اِس طرح زمینوں پر کبھی امن نہ ہوگا۔ ہم میں ایک طرف گوزا اور دوسری طرف چاوودار قبیلے سے لڑنے کی سکت نہیں ہے۔" عارف صاحب نے اُنھیں سمجھایا۔

"اس طرح ہم اپنے ہی بھائیوں کے بہائے ہوئے خون میں ڈوب جائیں گے۔ آلپار کو سردار بنانے کے لیے ہمیں اُورال کی سزا سے ہاتھ اُٹھانا ہوگا۔" ارطغرل نے واضح کیا۔

"یہ سب کیسے ہوگا بیٹا...؟" حائمہ خاتون تذبذب میں تھیں۔

"میں اُورال کی زندگی کے بدلے میں امیر سعد الدین سے یہ شرط رکھوں گا کہ آلپار صاحب کو نئے سردار کے طور پر حمایت حاصل ہوگی۔ اگر وہ انکار کرتا ہے تو میں اُورال کا سر اُتار دوں گا۔"

ارطغرل نے جواب دیا تو حائمہ خاتون اور حلیمہ سلطان نے اُس سے اتفاق کر لیا۔ علاقے میں امن کے لیے اُنھیں یہ تجویز پسند آئی تھی۔

-☆-

اُورال سرائے کے ایک کمرے میں قید تھا۔ وہ اِس بات پر مطمئن تھا کہ گورنر ویسولس کی مداخلت سے اُس کی جان بچ گئی... لیکن ارطغرل کی طرف سے اُسے نرمی کی کوئی اُمید دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ ارطغرل کی طبیعت سے خوب واقف تھا، یہ اُس کی آخری رات بھی ہو سکتی تھی۔ وہ ماضی کو یاد کر رہا تھا کہ سعد الدین کوپیک اُس سے ملاقات کے لیے آ گیا اور اُس کی بے بسی پر مسکرا کر بولا:

"آہ عظیم سردار اُورال صاحب! میں جانتا ہوں، تم کیا سوچ رہے ہو؟ لیکن یہ مت بھولو کہ جس کو بھی امیر سعد الدین کوپیک کی حمایت حاصل ہوئی، وہ کبھی مایوس نہیں ہوا۔"

"تو پھر میری بھی مدد کریں، تاکہ میں اپنے بابا کا بدلہ لے سکوں۔"

"افسوس کہ تم ابھی بھی بدلے کی آگ میں ہو، میں تمھیں یہاں سے باہر نکالوں گا۔ اہم چیز یہ ہے اُورال... کہ میرے پاس ایک بری خبر ہے۔"

"کیسی خبر؟" اُورال چونکا۔

"چولپان خاتون نے تمھارا بچہ کھو دیا ہے..." یہ سن کر اُورال کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اُس کے دِل کو دھچکا سا لگا تھا۔

"اُورال صاحب! اللہ ہی ہے جو ہمیں اولاد جیسی نعمت سے نوازتا ہے، اور اُس کی مرضی ہے کہ جب چاہے یہ نعمت واپس لے لے۔ لیکن بغاوت اور گناہ کا سوچنا بھی مت! میں تمھیں یہاں سے ہر صورت نکالوں گا۔ انتقام کے اس رستے پر تمھیں بہت صبر سے کام لینا ہے۔"

امیر سعد الدین کوپیک نے اُسے تسلی دی اور اپنا مزاج ٹھنڈا رکھنے کی ہدایت کر کے چلا گیا۔ اُسے یقین تھا کہ وہ اُورال کی جان بچانے میں کامیاب ہو جائے گا، یہ اُس کے مفاد کے بہت ضروری تھا۔ سعد الدین کوپیک کی رات اِنھیں سوچوں میں گزر گئی۔

صبح سورج طلوع ہوتے ہی وہ ارطغرل سے ملاقات کے لیے آ گیا۔ وہ قاضی کے آنے اور اُورال کو سزائے موت کے لیے لے جانے سے قبل ہی اس مسئلے کو حل کرنا چاہتا تھا۔

"مجھے اُمید ہے آپ نے رات کوئی اچھا فیصلہ کرلیا ہوگا ارطغرل صاحب! میں آپ سے اچھے کی ہی اُمید رکھتا ہوں۔ اگر آپ اُورال کو چھوڑ تے ہیں تو وہ میرے رحم وکرم پر ہوگا۔ فرض کریں، اگر وہ آپ سے انتقام لینے کی کوشش کرتا ہے تو میں اپنے ہاتھوں سے اُس کا سر کاٹ دوں گا۔" امیر سعدالدین کو پیک کی بے چینی اُس کے چہرے سے عیاں تھیں، وہ ہر قیمت پر اُورال کی رہائی چاہتا تھا۔

"رہائی کے بعد اگر اُس نے سردار بننے کی خواہش کا اظہار کیا تو؟" ارطغرل نے سوال کیا۔

"میں اس حد تک مداخلت نہیں کرسکتا، یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ سردار بننا اُس کا حق ہے۔" امیر سعدالدین کو پیک کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ارطغرل یہ شرط رکھ سکتا ہے۔

"میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سلطان علاؤالدین کے امن معاہدے کے مطابق آپ بھی پابند ہیں، امیر سعدالدین۔"

"کیا آپ کو اِس میں شک ہے ارطغرل صاحب! اچھا بتائیں، آپ کے ذہن میں کیا ہے؟" امیر سعدالدین نے پوچھا۔

"میں نہیں چاہتا کہ اُورال چاوودار قبیلے کا سردار بنے۔ اِس سے وہ مصیبت آئے گی جسے آپ بھی روکنے سے قاصر ہوں گے۔ وہ انتقام کی آگ میں جل رہا ہے، انتقام کی یہ آگ قائی قبیلے میں بھی سلگ رہی ہے۔ اُس نے ہمارے سپاہیوں کو شہید کیا ہے۔ اگر وہ سردار بن گیا تو اس علاقے کو خانہ جنگی سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔" ارطغرل نے شرط بیان کرنے سے پہلے امیر سعدالدین کو پیک کو خبردار کیا۔

"کیا آپ سلجوق ریاست کو کمزور سمجھتے ہیں؟" سعدالدین کو پیک جھنجھلا گیا۔

"میں نے اپنے شہیدوں کے ورثا سے اُورال کو چھوڑنے کی اجازت حاصل کر لی ہے۔ اُن کی مائیں اور بیویاں دیت میں سونا نہیں، امن چاہتی ہیں۔ وہ دونوں قبیلوں کے درمیان بھائی چارہ چاہتی ہیں۔" ارطغرل نے بتایا۔

"بہت خوب! یہی قائی قبیلے کی شان کے مطابق اور صحیح فیصلہ ہے۔" امیر سعدالدین کو پیک کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔

''تاہم میری صرف ایک شرط ہے کہ اُورال کی جگہ آلیار کو سردار بننا چاہیے۔ آپ قبیلے کے سرداران سے بات کریں، اُنھیں آلیار کو سردار منتخب کرنے پر راضی کرنا آپ کا کام ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ ایسا کر سکتے ہیں۔'' ارطغرل نے اپنی بات پر زور دیا۔

''اگر سرداران نے میری بات نہ سنی... اگر اُنھوں نے اُورال کو چن لیا تو؟'' امیر سعدالدین بولا۔

''آپ کے ہاتھ میں ریاست کی طاقت ہے۔ کیا آپ ریاست کی طاقت اور اِس کے ساتھ اپنی طاقت کو کم سمجھتے ہیں امیر سعدالدین؟ اگر آپ میں اتنی طاقت نہیں تو آپ کیا سودا کرنا چاہتے ہیں؟ پھر میں اور کچھ نہیں کر سکتا۔ سزائے موت کا وقت قریب ہے، اجازت چاہتا ہوں!'' ارطغرل بات مکمل کر کے اُٹھنے والا تھا کہ امیر سعدالدین نے اُسے روک لیا:

''رُک جائیں... اگر اُورال دوسرے سرداران کو خود کو چننے پر قائل کر لے تو اِس صورت میں کیا ہو گا؟''

''اِس صورت میں امن ختم ہو جائے گا امیر سعدالدین! میں ذاتی طور پر امن معاہدہ توڑ دوں گا۔ اگر وہ وعدے کی خلاف ورزی کرے گا تو ہم دونوں کو اِس کی قیمت چکانی پڑے گی۔''

''پھر اُسے اپنے فیصلے سے خود آگاہ کر دیں۔'' امیر سعدالدین کوپیک کے پاس اب کہنے کو کچھ نہ بچا تھا۔

بات جاری تھی کہ قاضی صاحب بھی آ گئے۔ دونوں نے اُنھیں تعظیم پیش کی تو اُنھوں نے ارطغرل سے پوچھا:

''ارطغرل صاحب! کیا فیصلہ کیا آپ نے؟''

''مجھے کوئی فیصلہ کرنے کا حق نہیں۔ میں نے اِس معاملے پر اپنے لوگوں سے مشاورت کی ہے۔'' امن چاہتے ہیں! دونوں قبیلوں کی بھلائی کی خاطر میں اُورال کی دیت قبول کرتا ہوں۔''

ارطغرل نے اعلان کیا تو امیر سعدالدین کوپیک کے افسردہ چہرے پر زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اُسے یوں لگا جیسے وہ ہاری ہوئی بازی جیت گیا ہو۔

''ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑے درجے، مغفرت اور رحمت ہے۔ اللہ معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ آپ کا اور قائی قبیلے کا یہ بہترین فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ اِن سرزمینوں پر امن لائے گا، اِن شاءاللہ!'' قاضی صاحب نے ارطغرل کے احسن فیصلے کی تعریف کی۔

قاضی صاحب کو رخصت کر کے ارطغرل قیدیوں کے کمرے میں چلا گیا۔ اُورال وہاں زنجیروں سے بندھا بیٹھا تھا۔ اُس کے چہرے پر مایوسی تھی، جیسے وہ زندگی کی اُمید کھو بیٹھا ہو۔

''اگر تم میرا سر اُتارتے ہو، نہ تو تم اور نہ تمھارا قبیلہ سکون سے رہ پائے گا۔ جتنا جلدی ہو سکے، اپنا کام پورا کردو ارطغرل۔'' اُورال کے لہجے میں مایوسی تھی۔

''میں نے اپنے شہداء کے ورثا سے بات کی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ تمھیں آزاد کر دیا جائے۔ وہ اپنے شوہروں، بیٹوں اور بھائیوں کے لیے تلافی نہیں چاہتے... ورنہ تمھاری موت بہت دردناک ہوتی۔ تم نے بہت سے اپنوں کی جانیں اپنی لالچ کی بھینٹ چڑھا دیں۔ موت تمھارے لیے نجات ہے۔ معاملات کو مزید بگاڑنے کے لیے تم دونوں قبیلوں کے درمیان خونریزی کی وجہ بنو گے، اس لیے جب تک تم زندہ ہو، تمھیں تمھارے ضمیر کے ساتھ چھوڑنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کلی طور پر اپنے بھائی کا خون نہ بہانے اور ہمارے درمیان دشمنی کو ختم کرنے کے لیے، ہمارے شہیدوں کی زندگیوں کے بدلے وہ چاہتے ہیں کہ میں امن کا مطالبہ کروں... اب تم جا سکتے ہو! لیکن یاد رکھنا میں تمھارے اُٹھائے جانے والے ہر قدم اور لی جانے والی ہر سانس پر نظر رکھوں گا۔ ذرا سی غلطی پر تم مجھے اپنے سامنے پاؤ گے۔''

ارطغرل نے اُورال کو تنبیہ کی اور روشان نے آگے بڑھ کر اُس کے ہاتھ کھول دیے۔

''اس کا مطلب ہے آپ کا انصاف سامنے آ گیا، ارطغرل صاحب! آپ ابھی بھی دھمکا رہے ہیں۔ ابھی آپ ہماری پیٹھ پیچھے کھیلے جانے والے کھیل کو سمجھ نہیں سکے۔ میں نے کہا تھا کہ میں بے گناہ ہوں! آپ نے نہیں سنا۔ آپ کی ضد کی وجہ سے میرا باپ اور بچہ مارے گئے۔ آپ ضمیر پر اِس بوجھ کے ساتھ کیسے جئیں گے ارطغرل صاحب؟'' رہائی ملتے ہی اُورال اپنی حرکتوں پر اُتر آیا تھا۔

''اب جاؤ اُورال! میں آیندہ کبھی تمھیں اپنی سرائے میں نہیں دیکھنا چاہتا۔'' ارطغرل نے

دروازے کی طرف اشارہ کیا تو اُورال خاموشی سے آگے بڑھ گیا، وہ جلد از جلد اپنے قبیلے پہنچنا چاہتا تھا۔

اُورال کو قبیلے بھیج کر ارطغرل جرگے کے فیصلے کا انتظار کرنے لگا۔ اب امیر سعد الدین کوپیک کی ذمہ داری تھی کہ وہ اُورال کے بجائے اُس کے چھوٹے بھائی آلیار کو سردار بنانے کی راہ ہموار کرے۔ اپنی ضرورت کے پیش نظر یہ کام سعد الدین کو ہر صورت انجام دینا تھا۔

ارطغرل کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا اور جلد ہی خبر مل گئی کہ چاوودار قبیلے کے جرگے نے آلیار صاحب کو نیا سردار منتخب کر لیا ہے جبکہ اُورال کو ایک نامزد اُمیدوار کی حیثیت سے مسترد کر دیا گیا تھا۔

''آلیار صاحب اب چاوودار قبیلے کے سردار ہیں...''

اُس نے اپنے جانبازوں کو خوشخبری سنائی اور پھر نور گل سے مخاطب ہوا:

''نور گل! امن کی خاطر، ہمارے اتحاد، ہم آہنگی اور بھائی چارے کی خاطر...! چاوودار قبیلہ چلنے کی تیاری کرو۔''

اب جنگ کی ضرورت نہیں تھی، یہ امن کی شروعات تھیں! یہی وجہ تھی کہ ارطغرل نے صرف نور گل کو ساتھ لیا تھا۔ چاوودار قبیلے سے امن اور دوستی کو یقینی بنانے خواب اب پورا ہو چکا تھا۔

-☆-

امیر سعد الدین کوپیک اپنے خیمے میں بیٹھا خنجر کی دھار تیز کر رہا تھا کہ اُورال ہارے ہوئے جواری کی طرح اندر آیا اور سلام کر کے اُس کے قریب بیٹھ گیا۔ اپنے سردار نہ بننے کے کرب نے اُس کی روح کو گھائل کر دیا تھا۔ امیر سعد الدین نے اُس کی حالت دیکھی تو نرمی سے بولا:

''میں جانتا ہوں، تم ایسے کیوں نظر آ رہے ہو... لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمھارا سر ابھی تک تمھارے جسم سے کیوں جڑا ہوا ہے؟''

''میرے پاس سر تو ہے لیکن میری عزت خاک میں مل گئی ہے، امیر حضرت!'' وہ نظریں جھکا کر بولا۔

''عزت بحال ہو سکتی ہے اُورال! لیکن دھڑ سے جدا سر کبھی واپس نہیں آتا۔ تمھیں پہلے زندگی کی

ضرورت ہے نہ کہ عزت کی۔ اگر میں آلیار کا سردار بننا قبول نہ کرتا تو تم یہاں بیٹھے سردار نہ بننے پر افسوس کرنے کے بجائے فرشتوں کو اپنی بداعمالیوں کا حساب دے رہے ہوتے۔'' امیر سعدالدین کو پیک کا منہ بن گیا۔

''تو کیا اس میں آپ کا بھی ہاتھ ہے؟ آپ نے میری عزت اور وقار خاک میں ملا دیا۔ آپ نے میری زندگی بچائی تو کیا احسان کیا؟ ایسی زندگی میرے لیے بوجھ ہے۔''

''اُورال! تم جلد اِس بوجھ سے نجات پا لو گے۔ تمھیں صبر سے کام لے کر اپنے غصّے کو قابو کرنا سیکھنا ہوگا۔ تمھارے خیال میں کیا واقعی میں آلیار کو عظیم چاوودار قبیلے کا سردار بننے دیتا؟ میری بات غور سے سنو! جب میں قونیہ واپس جاؤں تو تم جلد از جلد مجھے خبر بھیجو گے کہ بدقسمتی سے آلیار مر گیا ہے۔ مجھے اُمید ہے، کسی کو پتہ نہیں چلے گا کہ تم نے اُسے مارا ہے۔''

امیر سعدالدین کو پیک کی بات سن کر اُورال نے اپنا جھکا ہوا سر اُٹھایا اور چونک کر بولا:

''یہ کیسے ہوگا؟''

''یہ سب کیسے کرنا ہے، تم پر منحصر ہے۔'' سعدالدین نے جواب دیا۔

''امیر حضرت! جو اِس کے مستحق ہیں، اُن کے ساتھ یہ ضرور ہوگا۔ آپ بے فکر رہیں!'' اُورال نے پرجوش انداز میں کہا۔

''اگر تم اِس میں کامیاب نہیں ہو سکتے تو میں تمھیں جان سے مار کر اُس بزدلانہ زندگی سے بچا لوں گا جسے تم بوجھ سمجھ کر منہ لٹکائے گھوم رہے ہو۔ آج رات کھانے کا خاص اہتمام ہوگا۔ تم اپنی بیوی کے ساتھ آلیار کی اطاعت کا اعلان کرو گے۔ سب سے تعلقات بہتر رکھو! چاہے کچھ بھی کرو، خوامخواہ شور شرابہ مت کرو۔ اپنی بے وقوفی سے چیزوں میں بگاڑ مت پیدا کرو اُورال! میری طرف سے تمھیں یہی نصیحت ہے۔'' سعدالدین نے اُسے سمجھایا۔

''سمجھ گیا امیر حضرت...'' اُورال نے اُس کی دست بوسی کی اور چولپان خاتون کے پاس چلا گیا۔

چند روز بعد امیر سعدالدین کو پیک کو سلطان علاؤالدین کا فرمان موصول ہو گیا، اُسے قونیہ طلب کر

لیا گیا تھا۔

امیر سعد الدین کے جاتے ہی اُورال نے آلیار کے گرد سازشوں کا جال بننا شروع کر دیا، لیکن آلیار بھی اِس سے بےخبر نہیں تھا۔ جب آلیار کو اپنے بھائی کے کرتوت معلوم ہوئے تو اُس نے فوری طور پر اُس کے قتل کے احکامات جاری کر دیے۔ وہ کسی صورت قبیلے میں نقصِ امن نہیں چاہتا تھا۔

اُورال جانتا تھا کہ آلیار کو اپنی بہن اصلاحان ہی نہیں، ارطغرل کی مکمل حمایت بھی حاصل تھی۔ اِن حالات میں اُورال کے لیے اُس سے الجھنا ممکن نہیں تھا، چناں چہ اُسی رات وہ اپنی بیوی چولپان خاتون کے ساتھ قبیلے سے فرار ہو گیا۔

اُورال نے گورنر ویسولس کے پاس پناہ لینے کا فیصلہ کیا اور کاراچائیسار پہنچ گیا۔ اِن حالات میں صرف ویسولس ہی اُس کا ساتھ دے سکتا تھا۔ اُورال کو اپنے سامنے پا کر ویسولس نے کھلے دِل سے اُسے خوش آمدید کہا اور ہر طرح کے تعاون کا یقین دلا کر قلعہ میں رُکنے کی پیش کش کر دی۔

رات کے کھانے پر ہیلینا بھی اُن کے ساتھ تھی۔ گورنر ویسولس بہت خوش دکھائی دے رہا تھا، اُس نے اُورال سے کہا:

"آپ کی آمد میرے لیے باعثِ افتخار ہے۔ میں نے سنا ہے سعد الدین کوپیک، ارطغرل سے اتحاد قائم کرنا چاہتا ہے۔ ایسے میں آپ مجھ سے اتحاد قائم کرنا چاہتے ہیں، یہ اچھی شروعات ہیں!"

"میں آپ کا اتحادی بننا چاہتا ہوں گورنر ویسولس! اتحاد بنانا ایسے ہی ہے جیسے بیوی کا انتخاب کرنا۔ میں نے اچھا انتخاب کیا ہے، لیکن میں اپنے حقیقی دوست نہ چُن سکا۔" اُورال نے اعتراف کیا۔

"آپ کے لہجے میں اِس لمحے زخمی شیر کی چنگھاڑ ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ دانائی کے رستے پر چل رہے ہیں... میں جاننا چاہوں گا کہ آپ کی پیش کش کیا ہے؟" گورنر ویسولس اصل بات پر آ گیا۔

"میری سرداری کے بدلے مَیں آپ کو ارطغرل اور آلیار کا سر پیش کروں گا۔"

اُورال کی بات سن کر گورنر ویسولس اپنا قہقہہ نہ روک سکا:

"آپ نے تو مجھے ہنسا دیا اُورال صاحب! آپ اپنے قبیلے میں رہنے کا حق استعمال نہیں کر سکتے،

لیکن ابھی تک سرداری کے خواب دیکھ رہے ہیں۔"

اُسی لمحے گورنر ویسولس کو اپنے چند سپاہیوں کے مارے جانے کی خبر مل گئی، وہ غصّے سے اطلاع لانے والے سپاہی پر ٹوٹ پڑا تھا:

"بتاؤ! یہ کس نے کیا... کس نے؟"

اِس سے پہلے کہ سپاہی جواب دیتا، اُورال کو اپنا مؤقف ثابت کرنے کا موقع مل گیا:

"جس نے اُورال کو اپنے قبیلے میں رہنے کا حق استعمال نہیں کرنے دیا، اُسی نے آپ کے سپاہیوں کو مارا ہوگا۔ میرے قبیلے کے بعد ارطغرل کی نظریں اب آپ کے قلعے پر ہیں۔ آپ کا کام آسان نہیں ہے گورنر ویسولس! مجھے یقین ہے کہ قلعے کے اندر بھی اُس کے مددگار موجود ہیں۔"

"میں ارطغرل کو اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔" گورنر ویسولس چلایا۔

"میرے بغیر آپ اپنا انتقام نہیں لے سکتے۔ میرے قبیلے کے کچھ سردار حرکت میں آنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ سب بغاوت کرنا چاہتے ہیں۔"

اُورال نے بتایا تو گورنر ویسولس چونک کر اُسے دیکھنے لگا، تیر نشانے پر لگا تھا۔ ویسولس کو اب اندازہ ہوا تھا کہ وہ کس مشکل میں گھر گیا ہے، ایسے میں اُورال کی مدد کے بغیر اُس کا آگے بڑھنا ممکن دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"میں تمھیں سن رہا ہوں اُورال... تم اپنی بات جاری رکھو۔"

"اگر ہم نے اتحاد قائم نہ کیا تو ارطغرل آپ کو چین سے اس قلعے میں نہیں رہنے دے گا۔ اُس نے ترک قبیلوں کو ساتھ ملا لیا ہے۔ اگر اُن کا اتحاد نہ توڑا گیا تو ارطغرل کا پہلا ہدف یہ قلعہ ہوگا۔" اُورال نے بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا تھا۔

"اصل بات پر آؤ اُورال! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" ویسولس نے دوبارہ پوچھا۔

"اپنے سرداروں کو خوش کرنے کے لیے تم مجھے سونا دو گے، پھر میں آلیار اور ارطغرل میں پھوٹ ڈال کر اُن کا اتحاد توڑ دوں گا۔ کیا تم بھی یہی نہیں چاہتے؟" اُورال نے پوچھا۔

''میں چاہتا ہوں کہ سبھی ترک اِن زمینوں سے دفع ہو جائیں۔کیا تم اِس بات کو یقینی بنا سکتے ہو؟''

گورنر ویسولس نے دوٹوک پوچھا۔

''یہاں سب سے بڑا قبیلہ چاوودار ہے۔میں اُس کا سردار بن گیا تو اپنے ساتھ دوسرے چھوٹے قبیلوں کو لے کر اِن زمینوں سے چلا جاؤں گا۔اس طرح ہم دونوں اپنا اپنا مقصد حاصل کر لیں گے۔''

اُورال کسی صورت ویسولس کا اعتماد نہیں کھونا چاہتا تھا۔

''اِس صورت میں ارطغرل اور آلیار کے قتل کا کیا ہوگا؟'' ویسولس نے اُس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

''اِس کی فکر مت کریں، میں اُن کے لیے ایسا جال بچھاؤں گا کہ آپ آسانی سے اُنھیں قتل کر سکیں گے۔''

اُورال نے اُس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا:

''کل میں اپنے قبیلے کے چند سرداروں سے ملوں گا۔آلیار جلد میرے شکنجے میں ہوگا۔مزید یہ کہ مجھے آپ کے سپاہیوں کی ضرورت ہوگی۔آپ کو صرف چند روز انتظار کرنا ہوگا۔''

''ہم یقیناً فتح پائیں گے اُورال! یہ زمینیں ہماری ہیں اور ہماری ہی رہیں گی۔''

گورنر ویسولس نے اُورال کو ہر ممکن تعاون کا یقین دلا دیا۔اب دونوں اپنی اپنی جگہ مطمئن تھے۔

-☆-

''رُک جاؤ مسافر...یہ رستہ کہاں جاتا ہے؟''

''کیزیلی لیما کی طرف۔''

''منزل کہاں ہے؟''

''جہاں شہادت نصیب ہو۔''

''وطن کہاں ہے؟''

''پوری دنیا ہمارا وطن ہے...'' ارطغرل نے کہا اور گھوڑے سے اُتر آیا۔

"پوری دنیا آپ کا وطن بنے، پوری دنیا آپ کی ہو۔ آپ کی جدوجہد مبارک ہو۔"

مقابل کھڑے نوجوان نے آگے بڑھ کر کر ارطغرل کو سینے سے لگالیا۔ شناخت کا عمل مکمل ہو چکا تھا، وہ نوجوان سلطان علاؤالدین کا خصوصی ایلچی تھا اور ارطغرل کو اُس سے ملاقات کے لیے قبیلے سے باہر بلایا گیا تھا۔

"میں سن رہا ہوں، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟" ارطغرل نے کہا۔

"گورنر ویسولس نے اپنے شہنشاہ کو خط لکھا ہے کہ ترکوں نے امن توڑ کر جنگ شروع کر دی ہے۔ آپ نے اُسے سرائے میں قید کر کے بازنطینی سپاہیوں کو مارا ہے۔ آپ کے لوگوں نے کاراچا ئیسار میں گھس کر اُس کے سپاہیوں کو واصل جہنم بھی کیا ہے... اِسی وجہ سے نیقیہ میں غم و غصہ پیدا ہو گیا ہے اور حملے کے لیے دباؤ بڑھ رہا ہے۔"

"اور یقیناً شہنشاہ یہ دباؤ برداشت نہیں کر پا رہا۔" ارطغرل نے اُس کی بات مکمل کی۔

"شہنشاہ بہت کچھ جانتا ہے، وہ اپنے آدمیوں سے بھی واقف ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ گورنر ویسولس جنگ شروع کرنے کا بہانہ ڈھونڈ رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ ابھی تک خاموش ہے۔ امن کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی کوئی معقول وجہ نہیں تھی لیکن قلعے میں جو ہو رہا ہے، اس کی تحقیقات اور دباؤ کم کرنے کے لیے فوجی دستے بھیجے جا چکے ہیں جو کہ راستے میں ہیں۔" ایلچی نے بتایا۔

"مطلب شہنشاہ جانتا تھا کہ وہ جنگ کو روک نہیں سکتا۔ سپاہی تحقیقات کے لیے نہیں، یہاں نگرانی کرنے اور لڑنے کے لیے آرہے ہیں۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ شہنشاہ جاننا چاہتا ہے کہ اُسے کتنی فوج چاہیے؟ ترک قبیلوں کے درمیان کیا صورت حال ہے اور اُن کی صلاحیت کتنی ہے؟ اگر اُس نے اپنی اُمیدوں کے مطابق ترک قبیلوں کو کمزور پایا تو وہ اُنھیں کچلنے میں دیر نہیں لگائے گا... باقی آپ کی صورت حال کیا ہے؟" ایلچی نے تفصیل بتا کر پوچھا۔

"اللہ کے حکم سے ہم نے اپنے اتحاد کو یقینی بنایا ہے۔ اگر شہنشاہ جنگ چاہتا تو وہ چند دستے نہیں فوج

بھیجتا۔"ارطغرل نے اعتماد سے کہا۔

"بہت خوب...ہمارے لیے آپ کی یہاں موجودگی باعث اطمینان ہے ارطغرل صاحب!اگر آپ نہ ہوتے تو کاراچا ئیسار اور مضبوط ہو جاتا، اور ہمارے لیے مسائل پیدا ہو جاتے۔آپ نے یہ فریضہ بخوبی سرانجام دیا ہے۔اب ایک اور کام کرنا ہوگا!سلطان کو تمام معلومات پہنچانا ضروری ہیں۔"

"اس کی فکر نہ کریں۔تمام معلومات جلد ہمارے سلطان تک پہنچ جائیں گی۔"ارطغرل نے یقین دلایا۔

"یہ کام اب آپ کا ہے...اللہ آپ کی مدد کرے۔"

"آمین..."ارطغرل نے اُسے گلے لگایا اور دونوں اپنے اپنے رستے پر چل دیے۔

واپس آتے ہی ارطغرل نے روشان کو تیار رہنے کا حکم دیا۔اُسے سلطان علاؤالدین کے لیے اہم معلومات لے کر قونیہ جانا تھا۔

اگلے روز ارطغرل نے روشان کو وہ تمام کام سمجھا دیا جو اُسے قونیہ جا کر انجام دینا تھا۔حفاظتی نقطہ نظر سے اُن معلومات کو تحریر نہیں کیا گیا تھا،روشان کو قونیہ پہنچ کر یہ سب زبانی بتانا تھا۔

اُسے روانہ کر کے ارطغرل،آلیار صاحب کے ساتھ علاقائی صورت حال پر گفتگو کرنے لگا۔اُن کی نشست دوپہر تک جاری رہی تھی۔آلیار اپنے قبیلے جانے والا تھا کہ نقارہ بجنے کی آواز سنائی دی،پھر ایک گھوڑا قبیلے کی طرف آتا دکھائی دیا جس پر کوئی زخمی سپاہی سوار تھا۔ارطغرل اور دوسرے سپاہی تیزی سے گھوڑے کی طرف لپکے۔

آنے والا روشان تھا،وہ شدید زخمی تھا۔روشان کی حالت دیکھ کر بابر اور نور گل نے اُسے گھوڑے سے اُتار لیا...روشان کی حالت بہت خراب تھی۔

ارطغرل بھی وہاں آ گیا تھا،اُس نے تڑپ کر روشان کو اپنے بازوؤں میں لے لیا:

"روشان...میرے بھائی...آنکھیں کھولو۔"

"آنکھیں کھولو میرے بھائی...اُٹھ جاؤ۔"بابر اور نور گل بھی خود کو بہت بے بس محسوس کر رہے

تھے۔

''روشان! تمھارے ساتھ یہ سب کس نے کیا؟ میرے بھائی.... مجھے بتاؤ۔'' ارطغرل نے رندھی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''گورنر ویسولس نے اُورال کے ساتھ میرا رستہ روک لیا تھا لیکن وہ مجھ سے معلومات حاصل نہ کر سکے۔ مجھے معاف کر دیں بھائی! میں آپ کے حکم کی تعمیل نہ کر سکا... آپ کا پیغام قونیہ نہ پہنچا سکا۔'' اُس کی سانسیں اُکھڑ رہی تھی۔

''بھائی! کچھ کریں... اِسے بچالیں۔ روشان! مت جاؤ میرے بھائی۔'' بابر بچوں کی طرح رونے لگا۔

حائمہ خاتون اور حلیمہ سلطان بھی وہاں آ گئی تھیں، گل بانو بھی اُن کے ساتھ تھی۔

''روشان... میرے بچے!'' حائمہ خاتون اُسے دیکھتے ہی ایک ماں کی طرح تڑپ اُٹھیں۔

''روشان... میرے شیر دِل...''

گل بانو آگے بڑھی اور روشان سے لپٹ گئی۔

''روشان! اپنی آنکھیں کھولو۔ کس نے کیا یہ سب آپ کے ساتھ؟'' اُس کے ہونٹ کانپ رہے تھے۔

''ہمارے بچے کو ارطغرل صاحب اور ہمارے قبیلے کے لائق بنانا۔'' اُس نے کانپتے ہونٹوں سے گل بانو کو وصیت کی۔

''ایسی باتیں نہ کریں روشان! مت کہیں ایسا...'' گل بانو رونے لگی۔

''گل بانو آپ کے حوالے ہے بھائی! یہ قائی قبیلے کے حوالے ہے۔'' روشان نے کہا۔

''ایسا مت کہو میرے بھائی...''

ارطغرل نے اُس کا ہاتھ تھام لیا مگر جدائی کا وقت آ گیا تھا... روشان نے کلمہ شہادت پڑھ کر ایک آخری ہچکی لی اور اس منزل کی جانب روانہ ہو گیا جہاں اندھیرا نہیں روشنی تھی، سکون تھا اور رب العالمین کی

رحمت تھی۔

اُس کے آنکھیں بند کرتے ہی قبیلے میں صف ماتم بچھ گئی۔ ہر آنکھ پرنم تھی، ہر دِل دُکھی تھا۔

وہ شیر جوان جو زندگی بھر ارطغرل کے ساتھ قدم جما کر کھڑا رہا تھا، آج اپنے غمزدہ آقا کو تنہا چھوڑ گیا تھا۔ ارطغرل نے اُسے اپنے بازوؤں میں اٹھالیا۔ وہ دوست جو بھائیوں سے بڑھ کر تھا، ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا تھا۔ ارطغرل کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، وہ روشان کو اُٹھائے اُسے آخری بار اُس کے خیمے میں لے جا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ خیمے سے باہر آیا تو اُس کا یقین پہلے سے کہیں زیادہ پختہ تھا۔

''نورگل... بابر... تیار ہو جاؤ، جنگ شروع ہو گئی! اب وہ میرے کسی اور بھائی کی جان نہیں لے سکیں گے۔ ہر سپاہی شہادت کے لیے تیار ہو جائے، میں انتقام لیے بغیر سکون سے نہیں بیٹھوں گا۔''

سرِ شام ہی روشان کو سپردِ خاک کر دیا گیا... اِک عہد تھا جو تمام ہوا۔

اِس کام سے فارغ ہوتے ہی ارطغرل نے مشاورت کے لیے اپنے جانبازوں کو بلا لیا۔ ہیلینا قلعہ چائیسار میں تھی، وہی اُنھیں گورنر ویسولس کے بارے میں معلومات پہنچا رہی تھی لیکن اب اُس کا وہاں رُکنا خطرے سے خالی نہیں تھا... یہ راز کھل جانے پر گورنر ویسولس اُس کی جان بھی لے سکتا تھا جبکہ اُس کے بابا نے مرنے سے پہلے ہیلینا کو ارطغرل کے سپرد کیا تھا، چناں چہ ارطغرل نے بابر کو کاراچائیسار روانہ کر دیا۔

بابر نے وہاں پہنچ کر ایک مخبر کے ذریعے ہیلینا کو قلعے سے باہر بلوا لیا اور پھر صورت حال سے آگاہ کر کے خفیہ طور پر اپنے ساتھ قائی قبیلے لے آیا۔

-☆-

اُورال ایک خفیہ مقام پر اپنے اتحادی سرداروں کے ساتھ موجود تھا۔ وہ اُن کو سبز باغ دکھا کر اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اُورال جانتا تھا کہ گورنر ویسولس کسی طور بھروسے کے لائق نہیں، دونوں ایک دوسرے کو اپنے اپنے مفاد کے لیے استعمال کر رہے تھے۔ یہ طے تھا کہ جس دِن ویسولس نے

اپنا مفاد حاصل کرلیا، وہ اُورال کی زندگی کا آخری دِن ہوگا۔

"آپ ارطغرل اور آلیار صاحب کو خط بھیجیں گے اور لکھیں گے کہ اُورال صاحب ہمیں اپنی صفوں میں شامل کرنے کے لیے مجبور کر رہے ہیں، آپ کہیں گے کہ احتیاطی طور پر یہ اتحاد کا وقت ہے۔" اُورال نے اُنھیں سمجھایا۔

"ارطغرل اور آلیار صاحب کو ہماری آپ سے خفیہ ملاقات کا شک ہے، اگر اُنھوں نے ہماری درخواست کو اہمیت نہ دی تو کیا ہوگا؟" ایک سردار نے پوچھا۔

"اِس صورت میں آپ ہانلی بازار میں اُن سے ملاقات کریں گے اور بتائیں گے کہ میں آپ لوگوں کو دھمکیاں دے رہا ہوں [illegible] ر ویسولس کے سپاہیوں کی مدد سے چاوودار قبیلے پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں۔" اُورال اُنھیں بچوں کی طرح پڑھا رہا تھا۔

"اچھا! تو پھر کیا ہوگا؟"

"جب آپ اُن کو ہانلی بازار میں مشغول کریں گے تو میں اپنے قبیلے کو سنبھال لوں گا۔ اِس طرح نہ کوئی مزاحمت ہوگی اور نہ خون بہے گا۔" اُورال نے بتایا۔

"اس کے بعد ویسولس کا کیا بنے گا؟" ایک سردار نے سوال کیا۔

"کیا آپ اپنا قبیلہ حاصل کرنے کے بعد بھی اُس کافر کے ساتھ جڑے رہیں گے؟"

"میں نے قلعے میں اُس کافر گورنر ویسولس سے ملاقاتیں ضرور کی ہیں، مگر اپنے قبیلے اور روایات سے غداری نہیں کی۔ یہ کیسی بات کی آپ نے... ویسولس پہلے ہی میرے جال میں پھنس چکا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں آپ کو اور اپنے قبیلے کو لے کر اِن زمینوں سے چلا جاؤں گا۔ یاد رکھیں! میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ نہ ہانلی بازار چھوڑوں گا، نہ سونے کی کان اور نہ ہی کاراچا ئیسار کا مالِ غنیمت۔" اُورال نے اپنے عزائم بتائے۔

"آپ کاراچا ئیسار کی بات کر رہے ہیں... کیا اُسے فتح کرنا اتنا آسان ہے؟"

"میں پہلے ہی ویسولس کا قلعہ فتح کر چکا ہوں۔ قلعے کے دروازے میرے لیے کھلے ہیں۔ جہاں

تک ویسولس کی بات ہے، ارطغرل نے اُس کے شہنشاہ کی طرف سے بھیجے گئے تازہ دم دستے کو مار دیا ہے۔ گورنر ویسولس اپنے قلعے میں گِھر گیا ہے، اُس میں نہ تو قلعے کا دفاع کرنے اور نہ لڑنے کی سکت ہے۔ جب ہم قلعے پر قبضہ جمائیں گے تو سلطان علاؤالدین کو ہماری لیاقت کا پتہ چل جائے گا، پھر مالِ غنیمت اور تجارتی رستے ہمارے ہوں گے۔"

اُورال انھیں خوابوں کی دنیا میں لے گیا تھا، اب وہ اس کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار تھے۔ انھیں رخصت کر کے اُورال واپس کاراچا ئیسار اچلا گیا۔

جب وہ قلعے میں پہنچا تو گورنر ویسولس اپنی ہی آگ میں جل رہا تھا۔ ہیلینا کا قلعے سے فرار ہو جانا اُس کے لیے شکست سے کم نہیں تھا، گو اس نے اپنے جذبات کا اظہار کسی کے سامنے نہیں کیا تھا مگر وہ اندر ہی اندر کڑھ رہا تھا۔

اُورال سامنے آیا تو گورنر ویسولس نے اُس پر بھی توجہ نہ دی۔ وہ مسلسل جام خالی کر رہا تھا۔ اُورال بھی اُس کی دُکھتی رگ سے واقف تھا، وہ اُس کے قریب ہی بیٹھ گیا:

"اگر اُنھوں نے آپ سے ہیلینا کو چھینا ہے تو مجھ سے میرے بابا اور بھائی کو بھی چھینا ہے۔ اگر اُنھوں نے گھات لگا کر آپ کے سپاہی مارے ہیں تو میرے جانبازوں کو بھی نہیں چھوڑا۔"

"اُورال صاحب! ہم اُنھیں دیکھ لیں گے۔" گورنر ویسولس نے بے دِلی سے کہا۔

"آپ دیکھتے رہیں، لیکن میرا یہ حتمی اقدام ہوگا۔ کل جب میں اپنے قبیلے پر قبضہ کروں گا تو اپنے خلاف کھڑے ہونے والے ایک ایک سردار کو ختم کر دوں گا۔ میں باغی سپاہیوں میں اپنی تیز دھار تلوار گھمانے والا ہوں، اِس کے بعد میں اپنا عہد پورا کروں گا۔"

"کون سا عہد؟" گورنر ویسولس نے پوچھا۔

"جب میں اپنے قبیلے پر حملہ کروں گا تو ارطغرل کی ماں اور بیوی بھی وہیں کارخانے میں ہوں گی۔" اُورال کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔

"انتقام... دُشمن سے انتقام! اگر تم کامیاب نہ ہوئے تو جانتے ہو، میں تمھارے ساتھ کیا کروں

گا؟'' گورنر ویسولس نے خالی جام دُور اُچھال دیا۔

''میں بازی کو اُلٹ دوں گا۔ میں ایک ایک کر کے تمام ترک قبائل کو جلا کر بھسم کر دوں گا۔''

''مجھے آپ کے غصّے کا احساس ہے گورنر ویسولس! میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ کیا کرنے والے ہیں۔ نہ میرا قبیلہ اور نہ ہی دوسرے ترک قبائل اِن سرزمینوں پر رہیں گے... شرط یہ ہے کہ کل جس وقت میں اپنے قبیلے میں جاؤں، مجھے یقین ہونا چاہیے کہ آپ میرے پیچھے کھڑے ہیں۔'' اُورال نے کہا۔

''میں تمھارے ساتھ ہوں، اپنے ہاتھ میں تلوار لیے اپنے سپاہیوں کے ساتھ میں تمھاری مدد کو پہنچوں گا۔'' گورنر ویسولس نے اُسے تسلی دی۔

''اپنے اتحاد کو یقینی بنانے کے لیے ارطغرل اور آلیار شام تک سرائے میں ہوں گے، اُن کی غیر موجودگی میرے لیے قبیلے کے تمام دروازے کھول دے گی۔'' اُورال نے بتایا۔

''جو سپاہی آلیار کے وفادار ہیں، اُن سے کیسے نبٹو گے تم؟'' گورنر ویسولس نے پوچھا۔

''شکاری خود شکار ہوں گے۔ میں آلیار کے سپاہیوں کا شکار کروں گا۔ قبیلے میں کوئی میری مزاحمت کی جراُت نہیں کرے گا گورنر!''

''اُورال! لوگوں کی طاقت کو کم مت سمجھو۔ کیا لوگ اُس شخص کو بحیثیت سردار قبول کریں گے جسے وہ غدار سمجھتے ہیں؟'' گورنر ویسولس نے اُس کے سامنے صورت حال رکھی۔

''لوگ صرف اپنی جانیں بچائیں گے۔ جب میں چند مزاحمت کاروں کو کاٹ ڈالوں گا تو وہ اپنے خیموں سے باہر قدم نہیں نکالیں گے۔ وہ میری بیعت کرنے پر مجبور ہوں گے۔'' اُورال کو اپنی کامیابی کا یقین تھا۔

''اُمید ہے کہ تمھارے منصوبے کام کریں اُورال! یہ تمھارا آخری اور جارحانہ اقدام ہوگا۔ نتیجے میں یا تم سکون کی سانس لو گے یا پھر تمھاری سانس چھین لی جائے گی۔'' گورنر ویسولس نے اُسے خبردار کر دیا۔

"اگر میری سانس بند ہوگئی تو تمھارے لیے سانس لینا بھی مشکل ہو جائے گا، اگر میں اتنے ترک سرداروں کی مدد سے ارطغرل کو نہ روک سکا تو ہم دونوں کا انجام المناک ہوگا۔" اُورال نے بھی اُسے آگاہ کردیا۔

"مجھے تمھارے ترک سرداران کی وفاداری پر شک ہے۔" گورنر ویسولس نے خدشہ ظاہر کیا۔

"وہ میرے وفادار ہیں۔ وہ میرے ساتھ کھڑے رہنا اپنے لیے اعزاز سمجھتے ہیں۔" اُورال نے اعتماد سے جواب دیا۔

"اُورال صاحب! قائدے کے بغیر اُن میں سے کون آپ کی پیروی کرے گا؟ بتائیں مجھے! آپ نے اُن کے ساتھ کیا وعدہ کیا ہے؟"

"میں نے اُن سے آزادی کا وعدہ کیا ہے۔ اب یہ اُن پر ہے کہ ارطغرل کی دُم سے چپکے رہیں گے یا عزت سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں گے۔" اُورال نے بتایا۔

"کیا اُنھیں معلوم ہے کہ تمھارے سردار بنتے ہی اگر اُنھوں نے میری زمینوں کو نہ چھوڑا تو وہ سب مارے جائیں گے؟" گورنر ویسولس نے سوال کیا۔

"اُنھیں معلوم ہے! میں نے سب پر واضح کر دیا ہے کہ ہم کیسے اپنے قبیلے کو لے کر اِن زمینوں سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔ کیسے ہم زیادہ موزوں اور زرخیز مٹی کی طرف جائیں گے۔"

یہ سن کر گورنر ویسولس نے فلک شگاف قہقہہ لگایا:

"تمھارے سردار میری توقع سے بھی زیادہ بے وقوف ہیں۔ اگر میں اُن کی جگہ ہوتا تو ہانلی بازار، سونے کی کانیں اور کاراچا ئیسار کو چھوڑ کر کہیں نہ جاتا۔ زبردست! اُن کو یہاں سے خالی ہاتھ زمینیں چھوڑنے کے لیے قائل کرنا ایک مشکل کام تھا... تم نے ایک بڑا کام کیا ہے اُورال!" ویسولس نے تعریف کی۔

"میرے لیے زیادہ اہم ارطغرل کی نسل کو مٹانا اور قائی قبیلے کو خود سے باندھ کر پُرسکون زندگی گزارنا ہے۔ ترک سرداران کے لیے بھی اِس سے بڑا کوئی انعام نہیں۔" اُورال نے جواب دیا۔

"میں اپنے آدمیوں کے ساتھ قبیلے کے نزدیک تمھارا انتظار کروں گا، اُوراں! میں تمھاری فتح کا جشن منانے والوں میں پیش پیش ہوں گا۔ اگر معاملات الٹ ہو گئے، تم اپنی مہم میں ناکام ہوئے اور تمھاری جان کو خطرہ ہوا تو میں تمھیں بچانے ضرور آؤں گا۔" گورنر ویسولس نے اُسے یقین دہانی کرائی۔

"فکر نہ کریں گورنر ویسولس... فتح ہماری ہوگی۔" اُوراں نے ہاتھ ملایا اور باہر چلا گیا۔ اُسے حملے کی تیاری کرنی تھی۔

چولپان خاتون بھی قلعے میں تھی۔ گورنر ویسولس نے اُوراں کو قائل کر لیا تھا کہ چولپان خاتون کا ساتھ جانا خطرے سے خالی نہیں۔ اُوراں کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ چولپان خاتون قلعے میں رہے، مگر وہ گورنر ویسولس کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔

-☆-

قائی قبیلے میں مشاورت کا عمل جاری تھی۔ وقت آ گیا تھا کہ اُورال اور گورنر ویسولس کو سبق سکھایا جائے، اُن کی فرعونیت کو خاک میں ملایا جائے۔

''آلیار صاحب! اصل کام اب شروع ہوا ہے۔ یہ بات واضح ہو چکی کہ کون کالی بھیڑیں ہیں اور کون سی سفید؟'' ارطغرل نے کہا۔

''اُورال کی پیروی کرنے والے میرے قبیلے کے سرداران خوفزدہ ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ ہم نے اُنھیں دِکھا دیا ہے کہ اُن کا انجام کیا ہو سکتا ہے ارطغرل صاحب! لیکن آپ کی بات درست ہے کہ اُنھوں نے دانہ نگل لیا ہے۔'' آلیار نے جواب دیا۔

''اب وہ ایک بڑی بغاوت کریں گے۔ وہ مایوس ہو کر حملہ کریں گے، اُس حملے میں اُورال، گورنر ویسولس کو بھی ملوث کرے گا۔ برائی صرف قبیلے کے اندر نہیں ہے آلیار صاحب!'' ارطغرل نے خیال ظاہر کیا۔

''میرے سپاہی دِن رات پہرہ دے رہے ہیں، پہرے پر سپاہیوں کی تعداد بڑھا دی گئی ہے۔ لوگوں کو خبردار کر دیا گیا ہے کہ دُشمن سے کسی بھی برائی کی توقع کی جا سکتی ہے، وہ اپنی آنکھیں کھلی رکھیں۔'' آلیار نے بتایا۔

مجلس برخاست ہوئی تو آلیارا اپنے قبیلے چلا گیا۔

ارطغرل اور حائمہ خاتون جانتے تھے کہ بابر اور ہیلینا ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور ایک

دوسرے سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ روشان کی شہادت کے بعد قبیلے کی فضا بہت سوگوار تھی لہٰذا حائمہ خاتون نے اِس شادی کو خوش آیند قرار دیا۔

شادی میں ہیلینا کی رضامندی بھی دریافت کی گئی تھی، وہ اِس رشتے سے خوش تھی۔ چناں چہ ابن العربی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کے بعد ہیلینا کا اسلامی نام حفصہ رکھ دیا گیا، اِس کے بعد ابن العربی نے بابر اور حفصہ کو نکاح کے بندھن میں باندھ کر ایک کر دیا۔

جب وہ بابر کی شادی سے فارغ ہوئے تو ترک سرداران نے ارطغرل کے پاس اپنا قاصد بھیج دیا۔

"ارطغرل صاحب! میں ترک سرداروں کی طرف سے پیغام لایا ہوں۔ ہمارے سردار اُس اتحاد کے لیے جرگہ بلانا چاہتے ہیں جو ادھورا رہ گیا تھا... اُنھوں نے کل ہانلی بازار میں جرگے کی درخواست بھیجی ہے۔ آلیار صاحب کو بھی پیغام پہنچ چکا ہے، وہ بھی شرکت فرمائیں گے۔"

"ٹھیک ہے، ترک سرداروں کو بتا دو کہ انھیں خوش آمدید کہنا میرے لیے باعثِ شرف ہوگا۔"

ارطغرل نے قاصد کو بھیج دیا۔

"یہ اچھا رہے گا بھائی! کل ہم اِس معاملے کو حل کر لیں گے۔" نور گل نے کہا۔

"نور گل! تمھیں پھر بھی ضروری انتظامات کرنے ہوں گے۔ جرگے کو محفوظ بنانے کے لیے ہر رستے پر سپاہی موجود ہوں۔ گورنر ویسولس کی طاقت ختم ہو چکی ہے، پھر بھی وہ کوئی شرارت کر سکتا ہے۔"

"جو آپ کا حکم..." نور گل نے یقین دلایا۔

اگلے روز ارطغرل سرائے میں پہنچا تو ترک قبیلوں کے سردار پہلے سے منتظر تھے۔ جرگے کے شرکاء کا وقت سے پہلے آ جانا ارطغرل اور عارف صاحب کے لیے غیر متوقع تھا۔ آلیار بھی آ چکا تھا۔ ارطغرل نے اُن کا استقبال کیا۔ سب لوگ بیٹھ گئے تو اللہ کے پاک نام سے جرگے کی کارروائی شروع کر دی گئی:

"یہ جرگہ ہمارے لیے خوش حالی لائے۔ ترک قبائل کے سربراہوں کا یہاں آنا ہمارے جرگے کے لیے باعثِ شرف ہے۔ ترک قبائل کے معزز سرداران! سلطان جو اتحاد ہمارے درمیان چاہتے ہیں

اُس کو یقینی بنانے میں ہمارے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں۔ گورنر ویسولس جو اس اتحاد کو روکنا چاہتا تھا، شکست سے دوچار ہوا ہے۔"

"ارطغرل صاحب! ہم نے آپ کی فتوحات کا سنا تھا، ہمارے سینے فخر پھیل گئے ہیں۔" ایک سردار نے ارطغرل کی تعریف کی۔

"گورنر ویسولس اب قلعے میں پناہ لے کر موت کا انتظار نہیں کرے گا۔ ہم بھی اُسے انتظار نہیں کرائیں گے۔ نہ گورنر ویسولس اور نہ قلعے میں پناہ لینے والا اُورال اس تحاد کو روک پائے گا۔"

جرگہ جاری تھا کہ ذوالجان نے وہاں آ کر ارطغرل کو سلام کیا:

"صورت حال گھمبیر ہے بھائی۔ اُورال، گورنر ویسولس کے سپاہیوں کو لے کر چاوودار قبیلے جا رہا ہے۔" ارطغرل اور آلیار نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا جبکہ باقی سردار نظریں چرانے لگے۔

"کیا ہو رہا ہے یہ... اُورال کا گورنر ویسولس سے کیا کام؟" ایک سردار نے کہا۔ وہ سب ارطغرل کے ساتھ کھڑے ہو گئے تھے۔

"میری غیر موجودگی سے فائدہ اُٹھا کر اُورال اُس شیطان ویسولس کے ساتھ مل کر قبیلے پر حملہ کرے گا ارطغرل صاحب۔" آلیار نے خدشہ ظاہر کیا۔

"آلیار صاحب! اُسے کیسے پتہ چلا کہ آپ یہاں ہیں... کیا جرگے کے دعوت نامے خفیہ نہیں بھیجے گئے تھے؟" عارف صاحب نے پوچھا۔

"اِس جرگے کا انعقاد اُورال کی چال تھی۔" ارطغرل نے سرداروں کی طرف دیکھا جو کھسیانے انداز میں کھڑے تھے۔

"ارطغرل صاحب! اِس سے کیا مطلب ہے آپ کا؟" ایک سردار ڈھٹائی سے بولا۔

"ہمارے درمیان کچھ غدار ہیں جو اُورال کے معاون ہیں۔" ارطغرل نے اعتماد سے کہا۔

"کون ہیں وہ ارطغرل صاحب؟ آپ ہم سب پر شک کر رہے ہیں۔ اگر آپ جانتے ہیں تو صاف کہہ دیں۔" ایک سردار نے احتجاج کیا۔

''یہ واضح ہے کہ غدار کون ہے؟'' آلیار نے کہا۔

ارطغرل آگے بڑھا اور اُسی سردار کے گردن پر تلوار رکھ دی۔ آلیار اور دوسرے سپاہیوں نے باقی سرداروں کو قابو کر لیا تھا۔ صورت حال کو اپنے خلاف ہوتا دیکھ کر سب غدار سردار گھبرا گئے تھے۔

''ارطغرل صاحب! ہم نے کچھ نہیں کیا... ہم بے گناہ ہیں۔ یہ بہتان ہے ارطغرل صاحب!''

''ہم سے غلطی ہوئی، ہمیں معاف کر دیں حضور۔'' ایک سردار نے اعتراف کر لیا۔

''ہمیں مت ماریں! ہم جو بھی جانتے ہیں، بتا دیں گے۔''

''تم اللہ کو حساب دو گے۔'' ارطغرل نے کہا اور اُس کی گردن کاٹ دی۔ آلیار نے بھی اُس کی پیروی کی۔

''یہ اُورال کا آخری دن ہے، اب وہ کسی کو گمراہ نہیں کرے گا۔'' ارطغرل نے تلوار بلند کرتے ہوئے کہا۔

''ارطغرل صاحب! لوگوں کی جانوں کو خطرہ ہے۔'' آلیار نے توجہ دلائی۔

''ہم محتاط انداز میں آگے بڑھیں گے۔ یا تو ہم اس بدامنی پر قابو پا لیں گے یا اکٹھے شہید ہوں گے۔''

ارطغرل نے اپنے وفادار سرداروں اور سپاہیوں سے کہا اور سرائے سے باہر آ گیا۔

-☆-

ارطغرل چاودار قبیلے پہنچا تو یہ دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھا کہ مرکزی خیمے کے باہر اصلاحان خاتون سمیت قبیلے کی دیگر خواتین بندھی ہوئی تھیں، سب سے زیادہ حیرت اُسے حائمہ خاتون اور حلیمہ سلطان کو دیکھ کر ہوئی تھی۔ اُسے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ بھی چاودار قبیلے میں ہوں گی۔ ارطغرل کو دیکھتے ہی اُورال نے اپنی تلوار حلیمہ سلطان کی گردن پر رکھ دی۔

''کب سے ترکوں کی اقدار میں یہ روایت پڑ گئی کہ خواتین کو ڈھال بنا کر مردوں کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا جائے اُورال؟'' ارطغرل نے دور سے اُسے للکارا۔

''مجھے سردار اُورال کہو...اب سے اپنے قبیلے کا سردار میں ہوں۔ یہ جان لو تم سب۔''

''تم میری نظروں میں کچھ بھی نہیں ہو اُورال! تم نے میرے بابا کے خیمے اور اُن کی تلوار جو تم نے پکڑی ہوئی ہے، اِس کی توہین کی ہے۔'' آلیار نے کہا۔

''تم نے ارطغرل کی سرپرستی میں سازشیں کر کے اپنے بھائی کو دھوکا دیا۔ میں نے اپنا حق چھینا ہے...سمجھ گئے تم سب، اپنا حق...'' اُورال سرداری حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔

''کیا تم اِتنے گر گئے ہو کہ سپاہیوں سے اُن کے اپنے قبیلے کے سرداروں کو مروا رہے ہو۔'' آلیار نے افسوس کا اظہار کیا۔

''قبیلے میں تم نے جو کچھ کیا، اُسے برداشت نہیں کیا جائے گا بھائی! بہتر ہو گا، ہتھیار پھینک دو۔'' اصلاحان نے بھی اُورال کو سمجھایا۔

''جب تک آسمان نہ گر پڑے، جب تک زمین نہ پھٹ جائے...کوئی ترک قوم کو نہیں توڑ سکتا اور نہ اُس کی روایات کو۔ اُورال! تم نے اپنی کوشش کر لی، اب تمھیں اِس کی قیمت چکانی پڑے گی...''

ارطغرل نے اُسے خبردار کیا اور پھر سپاہیوں سے مخاطب ہوا:

''سپاہیو! پیچھے رہو۔ اگر تم اُورال کے پیچھے جاؤ گے تو تمھاری منزل موت ہو گی۔ اپنی اقدار اور انصاف کے آگے ہتھیار پھینک دو۔''

''سپاہیو! اِن سب کو مار دو۔'' اُورال نہیں چاہتا تھا کہ سپاہی ارطغرل کی باتوں پر توجہ دیں۔ اُس کا حکم سنتے ہی سپاہی پیش قدمی کرنے لگے...ارطغرل اور اُس کے ساتھی تیار تھے، وہ بھی آگے بڑھے اور اِس بغاوت کو کچلنے لگے۔

جب اُورال نے اپنے سپاہیوں کو مرتے دیکھا تو حلیمہ سلطان کی گردن پر اپنی تلوار کا دباؤ بڑھا دیا۔

''رُک جاؤ، ورنہ میں تمھاری بیوی کو مار ڈالوں گا ارطغرل۔'' اُورال نے بلند آواز میں کہا۔

''میری بیوی کو چھوڑ دو اُورال...'' ارطغرل آگے بڑھا۔

''مرد کی طرح لڑو۔''

''ہم تمھارے کالے احکام کو کچل دیں گے۔ تم نے اپنے زہریلے پن سے ہم سب کے اندر زہر بھر دیا ہے۔ لالچ اور غصّے کی وجہ سے تم نے بہت سے سپاہی، سردار اور بے گناہ لوگوں کو قربان کر دیا۔ اب تم خواتین کو ڈھال بنا کر چھپ رہے ہو۔ تم مزید کتنا گرو گے اُورال؟'' آلیار نے اُسے قائل کرنا چاہا۔

''میرے سردارو...! میرے سپاہیو، حملہ کر دو اِن پر۔''

اُورال نے آلیار کی بات کا جواب دینے کے بجائے سامنے کھڑے اتحادیوں کو مدد کے لیے پکارا، لیکن کوئی اُس کی حمایت میں آگے نہ بڑھا اور سپاہیوں نے ہتھیار پھینک دیے۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو، میں نے تمھیں حملے کا حکم دیا ہے اور تم ہتھیار پھینک رہے ہو۔'' اُورال اُنھیں ہتھیار ڈالتے دیکھ کر گھبرا گیا۔

اُورال کی اِس گھبراہٹ سے فائدہ اٹھا کر حلیمہ سلطان نے اپنا گھٹنا زور سے اُورال کے پیٹ میں مارا اور اُس کی گرفت سے نکل گئی۔ ارطغرل کو بھی اِسی لمحے کا انتظار تھا، اُس نے آگے بڑھ کر اُورال پر حملہ کر دیا۔ اُورال جو درد کی شدت سے دہرا ہو گیا تھا، ارطغرل کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اُس نے دوبارہ تلوار سونت لی۔

''ارطغرل! میں تمھاری نسل کا نام و نشان مٹا دوں گا، میں تمھارا ڈراؤنا خواب بنوں گا۔''

اُورال نے غصّے اور نفرت سے کہا اور ارطغرل پر حملہ کر دیا۔ سب لوگ خاموشی سے یہ لڑائی دیکھ رہے تھے۔ کسی سپاہی یا سردار نے مداخلت نہیں کی تھی۔ اُورال پوری قوت سے ارطغرل پر ناکام حملے کر رہا تھا، پھر ارطغرل نے اُسے مزید مہلت دینے کے بجائے اپنی تلوار اُس کے سینے میں اُتار دی۔

''جو غداری کو تاج سمجھ کر پہنتے ہیں اور خود کو بادشاہ سمجھتے ہیں، اُن کا انجام یہی ہوتا ہے۔ جب تک تم جیسے لوگ ہمارے درمیان آستین کے سانپ بن کر موجود ہیں، میں غداروں کی جانیں لینا نہیں چھوڑوں گا۔'' ارطغرل نے نفرت سے کہا اور تلوار واپس کھینچ لی۔

''تمام غداروں کے لیے جہنم کی لمبی زندگی ہے... اُنھیں ایک دِن اپنے انجام کو پہنچنا ہے۔''

ارطغرل ہجوم کو باور کرایا... اور پھر اُورال کا تکبر سے بھرا سر تن سے جدا کر دیا۔

غرور اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا... اور فتح حق کو حاصل ہوئی تھی۔

-☆-

گورنر ویسولس چاوودار قبیلے کے باہر اپنے سپاہیوں کے ساتھ اُورال کے پیغام کا منتظر تھا... لیکن جب اُسے اُورال کے انجام کی خبر ملی تو وہ بجائے حملہ کرنے کے خاموشی سے واپس چلا گیا۔ اب اُسے شہنشاہ سے مدد طلب کرنی تھی۔

قلعے میں پہنچ کر گورنر ویسولس سب سے پہلے چولپان خاتون سے ملا اور اُسے اُورال کی موت سے آگاہ کیا۔

''تم نے اُسے موت سے کیوں نہ بچایا جبکہ تم اُس کی مدد کو گئے تھے۔'' وہ شوہر کی موت کا سن کر غم سے نڈھال ہو کر قریب پڑی کرسی پر بیٹھ گئی تھی، اُس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

''اُورال خود اپنی حماقت کا شکار ہوا۔ اب تمھارا کیا خیال ہے... تم کون سا راستہ اختیار کرو گی؟''

گورنر ویسولس کا سوال سن کر چولپان خاتون آگے بڑھی اور سامنے پڑی صلیب اُٹھا لائی۔

''بہت خوب... گویا تم نے سب سے چھپایا کہ اب بھی تم ایک عیسائی ہو۔'' ویسولس نے حیرت کا اظہار کیا۔

''میں نے سینے میں اپنا عقیدہ زندہ رکھا، ویسولس! میں خداوند کے سوا کسی کو جواب دہ نہیں۔'' چولپان نے واضح کر دیا۔

''ہمارا عقیدہ ہماری سب سے مضبوط زرّہ ہے۔'' گورنر ویسولس بولا۔

''تم اُورال کی نسبت زیادہ مضبوط ہو اور عقلمند ہو۔''

گورنر ویسولس نے تھوڑی سے پکڑ کر اُس کا جھکا ہوا چہرہ اُوپر کیا اور پھر اُسے آرام کرنے کا کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اب اُسے اپنی حکمتِ عملی کو نئے سرے سے تیار کرنا تھا، اُورال کی موت کے بعد اُسے یہ جنگ تنہا لڑنی تھی۔

گورنر ویسولس کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا اور نیقیہ سے ایک تازہ دم دستہ اُس کی مدد کو پہنچ گیا۔ اُس

دستے کی قیادت نکولس کر رہا تھا جو ایک قابل سپہ سالار تھا۔ اُس کے آنے سے گورنر ویسولس مطمئن ہو گیا تھا۔ اُس نے رات کے کھانے پر کمانڈر نکولس سے ملاقات کی اور تمام زمینی حقائق سے آگاہ کر دیا۔

"قائی قبیلہ اُس جگہ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے..." وہ نقشے پر نشاندہی کرنے لگا۔

"اور چاودار قبیلہ وہاں ہے، اِن دونوں کے درمیان ہانلی بازار ہے۔"

"جیسا کہ آپ نے کہا اگر ہانلی بازار حاصل کر لیا جائے تو ہم ان کی زندگی کی ڈور کاٹ سکتے ہیں۔ اس طرح ارطغرل کی ساکھ تباہ ہو جائے گی۔" نکولس نے کہا۔

"ارطغرل نے ہانلی بازار دھوکے سے حاصل کیا ہے، ہانلی بازار اب اس کی قبر بنے گا۔" گورنر ویسولس نے نقشے پر اپنا خنجر گھونپ دیا۔

وہ مشاورت کر رہے تھے کہ شہنشاہ کے خاص دستے کا سالار اُن سے ملاقات کے لیے آ گیا۔ اُسے سلطان علاؤالدین کے ایک جاسوس کی تلاش کے لیے گورنر ویسولس سے مدد درکار تھی۔ وہ جاسوس شہنشاہ کے محل سے فرار ہو کر یہاں پہنچا تھا۔ سپہ سالار اُسے ہر صورت ارطغرل تک پہنچنے سے روکنا چاہتا تھا۔

-☆-

اُورال کو انجام تک پہنچا کر اُنھیں زیادہ دِن انتظار نہ کرنا پڑا، ارطغرل کو یہ اطلاع مل گئی تھی کہ نیقیہ سے ایک بڑا دستہ کاراچا ئیسار قلعے میں پہنچ گیا ہے۔ اِس دفعہ بازنطینی سپاہی تعداد میں بہت زیادہ تھے۔

"تو اِس منحوس خاموشی کی وجہ یہ تھی ارطغرل صاحب! گورنر ویسولس جنگ کی تیاریاں کر رہا ہے۔" آلیار نے خدشے کا اظہار کیا۔

"گورنر ویسولس نے اپنے ارادے ظاہر کر دیے ہیں آلیار صاحب! نیا دستہ قلعے کا دفاع کرنے نہیں بلکہ ہمارا خون بہانے آیا ہے۔ یہ آخری سانسیں ہوں گی جو وہ لے رہے ہیں، ہم اُن کے پھیپھڑوں کو پھاڑ دیں گے۔" ارطغرل نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنی اہم خبر ہم تک نہ پہنچ سکی؟" عارف صاحب کے لہجے میں تشویش تھی۔

"نیقیہ میں سلطان کا ایک جاسوس ہے، ممکن ہے اُسے کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے۔" ارطغرل نے

خیال ظاہر کیا۔

''پھر یا تو وہ محل سے نہیں نکل سکا، یا اُس کا راز کھل گیا ہے۔'' آلیار بولا۔

''اگر ہمیں محل سے کوئی خبر نہ ملی تو ہم اندھیرے میں رہیں گے۔ اب تو قلعے میں بھی ہمارا کوئی آدمی نہیں۔ آج آپ ہمارے قبیلے میں مہمان بنیں آلیار صاحب! ہم رات کا کھانا اکٹھے کھائیں گے۔ تمام امکانات پر تفصیلی گفتگو بھی ہوگی۔''

''میں ضرور آؤں گا ارطغرل صاحب۔'' آلیار نے کہا اور سرائے سے چلا گیا۔

ارطغرل قبیلے میں پہنچا تو ذوالجان ایک نئی خبر کے ساتھ اُس کا منتظر تھا۔

''میرے پاس ایک اچھی خبر ہے بھائی! حلب سے ایک تاجر آیا ہے، نام ابومنصور ہے۔ اُسے ہمارے قالینوں کی شہرت یہاں کھینچ لائی ہے۔ اُسے قالین چاہئیں! وہ پیشگی سونا بھی ادا کر گیا ہے۔''

''یہ تو بہت اچھی خبر ہے... اب وہ کہاں ہے؟''

وہ یہیں ہے بھائی۔'' ذوالجان نے دائیں طرف اشارہ کیا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔

''کچھ دیر قبل تو وہ یہیں تھا۔''

''لگتا ہے، وہ مجھ سے ملنا نہیں چاہتا۔'' ارطغرل نے کہا۔

''حلیمہ سلطان بھی کہہ رہی تھیں کہ وہ اُسے جانتی ہیں لیکن پہچان نہیں پا رہیں۔'' ذوالجان نے بتایا۔

''یہ معمہ بھی حل ہو جائے گا، آؤ! میرے ساتھ...''

ارطغرل اُسے لے کر آگے بڑھا۔ وہ تاجر سے ملنا چاہتا تھا لیکن تاجر تو سونا چھوڑ کر غائب ہو گیا تھا۔ اُس نے وہاں اپنا کوئی سراغ نہیں چھوڑا تھا، دِن اُس کی تلاش میں گزر گیا۔ یہ بات ارطغرل ہی نہیں، آلیار کے لیے بھی باعث تشویش تھی جو رات کے کھانے پر آیا تھا۔ حلیمہ سلطان کا کہنا تھا کہ وہ اُس شخص کو پہلے کہیں دیکھ چکی ہے۔

وہ کھانا کھا رہے تھے کہ سرائے سے ایک سپاہی آ گیا، اُس نے بتایا کہ ابومنصور نامی ایک تاجر

سرائے میں قیام پذیر ہے۔

"یعنی وہ یہاں سے سرائے میں چلا گیا۔" ارطغرل چونکا۔

"اُس نے مقامی تاجروں سے بات چیت کی ہے میرے آقا! اُس نے تجارت کے علاوہ سیاست پر بھی گفتگو کی اور لوگوں سے لگا تار سوال کیے۔ وہ اُن سے کام کے بارے میں پوچھتا رہا۔ قرب و جوار کی حفاظت کے بارے میں اور بازنطینی سرحدوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کیں۔ وہ بہت سخی ہے اس لیے وہ بہت کم وقت میں سب کے لیے محترم بن گیا ہے۔" سپاہی نے بتایا۔

"اُس پر نظر رکھو اور نگرانی کرتے رہو۔" ارطغرل نے سپاہی کو جانے کی اجازت دے دی۔

"قالینوں کا تاجر ایسے سوال کیوں پوچھے گا ارطغرل صاحب؟" آلیار کو یہ سب ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

"ہم پتہ لگا لیں گے آلیار صاحب۔"

ارطغرل نے دسترخوان کی طرف اشارہ کیا اور سب کھانا کھانے لگے۔ جیسے ہی وہ کھانے سے فارغ ہوئے، عبدالرحمٰن ایک شخص کو لے آیا۔ وہ ارطغرل کو کچھ بتانا چاہتا تھا۔

"کون ہو تم...؟" ارطغرل نے پوچھا۔

"ارطغرل صاحب! مجھے سلطان کے جاسوس نے بھیجا ہے"۔ اُس نے نشانی کے طور پر ایک ہار گلے سے اُتار کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"میرے ساتھ آؤ۔" ارطغرل اُسے لے کر دوسرے خیمے میں چلا گیا۔

"سلطان کا جاسوس خود کہاں ہے... اُس نے تمھیں کیوں بھیج دیا؟"

"اُس کا راز فاش ہو گیا تھا لیکن وہ محل سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔" اُس نے بتایا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" ارطغرل چونکا۔

"جس جگہ ہماری ملاقات ہوئی، ہم پر حملہ ہو گیا۔ وہ زخمی تھا لہٰذا میں نے اُسے ایک محفوظ غار میں چھپا دیا۔ وہ موت کی دہلیز پر ہے لیکن اُس نے کہا کہ چند اہم معلومات آپ تک پہنچانی ہیں، ورنہ میرے

سلطان اندھیرے میں رہیں گے۔"

ارطغرل نے نور گل کو طلب کر کے بہترین جانباز تیار کرنے کا حکم دے دیا، اُنھیں ابھی سلطان کے جاسوس کو بچانے جانا تھا۔

"ارطغرل صاحب! میں اِس گھپ اندھیرے میں وہ غار تلاش نہیں کر سکوں گا۔" اطلاع دینے والے نوجوان نے معذرت کر لی۔

"اگر ہم نے صبح کا انتظار کیا تو سلطان کا جاسوس مارا جائے گا۔" ارطغرل نے اُسے سمجھایا۔

"دِن کا شر، رات کی خیر سے بہتر ہے ارطغرل صاحب! اگر ہم ابھی گئے تو اُسے تلاش نہ کر سکیں گے۔" آلیار نے مشورہ دیا تو ارطغرل نے اُس سے اتفاق کر لیا۔

صبح ہوتے ہی وہ جاسوس کی کھوج میں روانہ ہو گیا۔ حلیمہ سلطان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، بچے کی ولادت متوقع تھی مگر ارطغرل کا جانا ضروری تھا۔ وہ گھوڑے دوڑاتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ ایک مقام پر پہنچ کر اُنھیں لانے والا شخص بولا:

"یہاں سے آگے پیدل جانا پڑے گا۔"

"نور گل... آلیار صاحب! محتاط ہو کر۔"

"فکر مت کریں ارطغرل صاحب۔" آلیار نے اعتماد سے کہا۔

وہ گھوڑوں سے اُتر آئے اور محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ ارطغرل نے سب کو وہیں رُکنے کا اشارہ کیا اور خود صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے آگے بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد ارطغرل واپس آیا اور چلا کر اپنے ساتھیوں کو خبردار کیا:

"ہوشیار ہو جاؤ... یہ ایک جال ہے۔"

اُسی وقت تیروں کی بارش شروع ہو گئی۔ وہ ڈھالوں سے تیروں کو روکنے لگے۔ اُسی لمحے ایک تیر آلیار کی طرف بڑھا اور اُس کے سینے میں پیوست ہو گیا، تیر کھاتے ہی آلیار تیورا کر زمین پر گر پڑا۔

"آلیار صاحب..." ارطغرل تیزی سے اُس کی طرف لپکا۔

''آلیار صاحب! حوصلہ رکھیں، ہم آپ کو یہاں سے نکال لیں گے۔'' ارطغرل نے اُسے تسلی دی لیکن آلیار پر غنودگی طاری ہو رہی تھی۔

وہ سب تیروں سے بچنے کے لیے ایک ہی جگہ ڈھالوں کے پیچھے جمع ہو گئے تھے۔ گورنر ویسولس بھی وہاں آ گیا تھا، سپہ سالار نکولس بھی اُس کے ساتھ تھا۔ تیر اُس کے سپاہی چلا رہے تھے۔

''سب ختم ہو گیا ارطغرل... تمھاری شان و شوکت اختتام کو پہنچی۔'' گورنر ویسولس فاتحانہ انداز میں بولا۔

''شان و شوکت تمھیں مبارک ہو، ہمارے لیے شہادت ہی کافی ہے ویسولس!'' ارطغرل نے کہا اور اپنے جانبازوں کے ساتھ حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

ابھی تلواریں نہیں ٹکرائی تھیں کہ درختوں کے جھنڈ میں سے برسنے والے تیر بازنطینی سپاہیوں کے سینے چھلنی کرنے لگے۔ اب وہ گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔

ارطغرل بھی اُن اجنبی دوستوں کے بارے میں سوچ کر حیران تھا جو اُن کی مدد کر رہے تھے۔

''یہ تیر کہاں سے آ رہے ہیں...؟'' گورنر ویسولس نے نکولس سے پوچھا۔

اُسی لمحے تاجر ابو منصور اپنے محافظوں کے ساتھ درختوں کے جھنڈ سے نکل کر سامنے آ گیا جو ارطغرل سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔

''سلطان...''

ارطغرل اُسے دیکھ کر حیرت سے بڑبڑایا۔ اُسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ سلجوق سلطان علاؤ الدین اُس کے سامنے موجود تھا۔ پھر میدان میں گھمسان کی جنگ ہونے لگی۔ بازنطینی سپاہی تیزی سے اپنے انجام کو پہنچ رہے تھے۔ سلطان خود بھی تلوار تھامے لڑ رہا تھا۔

آلیار بھی زخمی ہونے کے باوجود سنبھل کر کھڑا ہو گیا اور تلوار کے جوہر دکھانے لگا۔

''یہ کون لوگ ہیں نکولس؟ یہ کہاں سے آ گئے؟'' گورنر ویسولس، ارطغرل کے مددگاروں کو دیکھ کر چلایا۔

''معلوم نہیں لیکن یہ بہت زیادہ ہیں گورنر! ان کے لڑنے کا انداز لشکروں جیسا ہے، یہ عام جنگجو نہیں ہیں۔ہم ہار جائیں گے...ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا۔'' نکولس نے مشورہ دیا۔

''ہم نہیں ہاریں گے...تم حملہ کرو۔'' گورنر ویسولس ڈٹ گیا تھا۔

لڑائی جاری تھی۔ چند بازنطینی سپاہیوں نے موقع دیکھ کر زخمی آلیار کو گھیر لیا۔ ویسولس بھی تیزی سے زخمی آلیار کی طرف بڑھا اور عقب سے اُس پر تلوار سے کاری وار کر دیا، ضرب اتنی شدید تھی کہ آلیار سنبھل نہ سکا اور زمین پر گر پڑا۔

اب گورنر ویسولس، ارطغرل کے مقابل تھا۔ وہ ارطغرل کو زیر کرنے کے لیے ہر حربہ آزما رہا تھا لیکن ارطغرل شیر کی طرح ڈٹا ہوا تھا۔ اُسے زیادہ فکر آلیار کی تھی جو کچھ فاصلے پر بے سدھ پڑا تھا۔

جب گورنر ویسولس اور نکولس کو اپنی شکست یقینی دکھائی دینے لگے تو وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

آلیار شدید زخمی تھا۔ اُسے محفوظ ہاتھوں میں چھوڑ کر ارطغرل کچھ فاصلے پر کھڑے سلطان علاؤ الدین کی طرف بڑھا اور تعظیم بجالاتے ہوئے بولا:

''میرے سلطان! اللہ آپ سے راضی ہو۔ اگر آپ نہ ہوتے...''

''ابو منصور...میرا نام ابو منصور ہے ارطغرل صاحب...میں چاہتا ہوں کہ اِسی فرضی نام سے جانا جاؤں۔ تلوار ہم چلاتے ہیں لیکن قوت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے...ہم قبیلے جا کر بات کریں گے۔'' سلطان نے اُس کی بات کاٹتے ہوئے کہا، وہ اپنی پہچان چھپانا چاہتا تھا۔

''آپ کا حکم سر آنکھوں پر...'' ارطغرل نے سینے پر ہاتھ رکھا۔

آلیار صاحب اور کئی دوسرے سپاہیوں کی حالت اچھی نہیں تھی، اُنھیں جلد از جلد قبیلے پہنچانا ضروری تھا۔ ارطغرل نے فوری انتظامات کا حکم دے دیا تھا۔

مختصر وقت میں وہ زخمیوں کو لے کر قبیلے پہنچ گئے۔ سلطان علاؤ الدین بھی اُن کے ساتھ تھا مگر اُس کی پہچان تاجر کی تھی۔ آلیار کی حالت بہت خراب تھی، قبیلے پہنچتے ہی اُسے عارف صاحب کے حوالے کر دیا گیا۔

جب وہ قبیلے میں پہنچے تو یہ اچھی خبر اُن کی منتظر تھی کہ حلیمہ سلطان نے ایک بیٹے کو جنم دیا تھا۔ ارطغرل اپنے پروردگار کی اِس نعمت پر بہت خوش تھا، اُس کا نام ساوُچی رکھا گیا۔

اپنے بیٹے کو دیکھ کر ارطغرل اوطاق میں آیا تو سلطان علاؤالدین وہیں موجود تھا۔

"سلطان! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے میرے خیمے کو اعزاز بخشا۔"

سلطان نے سینے پر ہاتھ رکھ کر اُس کی تعظیم کو قبول کیا اور سرداری کی نشست پر بیٹھتے ہوئے بولا:

"اِدھر آؤ! اور ابو منصور کے پاس بیٹھو۔" ارطغرل خاموشی سے آگے بڑھا اور سلطان کے پہلو میں بیٹھ گیا۔

"کاش! میں اِس غمناک دن کو نہ دیکھتا ارطغرل صاحب... آلیار صاحب کیسے ہیں؟"

"اُن کی حالت ٹھیک نہیں۔" ارطغرل نے بتایا۔

"اِن شاءاللہ وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ جہاں زندگی ہے، وہاں اُمید ہے۔ اِس صورت حال میں ہماری واحد تسکین آپ کے بیٹے کی پیدائش ہے۔ اللہ اپنے بابا کی طرح بہادر سپاہی بننا اُس کا مقدر کرے۔" سلطان نے دُعا دی، پھر پوچھا:

"ارطغرل صاحب! اُس غار میں کیا ہوا تھا جہاں وہ شخص آپ کو لے کر گیا تھا؟ مجھے سب تفصیل سے بتائیں۔"

"نیقیہ کا جاسوس بے نقاب ہو گیا ہے، میرے سلطان! وہ شہنشاہ کے سپاہیوں سے بھاگ نکلا تھا۔ وہ آپ کے لیے کوئی اہم خبر لا رہا تھا کہ گورنر ویسولس نے ہم سے پہلے اُسے ڈھونڈ کر قتل کر دیا۔"

"کیا آپ نے پتہ لگایا کہ وہ کیا خبر لایا تھا؟"

جواباً ارطغرل نے وہ ہار نکال کر سلطان کی طرف بڑھا دیا جو نوجوان نے دیا تھا۔

"اُس کے بہادر ساتھی نے مجھے یہ ہار لا کر دیا تھا، افسوس کہ لڑائی میں وہ بھی مارا گیا۔"

سلطان نے ہار پکڑ کر غور سے دیکھا اور پھر اُس میں موجود مہر کو خنجر کی مدد سے دو حصوں میں کھول دیا۔ اُس میں ایک خفیہ پیغام تھا، سلطان علاؤالدین پیغام پڑھنے لگا اور بولا:

''ارطغرل صاحب! سلطان کے محل میں معززین کے درمیان کوئی غدار ہے۔ فوراً یہ معلومات سلطان تک پہنچائیں۔''

پیغام پڑھ کر سلطان بے چین ہو گیا تھا، وہ چہل قدمی کرتے ہوئے بولا:

''وہ دو بار میری جان لینے کی کوشش کر چکے ہیں۔ مجھے شک تھا کہ محل میں کوئی غدار ہے۔ اب مجھے شک نہیں، یقین ہو گیا ہے۔ مشرق اور مغرب دونوں اطراف سے سلطنت پر دباؤ ہے۔ اتنا کافی نہ تھا کہ اب ہمارے درمیان ایک غدار بھی آ گیا۔''

''اگر ایسے حالات ہیں تو آپ کا یہاں آنا خطرے سے خالی نہیں میرے سلطان۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''اصل خطرہ وہ دشمن ہے جو ہمارے درمیان موجود ہے ارطغرل صاحب۔ میں جلد ہی اپنے محل میں اُس غدار کو ڈھونڈ نکالوں گا، لیکن آج ہمارا اصل مسئلہ کاراچا ئیسار قلعہ ہے۔'' سلطان نے کہا۔

''ترک قبائل کا مستقبل آپ کے فیصلے پر منحصر ہے سلطان! آپ کے حکم کے مطابق ہم نے امن قائم کرنے کی کوشش کی۔ ہم نے بہت شہادتیں دیں، اب جنگ ناگزیر ہو چکی ہے۔'' ارطغرل نے بتایا۔

''میں یہاں کاراچا ئیسار کی صورت حال جاننے اور آپ کو اپنے حتمی فیصلے سے آگاہ کرنے آیا ہوں ارطغرل صاحب۔ پچھلے پانچ دنوں میں بطور تاجر ابو منصور میں نے کئی مقامی لوگوں سے بات کی ہے۔ میری فوج مشرق میں مہم کے لیے تیار ہے۔ مہم شروع کرنے سے قبل میں یہاں کی صورت حال پر آپ سے مشاورت کرنا چاہتا تھا۔ چونکہ آپ سردار ہیں تو آپ سے بہتر کون جانتا ہوگا۔''

''میرے سلطان! جس طرح میں نے آپ کے اندر کے دُکھ کو محسوس کیا، ویسے ہی آپ کی آنکھوں میں غصہ بھی دیکھا۔ اُورال کا استعمال کر کے گورنر ویسولس نے چاوودار قبیلے کو خون میں ڈبو دیا۔ اُس نے بہت سے بہادر لوگوں کا خون بہایا اور اب آلیار کا بھی... سلطان! اس کو سزا ضرور ملنی چاہیے۔'' ارطغرل نے درخواست کی۔

''گورنر ویسولس کو مارنا حتیٰ کہ قلعہ کاراچا ئیسار کو فتح کرنا بھی ہمارے لیے مسئلہ نہیں۔ بطور تاجر

منصور، مقامی لوگوں سے بات کر کے مجھے ابھی تک جو سمجھ آیا ہے، آپ نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کے بھی دِل جیتنا جانتے ہیں۔" سلطان نے ارطغرل کی کاوشوں کو سراہا۔

"اللہ کا فرض پورا کرنے کے لیے میں نے سچائی کا رستہ اختیار کیا۔ جہاں تک ریاست کے ساتھ فرائض کی بات ہے، میں آپ کے حکم پر چلتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ ہماری سلطنت کے مغربی حصے کو محفوظ بنانا چاہتے ہیں۔ جب آپ روانہ ہوں گے تو ہم جانتے ہیں کہ کس طرح اس علاقے کی حفاظت کو یقینی بنا کر آپ کا حکم پورا کرنا ہے۔" ارطغرل نے کہا۔

"کھل کر بات کریں ارطغرل صاحب..." سلطان چونکا۔

"ہم جانتے ہیں کہ کیسے کاراچا ئیسار قلعہ حاصل کر کے گورنر ویسولس کا سر اُس کے شہنشاہ کو بھیجنا ہے۔ میرے لیے اتنا ہی بہت ہے کہ آپ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"کیا آپ کاراچا ئیسار کو بغیر فوج کے حاصل کرنے کی بات کر رہے ہیں؟" سلطان نے پوچھا۔

"صرف اُسے حاصل کرنے کی بات نہیں میرے سلطان! میں اِس علاقے کی حفاظت برقرار رکھنے کی بھی بات کر رہا ہوں۔ میں نیقیہ میں شہنشاہ کی کمزوریوں سے واقف ہوں اور قسطنطنیہ میں رومیوں کے بارے میں بھی خبر رکھتا ہوں۔" ارطغرل نے بتایا۔

"کیا آپ ترک سپاہیوں کے ذریعے حفاظت کو یقینی بنانے کی بات کر رہے ہیں؟" سلطان نے سوال کیا۔

"ہم تمام قبائل کے سپاہیوں کی ایک فوج کی طرح تربیت کر رہے ہیں۔ میں نے ان کی تربیت کے لیے اپنے بہترین سپاہی بھیجے ہیں۔ کوئی دن ایسا نہیں جب مشقیں نہ ہوتی ہوں۔ شہنشاہ نے ہمیں ان زمینوں سے نکالنے کے لیے سپاہیوں کا دستہ بھیجا ہے۔ ان کی نیت واضح ہے میرے سلطان! لیکن پھر بھی کوئی شک نہیں کہ میں کاراچا ئیسار فتح کر سکتا ہوں۔" ارطغرل نے اعتماد سے کہا۔

"میری خواہش ہے کہ آپ آج رات میرے خیمے میں قیام فرمائیں۔"

"میرا راز راز رہنا چاہیے ارطغرل صاحب! میں اپنے محافظوں کے ساتھ سرائے میں رہنا چاہتا

ہوں لیکن آلیار صاحب کی حالت مجھے تشویش ناک لگتی ہے، اس لیے آج رات میں قبیلے میں قیام کروں گا۔ لیکن آپ کے خیمے میں نہیں بلکہ مہمانوں کے خیمے میں... میں توجہ حاصل نہیں کرنا چاہتا۔" سلطان نے احتیاطی تدابیر ظاہر کیں تو ارطغرل نے سر تسلیم خم کر دیا۔

اُسی رات آلیار زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے فانی دنیا سے کوچ کر گیا...

ایک ایسا شخص جس نے انصاف اور امن قائم کرنے کے لیے ہر قدم پر ارطغرل کا ساتھ دیا تھا، اب اِس دنیا میں نہیں رہا تھا۔ آلیار صاحب کا جنازہ ابن العربی نے پڑھایا جبکہ سلطان علاؤالدین نے ابو منصور کی حیثیت سے اُس میں شرکت کی۔ یوں آلیار صاحب کو چاوودار اور قائی قبیلے کے سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

عین جنازے کے وقت سعد الدین کو پیک بھی پہنچ گیا۔ سلطان کو وہاں دیکھ کر اُس کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا تھا۔ سلطان چونکہ تاجر کے روپ میں تھا اس لیے سعد الدین نے آگے بڑھ کر ملنے سے احتیاط برتی تھی۔

تدفین کے بعد سعد الدین کوپیک نے اصلاحان سے تعزیت کی اور مرکزی خیمے میں آ گیا جہاں سلطان علاؤالدین اور ارطغرل موجود تھے۔

اُس نے آتے ہی سلطان کی دست بوسی کی اور ادب سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ کو یہاں کون سی ہوا لے آئی سعد الدین کوپیک؟" سلطان کا لہجہ جذبات سے عاری تھا۔

"سلطانِ معظم! اصلاحان خاتون سے میرا نکاح ہونے والا تھا لیکن اُن کے بابا گزر گئے... اور اب اُن کے بھائی۔" سعد الدین نے بتایا۔

"آپ کا آنا فائدہ مند رہا۔ آپ آلیار صاحب کے جنازے میں بھی بروقت پہنچ گئے۔ میں نے ارطغرل صاحب سے مشاورت کر کے چند اہم فیصلے کیے ہیں۔ یہ فائدہ مند ہے کہ آپ کو پہلے پتہ چل جائے۔"

"اللہ کرے یہ فیصلے اچھے کے لیے ہوں سلطانِ معظم۔" سعد الدین کے لہجے میں تشویش تھی۔

"ارطغرل صاحب آج سے میری سلطنت کے سردارِ اعلیٰ ہوں گے، اِن زمینوں کے انتظامی امور

اِن کے سپرد ہوں گے۔"

سلطان علاؤ الدین نے بتایا تو سعد الدین کوپیک کے چہرے پر اُوس پڑ گئی۔ اُس نے بے دِلی سے ارطغرل کو مبارکباد پیش کی۔

"میرے لیے اپنی ریاست اور قوم کی خدمت کرنا اعزاز ہے سلطانِ معظم۔" ارطغرل نے سلطان کا شکریہ ادا کیا۔

"یقیناً سلطانِ معظم نے صحیح فیصلہ کیا ہے۔" سعد الدین کوپیک نے بھی لقمہ دیا۔

"جس دِن سے یہ اِن زمینوں میں آئے ہیں، میری آنکھیں اور کان بنے ہوئے ہیں۔ اِن کی فراہم کردہ معلومات کے مرہونِ منت میں ہر چیز سے واقف رہا۔ میں اِن پر بہت بھروسہ کرتا ہوں اور انھیں بہت محترم رکھتا ہوں۔" سلطان نے سعد الدین کوپیک کو مزید حیران کر دیا تھا۔

"اپنے تمام فرائض کو پورا کرنے پر ارطغرل صاحب یقیناً اِس کے حق دار ہیں۔" سعد الدین کوپیک سے کچھ کہا نہیں جا رہا تھا۔

"اب میں اُس مبارک فرض کی تکمیل کروں گا جو سلطانِ معظم نے مجھے سونپا ہے۔" ارطغرل نے سعد الدین کوپیک کی طرف دیکھا۔

"آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پر سلطانِ معظم...ارطغرل صاحب ریاست سے وفاداری کے ساتھ اس ذمہ داری کو کامیابی سے نبھائیں گے، میں اِن کی مدد کے لیے موجود رہوں گا۔" سعد الدین نے جھک کر کہا۔

"جیسے ہی میں ہانلی بازار پہنچتا ہوں، آپ دونوں سے سیاسی معاملات پر مشاورت کرنا چاہوں گا۔ اس کے بعد تمام ترک قبائل کا عظیم جرگہ منعقد کرنا ہوگا۔ جب قبائل کے سردار سرائے آئیں گے تو مجھ سے مل لیں گے۔ میں ذاتی طور پر انھیں اپنے فیصلے سے آگاہ کروں گا۔"

سلطان علاؤ الدین نے کہا اور ارطغرل کے ساتھ باہر نکل گیا۔ اُنھیں ہانلی بازار جانا تھا جبکہ امیر سعد الدین کوپیک کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔

گورنر ویسولس قلعہ کاراچا ئیسار پہنچا تو شکست کی آگ میں جل رہا تھا۔ اُسے قوی اُمید تھی کہ آج ارطغرل کا خاتمہ ہو جائے گا لیکن سب کچھ دھرا رہ گیا تھا۔ گورنر ویسولس اُس وقت شدید غصّے میں تھا۔

''ہم ارطغرل پر قابو پانے والے تھے کہ اِتنے میں اچانک وہ شخص اپنے تیر اندازوں کے ساتھ آیا اور سب کچھ بدل گیا۔ وہ نہ آتا تو ہمیں شکست نہ ہوتی۔'' نکولس نے کہا۔

''ہم یہاں ارطغرل کا سر اُٹھائے گھوم رہے ہوتے لیکن وہ شخص... ہمارے جاسوسوں نے بتایا ہے کہ وہ کوئی تاجر ہے، اُس کا نام ابومنصور ہے، حلیے سے وہ شخص تاجر لگتا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ تاجر نہیں ہوسکتا۔'' نکولس نے بے بسی سے مٹھیاں بھینچیں۔

''میں نہیں جانتا وہ کون ہے... لیکن یہ واضح ہے کہ وہ کون نہیں ہے! وہ سوداگر نہیں ہوسکتا، وہ کوئی جنگجو ہے۔'' گورنر ویسولس نے کہا۔

''کیا یہاں کوئی ایسا جنگجو ہے جو لڑنے کی ایسی مہارت رکھتا ہو؟'' نکولس نے پوچھا۔

''وہ یہاں کے نہیں ہیں نکولس! وہ سلطان کے آدمی ہیں اور میرا قلعہ فتح کرنے آئے ہیں، وہ کھوجی تھے! اگر ہم نے اُنھیں نہ روکا تو وہ پھیلتے چلے جائیں گے۔''

''تو یہ نام نہاد ابومنصور یقیناً سلطان کے بہترین سپہ سالاروں میں سے ایک ہے۔'' نکولس نے سر کھجایا۔

"وہ ایک سپہ سالار سے بڑھ کر ہے۔ وہ کوئی خاص آدمی ہے، بہت طاقتور۔ کون ہے وہ... ہم پتہ کرلیں گے۔" گورنر ویسولس نے کہا۔

"مگر کیسے... ہم تو یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کہاں قیام پذیر ہے؟" نکولس نے کندھے اُچکائے۔

"کوئی سوداگر کے بھیس میں کہاں رہ سکتا ہے؟ یقیناً وہ ہانلی بازار میں۔ فوراً دو سپاہی سرائے میں بھیجو۔" گورنر ویسولس نے حکم دیا اور شہنشاہ کا بھیجا ہوا مکتوب پڑھنے لگا۔

"سلطان علاؤالدین... اپنے ہی لوگوں میں بھیس بدل کر۔" گورنر ویسولس نے مکتوب پڑھ کر قہقہہ لگایا۔

"کیا مطلب ہے ویسولس؟" نکولس حیرت سے بولا۔

"نکولس! ہمیں مکتوب سے پتہ چلا ہے کہ ابو منصور کون ہے؟"

"وہ آدمی... سلطان علاؤالدین کیقباد... بھیس بدل کر... یہ کیسے ممکن ہے؟" نکولس کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔

"وہ ایسا کرنے کی ہمت کیسے کرسکتا ہے؟ سلطان اپنی زندگی خطرے میں ڈال کر ایسے حالات میں نہیں آسکتا۔ آپ غلطی پر ہیں گورنر ویسولس۔"

"وہ آسکتا ہے نکولس! سلطان علاؤالدین فتح سے پہلے اس جگہ کو دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ پہلے بھی یہ کر چکا ہے۔ مجھے صرف یہ تصدیق کرنی ہے کہ ہمارا اندازہ کس حد تک صحیح ہے۔" گورنر ویسولس نے کہا اور اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔

"امیر سعدالدین... میری اطلاع کے مطابق وہ بھی یہاں آرہا ہے۔" نکولس نے بتایا۔

"امیر سعدالدین اُس کیڑے کی طرح ہے جو شعلے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اگر امیر سعدالدین یہاں ہے، تو سلطان بھی یہاں ہے... پھر ہم اس آگ کو ہمیشہ کے لیے بجھانے والے ہیں نکولس۔" گورنر ویسولس بہت پرجوش تھا۔

اُسے یقین تھا کہ سلجوق سلطنت اب آخری سانسیں لے رہی ہے۔ وہ کسی صورت نہیں چاہتا تھا کہ

یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے۔

-☆-

سرائے میں عام لوگوں کی آمد و رفت پر بالکل پابندی تھی۔ ارطغرل میز پر بچھے نقشے کی مدد سے سلطان علاؤالدین کو کاراچا ئیسار قلعہ کی اندرونی صورت حال سے آگاہ کر رہا تھا کہ امیر سعدالدین بھی پہنچ گیا۔

''آئیں امیر سعدالدین... آئیں۔'' سلطان نے اُسے دیکھ کر کہا۔ سعدالدین بجھے بجھے دِل سے آگے بڑھا اور اُن کے قریب آ گیا۔

''ارطغرل صاحب کی باتیں سنیں آپ نے! اِنھوں نے اب تک کاراچا ئیسار کے متعلق جو بھی معلومات اکٹھی کی ہیں، وہ بیان کر رہے ہیں۔ یہ قابل قدر معلومات ہیں، اِس مقصد کے حصول میں اِن کے بہت سے سپاہی شہید ہوئے۔'' سلطان نے بتایا۔

''یہ ارطغرل صاحب کی خصوصیت ہے۔ جب وہ کسی چیز پر اپنی نظر رکھ لیں، اُسے کبھی نہیں چھوڑتے۔'' سعدالدین نے کہا۔

ارطغرل نے سعدالدین کا طنز نظر انداز کر دیا اور اپنی بات جاری رکھی۔

''اگر ہم قلعے کا محاصرہ کر کے گورنر ویسولس کو اندر ہی محدود کر دیں تو اُس کے سپاہیوں کو خوراک نہیں ملے گی۔ وہ بہت جلد گھٹنوں پر آ جائیں گے میرے سلطان!''

''جب شہنشاہ قلعے کی حفاظت کے لیے دستے بھیجے گا تو پھر کیا ہوگا؟'' سلطان نے استفسار کیا۔

''سلطانِ معظم! نیقیہ سے کاراچا ئیسار تک دو راستے ہیں۔ ہم یہ دونوں راستے بند کر دیں تو نیقیہ سے آنے والے سپاہی قلعہ تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ دوسرے قبائل کے سرداران اور سپاہیوں کی مدد سے اُن رستوں پر پہرہ لگایا جا سکتا ہے۔'' ارطغرل نے تفصیل بتائی۔

''ہمارا نیقیہ کا جاسوس مارا گیا ہے، اب اور کوئی چارہ نہیں۔'' سلطان نے گہری سانس لی۔

''کاراچا ئیسار قلعہ... گورنر ویسولس اور اُس کے سپاہیوں کی قبر بنے گا جس میں وہ زندہ دفن ہو

جائیں گے سلطانِ معظم! آلیار صاحب اور تمام شہداء کا انتقام لینے کے لیے ہم اپنے خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے۔'' ارطغرل نے عزم سے کہا۔

''اِس میں کوئی شک نہیں ارطغرل صاحب! لیکن اگر محاصرہ طویل ہو گیا اور شہنشاہ نے سپاہیوں کا ایک بڑا دستہ بھیج دیا تو ہمیں بہت سا جانی نقصان ہو سکتا ہے، حتیٰ کہ اِس کا نتیجہ ترک قبائل کا قتل عام بھی ہو سکتا ہے... چلیں! کھانا کھاتے ہیں۔'' سلطان نے موضوع بدل دیا تو وہ تینوں دسترخوان کی طرف بڑھ گئے۔

''قلعے کا محاصرہ طویل نہیں ہوگا، گورنر ویسولس دفاع کے بجائے حملے کو ترجیح دے گا۔ ہم نے نیقیہ سے آنے والے بڑے دستے سے یہی اخذ کیا ہے۔ اگر آپ کی فوج سامنے نہ آئے تو وہ ہمیں کمزور سمجھتے ہوئے ہم پر حملہ کرے گا۔ جیسے ہی وہ ہم پر حملہ کرے گا تو اِن شاءاللہ ہم اُس کے چھپنے کے لیے کوئی جگہ نہیں چھوڑیں گے۔'' ارطغرل نے اپنی حکمت عملی پیش کی۔

''یعنی جب گورنر ویسولس قلعے سے باہر آ جائے گا تو آپ اُس سے لڑیں گے؟'' امیر سعد الدین نے پوچھا۔

اِسی دوران جب سلطان علاؤالدین، ارطغرل کی طرف متوجہ تھا تو سعد الدین کوپیک نے اپنی انگوٹھی میں بند زہر کو اُس کے شربت میں منتقل کر دیا تھا۔ اُس نے یہ سب اِتنی پھرتی اور مہارت سے کیا تھا کہ سلطان ہی نہیں، ارطغرل کو بھی اِس کا احساس نہ ہوا۔

''ہم اُس دِن کے انتظار میں ہیں جب ویسولس کی لاش اُس کے شہنشاہ کو بھجوائیں امیر سعد الدین۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''سعد الدین! آپ کا اِس موضوع پر کیا خیال ہے؟'' سلطان نے پوچھا۔

''سلطانِ معظم! میں گورنر ویسولس کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ ارطغرل صاحب بالکل درست ہیں، وہ ترکوں کا خون بہانے کے درپے ہے۔ ترکوں کے دباؤ کی وجہ سے وہ خود کو قلعے تک محدود تو کر لے گا لیکن ایک پاگل کتے کی طرح۔''

امیر سعد الدین کو پیک بتا رہا تھا کہ اچانک سلطان علاؤالدین کی سانس اُکھڑنے لگی، اُس کے چہرے پر بے چینی دکھائی دے رہی تھی۔

''سلطان! کیا آپ ٹھیک ہیں؟''

ارطغرل نے چونک کر پوچھا تو سلطان نے اُسے رُکنے کا اشارہ کیا اور خود اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ابھی سلطان علاؤالدین نے چند قدم اُٹھائے تھے کہ شدید تکلیف کی حالت میں زمین پر بیٹھ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس کی طبیعت زیادہ بگڑ گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

''اِنھیں زہر دیا گیا ہے... ہمارے سلطان کو زہر دیا گیا ہے۔'' سعد الدین تیزی سے اُس کی طرف بڑھا۔

''جلدی اِن کے طبیب کو اطلاع دو...'' ارطغرل نے پہرے دار سے کہا تو وہ باہر بھاگ گیا۔

''امیر سعد الدین! آپ کو کیسے یہ خیال آیا؟'' ارطغرل نے سعد الدین کی طرف دیکھا۔

''اِس سوال کا جواب مجھے نہیں، تمھیں دینا ہوگا۔ اِس جگہ پر کیا چل رہا ہے... کیا چل رہا ہے یہاں؟'' امیر سعد الدین چلاّیا۔

''امیر سعد الدین! اِس مشکل وقت میں اپنے الفاظ پر غور کریں۔''

''محافظو! ارطغرل صاحب کی تلوار لے لو... گرفتار کر لو اِنھیں۔'' سعد الدین نے حکم دیا تو محافظوں نے اُس پر تلواریں سونت لیں۔

''امیر سعد الدین! آپ کیا سوچ کر یہ سب کر رہے ہیں؟'' ارطغرل نے کہا۔

اُسی وقت شاہی طبیب وہاں آ گیا۔ طبیب نے سلطان کا معائنہ کیا اور محافظوں کی مدد سے اُسے کمرے میں لے گیا۔

''ارطغرل صاحب کو گرفتار کر لو۔'' اُن کے جاتے ہی سعد الدین نے حکم دیا۔

''امیر سعد الدین! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ارطغرل صاحب اُس شخص کو زہر کیوں دیں گے جس نے اُن کی جان بچائی۔'' عارف صاحب نے ارطغرل کا دفاع کیا۔ وہ اِس بات سے ناواقف تھے کہ ابو

منصور درحقیقت سلطان علاؤالدین ہے۔

''امیر حضرت! مجھے اپنا طبی علم پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔''

''اِس کی ضرورت نہیں۔ ابومنصور کے اپنے طبیب ہیں، وہی اُن کا علاج کریں گے۔ اب تم بلا تاخیر سرائے سے نکل جاؤ۔'' امیر سعدالدین کوپیک نے اُن کی خدمات حاصل کرنے سے انکار کر دیا۔

''امیر سعدالدین کوپیک! آپ اتنے بے وقوف کیسے ہو سکتے ہیں؟ آپ ایسی سازش کے مرتکب کیسے ہو سکتے ہیں؟'' ارطغرل نے بپھر کر کہا۔

''ارطغرل صاحب! اگر آپ اور آپ کے سپاہیوں نے ہوش کے ناخن نہ لیے تو یہاں بھائیوں کا خون بہے گا۔''

''ذوالجان اور عارف صاحب...!! سپاہیوں کو لے کر قبیلے جائیں اور جو کچھ یہاں ہوا ہے، سب کو بتادیں۔'' ارطغرل نے حکم دیا۔

''بھائی! ہم آپ کو یہاں اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔'' نور گل نے کہا۔

''نور گل! واپس جاؤ... جو میں کہہ رہا ہوں، اُس پر عمل کرو۔'' ارطغرل نے اُسے بھی بھیج دیا۔

محافظوں نے ارطغرل کی تلوار اپنے قبضے میں لے لی تھی۔

''امیر سعدالدین! یہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ اِس سب سے میرا یا میرے کسی سپاہی کا کوئی تعلق نہیں۔'' ارطغرل نے اُسے سمجھایا۔

''دُعا کرو کہ اِس کی ذمہ داری تم پر نہ آئے، ورنہ اپنے مرنے کا طریقہ تم خود منتخب کرو گے۔'' امیر سعدالدین نے نفرت سے کہا۔

ارطغرل کی بے بسی پر اُسے قلبی سکون ملا تھا، پھر اُس نے ارطغرل کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔

-☆-

شاہی طبیب سلطان علاؤالدین کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا، لیکن سلطان کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جارہی تھی۔ وہ سلطان کو ایسا محلول پلا رہے تھے جس سے اُن کو قے آئے۔ امیر سعدالدین کوپیک بھی وہاں آگیا تھا، وہ سلطان کی حالت کے بارے میں متجسس تھا۔

"کیسی حالت ہے اب سلطان کی؟"

"میں اُس زہر سے واقف نہیں ہوں امیر حضرت! جو اِنھیں دیا گیا ہے۔ میں نے ایسا زہر کبھی نہیں دیکھا۔ ان کی حالت بہت گھمبیر ہے، ہم سلطان کو کھو رہے ہیں۔" طبیب نے سلطان کی حالت سے آگاہ کیا تو سعدالدین کوپیک مطمئن سا ہو گیا۔

اِس دوران ابن العربی بھی ہانلی بازار پہنچ گئے، وہ جانتے تھے کہ ابومنصور دراصل سلطان علاؤ الدین ہے۔ عارف صاحب نے اُنھیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا تو اُنھوں نے کہا:

"مجھے فوراً ابومنصور کے پاس لے چلو۔"

چناں چہ سلطان کا خاص آدمی عزیز اُنھیں اندر لے آیا۔ راہداری میں امیر سعدالدین کوپیک بھی موجود تھا، جب اُس نے ابن العربی کو دیکھا تو غصّے میں آگیا:

"میں نے تمھیں روکا تھا کہ کوئی اندر نہیں آئے گا عزیز۔"

"امیر سعدالدین! محترم ابن العربی ہمارے سلطان کی صحت کی بحالی کے لیے آئے ہیں۔"

"ہمارے سلطان کے اپنے طبیب موجود ہیں۔"

"لیکن وہ اُن کا علاج کرنے سے قاصر ہیں۔" عزیز نے حقیقت بیان کی۔

"ابن العربی، ارطغرل کے خاص آدمی ہیں۔ میں اِن پر کیسے اعتماد کر سکتا ہوں؟ اِنھیں باہر کا رستہ دکھاؤ۔" سعد الدین کسی صورت نہیں چاہتا تھا کہ اُن کی ملاقات سلطان سے ہو۔

"امیر حضرت! اگر محل کی معزز شخصیات کو یہ سب پتہ چلا کہ آپ نے محترم ابن العربی کو مشکل صورت حال میں واپس بھیج دیا تھا تو وہ ہم سب کو قبروں میں زندہ دفن کر دیں گے اور شروعات آپ سے ہوگی۔"

"تم مجھے دھمکا رہے ہو عزیز؟" سعد الدین پھنکارا۔

"میں نے اپنی جان سلطان کے لیے وقف کی ہے۔ میرا فرض مجھ سے جو بھی مطالبہ کرے گا، میں وہ کروں گا۔ اپنے سلطان کے لیے ضرورت پڑی تو میں اپنی جان بھی دے دوں گا۔" عزیز اپنے مؤقف پر ڈٹ گیا تھا۔

"امیر سعد الدین! اگر اُن کا مقررہ وقت آن پہنچا ہے تو پھر اللہ کا یہ ادنیٰ بندہ سلطان کو موت کے پنجے سے نہیں بچا سکتا، لیکن جنھوں نے اُن کے علاج میں رکاوٹ ڈالی ہوگی، وہ سب کی نظروں میں قصوروار ہوں گے۔" ابن العربی نے وضاحت کی۔

امیر سعد الدین کسی صورت نہیں چاہتا تھا کہ ابن العربی یا کوئی بھی سلطان کی جان بچائے، لیکن اب مجبور ہو گیا تھا۔ انکار کی صورت میں اُسے بہت سے لوگوں کو جواب دہ ہونا پڑتا، چناں چہ اُس نے نیم رضامندی ظاہر کر دی۔

"اگر سلطان کو کچھ ہوا تو میں تم دونوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا۔" امیر سعد الدین نے دھمکی دے کر اُنھیں اندر جانے کی اجازت دے دی۔

ابن العربی کمرے میں گئے تو سلطان علاؤ الدین بستر پر چت پڑا تھا، وہ ہوش میں نہیں تھا۔

"کیسی حالت ہے اِن کی؟" سعد الدین نے طبیب سے پوچھا۔

"اِن کی حالت اب بھی گھمبیر ہے۔" طبیب نے بتایا۔

''اِبن العربی کو اِنھیں دیکھنے دیں۔'' عزیز نے کہا تو طبیب، سلطان کے سرہانے سے اُٹھ گیا اور ابن العربی کو بیٹھنے کی جگہ دے دی۔

''آپ نے ابھی تک کیا کِیا ہے؟'' اُنھوں نے سلطان کی حالت دیکھ کر پوچھا۔

''میں نے اِن کا معدہ خالی کرنے کی کوشش کی تھی مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ مجھے اِن علامات سے واقفیت نہیں یا شیخ۔'' یہ سن کر ابن العربی، سلطان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

''اِس پر نظر رکھنا، یہ سلطان کو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔'' امیر سعد الدین نے طبیب کے کان میں سرگوشی کی۔

''آپ بے فکر رہیں امیر حضرت۔''

''مجھے ایک چھوٹا پیالہ دیں، اِن کے خون کی صورتِ حال کا جائزہ لیتے ہیں۔''

ابن العربی نے کہا تو طبیب چھوٹا پیالہ لے آیا۔ ابن العربی نے سلطان کا تھوڑا سا خون نکال کر اُس کا معائنہ کی اور طبیب سے بولے:

''جن جڑی بوٹیوں کے نام میں بتاؤں، وہ مجھے ابھی لا دیں۔''

ابن العربی جڑی بوٹیوں کے نام بتانے لگے، جلد ہی جڑی بوٹیاں فراہم کر دی گئیں تو ابن العربی نے اُنھیں پیس کر دوا تیار کر لی اور اللہ کا نام لے کر دوا سلطان کے منہ میں ڈال دی۔ کمرے میں موجود سب لوگوں کو باہر بھیج کر ابن العربی اللہ کے حضور دُعا کرنے لگے۔

امیر سعد الدین کو بیک علاج والے کمرے سے نکل کر ارطغرل کے پاس آ گیا، اُسے پیغام ملا تھا کہ ارطغرل اُس سے ملنا چاہتا ہے۔

''تم مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟'' سعد الدین نے نخوت سے کہا۔

''سلطان کی حالت اب کیسی ہے؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

''وہ اپنی زندگی کی جنگ لڑ رہے ہیں... تم کیا چاہتے ہو؟''

''اگر ہمارے درمیان کوئی غدار نہیں ہے تو ویسولس کو کیسے معلوم ہوا کہ سلطان سرائے میں ہیں؟

اُس کے لیے یہ پتہ کرنا ناممکن ہے کہ سلطان یہاں ہیں۔ہم جانتے ہیں کہ سلطان کے محل میں کوئی غدار ہے۔"

"اور یہ نتیجہ تم نے کیسے اخذ کیا؟" سعدالدین بولا۔

"نیقیہ میں سلطان کا جاسوس مجھے اُس غدار کے بارے میں بتانے آرہا تھا مگر گورنر ویسولس نے اُسے شہید کر دیا۔ سلطان بھی یہ جانتے ہیں کہ محل میں کوئی غدار ہے۔ اگر غدار نے شہنشاہ کو سلطان کی یہاں موجودگی کے بارے میں بتایا ہے تو اِس کا مطلب ہے، ویسولس کو اِس صورت حال کا پہلے سے علم تھا۔" ارطغرل نے بتایا تو سعدالدین نظریں چرانے لگا۔

"جب سلطان بھیس بدل کر نکلے تو اُنھوں نے اپنی جگہ صرف قریبی لوگوں پر ظاہر کی تھی، اگر سلطان کے ساتھ کچھ بھیانک ہوا تو سب سے پہلے اُن کے سر اُتریں گے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی غدار کو سلطان کی یہاں موجودگی کا علم ہو۔" امیر سعدالدین نے اُس کا خیال رڈ کر دیا۔

"اگر ویسولس سرائے پر حملے کا ارادہ کر چکا ہے تو سب ختم ہو جائے گا امیر سعدالدین!"

"یہ ممکن نہیں ارطغرل صاحب۔"

"سلطان کو زہر دینا بھی ممکن نہیں تھا امیر سعدالدین۔"

"محل میں موجود غدار کے بارے میں سلطان نے مجھے آگاہ کیوں نہ کیا...اُنھوں نے تم پر بھروسہ کیا، مجھ پر نہیں...آخر کیوں؟" امیر سعدالدین سوچ میں تھا۔

"امیر سعدالدین! یہ سرزنش کا وقت نہیں۔ اگر ویسولس سرائے پر حملہ کرتا ہے تو میرے سپاہیوں کے بغیر آپ اُنھیں روک نہیں پائیں گے۔ بہتر ہوگا، ضروری اقدامات اُٹھالیں۔ میں آخری بار آپ کو خبردار کرتا ہوں۔"

ارطغرل کی تنبیہ کے بعد امیر سعدالدین کے پاس کہنے کو کچھ نہ بچا تھا، چناں چہ وہ خاموشی سے باہر چلا گیا۔ اب وہ سرائے کے مرکزی کمرے میں اپنے سپاہیوں کو ضروری احکام جاری کر رہا تھا:

"ہانلی بازار کے گرد حفاظتی انتظامات بڑھا دو، گورنر ویسولس کسی بھی وقت یہاں حملہ کر سکتا ہے۔"

''امیر حضرت! اگر ایسا کوئی امکان ہے تو ہمیں سلطان کو فوری طور پر یہاں سے ہٹانا ہوگا۔'' ایک سالار نے مشورہ دیا۔

''نظر نہیں آتا، سلطان حالتِ نزع میں ہیں؟ ہم اُنھیں کہاں لے جا سکتے ہیں؟ اگر رستے میں حملہ ہو گیا تو کیا ہوگا؟ جو میں کہتا ہوں، وہ کرو۔ سلطان یہیں رہیں گے۔'' امیر سعدالدین نے اُسے ڈانٹا۔

اِسی دوران عزیز بھی وہاں آ گیا:

''امیر سعدالدین! ترک سردار آئے ہیں۔''

''لعنت ہو اُن پر، بس اُن کی کمی رہ گئی تھی... اُن سب کو واپس بھجوا دو۔'' وہ جھنجھلا کر بولا۔

''اصلاحان خاتون اور حائمہ خاتون بھی باہر ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ یہاں سے اُن کی لاشیں ہی جائیں گی۔ وہ سب جانتے ہیں کہ سلطان یہاں ہیں۔''

''اُف! کیا بنے گا اُن جاہلوں کا۔ ٹھیک ہے، بھیجو اُنھیں۔'' امیر سعدالدین نے اپنے غصّے پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ وہ اِس صورت میں ملنے سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔

عزیز چلا گیا تو وہ بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور حائمہ خاتون، اصلاحان کے ساتھ اندر آ گئیں۔ ترک سردار اور ارطغرل کے جانباز بھی ساتھ تھے۔

''جب بھی آپ ہمارے علاقے میں آتے ہیں، کوئی آفت آ جاتی ہے۔ اِس بار بھی آپ نے ہمیں مایوس نہیں کیا... ہم سب جانتے ہیں کہ ابو منصور درحقیقت ہمارے سلطان ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ارطغرل صاحب بے گناہ ہیں۔'' حائمہ خاتون نے اعتماد سے کہا۔

''یہاں موجود تمام سرداران کا یہی دعویٰ ہے امیر سعدالدین!'' اصلاحان نے اُن کی بات کو آگے بڑھایا۔

''ہاں ارطغرل صاحب بے گناہ ہیں... ارطغرل صاحب کو فوری رہا کریں۔ اُن کے ساتھ کی گئی غلطی کی تصحیح کی جائے۔'' سردار اُس کی حمایت میں بولنے لگے۔

''تمھاری ہمت کیسے ہوئی احتجاج کرنے کی؟ تم نے خود کیا سمجھا ہے؟ کیا اب تم لوگ ریاست

کے امیر کو حکم دو گے کہ اُس نے کیا کرنا ہے؟ سپاہیو! اِن سب کو اُٹھا کر ہانلی بازار سے باہر پھینک دو۔ جو بھی مخالفت کرے، اُس پر رحم مت کرو۔'' امیر سعدالدین نے سخت حکم دیا۔

جیسے ہی سعدالدین نے اپنی بات مکمل کی، وفد کے شرکاء نے اپنی تلواریں نکال لیں۔

''حائمہ خاتون...اصلاحان...جانتی ہیں آپ کیا کر رہی ہیں؟'' سعدالدین کو اِس ردِّعمل کی اُمید نہ تھی۔

''ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں لیکن آپ کو نہیں پتہ، امیر سعدالدین...آپ کو اپنی حد میں واپس لانے کے لیے ہم کسی طور نہیں رُکیں گے۔'' حائمہ خاتون نے کہا۔

''اگر ہمارا خون بہنا ہے تو ہم ارطغرل صاحب کے لیے خود کو قربان کر دیں گے...ارطغرل صاحب کو رہا کرو۔'' سردار بھی اپنی بات پر قائم تھے۔

اِس احتجاج پر امیر سعدالدین اپنے سپاہیوں کو حملے کا اشارہ کرنے ہی والا تھا کہ ایک جانی پہچان آواز نے اُسے چونکا دیا:

''امیر سعدالدین...''

سب نے پلٹ کر دیکھا تو سلطان علاؤالدین کو اپنے درمیان دیکھ کر حیران رہ گئے۔

''سلطان...''

امیر سعدالدین صرف یہی ایک لفظ کہہ سکا تھا۔ سلطان کو سامنے پا کر اُس کے چہرے کی رنگت بدل گئی تھی، وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ابن العربی، سلطان کو بچا لیں گے۔

''ماشاءاللہ! آپ ٹھیک ہو گئے...اللہ کا شکر ہے۔'' اُس نے جلدی سے خود کو سنبھال لیا۔ سپاہیوں اور باقی لوگوں نے بھی اپنی تلواریں میان میں ڈال لی تھیں۔

''تم سوچ بھی کیسے سکتے ہو کہ مجھے زہر ارطغرل صاحب نے دیا ہوگا؟ تم نے میرے سردارِ اعلیٰ اور ایک بہادر سردار کے ساتھ ایسا سلوک کیسے مناسب سمجھا؟ جن کو میں نے پلک جھپکائے بغیر یہ زمینیں سونپ دیں تم اُنھیں کیسے قید کر سکتے ہو؟ فوراً اُنھیں رہا کرو...فوری طور پر۔''

سلطان غصّے سے دھاڑا تو امیر سعد الدین کی ٹانگیں کانپ گئیں۔

''سپاہیو! ارطغرل صاحب کو رہا کر کے لے آؤ۔'' اُس نے جلدی سے کہا۔

پھر سلطان وہاں موجود سرداروں سے مخاطب ہوا:

''سرداران اور بہادر خواتین! براہِ مہربانی تشریف رکھیں۔'' سلطان نے مسند پر بیٹھتے ہوئے کہا تو باقی لوگ بھی دائیں بائیں بیٹھ گئے۔

''میرے سرداران! آپ کا شکریہ۔ میں نے ایک بار پھر دیکھا کہ یہاں ارطغرل صاحب سے کتنی محبت کی جاتی ہے۔ میرے ساتھ جو حادثہ پیش آیا، اُس کی وجہ سے امیر سعد الدین گھبرا گئے تھے اور وہ اپنی حدود سے تجاوز بھی کر گئے۔ میں جانتا ہوں، ارطغرل صاحب بے گناہ ہیں۔''

ارطغرل بھی وہاں آ گیا اور سینے پر ہاتھ رکھ کر تعظیم پیش کی۔

''آئیں ارطغرل صاحب! تشریف رکھیں۔'' ارطغرل آگے بڑھا اور سلطان کے دائیں جانب بیٹھ گیا، ابن العربی بھی وہیں تھے۔

''اللہ کا شکر ہے، آپ صحت مند ہوئے سلطان۔'' ارطغرل نے اُنھیں صحت مند دیکھ کر ربّ کا شکر ادا کیا۔

''اگر میری سانسیں چل رہی ہیں، میں اپنے سرداران کے درمیان بیٹھ پایا ہوں، تو یہ سب ابن العربی اور ارطغرل صاحب کی وجہ سے ہے۔ میں اِن دونوں کا شکر گزار ہوں! میں چاہتا ہوں کہ امیر سعد الدین نے آپ کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا، اُنھیں معاف کر دیں۔'' سلطان نے ارطغرل اور ابن العربی کا شکریہ ادا کیا۔

''اچھا! تو یہ سفا کی کس نے کی ہے سلطانِ معظم؟'' سعد الدین غصّے سے تلملایا۔

''میں نہیں جانتا، زہر کہاں سے آیا؟ شاید میرے سرائے آنے سے پہلے ہی وہ کسی چیز میں ملا دیا گیا ہو۔'' سلطان نے خیال ظاہر کیا۔

''ہم کبھی جان نہیں پائیں گے کہ زہر کب سلطانِ معظم کے جسم میں گیا، لیکن اُن سے پیار کرنے

والوں کی نیک دُعاؤں، اور اُن کے جسم کی قوت سے سلطان کی صحت بحال ہوئی۔'' ابن العربی نے بتایا۔
''اللہ کا شکر ہے کہ ہم اس سے بچ گئے سلطان، لیکن میں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو ابھی بھی ایک خطرے کا سامنا ہے۔''
''ارطغرل صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟'' سلطانؒ نے اس کی طرف دیکھا۔
''گورنرویسولس... اُسے پتہ چل گیا ہے کہ آپ ہانلی بازار میں ہیں۔'' ارطغرل نے بتایا۔
''سلطانِ معظم! میں نے حفاظتی اقدامات اُٹھالیے ہیں۔'' سعدالدین نے جلدی سے کہا۔
''حملہ ہوا تو سرائے میں موجود سپاہیوں کی تعداد حملہ پسپا کرنے کے لیے ناکافی ہوگی۔'' ارطغرل نے سلطان کو حقیقی صورت حال سے آگاہ کیا۔
اُسی پل سلطان کا ایک محافظ اندر آیا اور اجازت ملتے ہی خبر دی:
''سلطانِ معظم! ہمارا جو جاسوس قلعہ کاراچا ئیسار میں مامور ہے، اُس نے ایک پیغام بھیجا ہے۔ گورنرویسولس اپنے سپاہیوں کے ساتھ قلعے سے نکل گیا ہے، اُس نے ہانلی بازار کے قریب ایک پہاڑی پر پڑاؤ ڈال رکھا ہے۔''
''ارطغرل صاحب! آپ کی بات ایک بار پھر سچ نکلی... اگر اُنھوں نے حملہ کیا تو پھر ہم بھی ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔'' سلطان نے اعتماد سے کہا۔
''حضور! سپاہی بابر سرائے کے قریب چند سپاہیوں کے ساتھ آپ کے احکامات کا منتظر ہے۔'' نور گل نے ارطغرل کے کان میں سرگوشی کی تو وہ سلطان سے مخاطب ہوا:
''سلطانِ معظم! آپ کی اجازت سے میں کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہوں۔ ہماری حالیہ جنگ کے دوران ویسولس نے ابومنصور اور اُس کے آدمیوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اگر اُس نے اب اُنھیں ہانلی بازار سے نکلتے دیکھا تو اُن کا تعاقب کرے گا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنے محافظوں کو سرائے کی حفاظت پر مامور رہنے دیں۔ اِس طرح آپ سرائے میں محفوظ رہیں گے... جبکہ میرے سپاہی اور میں سرائے سے آپ کا لباس پہن کر نکلیں گے۔ ویسولس یہ سوچ کر کہ آپ جا رہے ہیں، فوراً تعاقب شروع

کر دے گا۔ اِس سے باقی سپاہیوں کو بھی وقت ملے گا کہ سرائے میں آپ کی حفاظت کو یقینی بنائیں،"

ارطغرل نے تجویز پیش کی۔

"گورنر ویسولس آپ کے پیچھے آ گیا تو کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا، ارطغرل صاحب!" سلطان نے تشویش کا اظہار کیا۔

"اپنی ریاست اور سلطان کے لیے ہم اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ میں سرائے کے قریب اپنے سپاہیوں کو پیغام بھیجتا ہوں کہ وہ 'کوزگن' وادی میں میرا انتظار کریں۔ سرائے سے نکل کر میں گورنر ویسولس کو کوزگن وادی میں لے جاؤں گا۔ وہ دِن آ گیا جس کا مجھے انتظار تھا، آج میں ویسولس کو جہنم رسید کروں گا۔"

ارطغرل نے اپنی حکمت عملی بتائی تو سلطان نے بھی اجازت دے دی، اُدھر امیر سعدالدین کوپیک کی پریشانیوں میں اضافہ ہو گیا تھا۔ سب کچھ اُس کی سوچ سے اُلٹ ہو رہا تھا۔ سلطان سے اجازت لے کر ارطغرل سرائے سے باہر آ گیا جہاں نورگل اُس کا منتظر تھا۔

"بھائی! بابر اپنے سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہو گیا ہے، وہ کوزگن وادی میں گھات لگا کر ہمارا انتظار کریں گے۔"

"شاباش نورگل..."

ارطغرل کے سپاہیوں نے ابو منصور کے محافظوں کا لباس پہن لیا تھا۔ روانگی کی گھڑی آ گئی تھی۔ ابن العربی نے ارطغرل اور اُس کے ساتھیوں کی کامیابی کے لیے خصوصی دُعا کی، حائمہ خاتون نے بھی اُنھیں دُعائیں دے کر رخصت کیا۔

اِس موقع پر سلطان علاؤالدین بھی سعدالدین کوپیک کے ساتھ سرائے سے باہر آ گیا، وہ اِس بہادر سردار کو خود الوداع کہنا چاہتا تھا:

"اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو ارطغرل صاحب! میں فتح کے ساتھ آپ کی واپسی کی دُعا کروں گا۔"

سلطان نے ارطغرل کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

''اللہ آپ کو فاتح بنائے۔'' امیر سعدالدین کوپیک نے بھی دِل پر پتھر رکھ کر کہا۔

سلطان سے اجازت ملی تو ارطغرل اعتماد کے ساتھ ہانلی بازار سے روانہ ہوگیا، اُس کے سپاہی بھی ابو منصور کے محافظوں کے بھیس میں ساتھ تھے۔ وہ معرکہ جس کا اُنھیں انتظار تھا، جلد شروع ہونے والا تھا۔ اُنھیں منزل پر پہنچنے میں دیر نہ لگی، اُس نے گھوڑے سے اترتے ہی اُس جگہ کا جائزہ لیا اور نورگل سے مخاطب ہوا:

''سپاہیوں کو اُن کے مقامات دکھا دو نورگل۔''

''جو حکم میرے آقا۔'' نورگل سپاہیوں کی طرف بڑھا۔

بابر پہلے سے وہاں گھات لگائے بیٹھا تھا۔ اب وہ گھوڑوں سے اتر آئے اور درختوں میں گھرے ایک چھوٹے سے میدان میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے۔

''حضور! اُن کے یہاں پہنچنے سے بھی پہلے گورنر ویسولس کے تیر انداز ہم سب کو ختم کر سکتے ہیں۔'' صفدر نے خدشے کا اظہار کیا۔

''ویسولس دکھاوے کا شوقین ہے صفدر، وہ دو چار باتیں کہے بغیر حملہ نہیں کرے گا۔'' ارطغرل نے اُسے تسلی دی۔

''میرے آقا ویسولس کو سبق حاصل ہو گیا ہے... میرا نہیں خیال کہ وہ آپ سے بات کرنا چاہے گا۔''

''میرے ساتھ نہیں، وہ تمھارے ساتھ ضرور گفتگو کرنا چاہے گا۔'' ارطغرل مسکرایا کیونکہ صفدر، ابو منصور کا لباس پہنے بیٹھا تھا۔

''آخر ہماری ملاقات ہو گئی ارطغرل... ہم ایک دوسرے کے لیے کب سے بھاگ رہے تھے۔'' کچھ دیر بعد ہی ویسولس نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ اُنھیں گھیر لیا۔

''میں نہیں، تم ہمیشہ دُور بھاگتے رہے ہو ویسولس!'' ارطغرل نے اطمینان سے کہا۔

''تو تم اپنے سلطان کو زمینیں دکھانے لائے ہو یہاں... خوشی ہے کہ تم دونوں سے ایک ساتھ ملنا

نصیب میں لکھا تھا میرے۔'' اُس نے سپاہی صفدر کی طرف اشارہ کیا جو ابو منصور کا لباس پہنے اُس کی جانب پشت کیے بیٹھا تھا۔

''گورنر ویسولس! میرے سلطان سے تو تم خواب میں بھی نہیں مل سکتے۔''

ارطغرل نے کہا تو سپاہی صفدر بھی اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ اُس کا چہرہ دیکھتے ہی گورنر ویسولس ہکا بکا رہ گیا تھا۔ اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی اُس نے سپاہیوں کو حملے کا حکم دے دیا۔

ارطغرل کے سپاہیوں نے بھی تلواریں نکال لیں اور جنگل تلواروں کی کھنک سے لرزنے لگا۔ اُسی لمحے گھات میں بیٹھے بابر نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ بازنطینیوں پر تیر برسانے شروع کر دیے۔

گورنر ویسولس کے سپاہی تیر کھا کر گرے تو اُس نے چیختے ہوئے کہا:

''ہوشیار ہو جاؤ، وہ ہر جگہ ہیں... اُنھوں نے ہمیں گھیر لیا ہے۔''

ویسولس اپنے نقصان پر ہڑ بڑا گیا تھا لیکن اِس کے باوجود وہ ڈٹ کر مقابلہ کر رہا تھا۔

''ارطغرل! آج تم مرو گے یا میں۔'' اُس نے ایک قائی سپاہی کا گلا کاٹتے ہوئے کہا تو ارطغرل بھی تیزی سے اُس کی طرف بڑھا۔

اب وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔ ویسولس مزید انتظار نہیں کر سکتا تھا، اُس نے فوراً ارطغرل پر حملہ کر دیا۔ ارطغرل نے وار روک کر ایک زوردار گھونسا ویسولس کے چہرے پر رسید کر دیا۔ ویسولس لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ گیا مگر جلد ہی سنبھل کر ایک بار پھر حملے کے لیے آگے بڑھا۔ اس بار ارطغرل کی ایک ہی ضرب سے تلوار اُس کے ہاتھ سے نکل کر دُور جا گری۔ ویسولس نے لپک کر تلوار اُٹھانا چاہی تو ارطغرل نے اُس پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔

''تمھارا آخری وقت آ گیا، ویسولس!''

''تم شاید مجھے مار دو... لیکن ہماری سلطنت ہمیشہ قائم رہے گی ارطغرل!''

ارطغرل، ویسولس کا سر کاٹنے والا تھا کہ جھاڑیوں سے آنے والا تیر اُس کے کندھے میں پیوست ہو گیا۔ تیر کھاتے ہی ارطغرل لڑکھڑا کر پیچھے گر گیا... ارطغرل کے سپاہی اُن تیروں کا ہدف تھے۔ مدد پہنچنے

ہی گورنر ویسولس کی جان میں جان آ گئی۔ اُس نے اپنی تلوار اُٹھائی اور سپاہیوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اب وہاں مزید رُکنا مرنے کے مترادف تھا، چناں چہ ویسولس اپنے بچے کھچے سپاہیوں کے ساتھ راہِ فرار اختیار کر گیا۔

اُدھر نور گل نے ارطغرل کے کندھے سے تیر نکال دیا تھا۔ ارطغرل کو بھی خدشہ تھا کہ گورنر ویسولس میدان چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ جب تک صورت حال واضح ہوئی، ویسولس غائب ہو گیا تھا۔ اُس کے جاتے ہی تیر انداز بھی واپس چلے گئے تھے، وہ صرف اُسے بچانے آئے تھے۔

ارطغرل اپنے جانبازوں نور گل، صفدر اور بابر کے ساتھ اُن کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ باقی سپاہیوں کو اُس نے زخمیوں کے ساتھ قبیلے میں واپس بھیج دیا تھا۔

ارطغرل جنگل میں آگے بڑھ رہا تھا کہ گھات میں بیٹھے ویسولس نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ دوبارہ حملہ کر دیا، لڑائی ایک بار پھر شروع ہو گئی۔ ارطغرل کے ساتھ صرف دو جانباز تھے جبکہ ویسولس درجن بھر سپاہی لے کر آیا تھا۔ یہ مقابلہ حق اور باطل کا تھا لہٰذا ارطغرل نے نعرۂ تکبیر لگایا اور اُن پر ٹوٹ پڑا۔

گورنر ویسولس نے لڑنے کے لیے ارطغرل کا انتخاب کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ارطغرل تیر لگنے سے زخمی ہو چکا ہے، اُس کا خیال تھا کہ اب اُسے زیر کرنا آسان ہو گا۔ وہ ارطغرل پر بھرپور حملے کر رہا تھا۔ ارطغرل مسلسل اُس کے وار روکتا رہا اور پھر موقع ملتے ہی کاری ضرب لگا کر کمانڈر ویسولس کی شہ رگ کاٹ ڈالی۔

”تمام ظالم جہنم میں ہمیشہ زندہ رہیں گے...“ ارطغرل نے نفرت سے کہا۔

گورنر ویسولس کبھی نہ اُٹھنے کے لیے منہ کے بل زمین پر بے سدھ پڑا تھا۔

”آج روشان، آلیار صاحب اور بہت سے شہداء کے خون کا انتقام بھی لے لیا گیا۔“

نور گل، بابر اور صفدر کے آتے ہی ارطغرل نے کہا تو اُنھوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”گورنر ویسولس کی لاش ہم سرائے میں لے کر جائیں گے۔ صفدر! تم قلعہ کاراچا ئیسار جا کر پیغام

دو کہ وہ لوگ اپنے گورنر کی لاش لے جائیں۔''

''جو حکم بھائی! اس ظالم کی جان لینے پر تمام لوگ آپ پر فخر کریں گے۔'' صفدر نے کہا اور قلعے روانہ ہو گیا۔

ارطغرل، گورنر ویسولس کی لاش کے ساتھ ہانلی بازار پہنچا تو سلطان علاؤ الدین نے خود اُس کا استقبال کیا۔ اُس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنے جانبازوں کو خوش آمدید کہا۔ ارطغرل گھوڑے سے اُتر کر سلطان کے پاس آیا اور ادب سے عرض کی:

''میرے سلطان! ہمارے ساتھ اور اپنے لوگوں کے ساتھ طویل جارحیت اور بدسلوکی کرنے والے گورنر ویسولس نے ہماری ریاست، ہمارے دین اور اقدار کو جنگ میں جھونکا تھا۔ جس سزا کا یہ مستحق تھا، اِس نے پالی ہے۔''

''ایک بہادر ہے جو اپنی ریاست اور قوم کی خاطر خود کو قربان کرتا ہے، ایک ایسا جنگجو جو تاریک لمحوں میں اپنے لوگوں کے لیے اُمید کی کرن لایا... ارطغرل صاحب! اپنی ہمت اور دلیری کے باعث آپ اِن مشکل لمحات میں اپنے لوگوں کے لیے اُمید بن گئے ہیں۔ اللہ آپ سے راضی ہو!'' سلطان نے اُسے تھپکی دی۔

''سلطان معظم! ہمارے شہیدوں کا بدلہ لیا جا چکا۔ میرا بھائی آلیار، میرا بھائی روشان اور بہت سے دوسرے سپاہیوں کا انتقام پورا ہوا۔ اب قلعہ کاراچا ئیسار اپنے مالک کے بغیر رہ گیا ہے۔'' ارطغرل نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سلطان کا شکریہ ادا کیا۔

''بغیر مالک قلعے کو ایک نئے پرچم کی ضرورت ہے... ہمارا عالی شان پرچم قلعے کے مینار پر لہرانے والے آپ ہی ہوں گے ارطغرل صاحب۔'' سلطان نے اُس کا حوصلہ بڑھایا۔

''ارطغرل صاحب! آپ کو فتح مبارک ہو۔ ظلم کے سامنے آپ معزز اور عالی شان تھے اور مصیبت کے سامنے عاجز... اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ کو مظلوموں کا سردار بنایا۔'' ابن العربی نے بھی ارطغرل کو فتح کی مبارک باد پیش کی۔

''ارطغرل صاحب! آپ کی فتح مبارک اور دائمی ہو۔ اِس فتح کے ساتھ ارطغرل صاحب نے نہ صرف ہمارے سلطان کی جان بچائی، بلکہ یہ بھی ثابت کیا کہ وہ قابل سردارِ اعلیٰ ہیں۔'' امیر سعدالدین کو بھی مجبوراً تعریفی کلمات کہنے پڑے۔

ارطغرل نے امیر سعدالدین کوپیک کی بات پر توجہ نہ دی اور سلطان سے مخاطب ہوا:

''سلطانِ معظم! میں نے قلعے میں پیغام بھجوا دیا ہے، کل وہ اپنے گورنر کی لاش لینے آئیں گے۔ آپ کی اجازت سے آج رات دوسروں کی عبرت کے لیے میں بازار میں اِس مردود کی لاش دکھانا چاہوں گا۔''

''شیر گیدڑوں کی طرح اپنا شکار چھپاتے نہیں... یہ جائز اور مناسب ہے۔''

سلطان کی اجازت ملتے ہی ارطغرل نے سپاہیوں کو گورنر ویسولس کی لاش گھوڑنے سے اُتارنے کا اشارہ کر دیا۔ اِس کے بعد سلطان، ارطغرل کو لے کر کمرے میں آ گیا۔ وہ اُس سے ضروری باتیں کرنا چاہتا تھا۔

''محل سے غدار نے شہنشاہ کو اطلاع دی کہ میں یہاں ہوں، لہٰذا مجھے زہر دینے کے پیچھے بھی گورنر ویسولس کا ہاتھ ہو سکتا ہے... لیکن اب میں دیکھ رہا ہوں کہ معاملہ اتنا سادہ نہیں۔''

''جب تک ہمیں یہ پتہ نہیں چل جاتا کہ میرے جال سے بچانے کے لیے ویسولس کی مدد کس نے کی اور اپنے تیرانداز بھیجے، اُس وقت تک آپ کی جان کو خطرہ ہے سلطانِ معظم۔'' ارطغرل نے کہا۔

''آپ ویسولس کے لیے جال بچھا رہے ہیں، یہ سرائے میں موجود لوگوں کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں تھا ارطغرل صاحب۔'' سلطان نے توجہ دلائی۔

''یعنی جس نے یہ سب کیا، وہ سرائے کے اندر ہے۔ وہ ترک قبائل میں سے نہیں ہے جہاں آپ نے دورہ کیا... تمام مصیبتیں امیر سعدالدین کوپیک کی سرائے میں آمد کے بعد شروع ہوئیں۔'' ارطغرل نے اپنے شک کا اظہار کیا۔

''اگر محل میں غدار پکڑے نہ جاتے اور اقبالِ جرم نہ کرتے تو مجھے بھی اُسی پر شک تھا۔ جب امیر

سعد الدین آیا تو اُسے خبر نہیں تھی کہ میں یہاں ہوں۔ میرا نہیں خیال امیر سعد الدین کا تعلق محل کے غداروں سے ہوگا... بہتر ہوگا کہ اس کے بارے صرف ہم دونوں کو علم ہو۔" سلطان نے اُس کا شک رد کر دیا تھا۔

اِس کے بعد سلطان نے سعد الدین کو پیک کو بھی بلوا لیا، ارطغرل کو پہلے سے وہاں موجود دیکھ کر اُس کی پیشانی پر بل پڑ گئے تھے۔ سلطان نے اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور بولا:

"نکولس یا تو قلعہ چھوڑ دے گا یا سپاہیوں سمیت مارا جائے گا۔ میں نے محاصرے کے لیے فوج بلوا لی ہے۔ جب تک میری فوج آئے اور ہمارا خیمہ قائم ہو، میں سرائے میں رہوں گا۔"

"آپ کا فیصلہ نہایت مناسب ہے سلطانِ معظم! آج رات سرائے میں آرام کرنا آپ کے لیے بہتر رہے گا، لیکن گزشتہ روز جو ہوا اُس کا تقاضا ہے کہ ہر ممکن احتیاط کی جائے۔ جس غدار نے آپ کو زہر دیا، وہ دوبارہ بھی کوشش کر سکتا ہے۔" امیر سعد الدین نے خدشہ ظاہر کیا۔

"اگر ایسا ہے تو احتیاطی انتظامات آپ کی ذمہ داری ہوگی، امیر سعد الدین!" سلطان نے جواب دیا۔

"فکر نہ کریں سلطانِ معظم۔" سعد الدین نے ذمہ داری قبول کر لی۔

اگلے روز گورنر ویسولس کی لاش قلعہ کاراچا ئیسار سے آئے ہوئے سپاہیوں کے حوالے کر دی گئی اور اُس کی سیاہ کاریوں کا باب ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔

-☆-

ویسولس کی لاش قلعے میں پہنچ گئی تھی۔

قلعہ کاراچا ئیسار کی فضا سوگوار تھی۔ سپہ سالار نکولس اپنے کمانڈروں کے ساتھ ایک خصوصی اجلاس میں شریک تھا اور ویسولس کی موت سے پیدا ہونے والی صورت حال پر غور کیا جا رہا تھا:

''نیقیہ کے وفادار دوستو! ہمارے قلعے کے تجربہ کار جنگجوؤ!! ہم نے اپنے گورنر کو کھونے کا دُکھ دیکھا اور اُس کا سوگ منایا، لیکن ہمارا ایک فرض ابھی باقی ہے۔ میں نے آپ کو قلعے کی حفاظت کے لیے اقدامات اُٹھانے کے لیے بلایا ہے تاکہ اُس پر مشاورت ہو سکے۔''

''کمانڈر نکولس! کیا ہم ایک خاتون کی موجودگی میں اپنے فیصلوں پر بات کریں گے؟'' ایک کمانڈر نے نکولس کے ساتھ بیٹھی چولپان خاتون کی طرف اشارہ کیا۔

''یہ خاتون کاراچا ئیسار قلعے کے سب سے طاقتور گورنر کی بیٹی ہے۔ اِسے بھی بولنے کا اُتنا ہی حق ہے جتنا کہ آپ کو۔'' چولپان خاتون نے جواب دیا۔

''یہ کس قسم کی مداخلت ہے، یہ ہمارے اُصولوں کی خلاف ورزی ہے۔'' باقی لوگوں نے احتجاج کیا۔

''براہِ کرم میری بات غور سے سنیں!'' نکولس نے سب کو خاموش کرایا۔

''ہمارے دُشمن ترکوں کو چولپان سب سے بہتر جانتی ہیں، میں اِس کی ضمانت دیتا ہوں۔ مزید یہ کہ ہم ایسی صورت حال میں ہیں جب اصول بدلے جا سکتے ہیں۔''

''ہم حالتِ جنگ میں ہیں۔ ہمارا گورنر مارا گیا لیکن آپ ابھی تک اصولوں پر بحث کر رہے ہیں۔ میں اپنے معزز کمانڈرز سے کچھ پوچھنا چاہوں گی... کیا آپ کو اندازہ ہے کہ اب ہم کیا کریں گے؟'' چولپان خاتون نے پوچھا۔

''ہم اپنے قلعے کی حفاظت کریں گے۔ ہماری دیواریں مضبوط اور سپاہی جانثار ہیں۔''

''مت بھولیں کہ اب تک ہمارے سینکڑوں سپاہی مارے جا چکے ہیں۔'' چولپان خاتون نے اُن کی توجہ دلائی۔

''ہم شہنشاہ سے مزید فوج طلب کریں گے اور حفاظتی اقدامات کو بڑھائیں گے۔'' دوسرے کمانڈر نے اظہارِ خیال کیا۔

''یوں تو شہنشاہ ہر مرنے والے سپاہی کا ذمہ دار ہمیں ٹھہرائیں گے۔'' چولپان نے سوال اُٹھایا۔

''آپ کے ذہن میں کیا منصوبہ ہے خاتون؟'' ایک کمانڈر نے پوچھا تو چولپان خاتون نکولس کی طرف دیکھنے لگی۔

''اُن کو اندر سے ضرب لگا کر دھچکا دینے کے لیے ہمیں ایک اتحادی کی ضرورت ہے۔ ہمیں اُن کے کمزور ترین مقامات کو ہدف بنانا ہوگا۔ قلعے تک پہنچنے سے پہلے ہی اُنھیں برباد کر دیا جائے گا، کیونکہ اگر وہ یہاں آ گئے تو نہ ہمارے سپاہی اور نہ ہماری دیواریں ہی اُنھیں روک پائیں گی۔ ہم اُن کے درمیان اختلافات کو بڑھائیں گے اور کبھی ہار نہیں مانیں گے۔'' نکولس نے اپنے افسران کو بتایا اور مجلس برخاست کر دی گئی۔

اُسی روز ویسولس کی آخری رسومات ادا کر دی گئیں۔ اب قلعے میں اُس کا نام لینے والا کوئی نہیں رہا تھا۔

نکولس اور چولپان کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا اور شہنشاہ کی طرف سے گورنر آرس نئے تازہ دم دستے کے ساتھ قلعہ کاراچا ئیسار پہنچ گیا۔

آرس نے آتے ہی نکولس کو موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا، بزدل اور ہارے ہوئے لوگوں کی اُس

کے دِل اور زندگی میں کوئی جگہ نہیں تھی۔ نکولس کے مرتے ہی چولپان خاتون نے اپنی حکمتِ عملی بدل دی، وہ آرس کا استقبال کرنے کے لیے قلعے کے صحن میں پہنچ گئی تھی۔

''مجھے آپ کا فیصلہ پسند آیا، سپہ سالار آرس! اگر نکولس کو رستے سے نہ ہٹایا جاتا تو وہ اپنی ناکامیاں چھپانے کے لیے سازشوں سے باز نہ آتا۔'' چولپان خاتون نے آرس کے فیصلے کو سراہا۔

''یعنی آپ سمجھ گئی تھیں کہ میں یہ سب نہیں ہونے دوں گا۔'' آرس مسکرایا۔

''نکولس نے مکتوب سے اندازہ لگایا تھا کہ آپ کل آئیں گے، لیکن وہ غلط تھا۔ اچانک آمد بتا رہی ہے کہ ہر معاملے پر آپ کی گرفت مضبوط ثابت ہوگی، ورنہ نکولس کی حماقتوں سے قلعہ سلطان علاؤالدین کے لیے مالِ غنیمت بن جاتا۔'' چولپان کی تمام ہمدردیاں اب آرس کے لیے تھیں۔

''اور آپ بھی شہنشاہ کی دی ہوئی مراعات کھو دیتیں۔'' آرس نے اُس کی توجہ دلائی۔

''ارطغرل نے میری ہر خوشی چھین لی ہے۔ اُس کی موت اور ترکوں کی بربادی کے لیے مجھ سے جو ہو سکا، ضرور کروں گی۔ میں نے شہنشاہ کی خاطر مرنے کی قسم کھائی ہے۔'' چولپان نے اظہارِ وفاداری کیا۔

''کیا تمھارا نہیں خیال کہ بھاری محصولات ادا کر کے تم اپنا بدلہ لے لوگی؟'' آرس نے سوال کیا۔

''میں ترکوں کا خون بہتا دیکھنا چاہتی ہوں۔ مجھے اُمید نہیں تھی کہ شہنشاہ آپ جیسے طاقتور کمانڈر کو بھیجیں گے۔ لگتا ہے ہمارے اچھے دن لوٹ آئیں گے۔'' چولپان نے گہری سانس لی۔

''میں اِس سودے بازی کو سمجھ گیا ہوں۔ مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ ویسولس نے تمھیں اتنی اہمیت کیوں دی؟ تمھارے خط نے شہنشاہ کو بہت متاثر کیا تھا۔ تم نے اُنھیں قائل کیا کہ تمھاری مدد سے ہم ترکوں کو ان سرزمینوں سے بے دخل کر سکتے ہیں۔'' آرس نے گویا اُس کی تعریف کی۔

''ہماری ریاست کے لیے، میرے بابا کے عظیم ورثے کے لیے... میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں گورنر آرس۔'' چولپان بہت پُرعزم تھی۔

''جب وقت آیا تو میں اس پر یقین کرنا چاہوں گا چولپان۔'' آرس نے جواب دیا اور اپنے کمرے

میں چلا گیا۔

وہ قلعے کے انتظامی معاملات کا جائزہ لینے سے قبل کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا۔ اُسے احساس تھا کہ قلعہ کاراچا ئیسار کی کے شب و روز آسان نہیں ہوں گے۔

-☆-

اگلے ہی روز سلطان علاؤ الدین کو قونیہ سے اہم خبر آ گئی۔ ایوبی فوج، سلجوق سلطنت کی طرف بڑھ رہی تھی۔ سلطان کی واپسی ضروری تھی۔

''آہ... اِس وقت جبکہ میں ایک طرف منگولوں اور دوسری طرف بازنطینیوں میں گھرا ہوا ہوں، میرے اپنے مسلمان بھائی میری مصروفیت کا فائدہ اُٹھا کر میری سلطنت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں... فوراً امیر سعد الدین اور ارطغرل صاحب کو میرے حضور پیش کرو۔'' سلطان نے عزیز کو حکم دیا تو عزیز اُلٹے قدموں واپس چلا گیا۔

ارطغرل اور امیر سعد الدین کوپیک، سلطان کے سامنے پیش ہوئے تو سلطان نے ایک نقشہ میز پر بچھا دیا۔

''جس خبر کی مجھے توقع تھی، وہ آ گئی ہے۔ ایوبی فوج ہماری سرحد کی طرف بڑھ رہی ہے۔'' سلطان نے نقشے پر نشاندہی کرتے ہوئے بتایا۔

''ایوبی گھرانے کی بے احتیاطی سے مسائل بڑھ سکتے ہیں۔ اوکتائی خان کے بکھرے ہوئے دستے اِس موقع کا فائدہ اُٹھائیں گے، اِس طرح وہ ہماری ریاست پر حملے ترتیب دیں گے۔'' ارطغرل نے کہا۔

''ارطغرل صاحب! مشرقی سرحدوں پر منگولوں کی چوٹ کو برداشت کرنے والے پہلے آپ ہوں گے۔ آپ اُنھیں اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ کی باتیں بھی درست ثابت ہوئیں۔ جب اُنھیں ہماری کمزوریوں کا پتہ چلے گا تو وہ اپنے کھوجیوں کو معائنہ کرنے نہیں بھیجیں گے، بلکہ فوج کے ساتھ ہماری ریاست کو تباہ کرنے کے لیے آگے بڑھیں گے۔'' سلطان نے ارطغرل کی پیش گوئی کو درست قرار دیتے

ہوئے وضاحت کی۔

''جنگ ناگزیر ہے سلطانِ معظم! ہمیں اپنی فوج کے ساتھ باہر نکلنا ہوگا۔'' سعدالدین نے لقمہ دیا۔

''امیر سعدالدین! مسئلہ جنگ نہیں ہے۔ جب ایوبیوں کا وقت آیا، وہ میری تلوار سے اپنا حصہ لے لیں گے جیسے میرے بہت سے دُشمنوں نے لیا۔ مسئلہ اسلامی دُنیا کی صورت حال کا ہے۔ نہ صرف اسلامی ریاستیں بلکہ چھوٹی سے چھوٹی امارات بھی ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔'' سلطان نے امیر سعدالدین کی طرف دیکھا۔

''یہ اتحاد کامیابی سے نہیں بن سکتا۔ ایک طرف منگول اور دوسری طرف صلیبی، اپنے حملوں کو نہیں روکیں گے سلطانِ معظم۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''ارطغرل صاحب! ہم اسلامی انصاف کے پرچم کو گرنے نہیں دیں گے، اللہ کے حکم سے یہ پرچم ہمیشہ لہرائے گا۔ اسلامی پرچم تلے لڑنے والے بہت سے بہادر منگولوں، صلیبیوں اور اُن کے مظالم کو روک لیں گے۔ یہ کافی ہے کہ ہماری ریاست مضبوط اور ہمارے سرداران آپ کی طرح بہادر اور انصاف پسند ہیں۔'' سلطان نے ارطغرل کی کوششوں کو سراہا تو امیر سعدالدین کو پیک اندر تک جل گیا۔

''ویسولس کی موت کے وقت سلطان کا یہاں ہونا اور ہماری فوج کا رستے میں ہونا... اِس سورت حال سے شہنشاہ یقیناً خوفزدہ ہے سلطانِ معظم! یہ قلعے کے فتنے کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے مناسب وقت ہے۔'' ارطغرل نے تجویز پیش کی۔

''وہ یقیناً خوفزدہ ہیں لیکن جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں، وہ ہمارے لیے بھی پریشان کن ہیں۔ میری رائے ہے کہ اِس وقت اِس معاملے کا بہترین حل امن معاہدہ ہے۔ ہم اپنی شرائط انتہائی سخت کرسکتے ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ نیا گورنر ہماری ہر قسم کی شرائط قبول کرلے گا۔'' امیر سعدالدین کو پیک نہیں چاہتا تھا کہ قلعہ کی فتح کا سہرا ارطغرل کے سر بندھے۔

''سلطانِ معظم! اِس مشکل وقت میں جب ہماری فوج ایوبیوں کے ساتھ نبٹ رہی ہے، کم سے کم

اِس محاذ پر ہم امن معاہدہ کر کے ایک بھی سپاہی گنوائے بغیر آسانی سے جیت سکتے ہیں۔ اِس کے علاوہ ہم اُن سے کافی محصولات بھی حاصل کر سکتے ہیں۔"

"سلطانِ معظم! اُن کا سونا اُن کی بدعنوانی کو نہیں روک سکتا۔ جب تک کاراچا ئیسار اُن کی سرپرستی میں ہے، ہم فاتح نہیں ہوں گے۔" ارطغرل نے سعد الدین کی تجویز ردّ کر دی تو سلطان نے اُس سے اتفاق کیا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ارطغرل صاحب! جب تک اِس برائی کا قلع قمع نہیں ہو جاتا، ہم آرام سے نہیں رہ سکتے۔"

"ایوبیوں کے حملے کو روکنا ضروری ہے، سلطانِ معظم! اگر ہم اپنی فوج کو تقسیم کرتے ہیں تو دونوں محاذوں پر کامیاب ہونا ہمارے لیے ممکن نہیں ہوگا۔" سعد الدین کوپیک ہر صورت سلطان کو قائل کرنا چاہتا تھا۔

"جیسا کہ امیر سعد الدین نے تجویز کیا، اگر ہم بھاری محصولات پر اکتفا کرتے ہیں تو ہم اُنھیں سنبھل جانے کا وقت دیں گے سلطانِ معظم!! وہ موت کے حصار میں ہیں سلطانِ معظم! ہمارے پاس موقع ہے۔" ارطغرل نے دلیل پیش کی۔

"ارطغرل صاحب! ہم اُن کے زخم نہیں بھرنے دیں گے اور آپ اُن کی طاقت کو بحال ہونے سے روکیں گے۔ آپ پر اور دیگر ترک سرداروں پر، اور بہادر سپاہیوں پر میرا اعتماد لامحدود ہے۔ لیکن موجودہ حالات میں امن معاہدہ ہی بہترین حل ہے، اس وقت ہم امن معاہدہ کریں گے اور جب وقت آیا تو اُن کا قلع قمع کر دیں گے۔" سلطان نے فیصلہ سنا دیا۔

"آپ کے حکم پر معقول سودے بازی کے لیے میں خود قلعے میں جانا چاہوں گا، سلطانِ معظم!" امیر سعد الدین نے درخواست کی۔

"اِس صورت میں معاہدے کو محصولات تک محدود نہ رکھا جائے۔ شہنشاہ کو یہ بھی سمجھانا چاہیے کہ اِن سرزمینوں میں ہماری اجازت کے بغیر وہ سانس بھی نہیں لے سکتا... اجازت ہو تو بطور آپ کے سردار

اعلیٰ کے، میں خود قلعے میں آپ کی نمائندگی کرنا چاہتا ہوں۔" ارطغرل نے بھی درخواست پیش کر دی جس پر سلطان نے اطمینان کا اظہار کیا:

"بہت خوب! اِس میں شک نہیں کہ آپ میں سے ہر کوئی اپنا فرض صحیح پورا کرے گا۔" سلطان نے دونوں کو ساتھ جانے کی ہدایت کر دی تھی۔

اگلے روز ارطغرل اور امیر سعدالدین کوپیک کاراچا ئیسار روانہ ہو گئے، گورنر آرس نے خود اُن کا قلعے کے دروازے پر استقبال کیا۔

"ارطغرل صاحب، امیر سعدالدین!! آپ دونوں کو خوش آمدید۔" گورنر آرس نے کہا۔

جواباً ارطغرل نے سر کو جنبش دے کر اُس کا شکریہ ادا کیا۔

"ارطغرل صاحب! میں نے آپ کے بارے میں بہت سنا ہے۔ آپ ایک دلیر جنگجو ہیں، آخر کار ہماری ملاقات ہو گئی۔" گورنر آرس مسکرایا۔

"میں نام کے لیے نہیں، انصاف کے لیے لڑتا ہوں۔ آپ نے یقیناً یہ بھی سن لیا ہو گا گورنر آرس۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"اگرچہ ہم دونوں ایک دوسرے کے دُشمن ہیں، بنیادی طور پر ہم ایک ہی مقصد کے لیے لڑتے ہیں اور وہ انصاف ہے۔ میرا سامنا ہمیشہ ایک باہمت دُشمن سے ہوتا ہے، اور آپ اُن میں سے ایک ہیں۔" گورنر آرس بھی ہار ماننے والا نہیں تھا۔

"ہمارے مقاصد اتنے مختلف ہیں جتنے کہ دِن اور رات، گورنر آرس! جس کو آپ انصاف سمجھتے ہیں، درحقیقت ظلم ہے اور میں ظالموں کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالتا ہوں۔" ارطغرل نے واضح کیا۔

"لیکن ایک چیز تو ہم میں مشترک ہے... ہم ظلم کے سامنے بے رحم ہوتے ہیں۔"

پھر گورنر آرس، امیر سعدالدین کی طرف متوجہ ہوا:

"امیر سعدالدین کوپیک! نیقیہ میں لوگ آپ کے بارے میں کافی بات کرتے ہیں۔ آپ کی ہوشیاری ہر زبان پر ہے۔"

''اِس صورت میں آپ کو پتہ ہوگا کہ میں یہاں سے خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا۔'' امیر سعد الدین نے کہا۔

''آئیں! میں آپ کو رستہ دکھاؤں۔'' آرس نے عمارت کی طرف اشارہ کیا۔

''اِس کی ضرورت نہیں گورنر آرس... میں یہاں کئی بار آچکا ہوں۔'' ارطغرل نے اُسے احساس دلایا اور آگے بڑھ گیا جبکہ آرس کے چہرے پر ناگوری کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

''ہم کافی دُور سے آئے ہیں اور ہمیں کئی دوسرے کام کرنے ہیں... ہم یہاں یہ سننے آئے ہیں کہ نیقیہ نے کیا پیش کش کی ہے؟''

کمرے میں پہنچتے ہی امیر سعد الدین اصل موضوع کی طرف آ گیا، وہ ارطغرل کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا۔

''قائی قبیلے کے سردار اور امیر سعد الدین کو بیک... اپنے شہنشاہ کی طرف سے میں آپ کا ہم منصب ہوں۔''

اُسی پل دروازہ کھلا اور چولپان خاتون وہاں آ گئی۔

''ہمارے شہنشاہ کی عنایت سے چولپان خاتون بھی گفتگو میں شامل ہوں گی۔'' آرس نے اُنھیں آگاہ کیا۔

ارطغرل کو پہلے ہی پتہ تھا کہ چولپان خاتون اپنے مذہب کی طرف لوٹ گئی ہے، لیکن سعد الدین کے لیے یہ نئی خبر تھی۔

''ہم یہاں باہمی معاہدے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اُمید ہے نتیجہ دونوں فریقوں کے لیے فائدہ مند ہوگا۔'' چولپان نے گفتگو میں حصہ لیا تو آرس کے اشارے پر سب ایک بڑی میز کے گرد بیٹھ گئے۔

''نتیجہ واضح ہے... تاخیر کے بغیر اپنی تجاویز پیش کریں۔'' ارطغرل نے بنا مرعوب ہوئے آرس کی طرف دیکھا۔

''ہماری پیش کش دونوں اطراف کے سپاہیوں کی جانوں سے جڑی ہیں۔نیقیہ کے شہنشاہ امن کی قیمت چکانے کے لیے تیار ہیں۔ ہمارے شہنشاہ جو رقم سلجوق سلطنت کو ادا کریں گے، سالانہ 150 سونے کے سکے اور 200 چاندی کے سکے ہیں۔ہم تجارتی راستوں میں بھی حصہ دیں گے۔'' آرس نے بتایا۔

''یہ جنگ ختم ہو گی اور تمھارے لوگ امن سے رہیں گے۔ جب تک امن قائم رہا، محصولات باقاعدگی سے ادا ہوتے رہیں گے۔'' چولپان نے بات مکمل کی۔

''بہت خوب... مجھے پتہ ہے کہ نیقیہ کے شہنشاہ کتنے سخی ہیں۔آپ کو بھی پتہ ہونا چاہیے کہ ہمارے سلطان علاؤالدین کتنے مہربان ہیں۔محصولات کے بدلے تمھاری زندگیاں بخشی جائیں گی۔اجازت ہو گی کہ آپ لوگ اپنے قلعے میں رہیں۔'' سعدالدین کوپیک نے اپنی شرائط بتائیں۔

''پھر ہم ایک معاہدے پر آ گئے ہیں۔'' آرس نے بات کو آگے بڑھایا۔

''یہ تمھاری پیش کش تھی آرس! ابھی ہم نے کچھ نہیں کہا۔ مٹھی بھر سونے سے شاید آپ رومیوں کو قائل کر سکتے ہیں، ہم یہاں محصولات کے لیے نہیں آئے۔'' ارطغرل نے اپنی بات کا آغاز کیا۔

''کیا ہیں آپ کی شرائط؟'' آرس چونکا۔

''آپ سلجوق سلطنت کو 3000 سونے کے سکے، 4000 چاندی کے سکے سالانہ دیں گے۔ قلعے کے دروازے ترکوں اور مسلمانوں کے لیے کھلے رہیں گے۔ قلعے کے اندر تجارت میں اُن پر کوئی سود یا محصول لاگو نہیں ہو گا۔ تمام تجارتی راستے ترک قبائل کے زیرِ اثر ہوں گے۔ قلعے کے اندر تمھارے سپاہیوں کی تعداد محدود ہو گی، ہم اُن کی تعداد کا تعین کریں گے۔ قلعے کے اندر تجارت کرنے اور رہنے والے ترک اور مسلمان تاجروں کی سرپرست سلجوق سلطنت ہو گی۔ اُن سے متعلق اُنھیں ہر چیز سے باخبر رکھا جائے گا۔'' ارطغرل نے اپنی شرائط پیش کیں۔

''یہ شرائط ناقابلِ قبول ہیں۔ان شرائط سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہاں معاہدہ طے کرنے نہیں بلکہ قلعہ فتح کرنے آئے ہیں۔'' چولپان نے انکار کر دیا۔

''ارطغرل صاحب! آپ کی شرائط کو ماننے کا مطلب ہے قلعہ حوالے کرنا۔'' آرس نے بھی اعتراض کیا۔

''ہمارا صبر جواب دے چکا ہے۔ یا تو تم ہماری پیش کش قبول کرو، یا پھر ہم لوہے کے پہاڑ کے پگھلنے اور آسمان کے تھرتھرانے کی وجہ بنیں گے۔ ہم تمھارے قلعے کو زمین بوس کر دیں گے۔'' اتنا کہتے ہی ارطغرل اپنی نشست سے اُٹھ گیا جبکہ سعدالدین کوپیک اُس لمحے خود کو بہت بے بس محسوس کر رہا تھا۔

ارطغرل واپس جانے والا تھا کہ آرس نے اُسے روک لیا۔

''ارطغرل صاحب! آپ کی شرائط بہت سخت ہیں۔ کسی فیصلے کے لیے ہمیں چند دنوں کی مہلت دیں۔''

''میں تھوڑی دیر میں واپس آتا ہوں، آپ کے پاس بس اتنا ہی وقت ہے۔'' ارطغرل دروازے کی طرف بڑھا تو سعدالدین کوپیک کو بھی اُس کی پیروی کرنا پڑی۔

''وہ پاگل اور دیوانہ ہے۔ اُس کا دماغ خراب ہو گیا ہے جو وہ ہمیں لاچار سمجھ کر جھپٹ پڑا ہے۔'' اُن کے جاتے ہی چولپان نے کہا۔

''اگر ہم قلعہ رکھنا چاہتے ہیں تو ارطغرل کی شرائط ماننے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔'' آرس نے گہری سانس لی۔

''ہم اِن کو اتنا سب کچھ کیسے دے سکتے ہیں؟ ہم اپنی بقا کو کیسے یقینی بنائیں گے؟'' چولپان خاتون نے سوال اُٹھایا۔

''پہلے تو جو وہ چاہتے ہیں، اُن کو دیا جائے گا۔ پھر ہم صبر جاری رکھیں گے اور سب کچھ واپس لے کر رہیں گے۔'' آرس نے کندھے اُچکائے۔

تھوڑی دیر بعد ہی ارطغرل اور سعدالدین واپس آ گئے۔

''آپ کی شرائط ہماری سلطنت، ہمارے جسم اور روح کو تھکا دیں گی لیکن امن حاصل کرنے کے لیے ہمارا یقین اور حمایت لامحدود ہے۔ ارطغرل صاحب! آپ نے جو مانگا، آپ کو مل جائے گا۔'' آرس

نے رضامندی ظاہر کر دی۔

"کیا آپ ہر شرط پر راضی ہیں؟" سعد الدین نے پوچھا۔

اُسے بالکل یقین نہیں تھا کہ ارطغرل کی شرائط کو قبول کیا جائے گا۔

"ہاں! ہر چیز پر... لیکن میرا بھی ایک مطالبہ ہے۔" آرس نے اُن دونوں کی طرف دیکھا۔

"تم لوگ صرف ایک مطالبہ کر سکتے ہو، اپنی زندگیوں کی بھیک... اگر آپ غیر مشروط طور پر ہمارے مطالبات مانتے ہیں ہم آپ کی درخواست پر غور کریں گے۔" ارطغرل نے اُس کا مطالبہ سنے بغیر مسترد کر دیا۔

"ارطغرل صاحب! میں آپ کے غصّے کو سمجھتا ہوں۔ اِس جنگ میں بہت سی جانوں کا دونوں طرف سے ضیاع ہوا ہے۔ اگر یہ معاہدہ آگے نہیں بڑھتا تو ہم مزید جانیں گنوا دیں گے۔" آرس کا لہجہ نرم تھا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں؟" ارطغرل نے پوچھا۔

"اعتماد... میں چاہتا ہوں آپ مجھ پر اعتماد کریں۔ آج کے دِن تک آپ جسے بھی اپنا دشمن سمجھتے تھے، وہ سب مر گئے۔ سی مون، سابق گورنر ویسولس... اِن میں سے کوئی ایک اِس چیز کو نہ سمجھا جو تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے، وہ مردانگی ہے۔ میں آپ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔"

گورنر آرس نے ارطغرل کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"اگر تم مردانگی کی بات کرتے ہو تو ایک غلط پرچم تلے رہتے ہو آرس! مجھے نہ تم پر، نہ تم جیسے کسی اور پر بھروسہ ہے۔ لیکن یاد رکھو میں شیطانی چالیں چلنے والا نہیں ہوں۔ اگر تم نے کسی پر ظلم ڈھایا تو تمھیں پہلے میرا سامنا کرنا ہوگا۔" ارطغرل نے اُس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کر دیا۔

"ظلم بزدلوں کی زرّہ ہے ارطغرل صاحب! میں اِس دنیا میں بغیر لباس آیا اور بغیر لباس جاؤں گا۔" آرس نے جواب دیا۔

"تمھارے پاس اِس معاہدہ کی تمام شرائط پر عمل درآمد کے لیے ایک مہینہ ہے۔" امیر سعد الدین

نے اُنھیں مہلت دی۔

''سب پر عمل ہوگا امیر سعد الدین! میں بذاتِ خود معاہدے کے تمام نکات اور اس کو عائد کرنے کی پیروی کروں گا۔'' گورنر آرس نے اُنھیں یقین دیا۔

اِسی دوران معاہدہ تحریر کر کے فریقین کے سامنے پیش کر دیا گیا جس پر دونوں نے اپنی اپنی مہریں ثبت کر دیں۔

-☆-

ارطغرل اور امیر سعد الدین کو پیک تحریر شدہ معاہدہ لے کر سلطان کے پاس سرائے میں آ گئے۔

''ہم نے بہت بڑی مراعات حاصل کی ہیں سلطانِ معظم! یہ ہماری فتح ہے۔'' امیر سعد الدین نے جوش سے کہا۔

''یہ مراعات اُمتِ محمدی کے زخم بھرنے کے لیے ناکافی ہیں سعد الدین۔ ہم سونے کے لیے نہیں بلکہ اللہ سبحان و تعالیٰ کے انصاف کو پھیلانے کے لیے لڑتے ہیں۔ کیا تمھیں یہ حقیقت معلوم نہیں؟'' سلطان علاؤالدین نے سعد الدین کو پیک کی طرف دیکھا تو وہ شرمندہ ہو گیا۔

''مزید یہ کہ جیسے ہی ہم پر مشکل وقت آیا، شہنشاہ معاہدہ توڑ دے گا۔'' ارطغرل نے خدشہ ظاہر کیا تو سلطان نے بھی اُس کی رائے سے اتفاق کیا۔

''صرف نیقیہ نہیں، پورا جہاں ہمیں نوچنے کا منتظر ہے۔ جب وہ ہم پر جھپٹیں گے تو سونا کس کام آئے گا؟ ظلم دنیا کے تمام حصوں میں پھیل رہا ہے۔'' سلطان کے لہجے میں تشویش تھی۔

''اسی وجہ سے مشرق میں ہماری مہم بہت اہم ہے۔ ہماری ریاست منگولوں اور ایوبیوں دونوں سے نبٹنے کے لیے تیار ہے۔'' سعد الدین نے موضوع بدل دیا۔

''سلطانِ معظم! اللہ آپ کو اس مہم میں کامیابی عطا فرمائے۔'' ارطغرل نے دُعا کی۔

''گو کہ یہ ہماری مہم ہے ارطغرل صاحب! لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس مبارک جدوجہد کا حصہ بنیں۔ میں ایوبیوں کے خلاف جہاد میں مصروف ہوں گا تو میری سرحد کی حفاظت آپ اور آپ کے

سپاہیوں کے سپرد ہوگی۔ جب میں مشرقی سرحد پر ایوبیوں کے خلاف جدوجہد کر رہا ہوں گا، آپ منگولوں کے حملوں کو روکیں گے۔'' سلطان نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

''آپ کا حکم سر آنکھوں پر سلطان! اللہ کے حکم سے ہم اُنھیں اپنی صفوں میں نہیں گھسنے دیں گے۔'' ارطغرل نے سلطان کو اپنی خدمات کا یقین دلایا۔

''یہاں پیچھے کے حالات کے بارے پریشان مت ہوں۔ جب تک ہم واپس آئیں گے، امیر سعد الدین اِن سرزمینوں کی حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے۔'' سلطان نے اُسے یقین دلایا۔

''آپ کا حکم سر آنکھوں پر میرے سلطان!'' سعد الدین کی آنکھوں میں مکاری تھی جو ارطغرل سے پوشیدہ نہ رہ پائی تھی، وہ سمجھ گیا تھا امیر سعد الدین نے گہری چال چلی ہے۔

''سلطانِ معظم! میں ترک قبائل کے بہترین سپاہیوں کو اکٹھا کرنے کے لیے پیغام بھجواتا ہوں۔ آپ کے پرچم تلے لڑنا اُن کے لیے باعث اعزاز ہوگا۔''

''مجھے اپنے جوانوں کی وفاداری اور قابلیت پر کوئی شبہ نہیں۔ ہمارا وطن ان بہادروں کے شانوں پر پروان چڑھے گا۔ آپ ضروری تیاریاں کریں ارطغرل صاحب۔'' سلطان نے اُسے اجازت دے دی۔

''جو آپ کا حکم سلطان۔'' ارطغرل نے سر جھکا دیا۔

''ارطغرل صاحب! آپ پر میرا اعتماد کبھی نہیں ڈگمگایا۔ آپ کو سردار اعلیٰ مقرر کر کے میں نے اپنی ریاست کے لیے درست ترین فیصلہ کیا۔ آپ کا ذہن بھی آپ کی تلوار کی طرح تیز ہے۔ ہمارا اتحاد دائمی اور ہماری فوج قائم دائم رہے۔'' یہ کہہ کر سلطان اپنی نشست سے اٹھ گیا۔ ارطغرل اور سعد تین نے بھی اس کی پیروی کی تھی۔

''اللہ آپ سے راضی ہو...اب سے جرگہ آپ کا ہوا، آپ کی مبارک جدوجہد سلامت رہے۔'' سلطان نے محبت سے ارطغرل کو گلے لگایا۔

-☆-

''سلطان کے حکم کے مطابق ان سرزمینوں سے میرا کام ختم ہوا ارطغرل صاحب۔ آج اللہ کے حکم سے میں قونیہ واپس جا رہا ہوں۔ آج کے بعد یاد رکھیں آپ اپنے فیصلوں کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ ان شاء اللہ آپ کے فیصلے ان زمینوں پر بدقسمتی نہیں لائیں گے، اور میری باتوں کو ہوا میں مت اُڑانا۔''

امیر سعد الدین کو پیک ہانلی بازار کی سرائے سے رخصت ہو رہا تھا۔ سلطان نے اُسے قونیہ طلب کر لیا تھا۔ اصلاحان، نورگل اور عارف صاحب بھی وہاں موجود تھے۔

''میں نے اپنا فرض پورا کیا ہے امیر سعد الدین! ان شاء اللہ جب آپ قونیہ پہنچیں گے تو آپ سلطان کو زہر دینے والوں اور جنھوں نے میرے سپاہیوں کو جال میں پھنسایا، ان دونوں کو تلاش کرنے میں بہت جلد اپنی مہارتیں دکھائیں گے۔'' ارطغرل نے اطمینان سے کہا۔

''کیا آپ کو اس میں کوئی شک ہے ارطغرل صاحب؟''

''جب میں نے زہر سے سلطان کی حالت خراب ہوتے دیکھی تو مجھے لگا ریاست کا نظام غیر ذمہ داری سے چلایا جا رہا ہے امیر سعد الدین۔'' ارطغرل نے جواب دیا تو سعد الدین ہنسنے لگا۔

''ارطغرل صاحب! اِس غصّے اور غرور نے نہ صرف آپ کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے بلکہ آپ کے بہادر دِل کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔ آپ دوست اور دشمن میں فرق کرنے سے قاصر ہوں چکے ہیں۔ آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ ہماری ریاست میں اتنی طاقت ہے کہ غداروں کو کٹہرے میں لا سکے۔ جب وقت آیا تو آپ کو یہ الزامات لگانے پر شرمندگی ہوگی، لیکن اس وقت بھی میں آپ کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔

سلطان نے جو زمینیں آپ کو سونپی ہیں، ان کی قدر کریں۔'' سعد الدین نے اُسے احساس دلایا۔

''یا تو ہماری ریاست زندہ رہے گی یا کوے میری لاشیں کھانے آئیں گے۔ آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ میں اپنی سرداری کی سرزمین پر مردار کھانے والے کوؤں کو برداشت نہیں کروں گا۔ ہماری ریاست ہمیشہ رہے گی۔ سلطان اِس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ اِس رستے پر ہمارے بہادر سردار مرنے کے لیے تیار ہیں... ہمارے لیے یہی کافی ہے۔''

امیر سعد الدین سرائے سے رخصت ہونے والا تھا کہ ارطغرل کی بارعب آواز نے اُسے روک لیا:

''امیر سعد الدین! کل شام سپاہی نور گل اور اصلا حان خاتون کا نکاح ہے۔ ہم چاہیں گے کہ آپ بھی اُس تقریب میں ہمارے ساتھ موجود ہوں، لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ ریاست کے معاملات میں کتنے مصروف ہیں لہٰذا میں اصرار نہیں کروں گا۔''

''اللہ آپ کو لازوال خوشیاں عطا فرمائے۔''

امیر سعد الدین نے اصلا حان کی طرف دیکھ کر بے دِلی سے دُعا دی اور اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔

کچھ روز قبل ارطغرل اپنے سپاہیوں کے ساتھ سلطان کی غیر موجودگی میں سرحدوں کی حفاظت کے لیے روانہ ہوا تو اُن پر گھات لگا کر حملہ کیا گیا، حملہ آور نقاب پوش تھے۔ اُنھوں نے اپنی شناخت ظاہر نہیں کی تھی۔ اس حملے میں ارطغرل کے بہت سے جوان شہید ہو گئے تھے۔ وہ خود، بابر اور عارف صاحب بھی شدید زخمی ہوئے تھے لہٰذا ارطغرل اس مہم کو ترک کر کے سلطان کے حکم سے واپس اپنے قبیلے میں آ گیا تھا۔ اُسے صحت یاب ہونے میں کئی روز لگ گئے تھے۔ ارطغرل کو یقین تھا کہ یہ حملہ گورنر آرس نے کیا تھا اور مخبری کرنے میں سعد الدین کوپیک کی غداری پیش پیش تھی۔

امیر سعد الدین کوپیک چلا گیا تو ارطغرل اپنے جانبازوں کی طرف متوجہ ہوا:

''میرے سپاہیو! چونکہ اُنھوں نے ہم پر حملہ کر کے امن معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے، اس لیے اب کاراجائیسار قلعے کو فتح کرنے کا وقت آ گیا ہے تا کہ اس سرزمین کو غداروں اور کافروں سے پاک کیا جائے۔'' یہ سنتے ہی سب کے افسردہ چہروں پر رونق آ گئی تھی۔

''بھائی! ہم اِس خبر کے کب سے منتظر تھے؟'' عبدالرحمٰن بولا۔

''ہماری مبارک جدو جہد سلامت رہے حضور! اب خواب دیکھنے کا وقت ختم ہوا۔'' عارف صاحب نے کہا۔

''اب ہماری تلواریں بولنے والی ہیں میرے آقا۔'' بابر کہاں خاموش رہنے والا تھا۔

''ہم کب قلعے پر حملہ کرنے والے ہیں؟'' عارف صاحب نے پوچھا۔

''عارف صاحب! نور گل کی شادی کے اگلے روز، صبح کے وقت۔ آرس کو حملے کی اُمید نہیں ہوگی۔ میری طرف سے یہ تمھارے لیے شادی کا تحفہ ہوگا نور گل۔'' ارطغرل نے کہا تو سب ہنسنے لگے، پھر ارطغرل نے تلوار نکال کر اُس کی نوک میز پر بچھے نقشے پر رکھی اور نشاندہی کرنے لگا:

''قلعے کے دروازے صبح سویرے کھلتے ہیں اور غروبِ آفتاب کے بعد بند ہوتے ہیں عبدالرحمٰن۔''

''جی حضور؟''

''تم سپاہیوں کے ساتھ قلعے میں سرائیت کر جاؤ۔ عام سے کپڑے پہن کر، جیسے تم وہاں تجارت کرنے جا رہے ہو۔ جب تم قلعے میں داخل ہو گئے تو ایک بہادر جوان اتسیز کو تلاش کرنا۔ وہ عیسائی پادری کے روپ میں ہوگا۔ تم دونوں نظر میں آئے بغیر گورنر آرس کے حفاظتی انتظامات کا پتہ چلاؤ گے۔ قلعے میں کیا چل رہا ہے، برجوں پر کتنے محافظ تعینات ہیں، وہاں موجود سپاہیوں کے پاس کس قسم کے ہتھیار ہیں؟؟ حتیٰ کہ میں دیواروں میں لگے پتھروں کی تعداد بھی جاننا چاہتا ہوں عبدالرحمٰن۔ قلعے کے دروازے بند ہونے سے پہلے وہاں سے نکل کر تم لوگ چاوودار قبیلے پہنچ جانا۔ میں وہیں تمھارا انتظار کروں گا۔''

''جیسا آپ کا حکم حضور!'' عبدالرحمٰن نے سینے پر ہاتھ رکھا۔

''ہمارے جو سپاہی قلعے میں سرائیت کریں گے، اُن کا کام کیا ہوگا؟'' عارف صاحب نے پوچھا۔

''جب قلعے کے دروازے کھلیں گے تو وہ صحن میں داخل ہو جائیں گے۔ جب قلعے کے محافظ دیکھیں گے کہ ہم پیش قدمی کر رہے ہیں، ہمارے سپاہی اُنھیں قلعے کا دروازہ بند کرنے سے روکیں گے۔ میں کل گورنر آرس سے ملنے قلعے میں جاؤں گا۔ میں اس کا یقین جیتنے کی پوری کوشش کروں گا تا کہ وہ اپنے

بستر پر سکون سے سو سکے۔اب تم سب اپنے فرائض پر واپس جاؤ۔'' ارطغرل نے انھیں جانے کی اجازت دے دی۔

-☆-

''کاراجا ئیسار میں خوش آمدید! میرے پیارے دوست چیتان۔''

گورنر آرس نے قلعے میں آنے والے نئے جنگجو کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔

''میرا خیال تھا کہ ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ میں قلعے میں آ رہا ہوں، میرے دوست آرس! جب تم نے ارطغرل جیسی پریشانی مول لے لی ہے تو ہم کچھ بھی امکانات پر نہیں چھوڑ سکتے۔ مجھے پتہ ہے تم نے مجھے یہاں اسی کی وجہ سے بلایا ہے۔'' چیتان معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

''ٹھیک کہا تم نے۔'' آرس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''تم اسے مجھ سے مروانا چاہتے ہو؟''

''اسے مارنا تمھارے جیسے جنگجو کے لیے بھی آسان نہیں چیتان...لیکن مجھے یقین ہے کہ جب مناسب وقت آئے گا، تم کامیاب ہو گے۔ تب ہی تو میں نے اُسے مارنے کے لیے تمھارے جیسے شیطان کا انتخاب کیا ہے۔ میں ارطغرل کو اُس جگہ مارنا چاہتا ہوں جہاں وہ خود کو سب سے زیادہ محفوظ سمجھتا ہے۔''

''یعنی تم چاہتے ہو کہ میں اُس کے قبیلے میں داخل ہو جاؤں؟'' چیتان نے پوچھا۔

''ہاں بالکل...''

''یہ آسان نہیں ہو گا، لیکن میں اس میں کامیاب ہو جاؤں گا آرس۔''

''یہ تمھاری سوچ سے بھی زیادہ آسان ہو گا چیتان! تم ان کی کمزور ترین جگہ میں سے ایک پر وار کرو گے۔'' آرس نے کہا۔

''وہ کیا ہے؟'' چیتان چونکا۔

''اُن کی ہمدردی...تم اُنھیں اُنھی کی ہمدردی سے مارو گے۔اس کے لیے شاید تمھیں کچھ زخم بھی

لگانے پڑیں۔'' گورنر آرس مسکرایا۔

''میں اپنے مبارک مقصد کے لیے مرنے کو بھی تیار ہوں۔'' چیتان نے سینے پر صلیب بنادی۔

''تم وہاں جا کر اُن میں گھل مل جاؤ گے، ارطغرل جو بھی کرتا ہے مجھے ہر چیز کی خبر دو گے۔''

''بے فکر رہو! میں صرف ان میں گھل مل نہیں جاؤں گا بلکہ ان کو ایک دوسرے کے خلاف بھی کر دوں گا۔ خداوند ہماری سلطنت کی حفاظت کرے۔'' چیتان نے کہا اور آرام کرنے چلا گیا۔ اُسے ایک مشکل مہم پر قائی قبیلے جانا تھا۔

آرس کو بھی بہت سے کام نبٹانے تھے۔ اگلے روز ارطغرل اُس سے ملنے قلعے میں آرہا تھا۔ یہ پیغام اُسے قاصد کے ذریعے پہنچ چکا تھا۔

-☆-

چیتان قائی قبیلے پہنچا تو اُس کی حالت اچھی نہیں تھی۔ اُس کے چہرے پر زخموں کے نشان تھے جبکہ بازو میں خنجر سے زخم لگایا گیا تھا۔ جب وہ گھوڑے پر سوار قبیلے میں داخل ہوا تو قائی سپاہیوں نے اُسے مسافر خیال کر کے گھوڑے سے اُتار لیا۔

''کیا ہوا تمھیں....؟'' سپاہی صفدر نے پوچھا۔

''کس نے کیا یہ تمھارے ساتھ؟''

''ڈاکوؤں نے...ڈاکوؤں نے مجھے رستے میں روک لیا تھا۔ انھوں نے میرا سارا سامان چھین لیا جو میں ہانلی بازار لے کر جا رہا تھا۔ خدا کے لیے مجھے مرنے مت دینا۔'' چیتان نے التجا کی۔

''فکر مت کرو۔ ہم کسی کو مرنے کے لیے نہیں چھوڑتے۔ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو؟''

''میرا نام داریوس ہے، میں عیسائی تاجر ہوں۔ میں آپ لوگوں کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن مجبور تھا۔ اگر تم میرا زخم باندھ دو اور تھوڑی سا کھانا دے دو تو یہ کافی ہوگا۔''

''ہمارے قبیلے اور دسترخوان پر ہر کسی کو خوش آمدید کہا جاتا ہے۔'' صفدر نے اُسے حوصلہ دیا۔

''میں نے سنا تھا کہ ترک بہت خیر خواہ ہوتے ہیں، خداوند آپ کی حفاظت کرے۔'' چیتان نے

کہا اور سپاہی اُسے اُٹھا کر مطب میں لے گئے جہاں عارف صاحب نے اس کے زخموں کی مرہم پٹی کر دی۔

اس دوران نور گل بھی وہاں آ گیا تھا۔ سپاہی اُسے اجنبی تاجر کے بارے میں بتا چکے تھے۔

''تو ڈاکوؤں نے تمھاری یہ حالت کی ہے؟'' نور گل نے پوچھا۔

''کچھ مت پوچھیں۔ میرے پاس جو کچھ تھا، انھوں نے چھین لیا۔'' چیتان بہت افسردہ تھا۔

''تم خوش قسمت ہو کہ راستے میں ہمارا قبیلہ آ گیا۔ وہ نیچ ڈاکو ہمارے بھی دشمن ہیں۔ جب تک تم ٹھیک نہیں ہو جاتے ہم تمھارا خیال رکھیں گے۔ اب تم آرام کرو۔'' نور گل نے اُسے تسلی دی۔

''خداوند تمھاری حفاظت کرے۔'' چیتان نے کراہتے ہوئے کہا اور بستر پر لیٹ گیا۔

اگلی صبح چیتان کی حالت سنبھل گئی تو اُسے ارطغرل کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ وہ قبیلے کے سردار سے مل کر اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے اپنا نام تاجر داریوس بتایا تھا۔

''ارطغرل صاحب! آپ کے حضور پیش ہونا میرے لیے اعزاز ہے۔''

''ٹھیک ہے داریوس... جلد صحت یابی ہو گی ان شاء اللہ۔''

''آپ کا شکریہ کہ میں زندگی کی طرف واپس آیا۔ میں آپ سے اظہار تشکر کرنا چاہتا ہوں۔''

''میں نے سنا ہے کہ تم ایک تاجر ہو، تم کس چیز کی خرید و فروخت کرتے ہو؟''

''جس میں بھی منافع ہو میں اس میں تجارت کرتا ہوں۔ کھالیں، جانور ریشم وغیرہ۔''

''ہمارے علاقے میں ڈاکو تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ویسے تم بجائے ہمارے پاس آنے کے آرس کے پاس کیوں نہ چلے گئے؟'' ارطغرل نے سوال کیا۔

''میں نہیں جانتا یہ سب کیسے ہوا؟ میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ اسی حالت میں میرا گھوڑا کہاں جا رہا تھا مجھے کچھ معلوم نہیں تھا۔ خوش قسمتی سے میں آپ جیسے خیر خواہ لوگوں کے قبیلے آیا ورنہ شاید میں مر گیا ہوتا۔''

''تم ہمارے مہمان ہو۔ اس قبیلے میں جتنا چاہو قیام کر سکتے ہو۔ تمھاری تمام ضروریات ملتی رہیں گی۔'' ارطغرل نے اُسے تسلی دی تو چیتان شکریہ ادا کر کے باہر چلا گیا۔

چیتان کو واپس بھیج کر ارطغرل اپنے سپاہیوں کے ساتھ کاراچائیسار چلا گیا۔ اُسے گورنر آرس سے ملنا تھا اور قلعے کے حالات کا جائزہ بھی لینا تھا۔ کاراچائیسار پہنچنے پر اس بار بھی گورنر آرس نے گرم جوشی سے اُس کا استقبال کیا اور قلعے کے اندر لے گیا جہاں شاندار ضیافت کا اہتمام کیا گیا تھا۔

''کچھ عرصہ سے ہانلی بازار آنے والے قافلوں کو ڈاکوؤں کی طرف سے پریشانی کا سامنا ہے۔'' ارطغرل نے گفتگو کا آغاز کیا۔

''بدقسمتی سے ڈاکوؤں کے مسئلے نے ہم سب کو مشکل سے دوچار کر دیا ہے۔'' آرس نے اُس سے اتفاق کیا۔

''اگر ایسا ہے تو اس مسئلے پر آپ نے ہمارے ساتھ کام کیوں نہ کیا۔ آپ کے سپاہی ڈاکوؤں کا راستہ روک سکتے ہیں۔'' ارطغرل نے پوچھا۔

''ارطغرل صاحب! تاجروں کی حفاظت آپ کی ذمہ داری ہے، ہم صرف اپنی حفاظت کو دیکھ سکتے ہیں۔''

''یہ واضح ہے کہ آپ کے اس بارے میں کیا ارادے ہیں۔ آپ بازار سے یونانی تاجروں کو ہٹانے کی دھمکی بھی دے چکے ہیں۔'' ارطغرل نے کہا تو آرس ہڑبڑا سا گیا۔

''یہ دھمکی نہیں تھی ارطغرل صاحب۔ میں نے صرف اپنی ذمہ داری پوری کی تھی۔ آپ جانتے ہیں کہ یونانی تاجر ماضی کی بات ہیں۔''

''ماضی کی بات ماضی میں رہنے دیں گورنر آرس! سمجھ داری اسی میں ہو گی کہ ہم سب آگے دیکھیں۔ ہانلی بازار ہمارے لیے اہم ہے اور آپ کے لیے بھی ہے۔ ہم ہانلی بازار کی تجارت میں بہتری لانے کے لیے تعاون کریں گے۔'' ارطغرل نے پیش کش کی۔

''آپ کی طرف سے یہ سن کر اچھا لگا... آپ فرمائیں، میں سن رہا ہوں۔'' گورنر آرس متوجہ ہوا۔

''ہم ان ڈاکوؤں کے خلاف کارروائی کریں گے۔ بازار کی تجارت کی بہتری کے لیے مسلمان اور یونانی تاجروں کی بازار میں واپسی کو یقینی بنائیں گے۔ اگر ہم یہ نہیں کرتے تو امن کا جو پرچم آپ نے لہرایا

ہے اس کا زیادہ فائدہ نہ ہوگا۔"

"اس کاروبار میں امن شامل ہے، منافع ہے، آپ جیسا شراکت دار ہے...اسے قبول نہ کروں تو میں پاگل ہوں گا۔" گورنر آرس نے کھلے دِل سے اُس کی باتوں کو سراہا اور ارطغرل اپنے ساتھیوں کے ساتھ چاوودار قبیلے روانہ ہو گیا۔

چاوودار قبیلے میں یہ خوشی کی رات تھی، نور گل اور اصلا حان شادی کے بعد ایک ہونے والے تھے۔ حائمہ خاتون اور حلیمہ سلطان نے اس شادی میں ذاتی دلچسپی لی تھی۔ نور گل کو راضی کرنے میں ارطغرل اور بابر نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ اصلا حان ایک ذہین خاتون تھی، پھر چاوودار قبیلے کو ایک مرد سردار کی ضرورت تھی، لہٰذا سب کے سمجھانے پر نور گل اور اصلا حان نے اس شادی کے لیے ہاں کر دی تھی۔ شادی کی تقریب میں دونوں قبیلوں کے معززین اور سپاہیوں نے بھی شرکت کی تھی۔

شادی کی تقریب ختم ہونے پر جب نور گل اور اصلا حان اپنے خیمے میں چلے گئے تو اُسی رات ان دونوں کو زہر دے کر ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی۔ عارف صاحب کے بروقت علاج سے اُن دونوں کی جان بچ گئی تھی لیکن ہر شخص پریشان تھا۔ ارطغرل کو یقین تھا کہ اس میں گورنر آرس کا ہاتھ تھا۔

اگلے روز قائی قبیلے میں ایک اور اہم واقعہ رونما ہوا۔ اس بات نے سب کو چونکا دیا کہ قبیلے میں پناہ لینے والے زخمی تاجر نے گندوز کو اغوا کر کے کاراچا ئیسار لے جانے کی کوشش کی تھی۔ ارطغرل اور اس کے جانباز گندوز کو بچانے میں کامیاب ہو گئے جب کہ چیتان وہاں سے فرار ہو گیا تھا۔

ارطغرل کا شک اب مزید پختہ ہو چکا تھا کہ ان سب واقعات کے پیچھے گورنر آرس ہی ہے۔ اُس کی عہد شکنی اب حد سے بڑھ گئی تھی لہٰذا ارطغرل نے قلعے پر حملے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

"آرس سمجھتا ہے کہ وہ اپنی چالوں سے ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے لیکن اب ہمارا غصہ پوری قوت سے ان پر برسے گا۔ آج رات ہانلی بازار میں جرگہ بلایا جائے گا۔ میں ترک قبائل کے سرداروں کو آگاہ کروں گا کہ یہ جنگ کا وقت ہے۔ میں انھیں اُن کے فرائض سونپوں گا۔"

ارطغرل نے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور عارف صاحب کی طرف متوجہ ہوا:

''عارف صاحب! نہ صرف سپاہی بلکہ پیچھے رہ جانے والے افراد بھی جنگ کے لیے تیار رہیں گے، بڑے سے لے کر چھوٹے تک ہر کوئی جو قبیلے میں رہے گا اپنا فرض ادا کرے گا۔ آپ بذات خود اس کام کی نگرانی کریں گے۔''

''جیسے آپ کا حکم حضور۔'' عارف صاحب نے کہا۔

''پہلے ہم قلعے کے داخلی اور خارجی راستوں کو بند کریں گے۔ ہمارے سپاہی نیقیہ سے آنے والا رستہ بند کر دیں گے۔ قلعے کے مرکزی دروازوں کو بھی بند کر دیا جائے گا۔ دمرول! تم سپاہیوں کے ساتھ مشرقی دروازے کو سنبھالو گے۔ عبدالرحمٰن! تم نیقیہ سے آنے والے رستے کو بند کرو گے۔ گونکوت! تم سپاہیوں کے ساتھ مغربی دروازے کو سنبھالو گے۔ سب اپنی اپنی مستعد رہیں گے۔ قلعے کا رابطہ بیرونی دنیا سے بالکل منقطع ہو جانا چاہیے۔''

''جیسے آپ کا حکم حضور۔'' سب نے یک زبان کہا۔

''بابر! کل تم قلعے میں جا کر گورنر آرس سے میرے سپہ سالار کے طور پر ملو گے۔ جنگ کی روایات کے مطابق تم اُسے قلعہ ہمارے حوالے کرنے کا کہو گے۔''

''جیسے آپ کا حکم بھائی... جیسے آپ کا حکم!'' بابر نے سینے پر ہاتھ رکھا۔

پھر ارطغرل نے ایک مکتوب عارف صاحب کی طرف بڑھا دیا:

''عارف صاحب! سلطانِ معظم کو جو خط میں نے لکھا ہے، وہ اُن تک فوری پہنچ جانا چاہیے۔ سلطانِ معظم کو پتہ ہونا چاہیے کہ ہم شہنشاہ کی فوج آنے سے پہلے قلعہ فتح کرنا چاہتے ہیں۔ منگول ہماری سرحدوں پر گھات لگائے بیٹھے ہیں، ایسی صورت میں اگر ہم سلطان سے اضافی فوج مانگتے ہیں تو اپنی سرحدوں کو خطرے میں ڈال دیں گے۔ اللہ کے حکم سے ہم اتنے طاقتور ہیں کہ اپنی تلواروں سے قلعہ فتح کر لیں۔''

''اِن شاء اللہ... اِن شاء اللہ!'' ہر جانباز پر عزم تھا۔

-☆-

رات کو ارطغرل نے سرائے میں ترک سرداروں کا جرگہ طلب کرلیا، اُس جرگے میں تمام سرداروں نے شرکت کی۔ ارطغرل نے اللہ کے بابرکت نام سے جرگے کی کارروائی شروع کی۔ اس نے سرداران کو گورنر آرس کی سازشوں اور حملوں کے بارے میں تفصیل سے بتایا:

''جو لوگ یہ سب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کو سزا دینے کا وقت آ گیا ہے۔ اسی وجہ سے میں نے آپ کو جرگے میں بلایا ہے۔ فی الحال قلعے کے دروازے اور نیقیہ کے رستے میرے سپاہیوں نے بند کردیے ہیں۔ محترم سرداران! جلد ہی میں آپ کو محاصرے اور حملے سے متعلق ضروری کو فرائض سونپوں گا۔ تمام ترک قبائل کا اس فتح میں حصہ ہونا چاہیے۔ ہمارے جانبازوں کی تلوار کی کھنک دور تک سنائی دینی چاہیے۔ ہمارے گھوڑوں کے سموں سے زمین کی تھرتھراہٹ ہر کافر کو محسوس ہونی چاہیے۔''

''جیسے آپ کا حکم... ہم ہر لمحہ مدد کے لیے تیار ہوں گے۔'' سب نے اسے حمایت کا یقین دلایا۔

''ارطغرل صاحب! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بھی ایک مختار نامہ جاری کریں۔''

چاودار قبیلے کے بہادر صاحب نے کہا تو سب اس کی طرف دیکھنے لگے۔ چاودار قبیلے کا یہ سردار اپنی مشکوک حرکتوں کی وجہ سے ارطغرل کی نظروں میں تھا۔ ارطغرل کے پاس اطلاعات تھیں کہ بہادر کے تعلقات گورنر آرس سے ہیں، اور وہ گورنر کی مدد سے چاودار قبیلے کا سردار بننا چاہتا تھا۔ چوں کہ ابھی تک یہ باتیں صرف اطلاعات کی حد تک تھیں اس لیے ارطغرل نے اس کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی تھی۔

''جی بہادر صاحب؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

''آپ جانتے ہیں کہ سلطان کی فوج کے ساتھ میں نے بہت سے قلعے فتح کرنے کی مہم میں شرکت کی۔ قلعے کو فتح کرنا صرف محاصرے اور حملے سے ممکن نہیں۔''

''تو پھر ہم کیا کریں؟'' ارطغرل نے سوال کیا۔

''ہم بڑی بڑی منجنیقیں تیار کریں گے ارطغرل صاحب۔'' بہادر صاحب نے تجویز پیش کی تو جرگے کے شرکاء سرگوشیاں کرنے لگے۔ اصلاحان اور نورگل خاموش تھے۔

''بہادر صاحب! ہم وہ منجنیقیں کیسے تیار کریں گے؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

''میں یہ کام اپنے ذمہ لینا چاہتا ہوں۔ اللہ کے حکم سے میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ منجنیق کیسے بنائی جاتی ہے اور اس کا استعمال کیسے کیا جاتا ہے۔'' بہادر صاحب نے فخر سے کہا اور چند کاغذوں پر بنے منجنیق کے خاکے تھام کر کھڑا ہو گیا۔

''پچھلی مہم کے دوران جس میں ہم سلطان کی فوج کے ساتھ شامل ہوئے تھے میں نے بذات خود منجنیقوں کی تیاری کو سنبھالا تھا۔ یہ دس کانتار وزن تک کے پتھر پھینک سکتی ہے (ایک کانتار 56.449 کلوگرام کے برابر ہوتا تھا)۔ اس سے نا صرف کاراچا ئیسار کے قلعے میں دراڑیں پڑیں گی بلکہ اللہ کے حکم سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی۔ یہ خاکہ ملاحظہ فرمائیں۔'' بہادر صاحب نے منجنیق کے خاکے ارطغرل کی طرف بڑھا دیے۔

''یہ میں اسی لیے لایا تھا کہ آپ اس کا جائزہ لے سکیں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں اپنے سپاہیوں کے ساتھ فوراً منجنیق بنانا شروع کر سکتا ہوں۔ کافروں کو ہم سے ایسی چیز کی توقع نہ ہوگی۔ جب وہ صبح جاگیں گے تو بلا جیسی منجنیقیں دیکھ کر گھبرا جائیں گے۔''

ارطغرل نے وہ خاکہ دیکھ کر بہادر صاحب کی طرف بڑھا دیا اور مسند سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اُٹھتے ہی باقی سرداروں نے بھی اپنی نشستیں چھوڑ دیں۔

''محترم سرداران! چاوودار سپاہی نورگل کے حکم کے تحت ہوں گے۔ یہ نیقیہ سے آنے والے رستوں کو بند کریں گے اور قلعے کو مدد پہنچنے سے روکیں گے۔ دیگر قبائل سپاہی نورگل کو ضرورت پڑنے پر

اضافی سپاہی فراہم کریں گے۔'' ارطغرل نے قبائل کے سرداروں سے کہا اور پھر بہادر صاحب کی طرف متوجہ ہوا:

''بہادر صاحب! آپ اپنے سپاہیوں کے ساتھ منجنیق بنانا شروع کردیں، یہ کام آپ کا ہوگا۔ جب دیواروں میں شگاف پڑیں گے تو ہم چڑھائی شروع کردیں گے۔ اس وقت دوسرے قبائل کے سپاہی باقی قائی سپاہیوں کے ساتھ حملے میں شامل ہوجائیں گے۔''

''میری تلوار اور میرا علم بھی آپ کے حکم کے تحت ہے ارطغرل صاحب۔'' بہادر نے شکریہ ادا کیا۔

''بہادر صاحب آپ کب تک یہ منجنیقیں تیار کرسکتے ہیں؟'' ارطغرل نے دریافت کیا۔

''میں نے وہ جگہ منتخب کرلی ہے جہاں منجنیقیں بنائی جاسکتی ہیں۔ اللہ کے حکم سے میں اسے دو دن میں تیار کرلوں گا۔'' وہ اعتماد سے بولا۔

''ٹھیک ہے بہادر صاحب! آپ بلا تاخیر یہ کام شروع کردیں۔ میں آپ کی حفاظت کے لیے سپاہیوں کا ایک دستہ بھجواؤں گا۔'' اراطغرل نے اُس کا حوصلہ بڑھایا۔

''جیسے آپ کا حکم۔'' بہادر صاحب کا معاملہ نبٹا کر ارطغرل دوبارہ ترک سرداروں کی طرف متوجہ ہوا:

''معزز ترک سرداران! اس جنگ کے ساتھ ہم صرف کاراچا ئیسار کی فتح کا رستہ نہیں کھولیں گے بلکہ اس سے نیقیہ اور قسطنطنیہ کی فتح کا رستہ بھی کھلے گا۔ اگر ہماری قسمت میں ان جگہوں کی فتح نہ لکھی ہو تو مجھے یقین ہے ہماری نسل سے کوئی بہادر اُٹھے گا جو اپنی فوج کو قسطنطنیہ تک لے جائے گا اور اسلام کا پرچم لہرائے گا۔ ہمارا مقصد روئے زمین پر اللہ کا انصاف پھیلانا اور رائج کرنا ہے۔ ہم صرف کاراچا ئیسار، نیقیہ اور قسطنطنیہ تک محدود نہیں رہیں گے۔ جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے اور جہاں سورج غروب ہوتا ہے... پوری دنیا ہماری مبارک جدوجہد کا حصہ ہوگی۔ کوشش ہماری ہے اور فتح اللہ کی۔''

''آمین...'' سب یک زبان بولے اور اجلاس برخاست ہوگیا۔

''بھائی! کیا اس منجنیق والے معاملے میں آپ کو بہادر پر یقین ہے؟'' جرگہ ختم ہوتے ہی نور گل

نے ارطغرل سے پوچھا۔

''میں نے اس کو منجنیق بنانے کا کام اس لیے نہیں دیا کہ مجھے اس پر یقین ہے بلکہ اس لیے کہ وہ جانتا ہے، یہ کیسے کرنا ہے۔ جیسا کہ میں نے جرگے میں کہا تھا، میں اس کی حفاظت اور اس پر نظر رکھنے کے لیے سپاہیوں کا دستہ بھیجوں گا، صفدر ان سپاہیوں کا سردار ہو گا۔ اس طرح ہم بہادر کی ہنر مندی کو استعمال کر لیں گے اور اُسے چاوودار قبیلے سے دُور بھی رکھیں گے۔ صفدر اسے اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دے گا۔ وہ اس کے ہر قدم پر نظر رکھے گا۔''

''ٹھیک ہے بھائی! آپ بہتر جانتے ہیں۔'' نور گل نے اطمینان کا اظہار کر دیا۔

سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ حملے سے قبل انھیں ہر لحاظ سے اپنی تیاری مکمل کرنی تھی۔

-☆-

''ارطغرل پہلے قلعے کے مرکزی دروازوں پر قبضہ جمانے کی کوشش کرے گا اور نیقیہ سے آنے والے رستے بند کرے گا۔ رسد روک کر وہ ہمیں قلعے کے اندر قیدی بنانا چاہے گا۔'' گورنر آرس نے اپنے سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا۔

''جناب! سلطان علاؤالدین بھی تو فوج بھیج سکتا ہے۔'' نیلسن نے خدشہ ظاہر کیا۔

''جب منگول سلجوقی سرحدوں پر حملہ کر رہے ہوں گے تو ارطغرل سلطان سے مدد نہیں مانگے گا۔ وہ قلعے کو بہترین انداز سے اپنے زور پر فتح کرنے کی کوشش کرے گا۔'' آرس نے بتایا۔

''قلع فتح کرنے کے لیے ارطغرل کی اپنی قوت کافی نہیں ہو گی لہٰذا یہ کوشش اس کے لیے مصیبت بن جائے گی۔'' نیلسن نے طنز کیا۔

''ارطغرل سے انتقام لینے کے لیے یہ بہترین موقع ہے۔ اگر ہم نے اس کا فائدہ نہ اُٹھایا تو خود سے ناانصافی کریں گے... ہے نا چیتان؟'' گورنر آرس نے خاموش بیٹھے چیتان کی طرف دیکھا۔

''بالکل ٹھیک... مجھے بہادر صاحب سے فوراً بات کرنی چاہیے۔ لیکن جب تمام دروازوں پر ترک

گھات لگائے بیٹھے ہوں گے تو میں یہاں سے نکلوں گا کیسے؟'' چیتان نے کہا۔

'' قلعے سے ایک خفیہ رستہ شمالی جنگل کی طرف جاتا ہے۔ اس رستے سے گھوڑے لے کر جانا بھی ممکن ہے۔ جب ارطغرل یہ سوچ رہا ہوگا کہ وہ ہمیں یہاں قید کر رہا ہے۔ ہم اُسے اور اس کے وفادار سپاہیوں کو وہاں ماریں گے جہاں اسے توقع نہیں ہوگی۔'' گورنر آرس نے اپنا خنجر میز پر بچھے نقشے پر گھونپ دیا۔

گورنر آرس کی ہدایات پر سختی سے عمل کیا گیا اور رات تک انتظامات مکمل کر لیے گئے۔

'' قلعے کے تمام دروازے بند کر دیے گئے ہیں۔ بڑی کمانیں اور تیل کی دیگیں بھی فصیلوں پر چڑھا دی جائیں گی۔'' کمانڈر کوستاس نے آ کر بتایا۔

'' کوستاس! قلعے کے اندر کی کیا صورت حال ہے؟'' آرس نے ایک کمان دار سے پوچھا۔

'' سب قابو میں ہے جناب۔''

'' لوگوں کو حوصلہ دو، ترکوں کا حملہ ڈاکوؤں اور لٹیروں کے حملے سے زیادہ کچھ نہیں۔'' گورنر آرس نے کہا۔

'' جیسے آپ کا حکم جناب... بس ایک مسئلہ ہے۔'' کوستاس نے کہا۔

'' وہ کیا؟''

'' اگر جنگ ہماری توقع سے زیادہ طول پکڑ گئی تو قلعے میں خوراک کی کمی ہونے کا خطرہ ہے۔''

'' اس کی فکر مت کرو، یہ جنگ طول نہیں پکڑے گی۔ میں پہلے ہی حملے میں ترکوں کو پچھاڑ دوں گا۔'' گورنر آرس کے الفاظ میں تکبر تھا۔

قلعہ کاراچا ئیسار میں بھرپور تیاریاں جاری تھیں کہ بابر، ارطغرل کے ایلچی کی حیثیت سے گورنر آرس سے ملنے آ گیا۔ گورنر آرس قلعے کے صحن میں کھڑا تھا۔

'' سپاہی بابر! کیا تمھیں ارطغرل صاحب نے اپنا ایلچی بنا کر بھیجا ہے۔ جس گورنر سے ہاتھ ملا کر اُس نے امن قائم رکھنے کا وعدہ کیا تھا، وہ اُس کے قلعے پر حملہ کرنے کی جرات کیسے کر سکتا ہے؟''

''ہمارے سردار تمھاری سازشوں اور شرارتوں سے خوب واقف ہیں۔'' بابر نے کہا۔

''سپاہی بابر! مت بھولو کہ تم اس وقت قلعے میں میرے مہمان ہو۔''

''گورنر آرس! اب اس قلعے میں اصل مہمان تم ہو۔ اگر تم نے قلعہ ہمارے حوالے نہ کیا تو بھاگنے کے لیے کوئی جگہ نہ ملے گی۔'' بابر اعتماد سے بولا۔

''افسوس کہ میں ارطغرل کو ایسا کمانڈر سمجھ رہا تھا جو جنگ کی روایات کو سمجھتا ہو۔''

''آرس! کیا دھوکے بازی اور سازشوں سے امن کو خراب کرنے والے تم نہیں... سردار نے قلعہ حوالے کرنے کا کہا ہے تاکہ بے گناہ لوگ نہ مارے جائیں۔''

''سپاہی بابر! اگر تمھارا سردار اس جنگ سے پیچھے نہ ہٹا تو دونوں طرف بہت لوگ مریں گے۔'' گورنر نے تنبیہ کی۔

''آرس! تمھاری برائی اب ناقابل برداشت ہو گئی ہے۔ تم جو بھی کہو، بے معنی ہے۔ ہم حق اور انصاف کے لیے نہ تو اپنا خون بہانے سے ڈرتے ہیں اور نہ اپنی جانیں دینے سے، الحمدللہ! اب اگر تم چاہتے ہو کہ خون نہ بہے اور تمھیں بے گناہ لوگوں کی زندگیوں کا خیال ہے تو غیر مشروط طور پر قلعہ ہمارے حوالے کر دو۔ ارطغرل صاحب کا یہی مطالبہ ہے۔'' بابر نے واضح الفاظ میں ارطغرل کا پیغام پہنچایا۔

''تو ارطغرل صاحب نے میری امن کی پیشکش ٹھکرا دی ہے۔'' گورنر آرس نے گہری سانس لی۔

''آرس! یہ امن معاہدہ پہلے تم نے توڑا تھا۔''

''کیا تمھارا فیصلہ حتمی ہے؟'' آرس نے اس کی بات کا جواب دیے بغیر پوچھا۔

''میں نے اپنی بات بہت لمبی کر دی... مختصر یہ کہ سردار اس کام کو جتنا جلدی ممکن ہو، ختم کرنا چاہتے ہیں۔'' بابر نے واضح کیا۔

''یعنی میرے لیے بھاگنے کا کوئی رستہ نہیں ہے سپاہی بابر...'' گورنر آرس نے قہقہہ لگایا۔

''زبان سے بہت باتیں ہو چکیں۔ اب دل کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے، اب ہماری تلوار بولے گی۔'' بابر نے صاف کہا۔

''سپاہی بابر! میں نے وہی کیا جو ہماری زمینوں اور ریاست کی حفاظت کے لیے ضروری تھا۔ میں بعد میں بھی ایسا ہی کرتا رہوں گا۔ ارطغرل صاحب سے کہو جیسا کہ تمھارے سردار کو پتا ہے میں نہ خود کو اور نہ ہی اپنا قلعہ تمھارے حوالے کروں گا۔ کسی بھی وقت شہنشاہ کی فوج آ جائے گی، پھر میں ان دیواروں کے پیچھے نہیں بیٹھوں گا۔ میں تم سب کے گلے کاٹنے کے لیے باہر آؤں گا۔'' گورنر آرس نے فیصلہ سنا دیا۔

''ہم نے اپنے انتقام کی آگ سے تلواروں کو تیز کر لیا ہے گورنر آرس۔ جب تم باہر آؤ گے تو یہ تلواریں تمھارا استقبال کریں گی۔'' بابر نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر سخت لہجے میں جواب دیا۔

''سپاہیو! واپس چلو... ہم نے اس پتھر کے پنجرے میں اپنا کام مکمل کر لیا... چلو...''

اس نے گھوڑا واپس موڑا اور دروازہ پار کر گیا۔ آرس غصّے کی حالت میں پھنکارتا رہ گیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ارطغرل اور اُس کے جانباز پیچھے نہیں ہٹیں گے اور قلعہ اُس کے لیے واقعی پنجرہ بن جائے گا۔

-☆-

صفدر اپنے سپاہیوں کے ساتھ بہادر صاحب کے ساتھ تھا۔منجنیق کی تیاری کا کام تیزی سے جاری تھا۔

''کیا یہ منجنیقیں تعداد میں زیادہ ہوں گی بہادر صاحب! جتنی کہ ہمیں قلعہ فتح کرنے کے لیے درکار ہیں؟'' صفدر نے سوال کیا۔

''ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا سپاہی صفدر...! اہم چیز منجنیقوں کی تعداد نہیں ہوتی۔ایک منجنیق بھی کافی ہوسکتی ہے۔اگر یہ چٹان سے زیادہ مضبوط ہو تو ہم ان کو صرف پتھر پھینکنے کے لیے استعمال نہیں کریں گے بلکہ دیگر اشیا پھینکنے کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں، اسی لیے ان کے بازو مضبوط ہونے چاہئیں۔یہ آسانی سے توڑے یا جلائے نہ جاسکیں۔جب تم کچھ بھی پھینکو تو یہ اپنی اصلی حالت میں واپس آجائے۔'' بہادر نے اُسے سمجھایا اور کاریگروں کی طرف متوجہ ہوگیا۔

''ہر کوئی اپنا کام پورا کرے، جس طرح میں نے بتایا ہے۔ہر منجنیق اتنی مضبوط ہو کہ اس کو کھینچنے کے لیے دس سپاہی درکار ہوں۔اگر یہ وقت پر مکمل نہ ہوئیں تو ارطغرل صاحب ناراض ہو جائیں گے، اور اگر ہمارے سردار اعلیٰ ناراض ہوگئے تو میری ناراضگی تم پر قہر بن کر ٹوٹے گی۔'' اس نے کاریگروں کا جوش بڑھاتے ہوئے دھمکی دی۔کاریگروں نے جب یہ سنا تو اپنے کام کی رفتار مزید تیز کردی۔

''تم یہاں کام کا خیال رکھو سپاہی صفدر... میں سپاہیوں کو دیکھنے جا رہا ہوں، جنگی مشقوں کی نگرانی بہت ضروری ہے۔میں کچھ دیر میں واپس آجاؤں گا۔'' بہادر نے صفدر سے کہا۔

''میں آپ کے ساتھ آ رہا ہوں بہادر صاحب.... مل کر سپاہیوں کی جانچ کرتے ہیں۔''

''اچھا تو چلو...'' بہادر نے ناگواری سے کہا۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ سپاہی صفدر اُس کی کڑی نگرانی کر رہا ہے۔ وہ صفدر سے دُور جا کر چیتان سے ملاقات کرنا چاہتا تھا لیکن اب یہ ممکن دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

-☆-

''ارطغرل کو ہم جو دھچکا دینے والے ہیں، یہ اُسے جنگ کی شروعات میں ہی تباہ کر دے گا۔ مجھے تم سے توقع ہے کہ اس مسئلے سے جلد نبٹ لو گے... کل پتھر پھینکنے کے لیے بنائی گئی منجنیقیں قلعے کے سامنے پہنچنے سے قبل ہی جل کر راکھ ہو جائیں گی۔''

چیتان نے آرس کو بتایا۔ وہ منجنیقوں کی تیاری پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ بہادر کا ایک سپاہی ان کے درمیان پیغام رسانی کا کام کر رہا تھا۔ انھوں نے بہادر کو سونے اور سرداری کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملایا تھا۔

''اچھا تو بہادر کا کیا ہوگا، وہ کب حرکت میں آنے والا ہے؟'' آرس نے پوچھا۔

''ارطغرل نے بہادر پر کڑا پہرا لگایا ہوا ہے بلکہ بہادر کے علاوہ جن پر بھی ارطغرل کو شک ہے، ارطغرل ان سب کی نگرانی کر رہا ہے۔ لیکن میں پھر بھی بہادر سے مسلسل رابطے میں ہوں۔ جب میں منجنیقوں کو آگ لگا کر ارطغرل کے سپاہیوں کو مار دوں گا تو وہ چاؤدار قبیلے کے مرکزی خیمے پر قبضہ کر کے اپنی سرداری کا اعلان کر دے گا۔'' چیتان نے کہا۔

''زبردست...!'' آرس نے تعریف کی۔

''ارطغرل سمجھتا ہے کہ اس نے میرا محاصرہ کر کے قلعے میں قید کر دیا۔ اسے ایسا ہی سمجھنے دو... وہ ابھی یہ نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ میں نے اُسے گھیر لیا ہے۔ میں اسے بتاؤں گا کہ جنگ کسے کہتے ہیں۔''

''میں اپنے سپاہیوں کے ساتھ طلوعِ آفتاب کے وقت روانہ ہو جاؤں گا۔'' چیتان نے اُسے اپنے

منصوبے سے آگاہ کیا۔

"ٹھیک ہے، اب تم آرام کرلو۔ تم نے واقعی اپنی دوستی کا حق ادا کیا ہے چیتان۔ کل ارطغرل کے حساب کا دن ہے۔ وہ مبارک دن، جب ہم ترکوں کے اُن کے اپنے خون میں نہلا دیں گے۔ خداوند تمھاری اور ہمارے سپاہیوں کی حفاظت کرے۔" آرس نے اُسے گلے سے لگایا۔

"ہماری فتح کے نام..." چیتان نے جام بلند کے ہونٹوں سے لگالیا۔

اگلی صبح چیتان اپنے بھروسہ مند سپاہیوں کو لے کر منجنیقیں جلانے کے لیے روانہ ہو گیا۔ اُسے یقین تھا کہ یہ پہلی کامیابی ہی ارطغرل کے ہوش اُڑا دے گی۔

-☆-

دوسری صبح ارطغرل اپنے سپاہیوں کے ساتھ منجنیق کی تیاری کا جائزہ لینے جا رہا تھا۔ وہ لوگ جنگل میں آگے بڑھ رہے تھے کہ دُور سے دُھواں اُٹھتا دکھائی دیا، یہ خطرے کی علامت تھی۔ انھوں نے اپنے گھوڑوں کی رفتار مزید بڑھا دی تھی۔ نورگل اور بابر بھی اس کے ساتھ تھے۔

جب وہ اپنی منزل پر پہنچے تو طرف آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور قائی سپاہیوں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ وہ سب گھوڑوں سے اُتر آئے اور سپاہیوں کو دیکھنے لگے، اُن میں کوئی زندہ نہ بچا تھا۔

"میں ان زمینوں کو تمھارے لیے جہنم بنا دوں گا گورنر۔" ارطغرل نے زیرلب کہا اور سپاہیوں سے بولا:

"شہیدوں کو آگ سے دُور کرو... اور آگ بجھانے کی کوشش کرو۔"

حکم ملتے ہی سب آگ بجھانے میں مصروف ہو گئے۔ چند سپاہی شہیدوں کی لاشیں محفوظ جگہ پر پہنچا رہے تھے۔

"سپاہی ایاز! جاؤ بہادر صاحب کو تلاش کرو۔"

"جیسے آپ کا حکم حضور۔" ایاز آگے بڑھ گیا۔

"صفدر..."

ارطغرل نے صفدر کو دیکھا تو وہ تڑپ کر اس کی طرف دوڑا۔ وہ اپنا ایک اور بہادر جانباز کھو چکا تھا۔

"صفدر، میرا دلیر بھائی! ہم جب تک تمھارے خون کا حساب نہ لے لیں، سکون سے نہ بیٹھیں گے۔ نہ تمھیں قبر میں چین آئے گا اور نہ ہی ہمیں زمین پر۔" ارطغرل نے اُس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

دودرگا قبیلے میں تیمور کی شہادت کے بعد صفدر نے ارطغرل کے لیے جینے مرنے کی قسم کھائی تھی، آج اس نے اپنا عہد پورا کر دیا تھا۔ شہدا کی لاشوں کو جمع کر لیا گیا تھا، لیکن بہادر لاپتہ تھا۔ وہ شہیدوں میں نہیں تھا۔ سپاہی ایاز بھی اُسے تلاش کر کے واپس آ گیا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو تم ایاز... کیا تم نے شہیدوں میں بہادر صاحب کو اچھی طرح تلاش کیا؟"

"میں نے انھیں ہر جگہ ڈھونڈا ہے حضور! وہ کہیں نہیں ہیں۔" ایاز نے بتایا۔

"بابر! ابھی تمام شہیدوں کی شناخت کرو۔ مجھے بتاؤ کہ کیا ان میں صرف بہادر لاپتہ ہے۔"

"جیسے آپ کا حکم بھائی۔" بابر شہیدوں کی طرف بڑھا۔

سپاہی جلتی ہوئی منجنیقوں کی آگ بجھا رہے تھے۔ شہیدوں کی لاشیں قبیلے بھجوانے کے لیے گھوڑا گاڑی کا انتظام بھی کر لیا گیا تھا۔

"بھائی! یہاں مامور تمام سپاہی شہید ہو چکے ہیں، صرف بہادر غائب ہے... ممکن ہے انھوں نے بہادر کو یرغمال بنا لیا ہو؟" بابر نے خدشہ ظاہر کیا۔

"اتنے سپاہیوں کو مارنے کے بعد وہ بہادر کو یرغمال کیوں بنائیں گے بابر؟ اس کا زیادہ امکان نہیں کہ جنھوں نے ہمیں ستایا وہ بہادر کو نہ ماریں... بہادر نہ تو مرا ہے اور نہ ہی یرغمال ہے۔ جب ہمارے اتنے سپاہی شہید ہو گئے، منجنیقوں کو آگ لگا دی گئی تو وہ بھاگ گیا تھا۔" ارطغرل نے کہا۔

"وہ تو جنگ کے میدانوں میں اپنی بہادری کے قصے سناتا تھا۔ کیا وہ میدان سے بزدلوں کی طرح بھاگ گیا؟" بابر نے حیرت سے پوچھا۔

"ہم جلد پتہ کر لیں گے کہ وہ بزدلی کی وجہ سے بھاگا ہے یا غداری کی وجہ سے... نور گل! فوراً قبیلے جاؤ، بہادر وہیں گیا ہوگا۔ اُسے تلاش کر کے میرے پاس لے آؤ۔ وہ مجھے وضاحت دے گا کہ جب اتنے

سپاہی لڑ رہے تھے، شہید ہو رہے تھے تو وہ قبیلے کیوں فرار ہوا؟ یہ بھی ممکن ہے کہ بہادر اور گورنر آرس نے مل کر یہ کارروائی کی ہو۔'' ارطغرل نے نور گل کو بھیج دیا اور بابر سے مخاطب ہوا۔

''ہم اپنے شہداء کو قبیلے لے جائیں گے۔ جب لوگ دیکھیں گے کہ منجنیقیں پہلے ہی دن جل گئیں اور ہمارے لوگ شہید ہو گئے تو وہ مایوسی میں گھر جائیں گے۔ مجھے انھیں مایوسی سے بچا کر حوصلہ بڑھانا ہو گا۔ انھیں پتہ ہونا چاہیے کہ جنگ ابھی شروع ہوئی ہے... اور ہم ہارے نہیں۔''

''بھائی! ان منجنیقوں کے ساتھ ہم قلعے کو آسانی سے فتح کر سکتے تھے۔ ہم نے سپاہیوں کو اس پر انحصار کر کے منظم کر لیا تھا۔ منجنیقیں تو جل گئیں، اب ہم کیا کریں گے بھائی۔'' بابر نے پوچھا۔

''ہم ایک بار پھر اپنے منصوبوں اور انتظامات کو تبدیل نہیں کریں گے۔ ہم اس پر زور لگا دیں گے، نئی منجنیقیں تیار کریں گے اور وہ دیکھ لیں گے کہ ہمیں ڈرایا نہیں جا سکتا۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

ارطغرل اپنی نگرانی میں شہداء کو لے کر روانہ ہو گیا۔ جب وہ قبیلے میں پہنچے تو لوگ اپنے پیاروں کی لاشوں سے لپٹ گئے۔ ہر آنکھ پرنم تھی۔ ارطغرل تدفین کی تیاریوں کا حکم دے کر عارف صاحب کے پاس آ گیا۔

''حضور! گورنر آرس کے سپاہیوں کو منجنیق کی جگہ کا کیسے پتہ چلا؟ کسی کو اُن کے آنے کی خبر کیوں نہ ہوئی۔''

''ہم یہ پتہ لگائیں گے عارف صاحب۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''حضور اگر یہ بہادر کا کھیل ہوا تو؟''

''میں نے سپاہی نور گل کو بھیجا ہے، وہ اُسے پکڑ کر لائے گا۔ اگر بہادر نے ہمارے ساتھ یہ چال چلی ہے تو وہ میرے غضب سے بچ نہیں پائے گا۔ عارف صاحب! ہم نے ان منجنیقوں پر سپاہیوں کو ترتیب دیا تھا۔ اس ترتیب کو قائم رکھنے کے لیے ہمیں مزید منجنیقیں بنانا ہوں گی۔ قبیلے کے سپاہیوں کو جمع کریں۔''

''بہتر حضور! لیکن ہم یہ سب کیسے کریں گے، ہم میں سے کون جانتا ہے کہ منجنیق کیسے بنائی جاتی

ہے؟''عارف صاحب کے لیے یہ ایک معمہ تھا۔

''مجھے پتہ ہے عارف صاحب...''ارطغرل نے انھیں حیران کر دیا۔

''پھر میں اجازت چاہوں گا حضور۔''عارف صاحب مطمئن ہو گئے تھے۔

اُن کے جاتے ہی ارطغرل ذہن میں موجود منجنیق کے خاکے کو کاغذ پر اُتارنے لگا۔ یہ وہی خاکہ تھا جو اُسے بہادر نے جرگے کے دوران دکھایا تھا۔ تھوڑی دیر میں وہ کاغذ پر منجنیق کا مکمل خاکہ بنا چکا تھا۔

''میں وہ قلعہ تمھارے سروں پر گرا دوں گا، چاہے تم ایک کے بعد ایک جال بچھالو۔ تم اس کو روک نہیں پاؤ گے گورنر آرس۔''ارطغرل کی آنکھوں میں اعتماد تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے عارف صاحب اور بابر کو مرکزی خیمے میں بلا لیا۔ جب وہ اندر آئے تو ارطغرل نے منجنیق کا خاکہ اُن کے سامنے رکھ دیا۔

''بھائی کیا یہ منجنیق ہے؟''بابر حیرت سے بولا۔

''ہاں بابر، یہ منجنیق ہے۔ وہ منجنیقیں جو ہم بنائیں گے، صرف پتھر نہیں تیل کے ڈبے بھی پھینکیں گی۔ ہم اُن کے سروں پر آگ کی بارش کر دیں گے۔''

''وہ کافی عرصے سے اس کے مستحق ہیں حضور۔''عارف صاحب بھی خوش تھے۔

''اب ہم بلا تاخیر اِن کو بنانا شروع کریں گے۔ وقت کم اور کام زیادہ ہے لیکن اللہ کی مدد سے ہمارے پاس ہر مشکل سے لڑنے کا حوصلہ ہے۔ وہ دیکھیں گے کہ اُن کی کوئی سازش ہمیں فتح کے رستے سے ہٹا نہیں پائے گی۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آپ خود اس کام کی نگرانی کریں گے عارف صاحب۔ میں نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے کہ آپ نے یہ کیسے کرنا ہے۔ آپ کو یہ کام بلا تاخیر شروع کرنا ہوگا۔''

''میں اپنے کام کو جلد مکمل کر لوں گا میرے آقا۔''عارف صاحب نے انھیں تسلی دی۔

دمرول بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ارطغرل کے خیمے میں آ گیا۔

''آپ نے ہمیں بلایا حضور؟''

''میں نے قلعے کے دروازے اور نیقیہ کے رستے کی نگرانی تمھارے حوالے کی تھی... کیا تم نے کسی

کو وہاں سے گزرتے یا آتے جاتے دیکھا؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

''ہم نے مسلسل دروازوں پر نظر رکھی، کوئی قلعے کے اندر یا باہر نہیں گیا۔'' دمرول نے بتایا۔

''اگر کوئی مرکزی دروازوں سے اندر یا باہر نہیں گیا تو کوئی خفیہ دروازہ بھی موجود ہے۔انھوں نے خفیہ راستے سے حملہ کیا ہے ورنہ یہ ممکن نہیں کہ وہ اتنی دور جا کر منجنیقیں تباہ کر سکیں۔سلطان کے جاسوس اتسیز نے یقیناً کچھ پتہ چلایا ہوگا۔اگر وہ کامیاب ہوگیا تو ہمیں خفیہ رستہ ضرور بتائے گا لیکن ہم بھی بے کار نہیں بیٹھیں گے۔بابر! سپاہیوں کو تیار کرو۔وہ کسی کو بتائے بغیر خفیہ رستہ تلاش کریں گے۔''

''جی بھائی! میں ابھی انتظام کرتا ہوں۔'' بابر باہر چلا گیا۔

''اگر ہم نے رستہ تلاش کر لیا تو گورنر آرس کی اُمیدیں خاک میں مل جائیں گی، پھر اس کے پاس کچھ نہیں بچے گا، سوائے اپنی موت کا انتظار کرنے کے۔''

دِن ڈھلنے سے قبل ہی بہادر نے اپنا سپاہی قائی قبیلے بھیج دیا۔

''میں چاودار قبیلے کے نئے سردار بہادر صاحب کا سلام لایا ہوں ارطغرل صاحب؟''

''تمھارے سردار کہاں ہیں؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

''وہ چاوودار قبیلے میں ہیں۔تمام سرداروں نے بہادر صاحب کی بیعت کر لی ہے۔انھوں نے قبیلے کا سردار بن کر اپنا خیمہ قائم کر لیا ہے۔بہادر صاحب نے آپ کو اپنے مرکزی خیمے میں ملاقات کی دعوت دی ہے۔''

''کیا مطلب ہے کہ وہ سردار بن گیا... اصلا حان اور نور گل کہاں ہیں؟'' ارطغرل کا لہجہ سخت ہو گیا۔

''جب تک آپ بہادر صاحب سے معاملات طے نہیں کرتے اصلاحان خاتون اور نور گل حراست میں رہیں گے۔'' قاصد نے بتایا۔

''تو وہ کم ذات جسے تم اپنا سردار سمجھتے ہو، اسی لیے میدان جنگ سے بھاگا تھا۔جب ہم جنگ لڑ رہے تھے تو اس نے مرکزی خیمے پر قبضہ کر لیا۔اس نے ہمارے ساتھ غداری ہی نہیں، بغاوت بھی کی

ہے۔جاؤ اُسے بتادو۔ارطغرل صاحب آج ہی مرکزی خیمے میں آئیں گے لیکن معاہدہ کرنے نہیں بلکہ اُس کے جرائم کا حساب چکتا کرنے۔وہ یادرکھے کہ اپنے جرائم کے ساتھ بچ نہیں پائے گا... جاؤ! چلے جاؤ۔" ارطغرل نے اسے واپس بھیج دیا۔

قاصد کے جاتے ہی ارطغرل نے حائمہ خاتون سے مشورہ کیا اور سپاہی لے کر چاوودار قبیلے نکل گیا۔راستے میں اس کی ملاقات اتسیز سے ہوگئی، ارطغرل نے اسے دیکھ کر گھوڑا روک لیا تھا۔

"ارطغرل صاحب! میرے پاس آپ کے لیے اہم خبر ہے، قلعے کے اندر ایک خفیہ رستہ ہے۔ گورنر آرس نے قاصد کے ذریعے شہنشاہ کو مکتوب بھیجا ہے۔میں نے اسے نکلنے سے پہلے ہی پکڑ لیا اور راہداری میں اس کا لباس پہن کر باہر آ گیا۔میں نے وہ خط بھی قبضے میں لے لیا ہے۔" اتسیز نے خط ارطغرل کی طرف بڑھا دیا۔

"اُنھوں نے بہادر صاحب کے ساتھ مل کر جو بھی کیا، سب اس میں درج ہے۔گورنر آرس نے آپ کے لیے ایک جال بچھایا ہے۔اللہ کا شکر ہے میں وقت پر پہنچ گیا۔"

ارطغرل نے اس کا شکریہ ادا کیا اور خط کھول کر پڑھنے لگا۔

"تو بہادر نے اسی لیے قاصد بھیج کر مجھے اپنے قبیلے میں بلایا ہے۔دشمن رستے میں گھات لگائے میرا منتظر ہے...ضائع کرنے کے لیے وقت نہیں ہے اتسیز! ہمیں اس خبیث کے ہاتھوں سے اصلاحان اور نورگل کو بچانا ہے۔اب ہم رستہ بدل کر چاوودار قبیلے جائیں گے۔بابر، عبدالرحمٰن اور میں دوسرے رستے سے جائیں گے اور اتسیز! تم اسی رستے سے اُن کا حملہ ناکام بناتے ہوئے آگے بڑھو گے۔" ارطغرل نے ہدایت کی۔

"بے فکر رہیں میرے آقا! اللہ کے حکم سے وہ اپنے جال میں خود پھنس جائیں گے۔" اتسیز نے اعتماد سے کہا۔

ارطغرل نے اپنے چند سپاہی اتسیز کے ساتھ روانہ کر دیے اور خود دوسرے رستے پر آگے بڑھ گیا۔

''چیتان نے ایک بار پھر میدان مار لیا جناب! منجنیقوں کو جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے، ارطغرل کے سپاہی بھی مار دیئے گئے ہیں۔''

گورنر آرس کے لیے یہ آج کی سب سے بڑی خبر تھی۔ کوستاس کی اطلاع نے اُسے خوشی سے نہال کر دیا تھا۔ اب اسے ارطغرل کی شکست یقینی دکھائی دے رہی تھی۔

''کوستاس! چیتان ایک مکمل فوج کا متبادل ہے، اس نے ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا۔'' گورنر آرس نے اُسے داد دی۔

''ارطغرل اس شکست کے بعد سنبھل نہیں پائے گا۔'' کوستان نے خوشامد کی۔

''میں نے ترک قبائل کی نظر میں اس کی عزت خاک میں ملا دی ہے۔ اب میں اس کو پے در پے شکستوں کے ساتھ زندہ رہنے پر مجبور کر دوں گا۔ میں اُسے سکھ کا سانس نہیں لینے دوں گا۔'' آرس نے جواب دیا، وہ اس فتح پر مطمئن تھا۔

''ارطغرل غصّے سے پاگل ہو گیا ہو گا، اب وہ غصّے میں ہماری فصیلوں پر حملہ کرے گا۔ اگر اُس نے یہ بے وقوفی کی تو اپنی موت آپ مارا جائے گا۔'' کوستاس، ارطغرل کو کچھ زیادہ ہی آسان لے رہا تھا۔

''اتنے یقین سے مت کہو کوستاس! ارطغرل احمق نہیں کہ غصّے میں فیصلے کرے اور فصیلوں پر حملہ کر دے۔ پہلے وہ اپنے مردہ سپاہیوں کا سوگ منائے گا اور پھر شکست کا بدلہ لینے نکلے گا۔ اِسی دوران ہم اسے ایک نیا صدمہ پہنچا دیں گے۔'' گورنر آرس بہت آگے کی سوچ رہا تھا۔

''یہ ہم کیسے کریں گے جناب؟'' کوستاس نے پوچھا۔

''بہادر صاحب نے ابھی ابھی چاوودار قبیلے پر حملہ کیا ہے، اب اُسے استعمال کرنے کا وقت ہے۔ میں بہادر کی مدد سے ارطغرل کو جال میں پھنساؤں گا۔ میرے پاس ایک جانباز لاؤ جو چاوودار قبیلے جائے گا۔ وہ بہادر کو میرا اہم پیغام پہنچائے گا۔'' آرس نے اُسے بھیج دیا۔

چیتان واپس پہنچا تو گورنر آرس نے آگے بڑھ کر اُس کا استقبال کیا۔ وہ بے چینی سے اُس کا منتظر تھا۔

''بہادر چیتان! جو فتح تم نے حاصل کی، اُس سے ہمارے قلعے اور سلطنت کا وقار بلند ہوا ہے۔ ہمیں تم پر فخر ہے بہادر چیتان! خونی جنگوں کے کھیل میں ارطغرل کو پہلا دھچکا لگ چکا ہے۔ اگلا مرحلہ اُسے شیروں کے آگے پھینکنا ہے۔ میں ارطغرل کو ایک ایسے جال میں پھنساؤں گا کہ اُس کے ساتھ ہمارا ادھورا معاملہ ختم ہو جائے۔'' آرس بہت مطمئن تھا۔

''تمھارے دماغ میں کیا چل رہا ہے آرس...؟'' چیتان نے پوچھا۔

''میں نے بہادر کو ایک پیغام بھیجا ہے۔ وہ ارطغرل کو تمھارے بچھائے ہوئے جال تک لائے گا۔ ارطغرل بہادر کو نہیں چھوڑے گا۔ آج نہیں تو کل وہ اُسے مار ڈالے گا۔ اس کے لیے اہم ہے کہ ارطغرل چاوودار قبیلے جائے۔ جیسے ہی اُسے پتہ چلے گا کہ بہادر نے قبیلے پر قبضہ کر لیا ہے وہ ضرور اُس پر دھاوا بولے گا۔ جب وہ جوش میں چاوودار قبیلے جائے گا تو راستے میں ہمارے سپاہی اُس کا شکار کر لیں گے۔''

''ارطغرل کو اپنے ہاتھ سے مارنے کا اعزاز دینے پر میں تمھارا شکر گزار ہوں آرس۔'' چیتان مسکرایا۔

''میں قلعہ نہیں چھوڑ سکتا اس لیے یہ کام تمھیں سونپ رہا ہوں چیتان۔ جب تم چاہو تو اپنے بہترین سپاہیوں کا دستہ ساتھ لے جانا۔'' آرس نے ہدایت کی۔

''اس کی ضرورت نہیں آرس۔''

''ارطغرل تر نوالہ نہیں ہے چیتان! مجھے اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ میں کچھ بھی امکانات پر نہیں چھوڑ

سکتا۔ یہ مت سمجھنا کہ مجھے تم پر بھروسہ نہیں۔ جیسا میں نے کہا ہے تم ایسا ہی کرو گے، تو جیت ہماری ہو گی چیتان۔''

''جیسا تم چاہتے ہو ویسا ہی ہو گا آرس۔ میں تمھارے لیے ارطغرل کا سر لاؤں گا۔'' چیتان نے اُسے یقین دلا دیا۔

''خداوند ہمارے ساتھ ہو چیتان۔'' گورنر نے سینے پر صلیب بنائی اور آگے بڑھ کر تخت پر بیٹھ گیا۔

-☆-

ارطغرل چاوودار قبیلے پہنچا تو مرکزی خیمے کے باہر بہادر اپنے بیٹے سانچار کے ساتھ اُس کا منتظر تھا۔ سانچار کو ارطغرل کچھ عرصہ قبل ایک جرم کی سزا کے طور پر قبیلہ بدر کر چکا تھا۔

''میری دعوت قبول کرنے پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ارطغرل صاحب! براہِ مہربانی اندر آ جائیں۔'' بہادر نے اُسے خوش آمدید کہا۔

''ہم نے آپ کے لیے تیاریاں مکمل کی ہوئی ہیں۔ ہم بات چیت کے دوران لذیذ کھانوں سے بھی لطف اندوز ہوں گے۔''

''نور گل اور اصلاحان کہاں ہیں؟'' ارطغرل نے اس کی تمہید نظر انداز کر دی۔

''پریشان مت ہوں، وہ ٹھیک ہیں۔ باقی باتیں خیمے میں ہوں گی۔ پھر ہم انھیں بھی کھانے پر اپنے پاس بُلا لیں گے۔'' بہادر نے کہا تو ارطغرل گھوڑے سے اُتر آیا۔ وہ مرکزی خیمے میں داخل ہوا اور آگے بڑھ کر سرداری کی نشست پر بیٹھ گیا۔ باہر موجود قبیلے کے معززین بھی اندر آ گئے تھے۔ جب وہ بیٹھنے لگے ارطغرل نے اشارے سے اُنھیں روک دیا:

''کھڑے رہیں اور مجھے وضاحت دیں... جب میں جنگ میں مصروف تھا تو چاوودار قبیلے کے اندر کیا ہوا جو میری حفاظت میں تھا؟''

''یہ ہمارے قبیلے کا اندرونی معاملہ ہے، ہم نے اِسے حل کر لیا۔ میں نے صرف اپنی سرداری کا حق

حاصل کیا ہے۔نور گل اور اصلاحان کی فکر نہ کریں۔ میری سرداری کو باضابطہ طور پر تسلیم کرتے ہی انھیں آپ کے حوالے کر دیا جائے گا۔''بہادر نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔

''آپ کس سرداری کی بات کر رہے ہیں بہادر صاحب...اُس سرداری کی جو آپ نے بھائیوں کا خون بہا کر حاصل کی۔کیا آپ کو معلوم نہیں کہ خون کا بدلہ خون ہے؟''

''جو ہمارا حق ہے، اس کو حاصل کرنے کے لیے آپ نے ہمیں جرگہ بھی نہیں بُلانے دیا۔آپ قبیلے کا سردار اُسے منتخب کرنا چاہتے تھے جو ہمارے خون سے نہیں تھا۔وہ گستاخ جنھوں نے میری سرداری پر سر تسلیم خم نہیں کیا اُن کے ساتھ وہی کیا گیا جس کے وہ مستحق تھے۔''بہادر نے جواب دیا۔

''اور جن سرداران نے اصلاحان خاتون اور نور گل سے وفاداری کی قسم کھائی، اُن کا کیا ہوا؟''
ارطغرل کا سوال سنتے ہی وہاں موجود معززین کی گردنیں جھک گئیں۔

''خاموش کیوں ہو تم سب؟ کیا تمھارے منہ سونے سے بھر دیے گئے ہیں جو گورنر آرس سے لیا گیا تھا؟''

''آپ کیا بات کر رہے ہیں ارطغرل صاحب؟ ہم بکاؤ مال نہیں ہیں!''ایک سردار نے احتجاج کیا۔

''اگر آپ اپنے قوانین اور اقدار کو روندتے ہیں تو پھر آپ بکاؤ ہیں۔آپ نے چاوودار کا نام بدنام کیا ہے، آپ نے اپنی عزت کو پامال کر دیا۔آپ نے آلیار صاحب کی امانت کو برباد کر دیا۔''
ارطغرل نے انھیں ڈانٹا۔

''ارطغرل صاحب!''بہادر چلایا اور اُس کے سامنے آ گیا۔

''آپ میرے قبیلے میں آئے اور میری سرداری کی نشست پر بیٹھ گئے۔آپ اختیارات سے تجاوز کر رہے ہیں۔میں چاہتا تھا کہ میرے سپاہی آپ کے ماتحت لڑیں گے لیکن آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔جو سونا ہم نے جنگوں سے حاصل کیا، آپ کیسے اُسے گورنر آرس سے جوڑ سکتے ہیں؟ میں کسی کو اپنے سرداران کی عزت نہیں اُچھالنے دوں گا۔''

''انھوں نے پہلے ہی نمونہ پیش کر دیا ہے کہ وہ کتنا نیچے گر سکتے ہیں۔ وہ اپنے قبیلے اور اقدار کی حفاظت کرنے میں ناکام رہے۔'' ارطغرل نے بہادر کو آئینہ دکھایا۔

''آپ خود تو اُن منجنیقوں کی حفاظت بھی نہ کر سکے جو میں نے بنائی تھیں، آرس نے اُن سب کو جلا دیا۔ آپ ہمیشہ اس آرس کے شکنجوں سے بچنے میں ناکام رہے۔ بہرحال ان تمام کوتاہیوں کے باوجود ہم آپ اور ریاست کے ساتھ کھڑے ہیں۔ اگر آپ میری سرداری کو باضابطہ تسلیم کر لیں شاید ہم اس مسئلے کو امن سے حل کر سکتے ہیں۔'' بہادر نے نخوت سے جواب دیا۔

''پہلے آپ نے نور گل اور اصلاحان کو یہاں لانا ہے... پھر میں غداری اور گورنر آرس کے ساتھ اشتراک کے جرم میں آپ کو سزا سنانے والا ہوں۔''

ارطغرل نے وہ خط بہادر کے سامنے رکھ دیا جو اُسے اتسیز نے دیا تھا، خط دیکھتے ہی بہادر کے چہرے کی رنگت زرد پڑ گئی۔

''کیسا اشتراک... کیا ہم غدار ہیں ارطغرل صاحب؟'' سردار سرگوشیاں کرنے لگے۔

''سردارانِ چاوودار! سونے کی چمک نے آپ کو بہکا دیا ہے۔ آرس سے اشتراک کرنے والے اس آدمی کو آپ نے معزز چاوودار قبیلے کا سردار بنا دیا۔ قلعے کے محاصرے کے لیے جو منجنیقیں بنائی گئیں اُن کے جلنے کی وجہ اور میرے سپاہیوں کے مرنے کی وجہ بھی بہادر صاحب ہیں۔ گورنر آرس کے ساتھ انھوں نے ہماری ریاست کے خلاف ایک شیطانی شراکت بنائی ہے۔ میرے ہاتھ میں موجود خط میں سب کچھ بیان کیا گیا ہے جو آرس نے اپنے شہنشاہ کو لکھا ہے۔''

''یہ جھوٹ ہے... آپ بہتان لگا رہے ہیں۔'' بہادر چلایا۔

''اس نے واضح لکھا ہے کہ کیسے بہادر صاحب کے ساتھ اشتراک کیا گیا... اور کیسے وہ مجھے یہاں آتے ہوئے گھات لگا کر مارنا چاہتے تھے۔ اس نے ہر بات تفصیل سے بیان کی ہے۔''

ارطغرل نے سرداروں کو بتایا۔

''اب نہ تو رحم کی اپیل اور نہ ہی معافی کی بھیک آپ کو مزید بچا سکے گی... بہادر صاحب کی طرح

آپ بھی اپنی غداری کی قیمت چکائیں گے۔''

''جھوٹ، تم اب بھی مجھ پر بہتان لگا رہے ہو... یہ من گھڑت خط ہے۔'' بہادر سچائی کو جھٹلا رہا تھا۔

''آپ کا انکار بے فائدہ ہے بہادر صاحب!! میں نے قلعے کے اندر ایک جاسوس تفویض کیا تھا۔ تمھارا اور آرس کا ہر غلیظ جرم سامنے آ چکا ہے۔'' ارطغرل نے اُس کی آنکھیں کھول دیں۔

''میں نے ریاست سے غداری نہیں کی... اور نہ ہی کروں گا۔ اگر تم نے یہ سب جاری رکھا تو میں تمھارا سر اتار دوں گا۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو ارطغرل! ہم اپنے آباؤ اجداد کا نام اور نسل جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ تم ہمیں روک نہیں سکتے۔'' بہادر نے احتجاج کیا۔

''جس رستے پر معزز چاوودار چلے، تم نے اُسے آلودہ کر دیا۔ اس کی قیمت تم اپنی جانوں سے چکاؤ گے۔'' ارطغرل کی بات سنتے ہی بہادر کے بیٹے سانچار نے خنجر نکال کر اُس پر حملہ کر دیا۔

''سانچا! رُک جاؤ....'' بہادر چلایا۔

لیکن بہت دیر ہو چکی تھی، ارطغرل نے وہی خنجر چھین کر سانچار کے سینے میں اُتار دیا تھا۔

''سانچار...''

بہادر تیزی سے بیٹے کی طرف لپکا۔ بہادر کے چند باغی سرداروں نے بھی تلواریں نکال لیں جنھیں کچھ ہی دیر میں ارطغرل اور بابر نے مل کر ڈھیر کر دیا۔

''تم نے میرے بیٹے کو مار دیا... میں تمھاری نسل مٹا دوں گا، میں تمھارے قبیلے کو جلا کر راکھ کر دوں گا۔ میں تمھارے بچوں کے سر اپنے نیزے کی نوک پر چڑھاؤں گا... اور انھیں قائی قبیلے کے عین وسط میں گاڑھ دوں گا۔''

بہادر نے بیٹے کے مرتے ہی ارطغرل پر حملہ کر دیا۔ ارطغرل نے اُس کا وار روک کر بہادر کے جسم پر کاری ضرب لگائی تھی۔ زخم کھاتے ہی تلوار بہادر کے ہاتھ سے چھوٹ کر کر دُور جا گری، وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا۔

''اگر تم نے تعمیل نہ کی تو میں تمھارا سر اُتار دوں گا۔ یہ بات میں نے تم سے پہلے بھی کہی تھی بہادر!

اب اس کی قیمت چکانے کا وقت آ گیا۔'' یہ کہتے ہی ارطغرل اپنی تلوار بلند کی اور بہادر کا سر قلم کر دیا۔

اُسی وقت بابر، نور گل اور اصلا حان کو لے آیا۔ خیمے کا منظر دیکھ کر وہ دونوں سمجھ گئے تھے کہ انصاف کے تقاضے پورے ہو چکے ہیں۔ ارطغرل نے نور گل کو گلے سے لگا لیا۔ اصلا حان نے بھی بروقت پہنچنے پر ارطغرل کا شکریہ ادا کیا۔

''اب سرداری آپ کا حق ہے نور گل صاحب۔'' ارطغرل نے نشست کی طرف اشارہ کیا۔

''آج کے بعد میرے قبیلے کے اختیارات آپ کے ہاتھ میں ہوں گے۔'' اصلا حان نے بھی خوشی سے تسلیم کر لیا تھا۔

''لیکن بھائی...'' نور گل نے کچھ کہنا چاہا تو ارطغرل نے اُسے رُوک دیا۔

نور گل آگے بڑھا اور سرداری کی نشست پر بیٹھ گیا۔

''اب چاوودار قبیلے کے اختیارات نور گل صاحب کے حوالے ہیں، ان کی اطاعت کریں لیکن یہ مت سمجھیں کہ اطاعت کی وجہ سے آپ اپنے جرم سے رہائی پا جائیں گے۔ آپ نے جو بھی کیا، اس کا حساب دینا ہوگا اور اس کی سزا نور گل صاحب سنائیں گے۔''

ارطغرل نے باقی سرداروں سے کہا جو اپنی موت کے منتظر تھے۔

''جو حکم بھائی!'' نور گل نے سینے پر ہاتھ رکھا۔

''جب ہمارے درمیان ایک بھی غدار نہیں ہوگا تو باہر کے ہزار شیطانوں کی طاقت ہمیں نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ ہم نے غدار بہادر کا سر اُتار دیا...اب دشمن کا کٹے گا۔''

اس کے بعد تمام لوگوں نے نور گل کے ہاتھ پر بیعت کر کے اطاعت قبول کر لی۔ نور گل چاہتا تو اُنھیں موت کی سزا دے سکتا تھا، لیکن اُس نے انھیں آخری موقع دے کر معاف کر دیا۔

جب وہ چلے گئے تو ارطغرل نے مشورہ دیا کہ جب تک قلعے کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا، اصلا حان کا قائی قبیلے میں حائمہ خاتون اور حلیمہ سلطان کے ساتھ رہنا زیادہ بہتر رہے گا۔ اس طرح ارطغرل اور نور گل بھی اپنے کام پر پوری توجہ دے سکیں گے۔

-☆-

چاوودار قبیلے کا مسئلہ نبٹا کر ارطغرل آگے بڑھا تو منزل کاراجا ئیسار کا قلعہ تھا۔ خفیہ رستہ معلوم ہونے کے بعد وہ بھرپور طاقت کے ساتھ اُس پر حملہ کرنے والا تھا۔ جب ارطغرل اپنے سپاہیوں کے پاس پہنچا تو اتسیز شدت سے اس کا منتظر تھا:

''خوش آمدید ارطغرل صاحب۔ آپ اچھی خبر لائے ہوں گے ان شاء اللہ۔''

''غداروں کو ان کے کیے کی سزا مل چکی اتسیز۔ بہادر نے اپنے بیٹے کے ساتھ اپنے کرتوتوں کی قیمت چکا دی ہے۔ آپ بتائیں کیا حالات ہیں؟'' ارطغرل نے پوچھا۔

''جب ہم آپ کا انتظار کر رہے تھے تو چیتان تین آدمیوں کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ ہم نے اُن پر حملہ کر کے سپاہیوں کو مار ڈالا لیکن چیتان بھاگ گیا۔ اگر چہ میں نے اُسے تیر سے زخمی کر دیا تھا لیکن میں اُس کا تعاقب نہ کر سکا کیونکہ یہاں میرا کام زیادہ اہم تھا، پھر بھی میں نے دو سپاہی اُس کے پیچھے بھیج دیے ہیں۔''

''تم نے اچھا کیا اتسیز! جب قلعہ گرا تو سب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اللہ کے حکم سے ہم نے خفیہ رستہ ڈھونڈ لیا ہے۔ گورنر آرس اب ہمارے لیے پنجرے میں قید پنچھی کی طرح ہے۔ نور گل جن سپاہیوں نے رستے بند کیے ہوئے ہیں انھیں اطلاع بھیج دو۔ جب تک ہم قلعے کے برج پر جھنڈا نہ لہرا دیں، کوئی اپنی جگہ نہیں چھوڑے گا۔ انھیں سخت حفاظتی اقدامات کو برقرار رکھنا ہے۔''

''میں ابھی سپاہی روانہ کر دیتا ہوں بھائی۔'' نور گل پیچھے ہٹ گیا۔

''گورنر آرس کا بیرونی دنیا سے رابطہ اسی خفیہ رستے سے ہے۔ یہ واضح ہے کہ اس رستے سے آنا جانا رات کے وقت ہوتا ہوگا۔ اگر چیتان اپنے حملے میں ناکام ہوتا تو یقیناً رات کو واپس جاتا۔ گورنر آرس بھی رات کو اُس کی واپسی کی توقع رکھتا ہوگا۔''

''اب ہم کیا کریں گے بھائی؟'' بابر نے پوچھا۔

''گورنر آرس، چیتان سے میری موت کا منتظر ہوگا۔ ہم انھیں مطمئن کریں گے کہ میں مر گیا ہوں۔

ہم قلعے میں میری موت کی خبر بھیجیں گے۔" ارطغرل نے تجویز پیش کی۔

"لیکن بھائی! جب قلعے کے دروازے بند ہیں تو ہم کیسے اندر جائیں گے؟"

"ہم راستہ نکال لیں گے نور گل..." ارطغرل نے اُسے تسلی دی۔

"جب چیتان یہاں آیا تھا تو ہمیں یہ کبوتر کا پنجرہ بھی ملا تھا۔"

"بہت خوب آتسیز..." کبوتر دیکھ کر ارطغرل زیرلب مسکرا دیا۔

"چونکہ چیتان کو ایسی کامیابی کا یقین تھا تو ہم بھی یہی خبر بھیجیں گے۔ آتسیز! تم فوراً گورنر آرس کو چیتان کے انداز میں خط لکھو۔ اُسے بتاؤ کہ ارطغرل اور قائی سپاہی مارے گئے ہیں۔ وہ چاوودار قبیلے کا جائزہ لے کر رات کے وقت قلعے میں آئے گا۔"

"بے فکر رہیں میرے آقا۔" آتسیز نے جواب دیا۔

"آرس کو پیغام بھیجنے کے بعد قلعے کے گرد محاصرہ کرنے والے سپاہی پیچھے ہٹ جائیں گے۔ جب گورنر آرس یہ سب دیکھے گا تو مطمئن اور غافل ہو جائے گا، پھر ہم چیتان اور اس کے سپاہیوں کا بھیس بدل کر اندر جائیں گے۔ اندرونی قلعہ جہاں گورنر آرس کا ٹھکانہ ہے، کاراجا ئیسار کا دِل ہے۔ ہم اندرونی قلعے پر حملہ کریں گے۔ جب قلعے کا یہ حصہ ہمارے پاس ہوگا تو پورا کاراجا ئیسار قلعہ قابو میں آجائے گا۔ شروعات میں ہمیں خفیہ راستے کے سپاہیوں کو ٹھکانے لگائیں گے، ہم یہ سب چپکے سے کریں گے تاکہ دوسری طرف کے سپاہی ہوشیار نہ ہو جائیں ورنہ وہ دوسری طرف سے دروازہ بند کر دیں گے۔"

ارطغرل نے انھیں تفصیل سے سمجھایا۔ اس کے بعد انھوں نے نماز ادا کی اور قلعے میں جانے سے قبل اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی کامیابی کی دُعائیں مانگنے لگے۔

-☆-

آرس اپنے کمانڈروں کے ساتھ محو گفتگو تھا، اس کے چہرے پر بے چینی تھی۔ اُسے چیتان کی طرف سے خبر کا شدت سے انتظار تھا۔ ہر گزرتے لمحے کی تاخیر اس کی پریشانی میں اضافہ کر رہی تھی۔

''ارطغرل کی موت کے بعد ہم دفاعی طور پر اپنے حملے شروع کریں گے۔ ہم ارطغرل کی موت سے حواس باختہ، لاچار اور غصیلے ترکوں پر جھپٹ پڑیں گے۔''

اس نے اپنی پریشانی چھپانے کے لیے کمانڈروں کو تسلی دی لیکن اس کا دماغ کہیں اور تھا۔

''جناب! ارطغرل کی موت کے بعد ہمارا اگلا ہدف کیا ہوگا؟''

''ہم ہانلی بازار پر قبضہ کریں گے، منجنیقوں کے جلنے، سپاہیوں کے مرنے اور پھر ارطغرل کی موت کے بعد جب ہم ہانلی بازار پر قبضہ کریں گے تو ترک قبائل برباد ہو چکے ہوں گے۔ چیتان اور دوسرے بہادر سورماؤں کی واپسی کے بعد ہماری باری ہوگی۔ ہم ہانلی بازار پر قبضہ کریں گے۔'' گورنر آرس نے اپنے ساتھیوں کا جذبہ بڑھایا۔

انتظار جلد ہی ختم ہو گیا۔ گورنر آرس کو کبوتر کے ذریعے بھیجا گیا پیغام پہنچا دیا گیا تھا۔ تحریر پڑھ کر گورنر آرس نے فاتحانہ قہقہہ لگایا اور اپنے کمانڈروں کو خوش خبری سنائی:

''چیتان کی طرف سے پیغام آیا ہے... ارطغرل مر چکا ہے۔''

یہ سنتے ہی سب آرس کے حق میں نعرے لگائے۔ اُسی لمحے قلعے کی گھنٹیاں بجنے لگیں، پھر ایک سپاہی نئی خوشخبری لے کر آ گیا۔

''ترک پسپا ہو رہے ہیں گورنر آرس... قائی سپاہی واپس جا رہے ہیں۔''

اس اطلاع پر گورنر آرس پاگلوں کی طرح قہقہے لگانے لگا۔

''کمانڈر کوستاس! میں یہ خوب صورت منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔'' گورنر آرس اپنی نشست سے اُٹھا اور کوستاس کے ساتھ قلعے کی برجی میں پہنچ گیا جہاں مستعد تیرانداز چوکس کھڑے تھے۔ ترک سپاہی اپنا سامان سمیٹ کر کافی دُور جا چکے تھے۔

''دیکھو کوستاس! یہ پیچھے ہٹ رہے ہیں، اِن کا سردار مر چکا ہے... خداوند تیرا شکر ہے۔'' آرس نے گلے میں لٹکتی صلیب کو چوم لیا۔

''چیتان نے ایک بار پھر بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے، شاید وہ آج شام ارطغرل کا سر پیش کرے گا۔''

''چیتان نے لکھا ہے کہ وہ چاوودار قبیلے جا رہا ہے، وہاں وہ بہادر صاحب سے ملے گا اور آج رات کو واپس قلعے میں آجائے گا۔''

گورنر آرس نے چیتان کے اعزاز میں رات بھر جشن منانے کا اعلان کر دیا تھا۔

-☆-

''میرے سپاہیو! میرے شیر دِل بھائیو... جب تک ہمارے دلوں میں ایمان انگارے کی طرح دمک رہا ہے اور یہ پتھر کی دیواریں تو کیا، ہمارے آگے پہاڑوں کی قطاریں کھڑی کر دیں، ہم انھیں چیر کر گزر جائیں گے۔ آج کا دن ہمارا ہے۔ ہم اللہ اللہ.... پکاریں گے تو زمین و آسمان کو لرز جائیں گے۔ ہماری بدلے کی تیز دھار تلواریں لہراتی ہوئی دشمن کے سینوں میں گھس جائیں گی۔ ہم پوری قوت سے وار کریں گے۔ ہماری تلواریں اتنا گونجیں گی کہ اُن کی آواز صرف نیقیہ نہیں، قسطنطنیہ تک جائے گی۔ برائی کا آشیانہ دشمن کا مقبرہ بن جائے گا۔ ہماری تلواریں تیز دھار ہوں، ہماری جدوجہد سلامت رہے اور ہمیں فتح حاصل ہو۔''

ارطغرل نے اپنے جوانوں کا لہو گرمایا اور میان سے تلوار نکال کر بلند کر دی۔ جنگل اللہ اکبر کی

صداؤں سے گونج رہا تھا۔

تاریکی پھیلتے ہی ارطغرل منصوبے کے مطابق قلعے کی خفیہ سرنگ میں داخل ہو گیا...

وہ راستے میں آنے والے سپاہیوں کو ختم کرتے جارہے تھے۔اس نے چیتان کی طرح چوغا پہن کر سر کو ڈھانپ رکھا تھا۔جلد ہی وہ سرنگ سے باہر آ گئے۔قلعے کے صحن سے شور سنائی دے رہا تھا۔

''یہ آوازیں صحن سے آرہی ہیں ارطغرل صاحب!وہ چیتان کی کامیابی پر خوشیاں منارہے ہیں۔''

اتسیز نے بتایا۔

''یہ احمق آپ کی موت کا دوسری بار جشن منارہے ہیں بھائی۔''نور گل نے کہا۔

''دمرول!صحن کی طرف جاؤ اور چیتان کی واپسی کا اعلان کردو۔انھیں ہمارا پرتپاک استقبال کرنے دو۔''ارطغرل نے دمرول سے کہا۔

''جیسے آپ کا حکم بھائی۔''دمرول تیزی سے آگے بڑھا۔

''آج فتح کی رات ہے میرے شیر جوانو!اللہ ہمارے دلوں میں ایمان کی کمی نہ ہونے دے اور نہ ہی ہماری کلائی میں قوت کی کمی آئے۔''ارطغرل نے اپنے جوانوں کی طرف دیکھا تو سب نے آمین کہہ دیا۔وہ سب تیار کھڑے تھے۔

''عظیم چیتان اور ہمارے دلیر سپاہی آرہے ہیں...چیتان آرہا ہے۔''

دمرول کا اعلان سنائی دیا تو ارطغرل نے پیش قدمی شروع کردی۔اب میدان چیتان اور گورنر آرس کے تعریفی نعروں سے گونج رہا تھا۔

ارطغرل باوقار انداز میں چلتا ہوا صحن میں پہنچا تو گورنر آرس بھی اس کے استقبال میں اُٹھ کھڑا ہوا۔

''میرے عزیز دوست چیتان!تم ہمارے لیے عظیم فتح کا تحفہ لائے ہو۔تم نے اس مقدس مٹی میں ارطغرل کی لاش دفن کردی۔خداوند تمھیں ہمیشہ جیت عطا کرے...اس فتح کے بعد تم نے نہ صرف میری بلکہ ہماری سلطنت کی خوشنودی بھی حاصل کرلی ہے۔''

گورنر آرس نے تعریف کی، لیکن ارطغرل اُسی طرح چہرے ڈھانپے کھڑا رہا۔

''میں تمھیں گلے لگانا چاہتا ہوں میرے دوست چیتان!'' وہ بانہیں پھیلا کر بولا۔

''چیتان نہیں... سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل۔''

ارطغرل کو دیکھتے ہی گورنر آرس کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی، اُس نے جھٹکے سے تلوار نکال لی تھی۔

ارطغرل اور اُس کے سپاہیوں نے بھی تلواریں نکال لیں اور قلعہ کاراچا ئیسار میں فلک شگاف نعرہ تکبیر بلند ہوا۔

''سب کو ماردو...''

آرس کی آواز صحن میں گونجی تو بازنطینی سپاہی قائی جانبازوں پر حملے کرنے لگے۔ لڑائی شروع ہوتے ہی جشن میں شریک عام لوگ اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ برجیوں سے بھی تیر برس رہے تھے جن کا مقابلہ جوابی تیروں سے کیا جا رہا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ برجیوں سے سپاہیوں کی لاشیں کٹے ہوئے شہتیروں کی طرح گرنے لگیں۔

میدان میں بازنطینی سپاہیوں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں، بابر دونوں ہاتھوں میں تلواریں تھامے دشمن سے لڑ رہا تھا۔ ارطغرل بجلی کی سی تیزی سے گورنر آرس کے سپاہیوں پر حملے کر رہا تھا۔ جیسے ہی کوستاس اس کے نشانے پر آیا، ارطغرل نے اس کے سینے میں تلوار گھونپ دی۔

اپنے وفادار ترین ساتھی کو مرتا دیکھ کر گورنر آرس تلوار لہراتا ہوا ارطغرل کی جانب لپکا۔ وہ پوری قوت سے ارطغرل پر حملے کرنے لگا، جلد ہی گورنر آرس کو اندازا ہو گیا کہ معاملہ اتنا سادہ نہیں۔ ارطغرل کی تلوار سے بچنا اس کے لیے آسان نہیں تھا۔

جب ارطغرل آرس کا خاتمہ کرنے والا تھا تو دو بازنطینی سپاہی درمیان میں آ گئے۔ ارطغرل کا دھیان بٹا تو گورنر آرس قلعے کی اندرونی عمارت میں بھاگ گیا۔ اسی دوران نور گل نے قلعے کا دروازہ کھول دیا اور باہر موجود سپاہی بھی اندر آ گئے۔ بڑی تعداد میں سپاہیوں کو اندر آتا دیکھ کر گورنر آرس کے

سپاہی بری طرح گھبرا گئے تھے۔

آرس کو بھاگتا دیکھ کر ارطغرل بھی اس کے تعاقب میں لپکا... لیکن راہداری میں سپاہیوں نے اس کا رستہ روک لیا۔ جب تک ارطغرل ان سے فارغ ہوا، آرس ایک خفیہ الماری سے گزر کر فرار ہو گیا تھا۔ ارطغرل نے بھی اس کا تعاقب جاری رکھا۔

ایک راہداری میں دونوں کا سامنا ہو گیا اور تلواریں ایک بار پھر ٹکرانے لگیں۔ گورنر آرس کمزور پڑتا جا رہا تھا۔ ارطغرل سے مقابلہ کرنا اُسے بھاری محسوس ہو رہا تھا۔ اس مشکل وقت میں بازنطینی سپاہی ایک بار پھر اس کے سامنے ڈھال بن گئے۔

جب ارطغرل ان کی طرف متوجہ ہوا تو گورنر آرس موقع پا کر دوسری راہداری میں نکل گیا۔ ہر طرف لاشوں کے ڈھیر تھے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ قلعے سے فرار ممکن نہیں، لہٰذا اس نے اپنے ایک مردہ سپاہی کا لباس خود پہن لیا اور مرے ہوئے ہوئے سپاہیوں کے درمیان بے سدھ بن کر لیٹ گیا۔

طلوعِ سحر سے پہلے ہی ارطغرل نے کاراچائیسار قلعے پر قبضہ کر لیا تھا۔ زندہ بچ جانے والے بازنطینی سپاہیوں کو قیدی بنالیا گیا تھا۔ ہر طرف خون اور لاشیں تھیں۔

''بابر! ان سپاہیوں کی زندگیاں تمھارے حوالے ہیں۔ جب تک قلعے کے حفاظتی انتظامات از سر نو ترتیب نہیں پاتے، انھیں زندان میں پھینک دو۔''

بابر حکم کی تعمیل بجالاتے ہوئے آگے بڑھا اور بازنطینی سپاہیوں کو زندان میں پہنچانے کی ہدایات دینے لگا۔

''ارطغرل صاحب! اُس نیچ آرس کا کیا ہوا؟'' آتسیز نے پوچھا۔

''میں نے اسے زخمی کر دیا تھا، جب میں اس کی جان لینے والا تھا تو بازنطینی سپاہی آگئے، پھر وہ کتے کی طرح دُم دبا کر بھاگ گیا۔ سپاہی اسے تلاش کر رہے ہیں، وہ زیادہ دیر بچ نہیں پائے گا۔ تنگوت، عبدالرحمٰن! قلعے کا چپہ چپہ چھان مارو۔ گورنر آرس اور چولپان خاتون کو ڈھونڈ کر زندہ یا مردہ حالت میں میرے سامنے پیش کرو۔'' ارطغرل کو اُمید تھی کہ چولپان خاتون بھی قلعے کے کسی حصے میں چھپی بیٹھی ہو

گی۔

"آپ بے فکر رہیں بھائی..." وہ دونوں عمارت کے اندر چلے گئے۔

قلعے سے لاشیں سمیٹنے کا کام شروع ہو گیا تھا۔ دشمن سے چھینے گئے ہتھیار بھی جمع کیے جا رہے تھے۔ خون آلود فرش کو پانی سے دھویا جا رہا تھا۔ ارطغرل اور نور گل بالکونی میں کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ قلعے میں فرعونیت کے تمام بت ٹوٹ چکے تھے، اب قلعہ کاراچا ئیسار اللہ کے حکم سے مسلمانوں کے اختیار میں تھا۔

صحن کو صاف کر دیا گیا تو ارطغرل نے تلوار نکال کر اللہ کا نام لیا اور وہاں لہرانے والے بازنطینی پرچم کو زمین بوس کر دیا۔ دشمن کا جھنڈا گرتا دیکھ کر سپاہیوں کے چہروں پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی تھی۔

وہ ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے۔ اب قلعے پر قائی اور سلجوق پرچم لہرا رہا تھا اور برسوں سے دیکھا جانے والا خواب پورا ہو گیا تھا۔ ہر طرف ارطغرل کے حق میں نعرے لگائے جا رہے تھے۔ جب پرچم لہرا دیا گیا تو ارطغرل اپنے سپاہیوں سے خطاب کرنے کے لیے آگے بڑھا:

"ہمارا مبارک پرچم جو انصاف کی علامت ہے، اللہ کے فضل و کرم سے اس نے یہ جگہ بھی باعزت بنا دی ہے۔ یہ انجام نہیں، شروعات ہیں۔ آج ہم نے یہاں بیج بویا ہے۔ یہ بیج اُگے گا اور چنار کا درخت بن جائے گا جس کا سایہ ہر جگہ پھیل جائے گا۔ اب ہم اپنی فتح کا اعلان اذان سے کریں گے۔"

ارطغرل نے کہا اور چند لمحے بعد کاراچا ئیسار کی فصیلوں نے پہلی بار اذان کے الفاظ سنے۔

یہ بہت بڑی کامیابی تھی جس پر ہر دل مطمئن تھا۔ ارطغرل اور نور گل نے اپنے اپنے قبیلوں میں فتح کی خبر بھجوا دی تھی۔ نور گل نے اپنی نگرانی میں قلعے کی تلاشی شروع کروا دی تھی۔ قلعے سے ملنے والے سامان میں خطوط سے بھرے دو صندوق بھی شامل تھے جنھیں ارطغرل نے عارف صاحب کے حوالے کر دیا تا کہ وہ ہر خط کا جائزہ لے کر سازشوں کا تانا بانا سمجھ سکیں۔ ایک بازنطینی سپاہی سے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ چولپان خاتون چند روز قبل ہی شہنشاہ کے محل میں نیقیہ چلی گئی تھی۔

"ہم نے قلعہ فتح کر لیا لیکن یہ ضروری ہے کہ احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں۔ ممکن ہے شہنشاہ اپنی

فوج لڑائی کے لیے بھیج دے۔ بابر! تم باہر تعینات سپاہیوں کو خبردار کردو۔ جب تک میں حکم نہ دوں، کوئی اپنی جگہ نہیں چھوڑے گا۔''

ارطغرل نے بابر کو حکم دیا اور پادریوں کو بھی پیغام بھجوادیا کہ وہ اپنی صلیبیں اور دوسرا متبرک سامان گرجا گھروں کو لے جانے کے لیے آسکتے ہیں۔

زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ ارطغرل کو گورنر آرس کی خبر مل گئی۔ وہ مردہ سپاہیوں میں شامل ہوکر قلعے سے بھاگ گیا تھا۔ جنگل میں اُس نے دو قائی سپاہیوں کو بھی قتل کردیا تھا جو لاشوں کو ٹھکانے لگا رہے تھے۔

ارطغرل نے آتسیز کو سپاہیوں کے ساتھ اُس کے تعاقب میں بھیج دیا کیونکہ آتسیز، گورنر آرس کے بچ نکلنے کے راستوں کو بہتر جانتا تھا۔

-☆-

وہ اس کام سے فارغ ہوئے تھے کہ پادریوں کا وفد ملاقات کے لیے آ گیا۔

"ارطغرل صاحب! عیسائی آبادی اپنی عبادت کی آزادی کے بارے میں فکرمند ہے۔ ہم اس سلسلے میں آپ کا رویہ دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"ہم کسی کی عبادت میں دخل اندازی نہیں کرتے محترم پادری! ہمارا کام اپنے زیرِ انتظام لوگوں کو انصاف فراہم کرنا ہے۔ آج کے بعد آپ بھی میرے لوگ ہیں، ہمارا مذہب اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ دین کے معاملے میں زبردستی نہیں ہے۔ اس کا مطلب آپ جیسے چاہیں رہیں اور عبادت کریں۔ جب تک کہ آپ لوگوں کے امن کو نقصان نہ پہنچائیں گے ہم کسی قسم کی مداخلت نہیں کریں گے۔"

ارطغرل نے واضح کیا تو وہ مطمئن ہو گئے۔ ارطغرل نے انھیں قلعے کی مقدس علامات گرجے میں لے جانے کی اجازت بھی دے دی تھی۔

قلعے سے ملنے والے سرکاری خطوط کا صندوق عارف صاحب کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اب ارطغرل، عارف صاحب کو شہنشاہ کے نام خط لکھوا رہا تھا۔

"شہنشاہ دوکاس! میں نے گورنر کے بچھائے ہوئے تمام جالوں کو کاٹ دیا۔ اس کی سازشوں کو بھی ناکام بنا دیا گیا ہے۔ میں نے اس بزدل سے جس نے امن معاہدے کی خلاف ورزی کی، حساب چکتا کر دیا ہے۔ اب کاراچائیسار قلعہ میری بالادستی میں ہے، جلد ہی میں آپ کی طرف گورنر آرس کا سر بھیجوں

گا۔اسی طرح اگر بیلی چیک کے گورنر نے یہی غلیظ دھوکے بازیاں کیں تو اس کا مقدر بھی یہی ہوگا۔آپ کو خبردار کیا جاتا ہے کہ ہماری فوج اتنی قدرت رکھتی ہے کہ یہ نیقیہ کو فتح کر سکے...کاراچا ئیسار کا حاکم، سلجوقی سردارِاعلیٰ،سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل...''

خط مکمل ہوا تو ارطغرل نے اس پر اپنی مہر ثبت کر دی۔اس نے یہ خط ایک بازطینی سپاہی کے ہاتھ نیقیہ بھیج دیا تھا۔حائمہ خاتون اور حلیمہ سلطان بھی سپاہیوں کے ساتھ قلعے میں پہنچ گئی تھیں۔اصلاحان اور حفصہ بھی ان کے ساتھ تھیں،سب اس کامیابی پر خوش تھے اور اپنے رب کا شکرادا کر رہے تھے۔حفصہ نے چوں کہ یہاں بہت سے شب وروز گزارے تھے،اس قلعے کی در و دیوار سے اس کی یادیں وابستہ تھیں اس لیے وہ اپنے بابا کو یاد کر کے آبدیدہ ہوگئی تھی۔

-☆-

امیر سعد الدین کوپیک قونیہ پہنچا تو سلطان علاؤالدین نے اُسے اپنے حضور طلب کر لیا۔امیر سعد الدین کو یہ بات بہت گراں گزری تھی۔سلطان چند دنوں میں خطوط کے ذریعے کئی باراُس کی سرزنش کر چکا تھا۔جب وہ شاہی محل میں پہنچا تو اس کا خاص آدمی گوکتوک اس کا منتظر تھا۔

''اندر کیا چل رہا ہے گوکتوک؟''سعد الدین نے سرگوشی کے سے انداز میں پوچھا۔

''سلطان نے مجھے عجلت میں کیوں طلب کیا ہے؟''

''وہ اپنے قریب ترین آدمی سے مشاورت کر رہے ہیں محترم امیر،کسی کو علم نہیں کہ یہ کس سے متعلق ہے۔صرف اتنا پتا چلا ہے کہ کاراچا ئیسار سے کوئی ایک پیغام رساں آیا تھا۔''گوکتوک نے بتایا۔

''ارطغرل کی طرف سے؟''امیر سعد الدین چونکا۔

اس سے پہلے کہ گوکتوک کچھ بتاتا،کمرے کا دروازہ کھلا اور سلطان کا سب سے بھروسہ مند ساتھی عزیز باہر آگیا۔

''سلطان آپ کی راہ دیکھ رہے ہیں امیر حضرت۔''عزیز نے امیر سعد الدین کو خبر دی۔

جب امیر سعد الدین کوپیک اندر گیا تو سلطان اپنے تخت پر جلوہ افروز تھا۔کئی امراء بھی دربار میں

موجود تھے۔ امیر سعدالدین ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا، پھر کمرے میں سلطان کی بارعب آواز گونجی:

''جب ترک امن میں ہیں تو میری ریاست بھی امن میں ہے۔''

''کیا اسی وجہ سے آپ نے مشرق میں مہم جوئی کا حکم صادر فرمایا ہے سلطان؟'' وہاں موجود ایک شخص نے پوچھا۔

''ہاں! اور میں چاہتا ہوں کہ منگولوں کو خبر ہو جائے کہ ترک قبائل میں کسی بھی وقت ان کا سامنا کرنے کی طاقت اور تیاری ہے۔ تمھیں جلدی تیاریاں کرنی چاہیں۔'' سلطان نے حکم دیا تو سب واپس چلے گئے۔ اُن کے جاتے ہی سعدالدین آگے بڑھا اور سلطان کی دست بوسی کی:

''سلطان! آپ نے مجھے یاد فرمایا؟''

''سعدالدین! جناب ارطغرل صاحب کی طرف سے پیغام رساں آیا ہے، اُنھوں نے کاراچا ئیسار کا قلعہ فتح کر لیا ہے۔'' سلطان علاؤالدین نے سعدالدین کو پیک پر غم کا پہاڑ گرا دیا تھا۔ وہ ہونقوں کی طرح منہ کھولے کھڑا تھا، سلطان بھی اس کے چہرے کی اُڑی اُڑی رنگت دیکھ رہا تھا۔

''کیا تم بہت حیران ہوئے سعدالدین؟'' سلطان نے سوال کیا۔

''مجھے خوشی ہوئی سلطانِ معظم! میں اپنی خوشی کے باعث الفاظ بھول گیا، مجھے یقین ہے کہ ارطغرل صاحب نے اُس شیطان آرس کا سر کاٹ کر کاراچا ئیسار قلعے کے مرکزی دروازے پر لٹکا دیا ہو گا ان شاء اللہ۔'' سعدالدین نے اپنی حیرت کو چھپا لیا تھا۔

''آرس فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔''

سلطان نے دوسری پریشان کن خبر سنا کر سعدالدین کو پیک کا رہا سہا لہو بھی نچوڑ لیا۔ آرس مر جاتا تو بہت سے معاملات اُس کے ساتھ ہی دفن ہو جاتے۔ سعدالدین کو پیک اپنی سوچوں میں گم تھا کہ سلطان کی آواز نے اُسے جھنجھوڑ ڈالا:

''سعدالدین! میں چاہتا ہوں کہ تم ایک اعلانیہ خط لکھو جس میں بیان کرو کہ میں کاراچا ئیسار قلعہ، اس کے ساتھ سوغوت اور دومانج کا علاقہ ارطغرل صاحب کو اپنا وطن بنانے کے لیے سپرد کرتا ہوں۔''

سعد الدین کو یوں لگا تھا جیسے سلطان نے اپنے ہاتھ سے اس کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی ہو۔

"سلطانِ معظم! ارطغرل صاحب اپنی بہادری اور آپ سے وفاداری پر یقیناً سب سے بہتر سلوک کے حق دار ہیں، لیکن میں آپ کی توجہ اس پر دلانا چاہوں گا کہ آپ نے کبھی کسی دوسرے سردار کو ایسا فائدہ نہیں بخشا۔ یہ مجھے خوفزدہ کرتا ہے کہ دوسرے سرداروں میں رنجش پیدا نہ ہو جائے۔" سعد الدین نے سلطان کو باز رہنے کا مشورہ دیا۔

"نہیں... یہ کوئی بڑھاوا نہیں دے گا..." سلطان نے اس کا خدشہ رد کر دیا۔

"بالکل اس کے برعکس اُنھیں ارطغرل جیسا جرأت مند سردار بننے کی ترغیب ملے گی۔ یہ صرف میرے زیرِ اثر سرداروں پر لاگو نہیں ہوگا بلکہ اُن تمام وفاداروں پر بھی جو دشمنوں میں گھر کر زندہ رہنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہماری ریاست کو جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، وہ ہمت اور صداقت ہے، اور وہ من و عن ارطغرل صاحب میں موجود ہیں۔ ارطغرل صاحب نے لکھا ہے کہ وہ مجھ سے ملاقات کے لیے قونیہ آئیں گے اور مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ جو قلعہ کی فتح کے بعد حاصل ہوا، وہ بھی ساتھ لائیں گے۔" سلطان نے بتایا اور پھر سعد الدین سے دریافت کیا:

"کیا تمھیں میرے اور ارطغرل صاحب کے لیے لگائے گئے پھندوں اور غداریوں کے بارے میں کوئی نیا ثبوت ملا؟"

"میں غداروں کو بہت جلد پکڑ لوں گا سلطانِ معظم! مجھے بس تھوڑی سی مہلت دیں۔ جلد آپ پر سب راز کھل جائیں گے۔" امیر سعد الدین نے تعظیم پیش کی اور اُلٹے قدموں واپس جانے ہی والا تھا کہ سلطان کی آواز سنائی دی:

"یہ سب تم پر بھی لاگو ہوگا امیر سعد الدین! تمھارے پاس اب بہت کم وقت رہ گیا ہے۔"

سلطان علاؤ الدین نے غصّے سے کہا اور رُخ موڑ لیا۔

سلطان کا سخت رویہ امیر سعد تین کو بیک کے لیے نیک شگون نہیں تھا۔

-☆-

عارف صاحب نے خطوط پڑھنے کا کام شروع کر دیا تھا۔ اس کام میں ماریہ نامی ایک لڑکی بھی ان کی مدد کر رہی تھی جسے گورنر آرس نے قلعے میں قید کیا ہوا تھا۔ ماریہ کا بھائی قتل ہو چکا تھا، اب وہ دنیا میں تنہا تھی اس لیے ارطغرل نے اسے وہیں رہنے کی اجازت دے دی تھی۔

وہ دونوں خطوط پڑھ رہے تھے کہ ماریہ نے عارف صاحب کو متوجہ کیا:

"عارف صاحب! یہ ایک اہم خط ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ایک سلجوقی امیر کی درخواست پر سونے کے سکے سردار بہادر کو ہانلی بازار خریدنے کی سازش کے لیے ادا کیے گئے۔"

"کیا تمھیں یقین ہے ماریہ؟" عارف صاحب چونکے۔

"مجھے یقین ہے، اس مکتوب میں یہی لکھا ہے۔"

"تم باقی خطوط دیکھو، میں ارطغرل صاحب کے پاس جاتا ہوں۔" عارف صاحب خط لے کر باہر چلے گئے۔ جب انھوں نے اس بارے ارطغرل کو بتایا تو وہ بھی سوچنے پر مجبور ہو گیا۔

"ایک سلجوق امیر کی درخواست پر... وہ سلجوق امیر یقیناً سعد الدین ہو گا۔ اب تمھاری سازشیں اختتام کو پہنچیں کوپیک! وہ گیدڑ جو ہماری ریاست کو نوچ نوچ کر کھاتے رہے، اب بے نقاب ہو جائیں گے عارف صاحب۔"

"آپ کیا کرنے جا رہے ہیں میرے آقا؟"

"میں یہ ثبوت سلطان تک پہنچاؤں گا۔ اس خط سے امیر سعد الدین کی موت کا فیصلہ مہر بند ہو جائے گا۔"

اُسی روز ارطغرل کو اتسیز کی شہادت کی خبر مل گئی۔ وہ بہادر دوست اب دنیا میں نہیں رہا تھا۔ چیتان اور آرس اپنے بچے کچھے سپاہیوں کے ساتھ متحد ہو گئے تھے اور انھوں نے اتسز کو شہید کر دیا تھا۔

جلد ہی ارطغرل کے سپاہی آرس اور چیتان کا خفیہ ٹھکانہ ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے تھے، چناں چہ ارطغرل نے اس جگہ حملہ کر کے آرس کو گرفتار کر لیا جبکہ چیتان ایک بار پھر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ گورنر آرس کی گرفتاری ایک بڑی کامیابی تھی۔ اُس نے آرس کو سلطان کے حضور پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔

چاہتا تھا کہ آرس خود سلطان کے سامنے اپنی ہر سازش کا اعتراف کرے۔ ارطغرل نے آرس سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ سلطان کو تمام سازشوں کے بارے سچ سچ بتادے گا تو وہ اُسے رہا کردے گا۔

اگلے روز ارطغرل قونیہ کے سفر پر روانہ ہوگیا۔ آرس بھی قیدی کی حیثیت سے اُس کے ساتھ تھا۔ ارطغرل نے سلطان کو اپنی آمد کی خبر بھجوادی تھی لیکن اُس نے آرس کو ساتھ لانے کی خبر خفیہ رکھی تھی۔ سلطان کو پیش کیے جانے والا مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ صندوقوں میں اُن کے ساتھ تھا۔ عبدالرحمٰن اور چند دوسرے جانباز اس سفر میں ارطغرل کے ساتھ تھے۔ روانگی سے قبل قلعے کی ذمہ داری اور قبیلوں کی حفاظت نور گل، بابر اور عارف صاحب کو سونپی گئی تھی۔

یہ مختصر قافلہ قونیہ پہنچا تو شہر سے باہر ہی ارطغرل یہ خبر مل گئی کہ سلطان نے اپنے ایک معزز امیر نظام الدین کو غداری اور اقدام قتل کی سازش کرنے کے جرم میں زندان میں ڈال دیا تھا جبکہ نظام الدین نے پکڑے جانے کے دوسرے روز ہی خود کشی کر لی تھی۔

یہ گھمبیر صورت حال تھی۔ ارطغرل جانتا تھا کہ امیر نظام الدین نہایت شریف النفس اور سلطان کا وفادار تھا۔ قونیہ پہنچ کر ارطغرل نے آرس کو سلطان کے دربار میں پیش کرنے تک خفیہ رکھنے کا فیصلہ کیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ امیر سعد الدین اپنے راز چھپانے کے لیے آرس کو وقت سے پہلے ہی ختم کروادے۔ اُس نے آرس کو عبدالرحمٰن کے حوالے کر کے شہر سے باہر ہی ایک مقام رکنے کا حکم دیا اور خود حالات کا جائزہ لینے کے لیے محل میں چلا گیا۔

ارطغرل قونیہ محل میں پہنچا تو اُس کی پہلی ملاقات امیر سعد الدین کو پیک ہی سے ہوئی۔ وہ بہت گرم جوشی سے پیش آیا اور ارطغرل کو گلے لگالیا۔

"خوش آمدید ارطغرل صاحب..."

"یہاں آکر خوشی ہوئی امیر سعد الدین۔"

"آپ نے اپنی ہمت اور ذہانت سے ایک بار پھر مجھے اور سلطان کو متاثر کیا ہے، ارطغرل صاحب! آپ نے کاراچا ئیسار کا قلعہ ایسے شاندار طریقے سے فتح کیا جو بڑے بڑے لشکروں کا نصیب نہ بن

سکا۔ آپ نے یقیناً آرس کا سر بھی شہنشاہ کو بھجوا دیا ہوگا ان شاء اللہ۔" سعد الدین نے مطلب کی بات بھی پوچھ لی تھی۔

"آرس ابھی زندہ ہے امیر سعد الدین۔" ارطغرل نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بتایا۔

"تو کیا وہ بھاگنے میں کامیاب ہو گیا؟" سعد الدین کو یہی معلوم تھا کہ شکست کھاتے ہی آرس قلعے سے بھاگ گیا تھا۔

"وہ دوبار میرے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوا لیکن تیسری بار اُس کی پھرتیاں کسی کام نہ آئیں۔"

"میں سمجھا نہیں!" سعد الدین کا دِل دھڑکا۔

"وہ اُس قلعے کے زندان میں گل سڑ رہا ہے جسے میں نے فتح کیا۔" ارطغرل نے جواب دیا تو سعد الدین سوچ میں پڑ گیا:

"حیرت ہے! آپ نے ابھی تک اسے اُن سیاہ کاریوں کی سزا نہیں دی جن کی وجہ سے اُس نے آپ کے سپاہیوں کو نقصان پہنچایا۔ اُسے فوری سزا ملنی چاہیے ارطغرل صاحب۔"

"اس سے قبل کہ آرس کی شیطانی روح اُس کے جسم سے آزاد ہو، میں اُس سے ہر راز اگلوانا چاہتا ہوں۔ اُس کے سیاہ دل میں چھپے تمام بھید جاننا چاہتا ہوں امیر سعد الدین۔"

"وہ کیا بھید ہیں ارطغرل صاحب؟" سعد الدین کا دل دھک دھک کرنے لگا۔

"میں اس کی ہر سازش کو بے نقاب کرنا چاہتا ہوں، یہ سامنے لانا چاہتا ہوں کہ اس کی پشت پناہی کون کر رہا تھا۔ یہ جانے بغیر میں اُسے مرنے نہیں دوں گا۔ ابھی بہت سے غداروں کو سزا ملنی ہے۔ جب میں سلطان کے حضور پیش ہوں گا تو مجھے ان سے بہت کچھ کہنا ہے... اب اجازت چاہتا ہوں۔"

ارطغرل نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ارطغرل سے مختصر ملاقات نے امیر سعد الدین کی پریشانیوں میں اضافہ کر دیا تھا۔

"میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمھاری موت میرے ہاتھ سے ہوگی سعد الدین کوپیک۔" ارطغرل باہر آ کر زیرِ لب بڑبڑایا۔ وہ سعد تین کو پیک کو اُس کے انجام تک پہنچانے کا ارادہ کر چکا تھا۔

سلطان علاؤ الدین نے اپنی دربار کو رونق بخشی تو امراء کی صف میں ارطغرل بھی امیر سعد الدین کوپیک کے ساتھ موجود تھا۔ ملکہ ماہ پری بھی سلطان کے ساتھ تھی۔ سلطان کے تخت پر بیٹھتے ہی ارطغرل نے آگے بڑھ کر اُسے تعظیم پیش کی اور واپس اپنی جگہ پر آ گیا۔

"خوش آمدید ارطغرل صاحب!" سلطان نے شفقت سے کہا۔

"آپ کا دیدار کر کے بہت خوشی ہوئی سلطان۔" ارطغرل نے سر کو جنبش دی۔

پھر سلطان تخت سے اُٹھ گیا اور ارطغرل کو اپنے قریب بُلا لیا، ارطغرل نے حکم کی تعمیل کی اور آگے بڑھ گیا۔ سلطان علاؤ الدین اُسے دیکھ کر فخر سے مسکرایا اور لب کشائی کی:

"آپ نے اُس کاراچا ئیسار قلعے کو اپنے سپاہیوں کے ساتھ فتح کیا جس کے لیے عظیم لشکر اور مہینوں کا محاصرہ درکار تھا۔ آپ نے ہماری ریاست کی طاقت میں اضافہ کر دیا۔ اللہ آپ اور آپ کی اولاد کو دونوں جہانوں میں مبارک زندگی عطا کرے۔"

"آمین سلطان!" ارطغرل نے کہا:

"ایک سردارِ اعلیٰ کے طور پر میں نے صرف اپنا فرض پورا کیا۔ آپ کا ترک قبائل اور اوغوز برادری پر اعتماد ہی اس مشکل مرحلے کو آسان بنا سکا۔ اللہ ہماری ریاست کو ہمیشہ قائم رکھے اور آپ کا سایہ ایک شفیق سربراہ کی حیثیت سے ہمارے سروں پر قائم رہے... اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو میں آپ کو کاراچا ئیسار کا مالِ غنیمت پیش کرنا چاہوں گا۔"

سلطان نے مسکرا کر سر کو جنبش دی تو سپاہی مالِ غنیمت سے بھرے صندوق دربار میں لے آئے جنھیں سلطان علاؤالدین نے قبولیت کا شرف عطا کر دیا۔ وہ ارطغرل کی کارکردگی پر بہت مطمئن تھا۔

''جس وقت میں چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرا ہوا ہوں، آپ نے میری زمینوں کو پھیلایا اور مضبوط کیا۔ آپ نے میرے فخر کے احساس کو بڑھا دیا ہے ارطغرل صاحب! یہاں موجود امراء کے سامنے میں آپ کو یہ فرمان دینا چاہتا ہوں۔''

سلطان علاؤالدین نے ایک فرمان اُس کی طرف بڑھا دیا، ارطغرل نے ادب سے شاہی فرمان پکڑ لیا تو سلطان ایک بار پھر گویا ہوا:

''اب تک کوئی سردارِ اعلیٰ حتیٰ کہ میرے کسی امیر کو بھی اس طرح کا اختیار نہیں دیا گیا۔ اِس اختیار کے مطابق قلعہ کاراچا ئیسار، سوغوت اور اِس کے ساتھ ساتھ دومانچ آپ اور آپ کی نسلوں کے سپرد کیا جاتا ہے۔ میں مر بھی گیا تو یہ زمینیں جو آپ نے فتح کیں، آپ سے منسلک رہیں گی۔ میں جانتا ہوں کہ آپ اور آپ کی نسل سے یہ زمینیں اور ہماری ریاست پھیلے گی اور مضبوط ہوگی۔ آپ اِس میں زندگی لائیں گے اور اِسے خوش حال رکھیں گے۔ ارطغرل صاحب! اللہ آپ کی مدد اور رہنمائی فرمائے۔''

''آمین سلطانِ معظم! آپ لمبی عمر پائیں۔'' ارطغرل نے سلطان کا شکریہ ادا کیا۔

اُس نے قریب کھڑے سعدالدین کوپیک کے چہرے پر نظر دوڑائی جہاں نفرت کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اِس کے بعد ارطغرل نے سلطان کے سامنے وہ خط پیش کر دیا جو اُسے قلعے سے ملا تھا۔ سلطان نے خط پڑھا اور پھر ارطغرل سے مخاطب ہوا:

''اِس خط کے مطابق میرے ایک امیر نے بہادر صاحب کو سونا دیا تا کہ ہانلی بازار خریدنے کی تدبیر کر سکے۔ ہم نے پہلے سے ہی ایک غدار امیر نظام الدین کو ڈھونڈ لیا تھا۔ اُس کی رہائش سے شہنشاہ اور گورنر کے خطوط بھی ملے ہیں۔ وہ اپنے انجام کو پہنچ چکا۔ امیر نظام الدین کا اثر ورسوخ دُور تک پھیلا ہوا تھا ارطغرل صاحب! وہ شیطان صفت جو میرے قریبی امراء میں سے تھا، اُسی نے مجھے زہر دینا چاہا۔ نہ مجھے اور نہ ہی اِس دیوان میں موجود کسی فرد کو اس بارے میں شک ہے... یہ بتائیں، کیا آپ کو اب اُس پر

شبہ ہے؟''

''جی ہاں سلطانِ معظم! مجھے یقین ہے امیر نظام الدین غدار نہیں تھا، وہ بے گناہ تھا۔ وہ زندان میں مرا نہیں بلکہ اُسے قتل کیا گیا ہے۔ میں گزشتہ روز ہی زندان میں اُس کمرے کا جائزہ لے چکا ہوں جہاں اُس کی موت واقع ہوئی۔'' ارطغرل نے کہا تو سلطان ہی نہیں دیوان میں موجود باقی لوگ بھی چونک کر اُسے دیکھنے لگے۔

''ارطغرل صاحب! آپ کا اصرار میرے تمام امراء پر شک کا سایہ پھیلا رہا ہے۔'' سلطان نے کہا۔

''سلطانِ معظم! میں شک کا سایہ صرف ایک امیر پر پھیلا رہا ہوں۔''

''کون ہے وہ ارطغرل صاحب، جس پر آپ کو شک ہے؟''

''امیر سعد الدین کوپیک...'' اُس نے کہا تو سلطان نے گردن گھما کر سعد الدین کوپیک کی طرف دیکھا۔

''یہ گستاخی ہے سلطانِ معظم! آپ کی موجودگی میں ارطغرل صاحب نے ظالمانہ انداز سے میری عزت اور وقار کے چیتھڑے بکھیر دیے۔ اِنھیں فوراً مجھ سے معذرت کرنی چاہیے۔'' سعد الدین غصّے سے چلّایا۔

''میری نظر میں بہتان کا نتیجہ بہت سخت ہوگا ارطغرل صاحب! اگر آپ کے پاس اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے ثبوت نہیں تو اپنے الفاظ فوراً واپس لے لیں اور امیر سعد الدین کوپیک سے معذرت کریں۔'' سلطان کا لہجہ سخت ہوگیا۔

''ہماری روایات اور ایمان کی رو سے بہتان لعنت ہے میرے سلطان! البتہ ایک مدعی پر دعویٰ ثابت کرنا فرض ہے۔'' ارطغرل پرسکون انداز میں بولا۔

''اس صورت میں اپنا دعویٰ ثابت کریں ارطغرل صاحب۔''

''اگر سلطان اجازت دیں تو میرے سپاہی گورنر آرس کو یہاں لائیں گے۔'' ارطغرل کے نئے

انکشاف پر سعد الدین کو پیک کی ٹانگیں کانپ گئی تھیں۔

''اجازت ہے...''

''آرس کو لایا جائے...''

حکم ملتے ہی سپاہی آرس کو دربار میں لے آئے اور سلطان کے سامنے زمین پر بٹھا دیا۔

''اچھا...تو تم ہو وہ شیطان جس نے بہت سے بہادر ترک سپاہیوں کا خون بہایا۔تم ارطغرل کے دعوے کے بارے کیا کہنا چاہو گے؟'' سلطان کی گرجدار آواز دیوان میں گونجی۔

''ارطغرل صاحب کے تمام دعوے سچ ہیں۔ مجھے یہاں اُن کی گواہی دینے کے لیے پیش کیا گیا ہے۔'' آرس نے اعتراف کر لیا۔

''سلطان! یہ بہکی باتیں اُس سابق گورنر کی ہیں جس سے اُس کا اعزاز چھین لیا گیا ہے۔اپنی زندگی بچانے کے لیے اب یہ مجھ پر تہمت لگا رہا ہے، یہ میرے وقار اور نیک نامی کو نقصان پہنچا رہا ہے۔'' امیر سعد الدین پھٹ پڑا تھا۔

''بکواس بند کرو سعد الدین...'' سلطان اُسے خاموش کرا کے آرس سے مخاطب ہوا:

''آرس! مجھے ہر اُس چیز کے بارے میں بتاؤ جو تم جانتے ہو۔''

''جیسا کہ میرے قلعے میں ارطغرل صاحب نے خط کی نقل تلاش کر لی ہے، ارطغرل صاحب اور اُن کے سپاہیوں پر جو بھی حملے ہوئے اُن کی راہ ہموار کرنے کے لیے امیر سعد الدین نے اہم کردار ادا کیا۔ میں نے بذاتِ خود اپنے شہنشاہ کو اِس بارے میں لکھا تھا اور نقل اپنے پاس رکھی تھی۔'' آرس نے بتایا۔

''یہ جھوٹ ہے...'' سعد الدین اپنی صفائی میں پھر بولا۔

''اگر تم نے میرے پوچھے بغیر ایک لفظ بھی بولا تو میں ابھی تمھاری جان لے لوں گا۔'' سلطان نے سعد الدین کو تنبیہ کی اور آرس کو اپنی بات جاری رکھنے کا کہا۔

''یہ چاہتا تھا کہ مشرق سے آئے قافلے ہانلی بازار میں رُکیں۔ میرا کام فرینکش اور قسطنطنیہ کے

صوبوں سے آئے تاجروں کو ہانلی بازار سے دُور رکھنا تھا کیونکہ اِس طرح ہمیں زیادہ نفع حاصل ہوتا۔''

''کیا تم نے ارطغرل صاحب کے لیے جال بھی بچھایا... تمھیں اندر کی سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں کہ ارطغرل صاحب میری کسی مہم پر جانے والے ہیں؟''

''امیر سعد الدین سے... اِس نے چولپان خاتون کو ایک خط لکھا اور ہمیں ارطغرل صاحب پر گھات لگانے کا کہا۔ ایک کمانڈر کے طور پر میں نے وہی کیا جو مجھے کرنا چاہیے تھا، مگر میں ناکام ہو گیا اور ارطغرل شدید زخمی ہونے کے باوجود زندہ بچ گیا۔ اگر ارطغرل مر جاتا تو ہم اپنی زمینیں واپس لے چکے ہوتے۔'' آرس نے گہری سانس لی۔

''ارطغرل صاحب! وہ کون ہے جس نے مجھے ہانلی بازار میں زہر دیا؟'' سلطان علاؤالدین نے ارطغرل سے سوال کیا۔

''یہ امیر سعد الدین کوپیک کا کام ہے میرے سلطان۔''

سلطان نے گھوم کر سعد الدین کی طرف دیکھا تو اُس کی رنگت دُھلے ہوئے کپڑے کی سی ہو رہی تھی۔ سلطان کے دائیں پہلو میں کھڑی ملکہ ماہ پری بھی چونک گئی تھی جبکہ سامنے کھڑے ایک امیر آلتوبان نے ملکہ کو کسی بھی مشکل موقع پر اپنا کردار ادا کرنے کا اشارہ کر دیا تھا۔ دراصل آلتوبان سلطان سے زیادہ سعد الدین کوپیک اور ملکہ ماہ پری کا وفادار تھا اور محل میں موجود یہی وہ غداروں کا ٹولہ تھا جو سلطان کو ہٹا کر تخت پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔

''مجھے ایک سابقہ پادری کا سراغ ملا جس نے وہ زہر بنایا تھا، میں اُس کے غار میں گیا۔ مجھے وہاں وہ زہر بھی مل گیا جو آپ کو قتل کرنے کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ آپ کا شاہی طبیب میرے الفاظ کی تصدیق کر سکتا ہے۔'' ارطغرل نے ایک چھوٹی سی شیشی پیش کر دی۔

سلطان کے اشارے پر شاہی طبیب نے وہ شیشی پکڑ لی اور اُسے سونگھنے کے بعد ارطغرل کے الفاظ کی تصدیق کر دی۔

''اب کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا کہ محل میں موجود غدار امیر سعد الدین کوپیک ہے، میرے

سلطان! ہماری ریاست کی کامیابی اور آپ کی حکومت کی خاطر یہ سب کہنا میرا فرض تھا۔" ارطغرل نے اپنی بات مکمل کر دی۔

"تمھیں اپنے اوپر لگے اِن الزامات کے بارے میں کیا کہنا ہے سعد الدین؟" سلطان نے امیر سعد الدین کو صفائی کا موقع دینے کے لیے پوچھا۔

"سلطانِ معظم! میں حیران ہوں کہ ارطغرل جیسا بہادر سردار اس بدعنوان کافر کے دھوکے میں کس طرح آ گیا؟"

"اگر تم اِن الزامات کی تردید نہیں کر سکتے تو تمھاری موت میرے ہاتھوں سے ہوگی۔"

"سلطانِ معظم! معافی چاہتا ہوں مگر مجھے یہاں اُن سب لوگوں کو مایوس کرنا ہوگا جو مجھے اپنی بے گناہی کا رونا روتے اور زندگی کی بھیک مانگتے دیکھنا چاہتے ہیں۔" سعد الدین نے جواب دیا۔

"تمھارے کہنے کا مطلب کیا ہے سعد الدین؟" سلطان نے اُسے کڑے تیوروں سے گھورتے ہوئے استفسار کیا۔

"ایک کافر اور ایک سادہ لوح سردارِ اعلیٰ جو خود کو جال میں پھنسنے سے بچا نہ سکے، میں اُن کے اِن کھوکھلے اور بے بنیاد الزامات سے خوفزدہ نہیں۔ ہاں! اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میری موت حقیقت کو عیاں کرنے میں مددگار رہے گی تو اِس کی تعمیل میرے لیے اعزاز ہوگی۔"

"میں نے اپنی زندگی میں تم جیسا بے غیرت انسان نہیں دیکھا، سعد الدین!" آرس نے اُس کی مکاری پر افسوس کیا۔

"بہت مہربانی!" سعد الدین نے اُس کی طرف دیکھ کر بے اختیار جواب دیا۔

"میں نے تمھیں خود سونے سے بھرا صندوق دیا تھا کہ ہانلی بازار کا امن خراب کرو۔ تم نے خود وہ سونا وصول کر کے اپنے ہاتھوں سے بہادر کو دیا تھا۔" آرس نے سعد الدین کو یاد دلایا۔

"یہ واضح ہے کہ شہنشاہ... جس نے پہلے امیر نظام الدین کو استعمال کیا، اب مجھے استعمال کر کے اپنی سازشیں جاری رکھنا چاہتا ہے سلطانِ معظم! اگر ریاست کے تمام امیروں کو قتل کر کے آپ غداری کو

عیاں کرنے کی خواہش رکھتے ہیں تو خود کو خوش کر لیں، میں اپنی گردن آپ کے سپرد کرتا ہوں۔'' امیر سعد الدین ہر حربہ آزما رہا تھا۔

''بازار میں سلطان کو زہر دینے والا، مجھے اور میرے سپاہیوں کے خلاف سازشیں کرنے والا اور آرس کو خط بھیجنے والا کوئی اور نہیں، تم خود ہو امیر سعد الدین!'' ارطغرل نے اُسے اُس کے جرائم گنواتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ سچ ہے آرس؟'' سلطان نے پوچھا۔

''چولپان کا کہنا تھا کہ اُسے ایک غیر دستخط شدہ خط موصول ہوا تھا، اُس خط میں ارطغرل صاحب کے رستے اور روانگی کے وقت کا اشارہ تھا۔''

''کیا اُس خط پر میرے دستخط موجود تھے آرس! مریم علیہا السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی قسم کھاؤ، کیا وہ خط میرا تھا؟'' سعد الدین کو موقع مل گیا۔

''جواب دو آرس...'' سلطان نے پوچھا۔

''نہیں... دستخط کسی کے نہیں تھے سلطان! لیکن ہم جانتے ہیں کہ خط امیر سعد الدین کی طرف سے آیا تھا۔''

''شرم کریں ارطغرل صاحب! آپ نے اِس آدمی کی باتوں پر انحصار کر کے مجھ پر الزامات لگائے ہیں۔'' سعد الدین نے اپنے بچاؤ کے لیے بات کا سرا پکڑ لیا تھا۔

''سلطانِ معظم! آپ کو امیر نظام الدین سے میں نے بچایا، اگر میرا ارادہ آپ کو مارنے کا ہوتا تو میں آرام سے بیٹھ کر آپ کو مارنے کا تماشہ دیکھتا۔''

اِس بار سلطان سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا، پھر اُس نے اپنی تلوار میان سے نکال لی۔ امیر سعد الدین سمجھ گیا تھا کہ اُس کا آخری وقت آ پہنچا ہے، چناں چہ وہ آگے بڑھا اور سلطان کے سامنے گردن جھکا دی۔ جیسے ہی اُس نے کلمہ شہادت پڑھا، سلطان نے اُس کے سر سے دستار گرا کر تلوار گردن پر رکھ دی... عین اُس لمحے جب سلطان اپنے امیر کی گردن اُڑانے والا تھا، قریب کھڑی ملکہ ماہ پری نے اُسے روک

دیا:

''سلطان... ایسا مت کریں۔ اگر یاسی چمن کی جنگ میں امیر سعد الدین اپنا لشکر لے کر وقت پر نہ آتے تو ہمارا مقدر کیا ہوتا...'' ملکہ نے سلطان علاؤ الدین کو سعد الدین کو پیک کے احسانات یاد دلائے۔

''ہم سب امیر سعد الدین کی خدمات کے گواہ ہیں۔ یہ ایک بہترین سپاہی، ایک ہنر مند معمار اور ہوشیار سیاست دان ہیں۔ یہ کافر ارطغرل صاحب کی طرح آپ کو بھی دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ یہ مؤثر انداز سے ہماری ریاست کمزور کر کے خطرے میں ڈال رہا ہے۔ ایک کافر کی باتوں پر یقین کر کے آپ نے ریاست کے قابل امیر کو ضائع کر دیا تو یہ سب ہمیں کہاں لے جائے، شاید ہم میں سے کوئی نہیں جانتا۔''

ملکہ ماہ پری کی بات سن کر سلطان نے اپنی تلوار پیچھے کر لی۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا اور پھر سپاہیوں کو حکم دیا:

''امیر سعد الدین کو حراست میں لے لو... میں اپنا فیصلہ کل سناؤں گا۔''

سلطان کا حکم سن کر سپاہی آگے بڑھے اور امیر سعد الدین کو پکڑ کر باہر لے گئے۔

دربار برخاست ہوا تو ارطغرل بھی اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وہ دن بھر میں رونما ہونے والے واقعات پر غور کر رہا تھا۔ ملکہ ماہ پری کا سعد تین کو پیک کو موت سے بچا لینا کئی سوالات کھڑے کر رہا تھا۔ شام ڈھلی تو ایک خادم ارطغرل کے پاس پیغام لے آیا، سلطان علاؤ الدین اُس سے ملاقات کرنا چاہتا تھا، وہ ارطغرل کو لینے آیا تھا۔ جب ارطغرل سلطان کے کمرۂ خاص میں پہنچا تو وہ پہلے سے اُس کا منتظر تھا۔

''ارطغرل صاحب! میں آپ سے اپنی آخری خواہش اور وصیت کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے یہ بتائیں کہ آپ نے آرس کے بارے میں کیا سوچا ہے؟''

''میں نے زبان دی تھی کہ امیر سعد الدین کو بے نقاب کرنے کے بدلے میں اُسے آزاد کر دوں گا سلطانِ معظم۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''اُس نے آپ اور آپ کے سپاہیوں کے ساتھ جو سلوک کیا، کیا اس کے باوجود آپ آرس کو

چھوڑنا چاہتے ہیں؟'' سلطان نے پوچھا۔

''میں اپنی زبان پر قائم رہتا ہوں سلطانِ معظم! اگر آپ اجازت دیں تو میں کل صبح اُسے رہا کرنا چاہوں گا۔''

''اگرچہ اُسے رہا کرنے میں آپ کو خطرہ ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ وہ دوبارہ آپ کو مصیبت میں ڈالے گا تو اس کے نتائج بھاری ہوں گے، میں یہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔'' سلطان نے اجازت دے دی۔

''شکریہ سلطانِ معظم۔''

''اُس کی باتوں کے متعلق کیا کہتے ہیں آپ...کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہا، کہیں اُس کا مقصد صرف اپنی جان بچانا تو نہیں؟'' سلطان نے آرس کے بارے سوال کیا۔

''مجھے اُس پر یقین ہے سلطانِ معظم۔'' ارطغرل اپنے دعوے پر قائم تھا۔

''اب میری وصیت کی طرف آتے ہیں۔ کل میں اپنی فوج کے ہمراہ مہم پر جا رہا ہوں...غداری ہر نئے دِن میرے محل میں بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ آپ اس کے چشم دید گواہ ہیں۔ میں اپنی ریاست کی خوش حالی کے بارے میں اپنی موت کے بعد بھی فکر مند ہوں۔ اِسی وجہ سے میں نے وصیت لکھی ہے کہ میرے بعد کون شہزادہ تخت نشین ہوگا۔'' سلطان نے اُسے بتایا۔

''ہمارا ربّ آپ کی حفاظت کرے اور آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے، میرے سلطان! آپ کی خواہش اور وصیت ہماری ریاست کے لیے بھلائی لائے۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''میں نے فرمان لکھا ہے کہ ملکہ عادلیے خاتون سے میرا بیٹا قلیج ارسلان میرے بعد سلجوق سلطان بنے گا۔''

''شہزادہ قلیج ارسلان کی تقرری جتنا ایوبی گھرانے سے ہمارے تعلقات مضبوط کرے گی، اُتنا ہی منگولوں کے خلاف جنگ میں عالمِ اسلام کے ساتھ ایک مضبوط اتحادی بنانے میں ہماری مدد کرے گی۔''

ارطغرل نے سلطان کے فیصلے کو قبول کیا۔

''میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو صرف اپنے قبیلے اور ریاست کے مسائل کی فکر نہیں بلکہ اپنی دُور رس

نگاہوں سے دنیا کے مسائل پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ ارطغرل صاحب! اگر آپ میرے بیٹے ہوتے تو میں آپ کو اپنا وارث مقرر کرنے میں لمحہ بھر تاخیر نہ کرتا۔''

سلطان علاؤالدین کے دِل میں ارطغرل کے لیے بے پناہ محبت تھی۔

''آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں سلطانِ معظم!'' ارطغرل سلطان کی محبت اور شفقت کو دِل سے محسوس کر رہا تھا۔

''وصیت کے بارے میں آگاہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر میرے بیٹوں کی بیچ تخت کی کشمکش پیدا ہو جائے تو اُس صورت میں آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ کس شہزادے کی حمایت کرنی ہے۔''

''کس کے حق کی حمایت کرنی ہے، یہ مجھ پر واضح ہو گیا سلطانِ معظم! میں یہ اپنی زبان سے نہیں بلکہ دِل سے عہد کر رہا ہوں سلطانِ معظم۔''

''وہ دِن جب بھی آئے، میں چاہتا ہوں کہ آپ وقت ضائع کیے بغیر بطور سردارِ اعلیٰ اپنے دائرہ کار میں ترک قبائل کے ہمراہ شہزادہ قلیج ارسلان کا ساتھ دینے آئیں...''

سلطان اپنے تخت سے اُٹھا اور ارطغرل کے پاس آ گیا:

''میری ایک اور وصیت بھی ہے ارطغرل! اگر مجھے کچھ ہو گیا تو جو زمینیں میں نے آپ کو وطن کے طور پر دی ہیں، آپ نے اُن کی حفاظت کرنی ہے۔ آپ نے جو قلعہ فتح کیا ہے وہ ہماری ریاست کے مستقبل کا دروازہ ہے۔ آپ نے کاراچائیسار سے ازنیک... بروصہ سے قسطنطنیہ تک فتح کے رستے کھولے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے۔''

''اللہ آپ اور ہماری ریاست کی حفاظت فرمائے سلطانِ معظم!'' ارطغرل نے ادب سے کہا۔

''کیا آپ امیر سعدالدین کے بارے میں نہیں پوچھیں گے؟''

''میں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی میرے سلطان! میری واحد خواہش اب انصاف کا ہونا ہے۔''

''کیا آپ کو کوئی شک ہے ارطغرل؟'' سلطان نے اُس کی طرف دیکھا۔

''امیر سعد الدین کے مضبوط روابط ہیں، اُس کے ساتھی ہر جگہ، ہر بھیس میں موجود ہیں۔ مجھے فکر ہے کہ انصاف پر سمجھوتہ نہ ہو جائے۔ ریاست کے اندر بننے والے منصوبے اس فیصلے میں رکاوٹ کھڑی نہ کر دیں۔''

''ریاست کا وجود نہ تو امراء پر انحصار کرتا ہے نہ سلطان پر، ارطغرل صاحب! ہمارا واحد منصوبہ ریاست کی بقا پر توجہ دینا ہے اور اس مقصد کے لیے جو ضروری ہوا، کیا جائے گا۔''

''انصاف پر کھڑی کوئی ریاست تباہ نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ دیکھا گیا کہ اس کی بقا کو کوئی خطرہ لاحق ہوا ہو میرے سلطان... لیکن اگر انصاف کی بات ہو تو کوئی بھی کوتاہی چاہے وہ پوری دنیا پر حکومت کرتی ریاست سے سرزد ہو، وہ سلطنت شعلوں میں جل جاتی ہے۔ زمین پر سب سے طاقتور فاتح انصاف ہے۔'' ارطغرل نے صاف گوئی سے کام لیا۔

''ارطغرل صاحب! آپ نے اپنا کام مکمل کر دیا۔ کل میں اپنا فیصلہ سناؤں گا تو آپ سمیت سب میرا انصاف دیکھیں گے۔'' سلطان نے اُسے یقین دلایا۔

''ان شاء اللہ سلطان... اجازت چاہتا ہوں۔'' وہ اُلٹے قدموں واپس چل گیا۔

اگلے روز امیر سعد الدین کوپیک کو سلطان کے دربار میں پیش کیا گیا تو ملکہ ماہ پری، آلتوبان اور ارطغرل سمیت دیگر امراء بھی موجود تھے۔

''سعد الدین کوپیک! میں ارطغرل صاحب کے لگائے گئے الزامات کے بارے میں سوچتا رہا ہوں اور پوری رات سو نہیں پایا۔ آرس کے دعوؤں پر غور کرنے کے بعد میں اس فیصلے پر پہنچا ہوں کہ الزامات کی روح کو دیکھا جائے تو یہ اتنے سخت ہیں کہ انھیں ہلکا نہیں لیا جا سکتا۔ خاص طور پر چونکہ یہ الزامات ارطغرل صاحب کی طرف سے لگائے گئے، میں اِن کی اچھی طرح سے جانچ پڑتال کرنا چاہوں گا۔ نہ صرف نیقیہ میں میرے جاسوس آرس کے الزامات کی کھوج لگائیں گے بلکہ ریاست کے حکام بھی ان الزامات کی تفتیش کریں گے، لہٰذا اس پر حتمی فیصلہ مہم سے واپسی پر سنایا جائے گا۔''

''پہلے اللہ اور پھر مجھے آپ کے انصاف پر بھروسہ ہے سلطانِ معظم!'' امیر سعد الدین نے کہا

تو سلطان نے اُسے مزید کچھ بھی کہنے سے روک دیا۔

"میں سعد الدین کو پیک کو اُس کے تمام فرائض سے ہٹانے کا فرمان جاری کرتا ہوں۔آج کے بعد سعد الدین ریاست میں کسی اختیاری کی نمائندگی نہیں کر سکے گا...اب لے جاؤ اِسے۔"

سلطان نے اپنا فیصلہ سنا کر سعد الدین کو پیک کو دیوان سے لے جانے کا حکم دیا تو ارطغرل نے کچھ کہنے کی اجازت مانگ لی:

"سلطانِ معظم! یا تو آپ ابھی سعد الدین کا سر اُتار دیں جب وہ آپ کے حضور موجود ہے، یا پھر مجھے ڈر ہے کہ وہ دِن آئے گا جب یہ شخص آپ کی ریاست کو بربادی تک لے جائے گا...اور اِس کا الزام آپ کے سر بھی آئے گا۔" ارطغرل نے بے خوفی سے دِل کی بات کہہ دی۔

"بس ارطغرل صاحب...آپ نے اپنا فریضہ بخوبی سرانجام دیا۔میرا فیصلہ حتمی ہے! اب اپنی حد سے تجاوز مت کریں۔آپ کا کام میرے دیے ہوئے احکام کی تعمیل کرنا ہے۔اب آپ اپنے سردارِ اعلیٰ کے فریضے کی طرف واپس جائیں اور وہ سب کچھ کریں جو ریاست کی بہتری کے لیے ضروری ہے۔" سلطان نے سخت لہجے میں ارطغرل کی بات کاٹ دی۔

"لے جاؤ سعد الدین کو۔" سلطان نے کہا تو سپاہی اُسے دربار سے باہر لے گئے۔

اُس کے جاتے ہی ارطغرل نے بھی واپسی کی اجازت مانگی اور تعظیم پیش کر کے باہر آ گیا۔

-☆-

گورنر آرس زندان میں بیٹھا تھا۔ وہ ہاتھ میں پکڑی صلیب کو دیکھ رہا تھا۔ اُس کے چہرے پر ایک اَنجانے کرب کے آثار تھے۔

''میں نے اپنی مقدس ریاست کے لیے جان کو خطرے میں ڈال دیا۔ میں بہادری سے لڑا، بہت سی مشکلات سے گزرا۔ میں نے موت کو آزمایا اور ہر وہ کام کیا جو اپنے مقدس مقصد کے لیے ضروری سمجھا... اُس مشکل وقت میں میرے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ جس کے لیے میں نے بیش بہا قربانیاں دیں، وہ شہنشاہ اب کہاں ہے؟ جس کے ساتھ شانہ بشانہ لڑا، میرا دوست چیتان بھی مشکل وقت میں مجھے چھوڑ گیا۔ نہ بیلی چیک کا گورنر اور نہ ہی انجلس میری مدد کو پہنچے۔ بظاہر اس برائے نام مقدس مقصد کی حفاظت کے لیے صرف میں رہ گیا تھا۔ باقی سب تو اپنے اپنے مفاد کے لیے کام کر رہے تھے... اگر میں یہاں سے رہائی پا گیا تو سب سے انتقام لوں گا... لیکن یہ اس پر منحصر ہے کہ ارطغرل اپنی زبان پر قائم رہے گا یا نہیں۔''

یہی سوچتے جانے کس وقت اُسے نیند آ گئی۔ اگلی صبح آرس کی آنکھ کھلی تو سلجوق سپاہی سعد الدین کو پیک کو سامنے والے زندان سے نکال کر ساتھ لے جا رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر آرس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمودار ہو گئیں۔ اس کی قسمت کا فیصلہ بھی جلد ہونے والا تھا۔ وہ کچھ دیر زندان میں ٹہلتا رہا اور پھر لیٹ کر خالی نظروں سے چھت کو دیکھنے لگا۔

کافی دیر بعد راہداری میں بھاری قدموں کی آواز قریب آتی سنائی دی اور پھر سلاخوں کے پار ارطغرل کا بارعب چہرہ دکھائی دیا۔ اُس نے آتے ہی اپنے ہاتھوں سے زندان کا قفل کھول دیا:

''وقت آ گیا ہے آرس...تم نے اپنا وعدہ پورا کیا، اب میری باری ہے۔''

''کیا تم واقعی مجھے آزاد کرنے والے ہو؟'' آرس نے حیرت سے پوچھا۔

''تم حیران کیوں ہو...؟'' ارطغرل نے کہا۔

''کیونکہ میرے دوستوں میں سے جنھیں میں بخوبی جانتا ہوں، کوئی میری مدد کو نہیں آیا۔ اُس وقت بھی نہیں جب تم مجھے گرفتار کر رہے تھے۔ اُنھوں نے اپنی زندگیاں بچانے کے لیے مجھے تمھارے ہاتھ بیچ دیا۔ اُن میں سے کوئی اتنا اچھا نہ تھا کہ اپنی وفاداری کا ثبوت دیتا۔ مجھے بچانے کے لیے تمھارے سامنے ڈٹ جاتا...اور اب تم میرے جانی دشمن ہونے کے باوجود اپنا وعدہ پورا کرنا چاہتے ہو۔'' آرس کا ہر لفظ سچائی کی گواہی دے رہا تھا۔

''اگر تمھارے ساتھ دشمنی میرے نفس کی رہنمائی میں ہوتی تو میں اب تک تمھارے ٹکڑے کر چکا ہوتا آرس...میں نے تمھیں زبان دی تھی۔ اب وقت آ گیا ہے کہ میں اپنا عہد نبھاؤں۔''

''میں نے اتنے سالوں میں ایسا معزز دوست یا دشمن نہیں دیکھا ارطغرل صاحب! میں آپ کا دوست نہ بن سکا مگر میرے لیے اعزاز ہے کہ میرا کوئی دشمن آپ جیسا بھی ہے۔''

''میں نے تمھارے لیے گھوڑا تیار کروا دیا ہے۔ کاٹھی کے نیچے سونے کی ایک تھیلی بھی موجود ہے۔ اب تم اپنی حفاظت خود کرو گے آرس! آیندہ کبھی مجھے نظر مت آنا، اُس وقت میں تمھیں معاف نہیں کروں گا۔'' ارطغرل نے کہا اور زندان کا دروازہ کھلا چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ اُس کے جاتے ہی آرس قید خانے سے باہر آ گیا مگر اُس کی سوچ روح کی گہرائیوں تک بدل چکی تھی۔

-☆-

اگلے ہی روز ایک مرتبہ پھر سلطان علاؤ الدین کو زہر دے کر مارنے کی کوشش کی گئی، اِس بار وہ جانبر نہ ہو سکا اور اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملا۔ آخری وقت میں ارطغرل بھی اُسی دسترخوان پر سلطان کے ساتھ شریک تھا۔ سلطان علاؤ الدین کے دُنیا سے جاتے ہی ملکہ ماہ پری نے اپنے بیٹے شہزادہ غیاث الدین کو تخت پر بٹھا کر نئے سلطان ہونے کا اعلان کر دیا۔

امیر سعد الدین کو پیک سلطان کو زہر دینے کا الزام ارطغرل پر لگانا چاہتا تھا لیکن جلد ہی سلطان غیاث الدین پر یہ راز کھل گیا کہ اس سازش میں اُس کی والدہ ماہ پری اور امیر سعد الدین دونوں ملوث ہیں۔

ماہ پری خاتون نے یہ سب اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھانے کے لیے کیا تھا، اِس بات کا اعتراف وہ کھلے الفاظ میں سلطان غیاث الدین کے روبرو کر چکی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ غیاث الدین، ارطغرل کو سلطان علاؤ الدین کو زہر دینے کے جرم میں موت کی سزا سنا دے۔ ماہ پری خاتون نے امیر سعد الدین کو پیک کو بھی اُس کے عہدے پر بحال کرا دیا تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے سے وعدہ لیا تھا کہ وہ اگلی صبح ارطغرل کو موت کی سزا سنا دے گا۔ اب ماہ پری خاتون اور سعد الدین کو پیک دونوں مطمئن تھے۔ اُن کی راہ کے تمام کانٹے چنے جا چکے تھے۔

ارطغرل کی موت کے بعد وہ تمام خواب حقیقت کا روپ دھارنے والے تھے جو سعد الدین کو پیک نے عمر بھر سلطان بننے کے لیے دیکھے تھے۔ ماہ پری خاتون اور سعد الدین کو پیک اپنی سازش کامیاب ہونے پر مطمئن تھے لیکن سلطان غیاث الدین جانتا تھا کہ ارطغرل بے گناہ ہے، چناں چہ اگلے روز عین اس لمحے جب وہ فیصلہ سنانے والا تھا ابن العربی بھی دربار میں پہنچ گئے۔ ابن العربی کو شاہی محل میں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ سلطان علاؤ الدین ہی نہیں، سلطان غیاث الدین بھی اُن کی بہت عزت کرتے تھے۔ جب ابن العربی نے بھرے دربار میں ارطغرل کی وکالت کرتے ہوئے اُسے بے گناہ قرار دیا تو سلطان غیاث الدین کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔

سب کچھ جانتے ہوئے وہ کسی بے گناہ کو قتل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اب وہ کوئی بھی فیصلہ اپنی والدہ کے دباؤ میں آ کر نہیں کرنا چاہتا تھا لہٰذا اُس نے ارطغرل کو سلطان علاؤ الدین کے قتل کے جرم سے بری کر کے اُس کے سردارِ اعلیٰ کے اختیارات بحال کر دیے۔ ارطغرل کو واپس اپنی زمینوں پر جا کر فرائض انجام دینے کی اجازت بھی دے دی گئی تھی۔

سلطان غیاث الدین کا فیصلہ صرف ماہ پری خاتون ہی نہیں، امیر سعد الدین کو پیک کے لیے بھی

غیر متوقع تھا۔ سعد الدین کوپیک کسی طور یہ نہیں چاہتا تھا کہ ارطغرل محل سے زندہ واپس جائے لیکن ابن العربی کی گواہی کے سامنے بولنے کی جرأت کسی میں نہیں تھی۔ سلطان غیاث الدین نے ارطغرل کو رہا کر کے اعزازات کے ساتھ واپس بھیج دیا تھا۔ جب دربار کے باقی امراء چلے گئے تو ماہ پری خاتون اور سعد الدین کوپیک نے سلطان غیاث الدین سے بات کرنے کا ارادہ کیا۔

''مرحوم سلطان علاؤ الدین کے فرمان پر کاراچا ئیسار قلعے میں قلعہ دار گونالپ صاحب کی تعیناتی اور ساتھ ہی اُن کے بطور سردارِ اعلیٰ کے فرائض اچھی طرح سرانجام دینے پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے سلطان!'' ماہ پری خاتون نے بات کا آغاز کیا۔

''آپ کے بابا سلطان علاؤ الدین کے شانہ بشانہ کئی جنگوں میں حصہ لینے والے گونالپ صاحب ایک قابل تعریف قلعہ دار ہیں سلطانِ معظم! جب آپ ''عامد'' کی مہم پر نکلیں گے تو وہ ہماری مغربی سرحدوں کو محفوظ بنائیں گے۔'' سعد الدین نے ماہ پری خاتون کا ساتھ دیا۔

''میری طرح آپ بھی جانتے ہیں کہ ارطغرل صاحب بے گناہ ہیں۔ میرے بابا قدرتی موت دُنیا سے رخصت ہوئے، ہر کوئی یہی سمجھے گا۔ ارطغرل صاحب بابا کی وصیت کے مطابق سردارِ اعلیٰ کے طور پر اپنا کام جاری رکھیں گے۔'' سلطان غیاث الدین نے جواب دیا۔

''سلطانِ معظم! یقیناً ہمیں خوشی ہے کہ ارطغرل صاحب بے گناہ ثابت ہوئے لیکن وہ دھن کے پکے اور قابو سے باہر ہیں، وہ ہمارے لیے مسائل پیدا کریں گے۔ شہزادہ قلیچ ارسلان ابھی زندہ ہیں، ایسی صورت حال میں ارطغرل صاحب کا فعل غیر متوقع ہوگا۔ آپ ایک بار اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لیں تو بہتر ہوگا۔''

''بس! بہت ہو گیا...'' نوجوان سلطان غیاث الدین غصّے سے بولا۔

''میرے بابا کی وصیت کو منسوخ کرنے کی نہ تو تم میں اور نہ ہی کسی اور میں طاقت ہے۔ ارطغرل پر میرا مکمل اعتماد ہے، وہ اپنے فرائض جاری رکھیں گے۔ گونالپ صاحب، ارطغرل صاحب کی اطاعت کریں گے۔ وہ اُن کے ماتحت ہوں گے اور وفاداری سے اُن کے لیے کام کریں گے۔ میرا حکم آپ

سب لوگوں کے لیے واضح ہے... میرے بھائی قلیج ارسلان کے متعلق فرمان ہے کہ وہ انقرہ کے محل میں اپنی والدہ عادیلے خاتون کے ساتھ امن سے رہیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ اُن کے ساتھ کچھ اَن ہونی ہو۔ اگر ایسا کچھ ہوا تو سب سے پہلے آپ دونوں کو اُس کے نتائج بھگتنے ہوں گے۔" سلطان نے اُنھیں خبردار کر دیا تھا۔

اُس کے دیوان سے جاتے ہی خاموشی چھا گئی، پھر والدہ سلطان ماہ پری کی آواز سنائی دی:

"ہم ارطغرل کو سلطان علاؤالدین کی عطا کردہ طاقت سے مضبوط نہیں ہونے دیں گے۔"

"آپ بے فکر رہیں! گونالپ صاحب وفاداری سے میرے ساتھ منسلک ہیں، اُنھوں نے کارا چائیسار جا کر ارطغرل کی غیر موجودگی میں بحیثیت قلعہ دار اپنے فرائض سنبھال لیے ہیں۔" سعدالدین کوپیک نے تسلی دی۔

"تمھارا دعویٰ ہے کہ گونالپ ایک باوقار آدمی ہے لیکن اگر وہ ارطغرل کے ساتھ مل گیا تو؟" ماہ پری نے کسی خدشے کے تحت پوچھا۔

"اُس کا ساتھی آئیدومش میرا آدمی ہے۔ اگر گونالپ کوئی غلطی کرتا ہے تو مجھے فوراً پتہ چل جائے گا اور میں خود اُسے سزا دوں گا۔"

"بہت خوب..." ماہ پری خاتون نے اُس کے اقدامات کو سراہا۔

"سلطان غیاث الدین سب کچھ جانتے ہیں لیکن اُنھوں نے کچھ نہ جاننے کا دکھاوا کیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں ہر کوئی یہی سمجھے کہ اُس کے بابا طبعی موت مرے ہیں۔ یاد رکھو سعدالدین کوپیک! وہ ہم دونوں کو ہم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ اب تم کوئی ایسی غلطی مت کرنا جو اُنھیں گراں گزرے۔"

"بے فکر رہیں ملکہ ماہ پری! ارطغرل کی اگلی منزل سوغوت ہے۔ اگر وہ سوغوت کو حاصل کرتا ہے تو ریاست کے اندر ریاست بنانے سے ایک قدم دُور ہوگا، اور یہی بات اُسے لے ڈوبے گی۔"

سعدالدین کوپیک کے شیطانی دماغ نے مستقبل کی منصوبہ بندی شروع کر دی تھی۔

ارطغرل کارا چا ئیسار پہنچا تو وہاں کا منظر ہی بدل گیا تھا۔ عارف صاحب سمیت اُس کے تمام جانباز قید میں تھے جبکہ قلعے پر گونالپ کا قبضہ ہو چکا تھا۔ ارطغرل خفیہ رستے سے قلعے میں داخل ہوا اور صحن میں جا پہنچا جہاں گونالپ اُس کے جانبازوں کو غداری کے جرم میں پھانسی دینے والا تھا۔ اُنھی میں ارطغرل کا بھائی صارم بھی شامل تھا جو اُس کی غیر موجودگی میں قبیلے پہنچا تھا۔

''میں سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل ہوں... محل میں گیدڑوں اور سانپوں کا قبضہ ہونے کے باوجود میری بے گناہی ثابت ہو گئی۔ سلطان غیاث الدین نے انصاف سے فیصلہ کرتے ہوئے مجھے بے گناہ قرار دیا ہے۔ اب آپ میرے بہادروں کو چھوڑ دیں گونالپ صاحب! جن بدخواہوں نے تمھیں میرے بہادروں کو مارنے کا حکم دیا، میں اُن سب کو کٹہرے میں لاؤں گا۔''

گونالپ نے سلطان کا حکم نامہ دیکھ کر بنا کسی مزاحمت کے اُس کے ساتھیوں کو رہا کر دیا اور خود ارطغرل کے ساتھ بات چیت کے لیے کمرے میں آ گیا۔

''آپ حد سے آگے نکل گئے تھے گونالپ صاحب! یقیناً اِس کی قیمت چکانی ہوگی۔'' ارطغرل نے اُس کی سرزنش کی۔

''مجھے آپ کے سرداروں کو سزائے موت دینے کا حکم ملا تھا، کہا گیا تھا کہ اُنھیں سزا دینا لازمی ہے ارطغرل صاحب۔'' گونالپ نے جواب دیا۔

''آپ چپکے سے میرے فتح کیے ہوئے قلعے میں داخل ہو گئے، یہ بھی کافی نہ ہوا تو میری سرداری

کی نشست پر سکونت پذیر ہو گئے۔ یہ کس قسم کی ڈھٹائی اور دیدہ دلیری ہے گونالپ صاحب؟ جواب دیں مجھے۔" ارطغرل نے استفسار کیا۔

"میں نے بطور قلعے دار اپنا فرض پورا کیا ہے۔"

"عارف صاحب، نور گل اور میرے دوسرے جانبازوں کا کیا قصور تھا کہ آپ اُنھیں پھانسی گھاٹ تک لے آئے؟" ارطغرل نے پوچھا۔

"آپ کے بھائی صارم قلعے میں داخل ہوئے اور جن قیدیوں کے بارے میں فیصلہ سنایا جا چکا تھا، اُن کو چھڑانے کی کوشش کی۔"

"کیا میرے جانبازوں سے متعلق فیصلہ جاری ہوا تھا؟" ارطغرل نے پوچھا۔

"صارم صاحب نے بے گناہوں کے قتل سے آپ کو روکنے کے علاوہ کیا کیا؟ آپ ایک ایسے امیر کا حکم بجالاتے ہیں جس کا اپنا اخلاص مشکوک ہے، آپ کو اِن بہادروں کا خون بہانے کی جرأت کیسے ہوئی جنھوں نے ریاست کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا؟ کیا امیر سعد الدین اپنے آپ کو سلطان سمجھتا ہے کہ ریاست کی خدمت کرنے والے بہادروں کے قتل کا ذاتی اختیار رکھتا ہے۔ کیا آلتوبان خود کو قاضی سمجھتے ہیں کہ اُنھوں نے آپ کو جلاد مقرر کر دیا؟" ارطغرل کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"آپ کو سمجھنا چاہیے کہ میں نے صرف احکام کی پیروی کی ہے ارطغرل صاحب!"

"آپ امیر سعد الدین کی خدمت میں تلوار اُٹھانے والے غدار ہیں یا پھر ریاست کی وفاداری میں اندھی بے چاری روح ہیں، مجھے بتائیں کہ آپ اِن دونوں میں سے کیا ہیں گونالپ صاحب؟"

ارطغرل نے اُس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"بس ارطغرل صاحب! اپنی حد میں رہیں، ابن العربی جیسے نیک انسان کی کفالت پر آپ کو سلطان کے فیصلے سے معافی ملی ہے۔ جہاں تک میری بات ہے، یہ معاملہ ختم ہے۔"

"جنھوں نے مجھ پر سلطان کے قتل کا الزام لگایا، اُنھیں احساس ہو گیا ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔ میری اور میرے سرداران کی بے گناہی، ریاست کے ساتھ ہماری صداقت۔۔ سب پر واضح ہے۔

حالات میں آپ کو یہاں فرائض سونپے گئے، وہ ختم ہو گئے گونالپ صاحب...اب اپنے سپاہیوں کو اکٹھا کریں اور بلا تاخیر یہاں سے چلے جائیں۔'' ارطغرل نے فیصلہ سنا دیا۔

''آپ مجھے اور میرے سپاہیوں کو کاراچا ئیسار میں سونپے گئے فرائض سے برطرف نہیں کر سکتے۔''

''تو کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جو قلعہ میں نے فتح کیا، اُسے آپ کے حوالے کر دوں؟'' ارطغرل چونکا۔

''اللہ معاف کرے...نہ تو یہ میرا حق ہے اور نہ ہی میری مانگنے کی اوقات! امیر سعد الدین کے احکامات آپ کی بے گناہی ثابت کرنے کے بعد منسوخ ہو گئے ہیں لیکن سلطان علاؤالدین کی مہر کے ساتھ اُن کے آخری فرمان کو بجالاتے ہوئے اِس حکم کی تعمیل کرنا ہم دونوں کی مجبوری ہے۔'' گونالپ نے بتایا۔

''آپ کہنا کیا چاہتے ہیں گونالپ صاحب؟'' ارطغرل کا ماتھا ٹھنکا۔

اُس کی بات کے جواب میں گونالپ آگے بڑھا اور سلطان کا فرمان اُس کے حوالے کر دیا۔

''جب میں اھلـــت کے قلعے میں فرائض انجام دے رہا تھا تو ہمارے مرحوم سلطان علاؤالدین نے مجھے یہ فرمان بھیجا تھا۔ اُنھوں نے مجھے سپاہیوں کے ساتھ کاراچا ئیسار آ کر آپ کی کمان میں کام کرنے کا حکم دیا تھا۔ جیسا کہ آپ نے دعویٰ کیا، آپ مرحوم سلطان کے وفادار سردارِ اعلیٰ ہیں، تو آپ اُن کے اِس آخری فرمان کی تعمیل کریں گے۔''

''سلطان کے فرمان کی یقیناً تعمیل کی جائے گی، میں آپ کو یہاں رہنے کی اجازت دیتا ہوں گونالپ صاحب! لیکن اگر آپ نے میرے احکامات کی نافرمانی کی تو میں آپ کو پاؤں تلے روند دوں گا۔'' ارطغرل نے کہا تو گونالپ سر کو جنبش دے کر خاموش ہو گیا۔ گونالپ کے جاتے ہی صارم کمرے میں آ گیا۔ دونوں بھائی کئی برس بعد ملے تھے، ارطغرل نے اُٹھ کر اُسے سینے سے لگا لیا۔

''گل دارو بھائی، ذوالجان کے ساتھ 'عامد' کی مہم پر گئے ہیں۔ اُنھوں نے کہا ہے کہ ارطغرل کے ساتھ صلیبیوں کی لڑائی بہت مشکل ہو گی۔ لگتا ہے، وہ ٹھیک کہتے تھے۔'' صارم نے کہا تو اُس نے مسکرا کر اُسے پاس بٹھا لیا۔

''پہاڑ کی چوٹی پر دُھند اور بہادر کے سر کے گرد مصائب کبھی ختم نہیں ہوتے بھائی! ہم اِس زمین پر تلوار اُٹھا کر برائیوں کے خلاف جہاد کے لیے پیدا ہوئے ہیں... خوش آمدید میرے بھائی! آپ کی آمد سے میں پرسکون ہو گیا ہوں۔''

''شکریہ ارطغرل!'' صارم نے جواب دیا۔ اِس کے بعد ارطغرل، عارف صاحب، نور گل، بابر اور دیگر ساتھیوں سے ملا اور اُنھیں ثابت قدم رہنے پر داد دی۔

''آپ نے گونالپ صاحب کو اچھی طرح اُن کی حد یاد دلا دی ہے۔'' نور گل نے کہا۔

''مجھے گونالپ کی نیت صاف لگتی ہے لیکن سعد الدین کوپیک کے ساتھ اُس کی وفاداری مشکل وقت میں ہمارے لیے مسئلہ بن سکتی ہے۔ عارف صاحب! میں اللہ کے بعد یہ قلعہ آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ سعد الدین کوپیک نے گونالپ کو ہمارے درمیان ایک زنگ آلود خنجر کی طرح گھسا دیا ہے۔ ہم یقینی بنائیں گے کہ گونالپ صاحب ہمارے احکام پر چلیں۔''

''حضور! جیسا کہ آپ نے کہا، اگر یہ آدمی ہماری ریاست کی بقا کے لیے مسئلہ ہے تو پھر ہمارا کام اور بھی مشکل ہو جائے گا۔'' عارف صاحب نے اظہارِ تشویش کیا۔

''میں اتنی دُور سے یہاں صرف امی جان کے ہاتھ کا بوسہ لینے نہیں آیا ارطغرل! جب تک ہماری ریاست امیر سعد الدین کے ظلم سے بچ نہیں جاتی، میں یہاں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ اگر ہم نے اُس غدار کو بس میں نہ کیا تو وہ نہ صرف ہمیں بلکہ تمام قائیوں اور ترک قبائل کو برباد کر دے گا۔ جان لیں، میں آپ کے ماتحت ہوں۔'' صارم نے اپنی خدمات پیش کیں۔

''شکریہ بھائی!'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''میں گونالپ صاحب کے ہر قدم کی خبر رکھنا چاہتا ہوں، اُسے کوئی غلطی مت کرنے دیں۔ اگر وہ کوئی غلطی کرتا ہے تو آپ جو ضروری ہو گا، وہ کریں گے۔'' ارطغرل نے عارف صاحب کو ہدایت کی۔

''اب ہمیں قبیلے چلنا چاہیے، میں آپ کو وہاں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔'' ارطغرل نے اپنے جانبازوں سے کہا اور سب قلعے سے روانہ ہو گئے۔

-☆-

گونالپ، ارطغرل سے ملاقات کے بعد اپنے کمرے میں آگیا تھا۔ وہ کچھ فکر مند دکھائی دے رہا تھا۔ اِس بات کا اندازہ گونالپ کو بھی ہو گیا تھا کہ ارطغرل صاف گو آدمی ہے اور وہ کسی کا ناجائز دباؤ قبول نہیں کرے گا، لیکن گونالپ، امیر سعد الدین کے حکم کا پابند تھا۔

''ارطغرل ایک جنگجو ہے اور وہ ریاست کا وفادار ہے۔'' گونالپ نے اعتراف کیا۔

''یہ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے حضور۔''

اُس کے خاص آدمی آئیدومش نے جواب دیا، وہ امیر سعد الدین کا خاص آدمی تھا اور اُس کی یہاں موجودگی کا مقصد گونالپ پر نظر رکھنا تھا۔

''مجھے یقین ہے کہ اُس کی نیت صاف ہے آئیدومش! لیکن وہ ایک ضدی انسان ہے۔ اُسے یہ نہیں پتہ کہ میرے نزدیک امیر سعد الدین میرے بابا کے برابر ہیں۔ اُس کی گستاخی مجھے پریشان کرتی ہے، لیکن یہاں اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ ہماری ریاست کو اپنی ضد سے برباد نہ کر دے۔''

''ارطغرل صاحب کی شہزادہ قلیج ارسلان کے ساتھ وفاداری حتمی ہے، نہ صرف امیر حضرت بلکہ تمام محل اِس حقیقت سے آشنا ہے۔'' آئیدومش نے کہا۔

''صورت حال ایسی ہے تو پھر ارطغرل کی موت میرے ہاتھوں سے ہو گی۔ میری امی جان، بابا اور بھائی شہزادوں کی بالادستی کی جنگ کا شکار ہوئے۔ میں بھی اپنی ریاست کو قربان نہیں کروں گا... مجھے ارطغرل صاحب کے ہر قدم سے باخبر رکھو۔ پہلے میں اس سے آگاہ ہونا چاہوں گا اور پھر امیر سعد الدین بھی۔''

''جیسا آپ کا حکم حضور۔'' آئیدومش نے اُسے یقین دلایا۔

اِس کے بعد گونالپ، عارف صاحب سے ملنے چلا گیا۔ عارف صاحب بہت خوش مزاجی سے پیش آئے اور ارطغرل کی جدوجہد کا مختصر الفاظ میں ذکر بھی کیا۔

''سب سے پہلے اللہ کے فضل سے اور پھر ارطغرل صاحب اور اُن کے سپاہیوں کی جدوجہد سے ہم نے قلعے پر اپنا پرچم لہرایا ہے۔'' عارف صاحب نے بتایا۔

''بہت خوب...'' گونالپ نے تعریف کی۔

''قلعے دار کے طور پر میں بخوبی جانتا ہوں کہ ایک قلعے کو فتح کر کے اُس کا انتظام چلانا کتنا مشکل ہے۔ارطغرل صاحب میری سوچ سے بھی زیادہ طاقتور انسان ہیں۔''

''آپ قلعے دار کیسے بنے گونالپ صاحب؟'' عارف صاحب نے پوچھا۔

''قلعے داری کا عہدہ مجھے میرے بابا کی موروثیت سے ملا۔'' گونالپ نے گہری سانس لی۔

''تو کیا آپ کے والد بھی قلعے دار تھے؟'' عارف صاحب نے پوچھا۔

''سلطان علاؤالدین کیقباد اور سلطان عزالدین کیکاؤس کے درمیان تخت کی جدوجہد کے دوران اُنھوں نے سلطان علاؤالدین کا ساتھ دیا تھا۔ اِس کی جو قیمت ہم نے چکائی، وہ بہت بڑی تھی۔ میرے بابا، میری ماں، میرا بھائی...سب قتل ہو گئے۔'' گونالپ ماضی کی یادوں میں کھو گیا تھا۔

''آپ کیسے محفوظ رہے؟''

''اللہ اُن سے راضی ہو، اُنھیں لمبی زندگی دے...امیر سعدالدین نے مجھے بچا لیا، اُنھوں نے مجھے اپنی سرپرستی میں لے لیا اور میری پرورش کی۔ اُن کے اور ریاست کے ساتھ میری وفاداری تب سے کم نہیں ہوئی۔ جب تک میں زندہ ہوں...ریاست سے، سلطان سے اور امیر سعدالدین سے میری وفاداری کم نہیں ہوگی۔ میں ایسے ہی جھکا رہوں گا!''

گونالپ نے موقع مناسب جان کر سب کچھ بیان کر دیا تھا اور اپنے کمرے میں آ گیا۔ وہ اپنے گزرے وقت کو یاد کر رہا تھا کہ آئیدلیش بھی وہیں آ دھمکا۔

''عارف صاحب قلعے سے باہر گئے ہیں۔''

''یقیناً وہ ارطغرل صاحب کے پاس قبیلے میں گئے ہوں گے، شاید وہ کچھ کرنے والے ہیں۔ میرا گھوڑا تیار کرو، ہم بھی روانہ ہوتے ہیں۔ ہم عارف صاحب کے پیچھے جائیں گے۔''

گونالپ کے لہجے میں چٹانوں کی سی سنجیدگی تھی۔

-☆-

حائمہ خاتون کے دستر خوان پر خوب رونق تھی، اُن کے دونوں بیٹے اور دیگر افراد بھی موجود تھے۔

''گیدڑوں نے ریاست کا محاصرہ کرلیا ہے۔ اب لوگوں کی ترجیحات بدل گئی ہیں۔ ہمیں اب سوغوت ہجرت کرنا ہوگی، یہ زمین ہمارے مرحوم سلطان علاؤالدین کیقباد نے ہمیں دی تھی۔'' ارطغرل نے بتایا تو سب خاموش ہوگئے۔

''جیسے آپ مناسب سمجھیں حضور!'' بابر نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا۔

''ہم ہمیشہ ایسے ایک ساتھ ہوں گے، یہی کافی ہے۔ پھر ہم غداروں سے ہر جگہ نبٹ سکتے ہیں، اللہ کے حکم سے۔''

''اللہ کے حکم سے۔'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''لیکن سوغوت میں اپنا وطن قائم کرنا اتنا آسان نہیں ہوگا۔'' صارم نے دبے لفظوں میں کہا۔

''اگرچہ سلطان نے اپنے دِنوں میں اس کو فتح کر کے محصولات مقرر کیے تھے، لیکن بیلی چیک کے گورنر کا ابھی بھی وہاں مکمل اختیار ہے۔ اگر وہ سرزمینیں جو ہمارا حق ہیں، چھین لی گئیں تو ہم انھیں دوبارہ حاصل کرلیں گے۔'' ارطغرل اس بار بھی پُرعزم تھا۔

''اللہ کے حکم سے ہمارا چاوودار قبیلہ خون کے آخری قطرے تک آپ کے ساتھ کھڑا ہے حضور!'' نورگل نے بھی اپنی حمایت کا یقین دلایا لیکن اصلاحان خاموش تھی، وہ اس فیصلے سے خوش نہیں تھی۔

''ہم اپنا حق اپنی ہی تلواروں سے لیں گے اللہ کے حکم سے۔'' ارطغرل نے کہا۔

''خواتین! آپ ابھی سے ہجرت کی تیاریاں شروع کردیں۔''

''جیسے آپ کا حکم۔'' حلیمہ سلطان نے جواب دیا۔

کھانے کے بعد ارطغرل اپنے خیمے میں پہنچا تو حلیمہ سلطان نے یہ خوش خبری سنا کر اُسے خوشی سے نہال کردیا کہ وہ ایک بار پھر اُمید سے ہے۔ ارطغرل نے اس رحمت پر اپنے پروردگار کا شکر ادا کیا تھا۔

کچھ دیر بعد عارف صاحب غیر متوقع طور پر اُس سے ملاقات کے لیے آگئے۔ اُنھیں خبر ملی تھی کہ شہزادہ قلیج ارسلان اور اُن کی والدہ ملکہ عادیلے خاتون کو قتل کرنے کی سازش کی جارہی ہے اور امیر اتابے

آلتون ابا اُن کی قیادت کر رہے ہیں۔

''میں یہ نہیں ہونے دوں گا۔''

ارطغرل کو پہلے ہی اِس سازش کی توقع تھی۔

''ہم اُنھیں انقرہ کے قلعے سے چھڑا نہیں پائیں گے حضور!''

عارف صاحب نے کہا۔

''انقرہ محل میں پہنچنے سے پہلے ہی ہم اُن تک پہنچ جائیں گے عارف صاحب۔''

''بشرطیکہ وہ اُنھیں انقرہ پہنچنے سے پہلے رستے ہی میں نہ مار دیں۔'' صارم نے خطرے کی طرف اشارہ کیا۔

''آپ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں حضور؟''

عارف صاحب نے پوچھا۔

''سپاہیوں کو اطلاع دیں کہ تیار ہو جائیں، نورگل اور بابر بھی میرے ساتھ ہوں گے۔''

''ارطغرل صاحب! میں نے پتہ لگالیا ہے کہ گونالپ صاحب، سعدالدین کوپیک کے اتنے جاں نثار کیوں ہیں۔ بہرحال آپ درست تھے، اُن کے ارادے نیک ہیں۔ اُن کے بابا طائی صاحب قلعے دار تھے جنھیں خاندان سمیت قتل کر دیا گیا تھا۔''

''اللہ اُنھیں جنت نصیب کرے۔ مجھے یاد ہے، وہ ہمارے بابا کے ساتھ جنگوں میں لڑے تھے۔ وہ ریاست کے وفادار ایک بہادر سپہ سالار تھے۔''

صارم نے تصدیق کر دی۔

''حضور! اُنھیں اپنی بیوی سمیت صرف اِس لیے قتل کر دیا گیا تھا کہ وہ سلطان علاؤالدین کے وفادار تھے، پھر سعدالدین کوپیک نے گونالپ کی دیکھ بھال اور پرورش کی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اُس کے جاں نثار ہیں۔ واضح طور پر وہ کوپیک کے گھناؤنے چہرے سے ناآشنا ہیں۔'' عارف صاحب نے بتایا۔

''یا تو وہ اُس سے آشنا ہو جائیں گے یا اُس کی وجہ سے اپنا سر کھو دیں گے عارف صاحب! آپ جو

ضروری ہے، وہی کریں۔'' ارطغرل نے حکم دیا اور عارف صاحب کو واپس بھیج دیا۔

تیاری مکمل ہوتے ہی ارطغرل، شہزادہ قلیج ارسلان کو بچانے کے لیے روانہ ہو گیا۔ اُسے ہر صورت اُنھیں انقرہ پہنچنے سے قبل ہی حفاظتی حصار میں لینا تھا۔

-☆-

گونالپ اپنے سپاہیوں کے ساتھ قائی قبیلے کی طرف اُڑا جا رہا تھا کہ عارف صاحب کو اپنے محافظ کے ساتھ راستے میں کھڑا دیکھ کر چونک گیا۔

"کیا آپ کو ریاست کے طور طریقوں کا علم نہیں، گونالپ صاحب! جس سردارِ اعلیٰ کے آپ ماتحت ہیں، اُن کا پیچھا کرنے کی جرأت کیسے ہوئی آپ کی؟"

"اپنی حد میں رہیں عارف صاحب... میرے معاملات سے دُور رہیں؟" گونالپ نے گھوڑا آگے بڑھایا تو عارف صاحب سامنے آ گئے۔

"میرے رستے سے ہٹ جائیں، ورنہ میں آپ کو چھوڑوں گا نہیں۔"

"میں آپ کو نہیں جانے دوں گا۔" عارف صاحب نے کہا۔

اُن کا اشارہ پاتے ہی درختوں کے پیچھے چھپے سپاہیوں نے باہر نکل کر گونالپ کو گھیر لیا تھا۔

"گونالپ صاحب! میں نہیں جانتا آپ کے دماغ میں کیا ہے۔ اگر آپ ارطغرل صاحب کو جال میں پھنسانا چاہتے ہیں تو آپ کی تمام خواہشات برباد ہو جائیں گی۔ اب تک جن نشانات کا آپ پیچھا کر رہے تھے وہ ارطغرل صاحب کے نہیں، ہمارے تھے۔ یہ نشانات آپ کو اُن تک نہیں لے جائیں گے۔" عارف صاحب نے اُس کی غلط فہمی دور کر دی۔

"اگر آپ کبھی بھی میرے خلاف گئے تو میں آپ کو زمین پر پاؤں سے کچل دوں گا۔" گونالپ

نے کہااور اپنے سپاہیوں کے ساتھ واپس چلا گیا۔ کچھ دُور پہنچ کر وہ رُکا اور آئیدومش سے مخاطب ہوا:

"ارطغرل یقیناً انقرہ گیا ہے، مجھے پتہ لگانا ہے کہ وہ وہاں کیوں گیا ہے؟ امیر سعدالدین کارواں سرائے میں ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے، ہم ابھی اُن سے ملاقات کریں گے۔"

"جیسے آپ کا حکم حضور۔"

جب گونالپ امیر سعدالدین کی خدمت میں پیش ہوا تو اُس نے محبت سے اُس کا استقبال کیا:

"گونالپ! میرا بہادر بیٹا۔"

"بہت شکریہ!" گونالپ نے اُس کی دست بوسی کی۔

"کیا سلطانِ معظم اِس بات پر مطمئن ہیں کہ ارطغرل بے گناہ ہے؟"

"مجھے ڈر ہے کہ ایسا ہی ہے۔" سعدالدین نے گہری سانس لی۔

"سلطان علاؤالدین نے مرنے سے پہلے جو فرمان جاری کیا تھا، اُس کو دیکھ کر وہ میرے قلعے میں رکنے پر اعتراض نہ کر سکا۔ میں نے سپاہیوں کے ساتھ قلعے میں رہائش اختیار کر لی ہے۔"

"بہت خوب! یہ تمھاری معاملہ فہمی اور ہوشیاری تھی۔ میں ارطغرل کو سلطان علاؤالدین کے فرمان پر ہی قائل کر سکتا تھا۔" سعدالدین نے اُسے شاباش دی۔

"لیکن میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں امیر عالی قدر! اگر ارطغرل، سلطانِ معظم کا وفادار ہے تو پھر ہمارے پاس اُس پر شک کرنے کی وجہ کیا ہے؟"

"گونالپ! ارطغرل ایک ایسا بھیڑیا ہے جو کہر آلود موسم میں شکار کرتا ہے۔ وہ جو بھی کہتا ہے، کبھی اُس کی بات کو اہمیت نہ دینا۔ جس طرح اس نے ایک دفعہ سلطان علاؤالدین کو دھوکہ دیا تھا، اسی طرح اب وہ سلطان غیاث الدین کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔" سعدالدین کو اُس کا سوال بہت ناگوار گزرا تھا۔

"یہ سچ مان بھی لیں کہ وہ سلطان کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو گیا... لیکن ابن العربی کو کیسے دھوکہ دے دیا اُس نے؟ میرا یقین ہے کہ یہ برگزیدہ آدمی منافق ترین آدمی کی نیت کو جانچنے کی بھی صلاحیت

رکھتا ہے۔'' گونالپ نے نیا سوال اُٹھا دیا۔

''گونالپ! کیا تمھیں معلوم ہے ارطغرل خفیہ طور پر اتنی جلدی میں انقرہ کیوں گیا ہے؟ کیونکہ اُسے معلوم ہو گیا ہے کہ شہزادہ قلیج ارسلان کو اپنی ماں کے ساتھ انقرہ بھیج دیا گیا ہے۔''

''آپ کے کہنے کا مطلب کیا ہے امیر عالی قدر؟'' گونالپ نے حیرت سے پوچھا۔

''ارطغرل، سلطان غیاث الدین کے خلاف بغاوت کو ہوا دینا چاہتا ہے۔ میں نے افواہیں سنی ہیں کہ اُس نے باغی ترک سرداران کے ساتھ اتحاد بنالیا ہے۔''

''یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟'' گونالپ چونکا۔

''اس کے بھائی صارم کا سوچو، وہ اپنا قبیلہ چھوڑ کر یہاں کیوں آیا ہے؟ مالاتیا، کیفیر، اماسیہ کی سرکش ترک برادری سے وہ واضح رابطے میں ہے۔ صارم ہی نہیں اُس کے بھائی گل دارو اور ذوالجان بھی مشکوک ہیں۔ وہ سب اس معاملے میں ملوث ہیں۔''

''تو پھر وقت آ گیا ہے کہ ارطغرل کا سر قلم کر دیا جائے۔ امیر عالی قدر! اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔'' گونالپ نے درخواست کی۔

''میں تمھیں اس سے زیادہ اہم فریضہ سونپوں گا گونالپ! گورنر کرتیوس کا راجا ئیسار آئے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ریاست کی جانب سے اس کے ساتھ امن مذاکرات میں حصہ لو۔ میری ہدایات اس دستاویز میں ہیں۔'' اس نے چند کاغذات گونالپ کی طرف بڑھا دیے۔

''ان ہدایات سے منحرف مت ہونا، اب جلدی سے قلعے واپس جاؤ۔''

''امیر عالی قدر! میں...'' گونالپ نے کچھ کہنا چاہا تو سعدالدین نے اُسے روک دیا۔

''ارطغرل کو میں دیکھ لوں گا۔ اب تم ریاست کے سونپے ہوئے اس اہم فریضے کو انجام دو گے۔''

''جو آپ کا حکم... اجازت چاہوں گا۔'' گونالپ نے دست بوسی کی اور قلعے روانہ ہو گیا لیکن اس کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار تھے۔ امیر سعدالدین کو پیک کے رویے نے اُسے الجھا دیا تھا۔

گونالپ کے جاتے ہی ایک مخبر وہاں آ گیا۔

''ہم نے آلتون ابا کا پتہ لگالیا ہے امیر عالی قدر۔''

''ہمیں ارطغرل سے پہلے وہاں پہنچنا ہوگا، فوراً روانہ ہوتے ہیں۔'' امیر سعدالدین کوپیک نے یہ خبر سنتے ہی اپنے سارے کام چھوڑ دیے تھے۔ اُسے ہر صورت ارطغرل سے پہلے وہاں پہنچنا تھا۔

-☆-

ارطغرل، شہزادہ قلیچ اور اُس کی والدہ کو بچانے پہنچا تو ایک شخص اُس کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ ارطغرل کی کمان سے نکلنے والے تیر نے اُس کے ارادے خاک میں ملا دیے تھے۔

وہ سب غداروں پر ٹوٹ پڑے اور گھمسان کی لڑائی ہوگئی۔ شہزادہ قلیچ سپاہیوں کی گرفت سے آزاد ہو کر گہری سانسیں لے رہا تھا، جب اُس کی سانس بحال ہوگئی تو وہ تیزی سے جنگل کی طرف بڑھا۔

''شہزادے...''

ارطغرل نے اُسے سامنے نہ پا کر آواز دی اور ڈھونڈنے کے لیے تعاقب میں بڑھا۔ ابھی اُس نے کچھ ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ شہزادہ زخمی حالت میں زمین پر پڑا دکھائی دیا۔

''ہمت کریں شہزادے... ہم آپ کو بچالیں گے۔ عبدالرحمٰن! شہزادے کا خیال رکھو، اِن کے زخم دیکھو اور اچھی طرح مرہم لگا کر باندھ دو... چلو! آلتون ابا کے پیچھے چلتے ہیں۔'' ارطغرل نے کہا اور پھر وہ باقی سپاہیوں کے ساتھ آلتون ابا کو ڈھونڈنے نکل پڑے۔

کھوج لگاتے ہوئے وہ جلد ہی اُس جگہ پہنچ گئے جہاں آلتون ابا کی لاش لٹک رہی تھی، ساتھ ہی ایک خط بھی موجود تھا۔

''سلطان غیاث الدین کی نافرمانی اور شہزادہ قلیچ ارسلان اور اُن کی ماں کو قتل کرنے پر آلتون ابا کا خون اور اُن کی زندگی لینا حلال ہے... امیر سعدالدین!''

شہزادہ قلیچ کی والدہ عادلیے خاتون کی لاش وہاں نہیں تھی، شاید اُسے سعدالدین اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

''سعدالدین ایسا کیوں کرے گا؟'' صارم نے پوچھا۔

''وہ اپنے کیے ہوئے جرائم کے نتائج سے بھاگنا چاہتا ہے۔''نور گل نے کہا۔

''صرف یہی نہیں نور گل! وہ متواتر اپنے دشمنوں کو مار رہا ہے۔ اب اگلی باری سلطان غیاث الدین اور اُن کی والدہ ماہ پری کی ہوگی۔ وہ خود سلطان بننا چاہتا ہے۔ اگر ہم اُسے روک نہیں سکتے تو پھر کوئی بھی اُسے روک نہیں پائے گا۔''

جب وہ شہزادہ قلیج کے پاس آئے تو وہ آخری سانسیں لے رہا تھا۔

''کیسی حالت ہے اِن کی؟''

''خنجر سے سینے میں بہت گہرا زخم لگایا گیا ہے میرے آقا۔''عبدالرحمٰن نے بتایا۔

''ارطغرل صاحب! یہ میرے بابا سلطان علاؤ الدین کا ورثہ ہے، یہ ریاست کی انگوٹھی ہے۔ اُنھوں نے میرے بابا کو قتل کیا اور اب مجھے بھی مار ڈالا۔ اب ترک قبائل کو کسی ایک پرچم تلے جوق در جوق جمع ہونا ہوگا۔ ریاست کی انگوٹھی اُن لوگوں کی ملکیت ہونی چاہیے جو اِس کا حق رکھتے ہیں۔''

شہزادہ قلیج نے انگوٹھی ارطغرل کے حوالے کی اور کلمہ پڑھ کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہاں موجود ہر چہرہ شہزادے کی اس شہادت پر سوگوار تھا اور ہر آنکھ پُرنم تھی۔

''شہزادے کو محل میں پہنچا دو نور گل... تاکہ سلطان غیاث الدین دیکھ لیں کہ اُنھوں نے اُن کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا۔''ارطغرل نے کہا۔

''اُنھوں نے شاہی گھرانے کے فرد کا خون بہایا ہے۔ یہ ہماری ریاست کے لیے برے شگون کی علامت ہے۔ میری نظروں میں ریاست ختم ہوگئی ہے... آؤ سپاہیو! احترام سے اِس نوجوان شہزادے کو اُٹھاؤ۔''

ارطغرل کے حکم پر سپاہیوں نے شہزادے کی لاش اُٹھائی اور آگے بڑھ گئے۔

یہ صرف قتل ہونے والے نوعمر شہزادے کی میت نہیں تھی... بلکہ ایک عظیم سلطنت کے مستقبل کا جنازہ بھی تھا جس پر قربان ہونے اور اُس کے وقار کو بچانے کے لیے اب صرف چند محبِ وطن ڈٹے ہوئے تھے۔

سلطان غیاث الدین ایک امیر کو ضروری ہدایت دے رہا تھا کہ دربان نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ جیسے ہی دروازہ کھلا گیا، چار سپاہی سلجوقی پرچم میں لپٹی ہوئی ایک لاش اندر لے آئے۔ سلطان نے آگے بڑھ کر لاش کے چہرے سے پرچم ہٹایا تو اپنے بھائی کو دیکھ کر اُس کا دِل حلق میں آ گیا۔

اس دوران ماہ پری خاتون بھی وہاں آ گئی تھی۔

"کس نے کیا یہ...؟"

"سلطانِ معظم! ہم نہیں جانتے، شہزادے کا جسدِ خاکی ارطغرل کے سپاہی لے کر آئے ہیں۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟" سلطان نے حیرت سے کہا۔

"ارطغرل صاحب نے اپنے ایک سپاہی کے ذریعے میت بھیجی، اس کے ساتھ ایک مکتوب بھی تھا۔" سپاہی نے اتنا کہہ کر خط پیش کر دیا۔ سلطان غیاث الدین نے خط پکڑا اور کھول کر پڑھنے لگا۔

"پہلے ہماری ریاست پر غداری کا سایہ پڑ گیا تھا، اب آپ کی سلطنت ایک شہزادے کے خون سے رنگی گئی جس کو تخت کا جائز وارث بنایا گیا تھا... سلطانِ معظم! ہماری ریاست کو غداروں سے صرف آپ ہی بچا سکتے ہیں۔"

"امی جان! کیا ہے یہ سب؟" سلطان اُٹھ کر اپنی ماں کی طرف بڑھا۔

"یہ ہماری ریاست کے فائدے میں تھا میرے سلطان! اللہ اِن کے گناہ معاف کرے، اللہ اِن

کو جنت عطا کرے۔" ماہ پری خاتون نے جذبات سے عاری لہجے میں کہا۔

"سپاہیو! امی جان کو اِن کے کمرے میں لے جاؤ، میری اجازت کے بغیر یہ وہاں سے نہیں نکلیں گی اور نہ ہی یہ کسی سے بات کریں گی۔" سلطان نے حکم دیا۔

"کیا آپ کو پتہ ہے، آپ کیا کہہ رہے ہیں سلطان؟" ماہ پری خاتون حیرت سے بولی۔

"مجھے پتہ ہے امی جان! بالکل پتہ ہے۔"

"تمھارا کیا خیال ہے کہ اِس کم عمری میں جو سلطنت ملی، یہ تمھیں دشمنوں سے بچالے گی میرے بیٹے! ایسا مت کرو۔"

"لے جاؤ اُنھیں..."

سلطان نے اپنا حکم دہرایا تو ماہ پری خاتون خود ہی سر جھکا کر آگے بڑھ گئی۔ اُسے احساس ہو گیا تھا کہ سلطان غیاث الدین کو غلط فیصلوں پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، اب وہ اُس کا ماتحت اور لاڈلا بیٹا نہیں رہا تھا، بلکہ اب وہ سلجوق سلطنت کا سلطان تھا۔

-☆-

عارف صاحب اپنے شفاخانے میں موجود تھے کہ دمرول ہانپتا ہوا وہاں آ گیا:

"عارف صاحب! بیلی چیک کا گورنر قلعے میں دورے پر آیا ہے، وہ گونالپ صاحب سے ملاقات کر رہا ہے۔ مجھے شک ہے کہ وہ دونوں کوئی معاہدہ کرنے والے ہیں۔"

"بیلی چیک کا گورنر کریتوس... وہ یہاں کیا کر رہا ہے؟ اُس نے گونالپ صاحب سے کیا بات کرنی ہے؟" عارف صاحب نے سنا تو اُس کے ساتھ ہی کمرے سے باہر آ گئے۔ وہ دمرول کے ساتھ آگے بڑھے اور اُس کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے جہاں یہ ملاقات ہو رہی تھی۔

"یہ کیا گستاخی ہے عارف صاحب! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اندر آنے سے پہلے اجازت مانگنی چاہیے تھی؟" گونالپ نے اُنھیں غصے سے گھورا۔

"یہ آپ کو معلوم نہیں تھا کہ آپ کو پہلے اجازت مانگنی چاہیے تھی، ارطغرل کے ہوتے ہوئے گورنر کا

استقبال کرنا کیا آپ کا کام ہے...اور یہ کیا ہے؟'' عارف صاحب نے میز پر پڑی تحریر کی طرف اشارہ کیا۔

''ریاست کے حکم پر ایک امن معاہدہ دستخط ہونے والا ہے، مجھے ذاتی طور پر مذاکرات اور گفتگو کا کہا گیا ہے۔'' گونالپ نے بتایا۔

''یہ امن معاہدہ کس بارے میں ہے؟''

''یہ دونوں ریاستوں کے مابین سوغوت کا مسئلہ حل کرنے کے لیے ہے۔'' گورنر کریتوس نے بتایا۔

''کیا مطلب؟'' عارف صاحب چونکے۔

''مطلب یہ کہ سوغوت ہمیں دیا جائے گا اور بدلے میں اِن سرزمینوں میں امن کو یقین دہانی ہو گی۔'' گورنر کریتوس نے وضاحت کی۔

''ہاں! یہ درست ہے۔'' گونالپ نے اُس کے الفاظ کی تصدیق کر دی۔

''یہ درست نہیں ہے! سوغوت اور دومانچ مرحوم سلطان علاؤالدین کیقباد کے فرمان سے باضابطہ طور پر ارطغرل صاحب کو عطا ہوئے ہیں۔ اُن کا حکم نامہ منسوخ نہیں ہو سکتا۔'' عارف صاحب نے واضح کیا۔

''ہماری ریاست نے یہ حکم نامہ جاری کیا ہے عارف صاحب! اِس نئے فرمان کے ساتھ سلطان علاؤالدین کا پرانا فرمان منسوخ ہو گیا ہے۔'' گونالپ نے جواب دیا۔

''یہ نہیں ہو سکتا اور اگر یہ ہونا ہے تو پھر حتمی بات ارطغرل صاحب کریں گے۔ وہ رضامند ہوں گے تو ہی آپ اس معاہدے پر دستخط کر سکتے ہیں۔ ارطغرل صاحب کی منظوری کے بغیر کوئی معاہدہ قانونی نہیں ہو سکتا۔''

''کیا ہم میں سے کسی کو پتہ چلے بغیر ارطغرل صاحب نئے سلجوق سلطان بن گئے ہیں، گونالپ صاحب؟'' گورنر نے طنز کیا۔

''آپ پرسکون رہیں۔سب ریاست کے حکم کے مطابق ہوگا۔اس شرط کے ساتھ آپ محصولات ادا کرتے رہیں گے۔'' گونالپ نے اسے تسلی دی۔

''میری بات سنیں گونالپ صاحب! جبکہ آپ لوگ ایک مہم میں مصروف ہیں، ہم جانتے ہیں کہ اپنی سرحد کی حفاظت کی خاطر آپ سوغوت ہمارے حوالے کررہے ہیں۔آپ پر بھروسہ کر کے میں یہاں اچھے ارادے سے آیا ہوں اور اِس معاہدے پر دستخط کرنے پر آمادہ ہوں۔اگر ہمیں اس قسم کے معاملات سے نبٹنا پڑا تو جس امن کی آپ کو اپنی سرحدوں پر اُمید ہے، یقینی نہیں ہوسکتا۔'' گورنر کریتوس نے واضح کر دیا۔

''کیا آپ ہمیں دھمکی دے رہے ہیں جناب گورنر؟'' عارف صاحب نے مداخلت کی۔

''ہمارے درمیان تم کس حیثیت سے بات کررہے ہو؟'' گورنر غصّے سے چلاّ اُٹھا۔

''گونالپ صاحب! جس کو بات کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، اُسی کو بات کرنی چاہیے۔''

''یہ معاہدہ آگے ضرور بڑھے گا۔'' گونالپ نے کہا۔

''تو ارطغرل صاحب کا کیا ہوگا؟'' عارف صاحب نے استفسار کیا۔

''اِس آدمی کی باتوں سے اندازہ ہورہا ہے کہ معاہدے کو منسوخ کرنے کے لیے ارطغرل صاحب کچھ بھی کریں گے۔کیا آپ مجھے یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ ارطغرل صاحب خود کو باز رکھیں گے؟''

''آپ مطمئن رہیں! اس فیصلے کے پیچھے ہماری ریاست کھڑی ہے۔امیر عالی قدر سعدالدین اس معاہدے کو بہت اہم سمجھتے ہیں اور اُنھوں نے ذاتی طور پر مجھے احکامات دیے ہیں۔اس امن معاہدے پر دستخط ہوں گے اور امن کو کوئی مجروح نہیں کرے گا۔''

گونالپ نے سامنے پڑی تحریر اُٹھا کر گورنر کی طرف بڑھائی جسے عارف صاحب نے رستے میں ہی جھپٹ لیا۔

''اِس پر دستخط نہیں ہوں گے۔ایسا کرنے کی طاقت نہ تو امیر سعدالدین میں ہے اور نہ کسی اور میں۔سوغوت ارطغرل صاحب کو سونپ دیا گیا تھا۔اگر سلطان دنیا سے چلے گئے تو اس سے اُن کا فرمان

منسوخ نہیں ہوتا۔" عارف صاحب نے گونالپ سے کہا اور گورنر کی طرف متوجہ ہوئے:

"یاد رکھو! اگر پھر بھی تمہارا اس معاہدے پر دستخط کرنے کا ارادہ ہے تو پہلے تمہیں ہم سب کو مارنا ہو گا۔"

عارف صاحب کی بات مکمل ہوئی تھی کہ دروازہ جھٹکے سے کھلا اور ارطغرل اندر آ گیا۔

"ارطغرل صاحب..." گونالپ کچھ کہنے ہی والا تھا لیکن ارطغرل نے اُسے موقع نہ دیا۔

"یہ کیسی شرم کی بات ہے گونالپ صاحب... کہ آپ میرے علم میں لائے بغیر امن معاہدے پر دستخط کرنے والے ہیں، اور وہ بھی اس شیطان کے ساتھ جسے میں نے اپنے جوتوں تلے روندنے کا عہد کیا تھا۔"

"آپ کو میری توہین کرنے کی جرأت کیسے ہوئی ارطغرل صاحب؟" گورنر نے احتجاج کیا۔

"ریاست کے حکم کے مطابق امن معاہدے پر دستخط ہوں گے، اس شرط کے ساتھ کہ یہ اپنے محصولات دیتے رہیں گے۔ بیلی چیک کے گورنر کریتوس کو سوغوت کی ملکیت دی جائے گی۔" گونالپ نے بتایا۔

"یہ معاہدہ ابھی اور یہیں ختم ہو گیا گونالپ صاحب!" ارطغرل نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

"سوغوت سلطان علاؤالدین کے فرمان پر مجھے دیا گیا ہے۔ میرا اور تمام قائیوں کا خون بہائے بغیر یہ مجھ سے کوئی نہیں لے سکتا۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"ریاست کا سربراہ کون ہے گونالپ صاحب؟ سلطان غیاث الدین یا پھر ارطغرل صاحب؟" گورنر کریتوس کو بھی غصہ آ گیا۔

"اگر سردارِ اعلیٰ ریاست کے حکم کی تعمیل پر رضامند نہیں، پھر میں اس معاملے کو حل کروں گا ارطغرل صاحب! آپ کے الفاظ یہاں قانون نہیں بناتے، اس معاہدے پر دستخط ہوں گے۔" گونالپ نے معاہدہ ایک بار پھر گورنر کی طرف بڑھایا تو ارطغرل نے تلوار کے وار سے کاغذ کو دو ٹکڑے کر دیا۔

"اِس جگہ ریاست میں ہوں! جس کو بھی سوغوت چاہیے، وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے چھین

لے۔"

"میں مزید یہ سب نہیں چاہتا گونالپ صاحب! میں یہاں آپ کی دعوت پر امن معاہدے کے لیے آیا تھا مگر میں دیکھتا ہوں کہ کہ تم لوگوں کا آپس میں ہی اتفاق نہیں۔"

گورنر کریتوس واپس جانے ہی والا تھا کہ ارطغرل نے اُسے دھکیل کر کرسی پر بٹھا دیا اور گلے پر تلوار رکھ دی۔

"تم کہیں نہیں جاؤ گے گورنر کریتوس۔"

"آپ کیا سمجھ کر یہ سب کر رہے ہیں؟ کیا آپ نے مجھے یہاں پھنسانے کے لیے بلایا تھا اور ارطغرل صاحب میری جان لینے والے ہیں؟ ہمارے شہنشاہ تم سے اِس کی بھاری قیمت وصول کریں گے؟" گورنر گورنر کریتوس چلایا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں ارطغرل صاحب! گورنر یہاں ہماری ریاست کی دعوت پر آئے ہیں۔ یہ ہمارے مہمان ہیں!" گونالپ نے مداخلت کی تو ارطغرل، گورنر کی گردن سے تلوار ہٹا کر اُس کی طرف بڑھا۔

"اس آدمی نے آرس کے ساتھ مل کر ہمیں جال میں پھنسایا۔ اِس نے چیتان کو سپاہی فراہم کیے اور میرے سپاہیوں کو قتل کیا۔ صرف یہی نہیں اِس نے ہماری خواتین پر گھات لگا کر حملے کرنے میں بھی مدد کی، اور اب اِس نے اپنی گندی نظریں سوغوت پر رکھ لیں۔ میں اِسے دونوں قبائل کے لیے دو حصوں میں تقسیم کر دوں گا، ایک قبیلے میں اِس کا سر لٹکتا دکھائی دے گا اور دوسرے میں دھڑ۔ اِس کے بعد میں اپنے سپاہیوں کے ساتھ سوغوت جاؤں گا، پھر چاوودار اور قائی قبیلے سوغوت میں آباد ہوں گے۔"

"میں یہ کبھی نہیں ہونے دوں گا ارطغرل صاحب۔" گونالپ چلآیا۔

"میں نے تمھیں خبردار کیا تھا کہ اگر تم نے مجھے توڑنے کی کوشش کی میں تمھیں کچل دوں گا۔" ارطغرل نے اُسے یاد دلایا۔

"تمھاری اتنی جرأت..." گونالپ حیرت سے بولا۔

''تم نے چھپ کر میرا تعاقب کیا۔ یہ کافی نہ ہوا تو میرے علم میں لائے بغیر امن معاہدے پر دستخط کرنے پر تیار ہو گئے۔ محل کے مجرموں کے ساتھ مل کر سلطان نے جو زمینیں مجھے دیں، تم وہ رشوت کے طور پر گورنر کریتوس کو دے رہے ہو۔ جب تک تم کو میری اطاعت کرنی نہ آ جائے، تم زندان میں رہو گے گونالپ!''

حکم سن کر گونالپ نے اپنی تلوار ارطغرل کی طرف بڑھا دی:

''میں نے وعدہ کیا تھا کہ آپ کی اطاعت کروں گا، اب میں خود کو آپ کے حوالے کر رہا ہوں۔ اپنے قدموں پر چل کر زندان میں جا رہا ہوں، لیکن جس معاہدے پر دستخط ہونے تھے میں ریاست کے حکم پر بیٹھا تھا۔ اب ریاست اِس کا حساب لے گی ارطغرل!''

''تم نے جنگ شروع کر دی ہے، سوغوت تمھارے خون میں ڈوبے گا۔'' گورنر کریتوس نے نفرت سے کہا۔

''مجھے بہت خوشی ہوئی کہ میرے دشمنوں نے اپنا انتخاب کر لیا اور اتحاد بنا لیا۔ اب مبارک جہاد کا وقت آ گیا ہے... اِس آدمی کو میرے قلعے سے باہر پھینک دو۔''

ارطغرل نے سپاہیوں سے کہا تو وہ گورنر کریتوس پکڑ کر باہر لے گئے۔ گونالپ بھی اپنی تلوار اور خنجر میز پر رکھ کر زندان میں چلا گیا تھا۔

''سعد الدین کوپیک... اب سے ہمیں اقدامات بڑھانا ہوں گے۔ ہم کسی کے ساتھ نرمی نہیں کریں گے۔'' اُن کے جاتے ہی ارطغرل نے عارف صاحب اور صارم کو ہدایت کر دی۔

-☆-

سلطان غیاث الدین کے دیوان میں تمام اہم امراء موجود تھے، اُسی قطار میں سعد الدین کوپیک بھی کھڑا تھا۔ وہ کن اُکھیوں سے بار بار سلطان کو دیکھ رہا تھا، سلطان کی بے چینی اُس کے لیے اجنبی نہیں تھی۔

''آلتون ابا کو میرے احکام کے خلاف جا کر ایسی خون ریزی کرنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ وہ ایک نوجوان اور اُس کی ماں کو میرے احکام کے بغیر کیسے مار سکتا ہے؟''

''صرف اتنا نہیں سلطان! بلکہ اِس واقعہ کے نتائج اور بھی بھیانک ہیں۔'' سعد الدین نے جواب دیا۔

''تو پھر مجھے آگاہ کرو سعد الدین کوپیک۔''

''مجھے ڈر ہے کہ اس میں ایک بار پھر ارطغرل صاحب ملوث ہیں، سلطان!'' سعد الدین نے سلطان کو بھڑکانے کی کوشش کی۔

''ارطغرل کا اِس واقعہ سے کیا لینا دینا سعد الدین۔''

''میرے حساب سے وہ شہزادہ قلیج ارسلان کو بچانے جا رہا تھا۔ وہ آپ کے خلاف بڑے پیمانے پر بغاوت کرنے کا سوچ رہا ہے، میرے سلطان! آلتون ابا اِس قدر خوف میں گرفتار تھا کہ اُس نے آپ کے احکام کی خلاف ورزی کر کے شہزادے اور اُن کی ماں کو مار دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ آلتون ابا نے اپنی حماقت

کی قیمت چکائی۔ ابھی ارطغرل قابو میں ہے، آپ کو اُس پر نظر رکھنی چاہیے۔" سعد الدین نے زہر فشانی کی تو وہاں موجود باقی سرداروں نے بھی اُس کی حمایت کر دی۔

"خاموش رہیں سب..." سلطان نے کہا۔

"ارطغرل نے مجھے خط بھیجا ہے سعد الدین۔"

"کیا لکھا ہے اُس نے خط میں سلطانِ معظم؟" سعد الدین نے کہا تو سلطان کے اشارے پر سپاہی نے خط اُس کی طرف بڑھا دیا۔

"اُس نے بیان کیا ہے کہ میرے بھائی قلیچ ارسلان کو انقرہ جاتے ہوئے بجائے اُن کی حفاظت کرنے کے گلا دبا کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ جب ارطغرل نے سلجوق سپاہی کو اِس عمل سے روکا تو آلتون ابا نے شہزادے کا تعاقب کر کے اُسے خنجر سے قتل کر دیا... اِس سے واضح ہوتا ہے کہ آلتون ابا نے یہ ظلم اس لیے نہیں کمایا کہ ارطغرل رستے میں تھا، اُس نے یہ سب کسی سازش کے تحت کیا۔"

"اور میں نے اُس کی مرحومہ والدہ کو انقرہ قلعے کی مٹی میں دفن کر دیا۔ مجھے ہمارے نقصان کا دکھ ہے لیکن جو میں سمجھ نہیں سکا، یہ ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود آپ کیوں یقین رکھتے ہیں کہ ارطغرل ایمان دار اور ریاست کا خیر خواہ ہے؟"

"میں اپنے دعوے پر موت تک قائم رہوں گا، ارطغرل صاحب میرے اور ریاست کے وفادار ہیں۔ تم نے آلتون ابا کو میرے بھائی اور اُس کی ماں کو قتل کرنے کی سزا دی۔" سلطان نے اعتماد سے کہا۔

"کسی دِن آپ کو اندازہ ہوگا کہ ارطغرل بھروسے کے قابل نہیں ہے، اِن شاء اللہ سلطان!" سعد الدین کڑھتے ہوئے بولا۔

"ارطغرل صاحب نے میرے بابا کا حکم اور میری خواہش دونوں پر عمل کیا، اُنھوں نے میرے بھائی کو انقرہ کے قلعے میں بحفاظت پہنچانے کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالی، مجھے پورا یقین ہے!"

"میں دیکھوں گا کہ تب بھی آپ کی سوچ یہی ہو گی جب وہ ترک قبائل کو اپنے ساتھ لیے قونیہ میں نظر آئے گا سلطانِ معظم!"

"میرے فیصلے پر سوال اُٹھانا تمھاری اوقات نہیں سعد الدین!" سلطان اُس کے پاس آ گیا۔

"میں جانتا ہوں کہ اِس دیوان میں تمام معزز شخصیات کی یہی رائے ہے۔ میرے سلطان! آپ کو اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے۔ سلطان کی اطاعت ہم پر واجب ہے، ہم نے اپنی ذمہ داری پوری کی اور آپ کو مشورہ دیا۔ اللہ ہمیں کبھی آپ سے دُور نہ کرے۔"

سلطان غیاث الدین نے اُس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنے والدہ سے ملاقات کے لیے اُن کے کمرے میں جا پہنچا۔

"شہزادہ قلیج ارسلان اور اُن کی والدہ کے قتل کے بارے میں آپ کیا جانتی ہیں امی جان؟"

"آلتون ابا نے اپنی حد کو پار کیا اور امیر سعد الدین نے جو ضروری تھا، وہی کیا۔ اللہ اُن کے گناہ معاف کرے۔" ماہ پری خاتون نے مختصر جواب دیا۔

"میں نے آپ سے ایک سوال پوچھا ہے۔ مجھے جواب دیں، کیا آپ بھی اس میں ملوث ہیں؟"

"کیا آپ کو اندازہ ہے کہ اگر ارطغرل، قلیج ارسلان کو بچا لیتا تو کیا ہوتا سلطان؟" ماہ پری خاتون کا لہجہ بھی تلخ ہو گیا۔

"فوج اور سیاست کی اہم شخصیات میرے ساتھ ہیں، کیا آپ نے مجھے یہ نہیں کہا تھا امی جان؟"

"کہا تھا لیکن اہم شخصیات پر امیر سعد الدین کوپیک کے اثر و رسوخ کے بارے میں تم بھی جانتے ہو۔ سب سے اہم یہ کہ ترک قبائل کا کوڑا متحرک ہے۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ کوئی بھی بغاوت ہماری ریاست کو ٹکڑے ٹکڑے کر سکتی ہے بیٹا۔"

"میرے سوال کا جواب دیں، کیا آپ میرے بھائی اور اُس کی ماں کے قتل میں ملوث تھیں؟" سلطان غیاث الدین اب بھی اپنی ضد پر قائم تھا۔

"اگر میں ملوث نہ ہوتی تو بطور ماں اپنا فرض پورا نہ کیا ہوتا۔"

"اگر آپ میری ماں نہ ہوتیں تو میں نے بھی آپ کو اسی وقت مار دیا ہوتا، وہ بھی سوچے سمجھے بغیر۔"

"اگر مجھے مرنا ہے تو تمھارے مبارک ہاتھوں سے مرنا ترجیح دوں گی بیٹا! میرا یقین ہے کہ میں نے

صرف اپنا فرض ادا کیا۔" ماہ پری خاتون نے جواب دیا۔

"کیا آپ اب بھی یہ مانتی ہیں کہ سعد الدین نے میری وفاداری میں اُس شیطان آلتون ابا کو قتل کیا۔ کیا آپ کو نظر نہیں آتا کہ آپ نے مجھے بھیڑیے کی کچھار میں پھینک دیا ہے؟"

"میں نے تمھاری سلطنت کے لیے جو بھی ضروری تھا، وہ کرنے میں کسر نہیں اُٹھا رکھی بیٹا! اس کے بعد میں مر بھی جاؤں تو کوئی غم نہیں۔"

"اور سعد الدین کا کیا ہوگا امی جان... آپ تینوں نے مجھے سلطان بنایا۔ اس نے آلتون ابا کو مار دیا، اب صرف آپ رہ گئی ہیں.. اور اس کے بعد میں... آپ کو نظر کیوں نہیں آتا کہ امیر سعد الدین خود سلطان بننے کے لیے راہ ہموار کر رہا ہے۔" سلطان نے اُسے احساس دلایا۔

"تم نے مجھے کمرے میں قید کر دیا ہے۔ اگر تمھیں اِس کا ڈر ہے تو مجھے اِس قید سے رہا کر دو، ورنہ تمھیں کسی روز اِس کمرے سے میری لاش ہی ملے گی۔" ماہ پری نے اُس کی توجہ دلائی۔

"کیا آپ کو اب بھی یقین ہے کہ وہ مجھے وفاداری دکھائے گا... اگر ایسا ہے تو مجھے آپ کی وفاداری کا یقین کیسے ہوگا؟"

"میری کچھ اور نیت ہونے کی کیا ممکنہ وجوہات ہو سکتی ہیں سلطان؟" ماہ پری خاتون نے حیرت سے پوچھا۔

"تم میرے بیٹے ہو اور سعد الدین یہ سلطنت تمھارے پاس دیکھنا چاہتا ہے جیسا کہ ہر کوئی... وہ چاہتا ہے کہ تمھیں قوت ملے۔ وہ تمھارا بازو بننا چاہتا ہے۔ جہاں تک تمھاری بات ہے تم اُسے اپنے قابو میں رکھ سکتے ہو۔"

"اُس نے مجھے اپنے قابو میں رکھا ہوا ہے امی جان! وہ مجھ سے ایسے کھیلتا ہے جیسے لومڑی خرگوش سے۔ آپ کا شکریہ کہ ہم اِس مقام پر آ گئے ہیں کہ میری فوج اور ریاست سلطان کے بجائے ایک امیر کے آگے جھکتے ہیں۔"

"اگر وہ حد سے نکلتا ہے تو تم جو ضروری سمجھو، کرنے کے مجاز ہو۔ تمھیں اپنی سلطنت میں کھیلی

جانے والی گندی سیاست کا عادی ہونا پڑے گا۔ یہ بات سمجھ لو کہ میں آخری سانس تک تمھارے ساتھ ہوں۔"

ماہ پری خاتون نے اُسے یقین دلایا تو وہ بنا کچھ کہے واپس چلا گیا۔ ماہ پری کو بھی اپنی غلطیوں کا احساس ہو رہا تھا لیکن اب پانی سر سے گزر چکا تھا۔ امیر سعد الدین اتنا مضبوط ہو چکا تھا کہ وہ اُس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی تھی۔

-☆-

آئیدوش کا بھیجا ہوا پیغام سعد الدین کوپیک کو آگ بگولا کر گیا تھا کہ ارطغرل نے نہ صرف گورنر کریتوس کو بنا معاہدہ کیے دھکے دے کر قلعے سے نکال دیا بلکہ گونالپ کو بھی زندان میں ڈال دیا۔ ارطغرل اُس کے حلق میں کانٹا بن گیا تھا۔ اُس وقت ماہ پری خاتون نے اُسے خفیہ ملاقات کے لیے طلب کیا تھا، وہ اپنے کمرے میں نظر بند تھی اور سعد الدین کوپیک سے جھروکے سے بات کرنا چاہتی تھی۔

"میں سب جاننا چاہتی ہوں سعد الدین کوپیک... میرے نظر بند ہونے کے بعد کیا ہو رہا ہے سلطنت میں؟"

"ارطغرل سے نجات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اُس سے سردارِ اعلیٰ کا عہدہ واپس لے لیا جائے۔ اس مقصد کے لیے ہم گونالپ کی گرفتاری اور گورنر کریتوس کی تذلیل کو بنیاد بنا کر سلطان سے اپنی بات منوا سکتے ہیں۔"

"میں سلطان سے بات کروں گی لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ جب سلطان مہم پر روانہ ہوں گے تو گورنر کریتوس صورت حال کا فائدہ نہیں اُٹھائے گا۔" ملکہ نے پوچھا۔

"فکر نہ کریں ماہ پری خاتون! میں اس معاملے کو سنبھال لوں گا۔ اب مجھے اجازت دیں، راہداری میں زیادہ دیر رکنا مناسب نہیں۔" سعد الدین کوپیک خود بھی ماہ پری سے لمبی بات نہیں کرنا چاہتا تھا لہٰذا بہانہ بنا کر وہاں سے غائب ہو گیا۔

اگلے روز سلطان غیاث الدین دیوان میں پہنچا تو امیر سعد الدین اپنے غدار ساتھیوں کے ساتھ

وہاں موجود تھا۔

"عادمہم کے لیے تیاریاں مکمل ہیں جمال الدین؟" سلطان نے اپنے ایک امیر سے پوچھا۔

"ہماری فوج تیار ہے لیکن ہمیں کچھ خدشات ہیں سلطانِ معظم؟"

"کیا ہیں تمھارے خدشات؟"

"کیا منگول کافی نہ تھے کہ اب ہمیں ارطغرل کے مسئلے سے بھی نپٹنا ہے سلطان!" سعد الدین نے مداخلت کی۔

"امیر سعد الدین! ارطغرل کے متعلق میں اِس دیوان میں ایک لفظ نہیں سننا چاہتا۔ مجھے یہ کتنی بار کہنا پڑے گا۔" سلطان نے اُسے گھورا۔

"سلطانِ معظم! ارطغرل سے جڑی افواہیں قونیہ میں گردش کر رہی ہیں۔ کچھ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آپ نے ارطغرل کے ساتھ مل کر اپنے بابا کی جان لی ہے۔" سعد الدین نئی بات ڈھونڈ لایا تھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" سلطان نے حیرت سے اُسے دیکھا۔

"سلطانِ معظم! غصہ اس مسئلے کا حل نہیں۔ دیوان میں موجود ہر امیر اچھی طرح جانتا ہے کہ آپ ایسے شیطانی عمل میں ملوث نہیں ہیں۔" سعد الدین نے کہا۔

"تمھارے کہنے کا مطلب کیا ہے سعد الدین؟" سلطان نے پوچھا۔

"مزید باتیں غیر ضروری ہوں گی سلطانِ معظم! ارطغرل صاحب ہمارے لیے ایک بڑا مسئلہ لے کر آئے ہیں۔ ہم جو اس معاہدہ گورنر کرتیوس سے والے تھے، ارطغرل صاحب نے اس کی مخالفت کر دی۔ معاملات کو بگاڑنے کے لیے انھوں نے گورنر کرتیوس سے بد سلوکی کی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انھوں نے گوناالپ صاحب کو زندان میں پھینک دیا۔" سعد الدین نے بتایا۔

"وہ ایسا کیوں کرے گا؟"

"واضح طور پر وہ آپ کی سلطنت کے خلاف بغاوت کی تیاریاں کر رہا ہے سلطان۔"

سعد الدین کو پیک نے شک کا بیج بو دیا تو سلطان نے خاموشی اختیار کر لی۔ سعد الدین کو پیک کو

یقین تھا کہ اب نتیجہ اُس کی مرضی کے مطابق ہوگا اور ارطغرل دوبارہ اُن کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔

"جس آدمی کی وفاداری پر مجھے ایک رمق بھی شک نہیں، تم مجھ سے ارطغرل صاحب کا سر کاٹنے کی توقع کرتے ہو۔ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" سلطان نے اُن کے چہرے پڑھنے کی کوشش کی۔ اُس نے ایک بار پھر سعدالدین کو مایوس کردیا تھا۔

"یہ تو طے ہے کہ ارطغرل صاحب کو مرحوم سلطان نے سوغوت کا علاقہ بطور وطن سونپ دیا تھا، اب وہ سوغوت کسی کے حوالے نہیں کریں گے۔ اِس صورت میں اُنھیں سوغوت کو اپنے وطن کے طور پر رکھنے دیں اور اُنھیں ریاست کے لیے کام کرنے دیں۔ اُنھیں اپنے حملوں اور جدوجہد سے ہمیں خوش کرنے دیں۔ اُن کا سینہ ہماری ریاست کے خلاف ہر خطرے کے آگے ڈھال بن جائے گا، اور ہم سب جانتے ہیں کہ نڈر ارطغرل صاحب ایک عقاب کی طرح ہماری سرحدوں اور ریاست کی حفاظت کریں گے... لیکن ارطغرل صاحب کا سردارِ اعلیٰ کے عہدے پر فائز رہنا کسی صورت مناسب نہیں ہوگا۔ ہم اُنھیں اس عہدے سے ہٹا کر گونالپ صاحب کو تعینات کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔" سعدتین کوپیک نے تفصیل بیان کی اور ایک تحریر سلطان کی طرف بڑھادی۔

"اگر آپ میرے تیار کردہ اِس حکم نامے پر دستخط فرمادیں تو ہم آپ کی عائد مہم پر دل و جان سے پیروی کرنے کو تیار ہیں سلطانِ معظم!"

سعدالدین کوپیک نے اپنا مقصد بیان کردیا۔ وہ سلطان کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے ہر حد پار کر گیا تھا۔ سلطان غیاث الدین بھی حکم نامہ ہاتھ میں تھامے گہری سوچ میں گم تھا۔

-☆-

سپاہی گونالپ کو زندان سے نکال کر ارطغرل کے پاس قائی قبیلے میں لائے تو وہ اپنے جانبازوں کے ساتھ اُس کا منتظر تھا۔ گونالپ کو یقین تھا کہ ارطغرل نے اُسے قتل کرنے کے لیے قبیلے میں بلوایا ہے، وہ ذہنی طور پر کچھ بھی کرنے کے لیے تیار تھا۔

''میرے سپاہیوں کے سامنے مجھے قتل کرنے کی ہمت نہ کر سکے تو اپنے خیمے میں لے آئے ہیں ارطغرل صاحب۔'' گونالپ نے طنز کیا اور زمین پر بیٹھ کر گردن جھکا دی۔

اُس کی اطاعت دیکھ کر ارطغرل بے اختیار مسکرا دیا تھا، وہ اس کے قریب آ گیا اور بولا:

''میں نے آپ کو یہاں مارنے کے لیے نہیں بلکہ آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹانے کے لیے بلایا ہے۔''

''کیا مطلب؟'' گونالپ چونکا۔

ارطغرل نے اسی طرح ہاتھ بڑھا دیا، گونالپ نے اُس کا ہاتھ تھاما اور اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''آپ میرے مہمان ہیں گونالپ صاحب! ہم جانتے ہیں کہ مہمان کی عزت کیسے کی جاتی ہے؟''

''جیسے آپ نے گورنر کریتوس کو تعظیم دی۔'' گونالپ نے منہ بنایا۔

''گورنر کریتوس میرے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا لیکن سوغوت میرا حق ہے۔ چونکہ آپ میرے ماتحت قلعے دار ہیں، میں قائی قبیلے کی ہجرت کے نئے مقام کا تعین آپ کے ساتھ کرنا

چاہوں گا۔سوغوت قائیوں کا گڑھ ہوگا۔میں آپ کی قابل قدر رائے سے بھی فائدہ اُٹھانا چاہوں گا۔"
ارطغرل نے عبدالرحمٰن کو اشارہ کیا تو اُس نے گونالپ کی تلوار اور خنجر پیش کر دیا۔

"کیا آپ میرے ساتھ اپنا پہلا فریضہ انجام دینے کے لیے تیار ہیں گونالپ صاحب؟"

"آپ چاہتے کیا ہیں ارطغرل صاحب؟"

"آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ میں ہمیشہ سچ کی تلاش میں رہتا ہوں۔کیا آپ کو بھی سچ کی تلاش ہے، یہ ہم کل دیکھیں گے۔"

اگلے روز ارطغرل، گونالپ کے ساتھ سوغوت روانہ ہو گیا، صارم اور نور گل بھی اُن کے ساتھ تھے۔ جب وہ سوغوت پہنچے تو ہر آنکھ وہاں کا قدرتی حسن دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"بھائی! میں نے پوری زندگی میں ایسی زرخیز زمینیں نہیں دیکھیں۔" نور گل نے کہا۔

"آپ نے جیسا کہا تھا، کر دکھایا ارطغرل! کاش گل دارو بھائی بھی یہاں ہوتے، وہ تم پر بہت فخر کرتے میرے بھائی!" صارم نے اُسے دُعا دی۔

"اِن شاءاللہ ایک دِن وہ بھی یہاں ہوں گے۔گل دارو بھائی آپ سب کے سنگ ہمارے پاس آ جائیں گے ان شاءاللہ۔" ارطغرل نے جواب دیا۔گونالپ خاموش کھڑا وادی کا جائزہ لے رہا تھا۔

"اور آپ کا کیا خیال ہے گونالپ صاحب؟"

"یہ ایک خوب صورت سرزمین ہے، یہاں قبیلہ پناہ گاہ پائے گا اور مویشی صحت مند رہیں گے لیکن آپ دشمن کے عین سامنے ہوں گے۔آپ کو ہر وقت جدوجہد کرنا ہوگی۔خاص طور پر گورنر کریتوس کے ساتھ جو آپ کا یہاں وطن بنانا برداشت نہیں کرے گا۔وہ آپ سے اپنی بے عزتی کا انتقام لینے کے لیے سب کچھ داؤ پر لگا دے گا ارطغرل صاحب۔" گونالپ نے علاقہ پر تجزیہ پیش کیا۔

"ہم بھی یہی دیکھنے آئے ہیں۔جس کی آپ عزت کرتے ہیں، وہ امیر سعدالدین کون ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ آپ خود دیکھ لیں۔سعدالدین کو پیک نہیں بلکہ اُس کے شراکت دار کو بھی جس کے ساتھ وہ امن معاہدہ کرنا چاہتا ہے۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

''کیا مطلب؟'' گونالپ نے حیرت سے پوچھا۔

''گورنر کریتوس نے امیر سعد الدین کے ساتھ اتحاد بنایا ہوا ہے لیکن یہ اتحاد امن کے لیے نہیں بلکہ ریاست کی خلاف غداری کی خاطر ہے۔''

''ارطغرل صاحب! آپ اپنے الفاظ پر غور کریں تو بہتر ہے۔'' گونالپ نے دبے لفظوں میں احتجاج کیا۔

''ہم کسی قسم کی غداری میں جکڑے ہوئے نہیں ہیں، یہ سب ابھی تھوڑی دیر میں واضح ہو جائے گا گونالپ صاحب۔'' یہ کہہ کر ارطغرل نے گھوڑا موڑ لیا۔ ایک مقام پر دریا کے کنارے پہنچ کر ارطغرل گھوڑے سے اُتر آیا۔ باقی لوگوں نے بھی اُس کی پیروی کی۔

''میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ امیر سعد الدین کو اپنے بابا کی طرح سمجھتے ہیں۔ آپ اُن کے خلاف ایک لفظ بھی سننا پسند نہیں کرتے۔ اُس نے آپ کو سردارِ اعلیٰ بنانے کے لیے اپنی تمام تر طاقت استعمال کی۔ فی الوقت تو میں نے اُسے روک دیا لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ ہار نہیں مانے گا۔ ہر قسم کی سازشوں اور دھمکیوں سے وہ سلطان کو قائل کرنے کی کوشش کرے گا کہ مجھے سردارِ اعلیٰ کے عہدے سے ہٹا دیا جائے۔''

''آپ امیر سعد الدین کو اچھی طرح نہیں جانتے ارطغرل صاحب! اگر آپ درست ہیں تو بھی اُنھیں ایسا کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ آپ نے ریاست کی حکم عدولی اور امن معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے۔ آپ اپنے سردارِ اعلیٰ کے عہدے کو خود خطرے میں ڈالیں گے۔ ضدی بننا چھوڑ دیں، ابھی وقت ہے۔'' گونالپ نے مشورہ دیا۔

''آج وہ سلطان علاؤ الدین کی دی ہوئی اس خوب صورت زمین سوغوت کو مجھ سے جھپٹنا چاہتا ہے۔ اگر میں مذاکرات کی میز پر امن کے لیے سوغوت دے دیتا تو کل وہ آپ کو اُن زمینوں کا نگران مقرر کر کے استعمال کرتا جو میں نے فتح کیں۔ اُس کا اگلا نشانہ مجھے مارنا ہوگا۔'' ارطغرل نے کہا۔

''غصّے نے آپ کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے ارطغرل صاحب۔''

''ہمارا غصہ صرف ہمارے دماغ کو تیز کرتا ہے گونالپ! اندھی تقلید سچ کی سب سے بڑی دشمن ہے۔'' وہ باتوں میں مصروف تھے کہ گورنر نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ ایک ٹیلے کے عقب سے نکل کر حملہ کر دیا۔

''ہم پر حملہ کر دیا گیا ہے۔ ایسا نہیں کہ ہم نے اُن کے لیے جال بچھایا ہے۔ اب مجھے اپنی قابلیت دکھاؤ میرے جوان!'' ارطغرل نے گونالپ سے کہا اور دونوں اللہ کا نام پکار کر کافروں پر ٹوٹ پڑے۔

گورنر کریتوس اور بازنطینی سپاہی اُن پر چاروں طرف سے حملے کر رہے تھے۔ نور گل، صارم اور دوسرے سپاہی اُن کا ہر وار ناکام بنا کر اُنھیں جہنم رسید کر رہے تھے۔

ارطغرل کو یہاں گورنر کریتوس کی سعد الدین کوپیک سے ملاقات کی خبر ایک جاسوس نے دی تھی لیکن سعد الدین کی آمد سے قبل ہی گورنر نے اُن پر حملہ کر دیا۔ جلد ہی لڑائی اپنے انجام کو پہنچ گئی اور گورنر کریتوس کو گرفتار کر لیا گیا۔

''میں جانتا ہوں تم مجھ سے بدلہ لینا چاہو گے کریتوس۔''

''آج تو تم مجھے قید کر لو گے لیکن کل باقی اتحادی میرے پیچھے آئیں گے اور تم سے میرا انتقام لیں گے۔'' کریتوس نے کہا۔

''اب مجھے امیر سعد الدین سے اپنے اشتراک کے بارے میں بتاؤ۔'' ارطغرل نے پوچھا۔

''یہ دو ریاستوں کے مابین امن معاہدہ تھا ارطغرل صاحب۔''

''جو تم سے پوچھا گیا وہ بتاؤ۔ امیر سعد الدین تم سے کیا چاہتا تھا... کیا اُسے میرا سر چاہیے تھا بولو؟''

''امیر سعد الدین اور میں تمھاری موت سے زیادہ کچھ نہیں چاہتے تھے ارطغرل! تم موت سے کم کسی چیز کے مستحق نہیں ہو۔'' گورنر کریتوس نفرت سے پھٹ پڑا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو کریتوس؟'' گونالپ حیرت سے بولا۔

''امیر سعد الدین ہمیں سوغوت امن کی خاطر نہیں بلکہ ارطغرل کے خاتمے کے انعام میں دے رہے تھے۔'' گورنر کریتوس نے اعتراف کیا۔

''کیا تم اپنی زندگی کو داؤ پر لگانے کی خواہش رکھتے ہو؟ کیوں امیر سعدالدین پر کیچڑ اچھال رہے ہو؟'' گونالپ نے آگے بڑھ کر اُسے جھنجھوڑا۔

''اب آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، کانوں سے سن لیا گونالپ صاحب... کہ امیر سعدالدین نے کیا کیا۔ ہر کوئی سن لے کہ سوغوت میرا ہے، میرے قبیلے کا اور میرا حق ہے۔ یہ حق ہم سے کوئی نہیں چھین پائے گا، ہم اپنا قبیلہ یہاں بسائیں گے۔ اگر تم میری شرائط پر امن معاہدہ کرنا چاہو گے تو میں تمھاری جان بخش دوں گا کریتوس... ورنہ میں تمھارا سر بیلی چیک کے قلعے کی فصیل پر لٹکاؤں گا۔''

''گورنر کریتوس کو قلعے میں لے چلو دمرول۔'' ارطغرل نے کہا تو سپاہیوں نے گورنر کو کھڑا کر دیا۔

''آپ اس بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں گونالپ صاحب۔'' ارطغرل نے پوچھا۔

''مجھے انصاف کر کے آپ کی بہادری کو تسلیم کرنا ہوگا ارطغرل صاحب! لیکن مجھ سے یہ توقع نہ کریں کہ جو میں نے سنا، اُس کو مان لوں گا۔'' گونالپ نے کہا تو ارطغرل نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔

جب وہ قلعہ کاراجا حصار پہنچے تو سلطان غیاث الدین کا قاصد شاہی فرمان کے ساتھ ارطغرل کا منتظر تھا۔ سلطان کے حکم کے مطابق کاراجا حصار قلعہ اور سردارِ اعلیٰ کا عہدہ ارطغرل سے واپس لے لیا گیا تھا اور کاراجا حصار قلعے کا نیا حاکم اور نیا سردارِ اعلیٰ گونالپ صاحب کو مقرر کیا گیا تھا۔

''یہ سب کیا ہے؟'' گونالپ نے فرمان پڑھ کر قاصد کی طرف دیکھا۔

''اِس معاملے میں سعدالدین کوپیک ملوث ہے۔'' قاصد کی بجائے ارطغرل نے جواب دیا۔

گونالپ، ارطغرل سے ضروری باتیں کرنا چاہتا تھا اس لیے وہ اُسے قلعے کے اندر لے گیا۔

''اب گورنر کریتوس کو رہا کرنا اور امن معاہدے پر دستخط میری مجبوری ہے۔ یہ ریاست کا حکم ہے ارطغرل صاحب! جان لیں کہ مجھے سلطان کے بھیجے ہوئے فرمان کی خبر نہ تھی۔ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ انھوں نے یہ فرمان کیوں بھیجا؟ لیکن یہ ریاست کا حکم ہے اور اس کی اطاعت میری مجبوری۔''

''آپ کی نیت صاف ہے لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ امیر سعدالدین نے آپ کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے گونالپ صاحب! مجھے معلوم تھا کہ آج نہیں تو کل اس کا انجام یہی ہوگا۔ امیر سعدالدین

نے ہر قسم کی سازش سے سلطان کو گمراہ کیا اور اُن سے فرمان پر زبردستی دستخط کروا لیے۔" ارطغرل نے جواب دیا۔

"مت کہیں ایسا، ارطغرل صاحب! آپ امیر سعد الدین سے واقف نہیں، اُن کی ریاست کے لیے بہت خدمات ہیں۔" گونالپ نے پھر وکالت کی۔

"اُس کے دِل میں کیا ہے، مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا گونالپ صاحب! سعد الدین ریاست کے مفاد کے لیے کام نہیں کرتا بلکہ ریاست سعد الدین کے مفاد کے لیے کام کرتی ہے۔ آپ کس طرف ہیں، یہ انتخاب آپ کا ہے۔ میں نے یہ قلعہ فتح کیا اور سردارِ اعلیٰ کا حق تلوار سے حاصل کیا۔ اب خونریزی سے بچنے اور ریاست کے حکم پر میں یہ سب آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ مجھے اطمینان ہے کہ میں نے کارا چائیسار ایک بہادر قلعے دار کو سونپا ہے جو اِس کی حفاظت خون کے آخری قطرے تک کرے گا۔ میرا دِل بالکل مطمئن ہے۔"

"بہت شکریہ ارطغرل صاحب..." گونالپ نے کہا۔

"اب میں اپنے قبیلے کے ساتھ سوغوت جاؤں گا" ارطغرل کا لہجہ پُرسکون تھا۔

"لیکن گورنر کریتوس آپ کو وہاں امن سے نہیں رہنے دے گا۔"

"ہم اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ آپ بھی اپنی آنکھیں کھلی رکھیں، اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔" دونوں نے گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔

"ارطغرل صاحب! اگر آپ کسی دِن خود کو ہیبت ناک صورت حال میں پائیں تو جان لیں کہ کارا چائیسار میں آپ کا ایک دوست صرف اشارے کا منتظر ہے۔" گونالپ نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ گونالپ صاحب... خوش رہیں۔"

ارطغرل قلعہ چھوڑ کر چلا گیا تھا لیکن جاتے جاتے گونالپ کے لیے سوچ کے کئی دروازے وا کر گیا تھا۔ گونالپ سچا آدمی تھا اور وہ بھی ارطغرل کی طرح سچ کی جستجو میں رہتا تھا۔

-☆-

''سلطانِ معظم! میں نے سنا ہے کہ آپ کے بابا سلطان علاؤالدین کے فرمان پر مجھے ملنے والے سردارِ اعلیٰ کے عہدے کو کالعدم کر دیا گیا ہے۔ اگر چہ حکم نامے پر آپ کی مہر لگی تھی لیکن اُس سفید کاغذ پر خطاطی امیر سعد الدین کی تھی۔ وہ تمام علامات سے آپ کی جگہ ریاست کو چلا رہا ہے۔ اب آپ کو فیصلہ کرنا ہو گا سلطانِ معظم! یا تو سعد الدین مرے گا یا ہماری ریاست کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ہماری ریاست سربراہ کے ساتھ قائم رہے گی یا کوے آ کر ہمارے مردار جسم کھائیں گے۔ اگر آپ مجھ سے اتحاد کرنا چاہتے ہیں تو میں اس غدار کو مارنے کے لیے آپ کی خدمت میں اس فرض کو نبھاؤں گا۔ ورنہ میں اِس معاملے کو خود ختم کر دوں گا۔ فیصلہ آپ کا ہے...سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل!''

سلطان غیاث الدین نے ارطغرل کا خط اپنی والدہ کو سنایا تو وہ بھی سوچ میں پڑ گئیں، وہ دونوں جانتے تھے کہ سعد الدین کو پیک بہت طاقت پکڑ چکا تھا۔ فوج اور محل میں اُس کے بندوں کی بھرمار تھی۔ گو سلطان غیاث الدین نے چند آدمیوں کو بھیج کر اُسے ختم کرانے کی بھی کوشش کی لیکن وہ اپنی عیاری سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب وہ سلطان کے وفاداروں کو تیزی سے ختم کر رہا تھا۔

''ارطغرل اکیلے یہ کیسے انجام دے گا بیٹا؟'' ماہ پری خاتون نے پوچھا۔

''میں اُن کے ساتھ کھڑا ہوں گا امی جان! اگر کوئی ایسا ہو جس سے امیر سعد الدین ڈرتا ہے اور مجھے اُس کی وفاداری پر شک نہیں، تو یہ حشمت الدین قراجہ ہیں، سیواس صوبے کے گورنر! ارطغرل صاحب کا خط پڑھنے کے بعد میں نے حشمت الدین کو پیغام بھیجا۔ ارطغرل صاحب کے ساتھ مل کر وہ

سعد الدین کو پیک کو سیواس میں اُس وقت ماردے گا جب اُس کی فوج وہاں پڑاؤ ڈالے گی۔'' سلطان نے بتایا۔

''تو اِس وجہ سے تم عائد جانے سے پیچھے ہٹے اور سعد الدین کو قونیہ سے دُور رکھنے کے لیے ساماسات کی مہم پر بھیجا۔ مجھے معاف کردو بیٹا! میں نے تمھارے بابا کو قتل کیا کیونکہ مجھے اُن پر بھروسہ نہیں تھا۔ اب مجھے پتہ چلا کہ مجھ سے کتنی بڑی غلطی ہوگئی، لیکن اب تمھیں جان لینا چاہیے کہ اِس لمحے کے بعد میں تمھاری وفادار رہوں گی۔'' ماہ پری خاتون، سلطان کے قدموں میں بیٹھ کر رونے لگی۔

''اللہ ہماری مدد کرے گا۔'' سلطان نے مختصر جواب دیا۔

اگلے روز سلطان غیاث الدین، حشمت الدین سے ملاقات کے لیے جنگل میں ایک خفیہ مقام پر پہنچ گیا۔ چاروں طرف سخت پہرا تھا۔

''سیواس کے امیر حشمت الدین قراجہ...'' سلطان نے گرم جوشی سے اُس کا استقبال کیا۔

''سلطانِ معظم!'' اُس نے سلطان کی دست بوسی کی۔

''کیا کوئی جانتا ہے کہ آپ یہاں آرہے ہیں؟''

''کوئی نہیں جانتا، جن راستوں سے میں گزرا وہ بھی مجھے نہیں پہچانتے۔'' حشمت الدین مسکرایا۔

''میں نے ایک اہم فریضہ سونپنے کے لیے آپ کو یہاں بلوایا ہے۔ ریاست بہت سے مسائل سے نبرد آزما ہے۔ ایک سانپ ہے جو ہماری گردنوں سے لپٹ گیا ہے اور دِن بدن ہمارا دم گھٹ رہا ہے۔ اب اس سانپ کو کچلنے اور سکھ کا سانس لینے کا وقت آگیا ہے۔'' سلطان نے کہا۔

''وہ زہریلا ناگ امیر سعد الدین ہے نا؟'' حشمت الدین نے ایک ہی نام لیا۔

''ہاں! یہ غدار امیر سعد الدین ہے... اُس کے مرنے کا وقت بہت طویل ہو چکا۔'' سلطان نے اُس کی تائید کی۔

''اُس کا وجود ریاست کے وقار اور آپ کے اختیار دونوں کو کمزور کر رہا ہے، سلطانِ معظم! اللہ کا شکر ہے آپ نے عزت مآب سلطان علاؤ الدین کی روح کو قابلِ فخر بنا دیا۔'' حشمت الدین نے تعظیم

پیش کی۔

''اِس فریضے میں ایک اور آدمی بھی آپ کے ساتھ ہوگا۔ آپ اُس پر تب ہی قابو پا سکتے ہیں اگر آپ اُس کے ساتھ کھڑے رہیں تو۔'' سلطان نے بات کو آگے بڑھایا۔

''کون ہے وہ شیر دِل سلطانِ معظم؟''

''ارطغرل صاحب۔'' سلطان نے بتایا تو وہ حشمت الدین بے اختیار مسکرا دیا۔

''سعد الدین کو پیک مجھے بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ مجھ سے کافی خوفزدہ ہے۔ مہم سے واپس آنے کے بعد میں اُس کے اعتماد کو اور مضبوط کروں گا اور گھات لگا کر پھنسا لوں گا۔''

''میں آپ سے ایسا ہی چاہتا ہوں۔'' سلطان نے اُس کا منصوبہ سن کر جواب دیا۔

''اب مجھے ارطغرل صاحب سے فوری رابطہ کرنا ہوگا، وہ مجھ پر کیسے بھروسہ کریں گے؟'' حشمت الدین نے پوچھا تو سلطان نے اُس کی طرف ایک مکتوب بڑھا دیا جس پر سلطان کی مہر بھی ثبت تھی۔

اگلے روز حشمت الدین، ارطغرل سے ملاقات کے لیے پہنچ گیا اور سلطان کا خط اُس کے حوالے کر دیا۔

''امیر سعد الدین کی موت کا فرمان!'' ارطغرل فرمان پڑھ کر مسکرایا۔

''آپ نے اپنے خط میں جس کام کی درخواست کی تھی، اُنھوں نے ہم دونوں کو اِس کے لیے مخصوص کیا ہے ارطغرل صاحب! ہم مل کر سعد الدین کو واصل جہنم کریں گے۔'' حشمت الدین نے بتایا۔

''آخر کار سلطان نے صحیح فیصلہ کر لیا۔'' صارم نے کہا۔

''سعد الدین نے سلطان کو عامد کی مہم سے روک دیا تھا، پھر وہ خود سامسات قلعے کے محاذ پر چلا گیا۔ اگرچہ سلطان نے اُسے جان بوجھ کر اس محاذ پر جانے دیا، ہم اُس کی واپسی تک انتظار کر لیں گے۔'' حشمت الدین نے اپنا منصوبہ بتایا۔

''وہ فاتح بن کر اپنی وفادار فوج کے ساتھ واپس آئے گا، ہمیں اِس کے لیے تیار رہنا ہوگا۔''

ارطغرل نے کہا۔

''کوپیک مہم سے واپسی پر سیواس میں پڑاؤ ڈالے گا، ہم وہاں اُس کا انتظار کریں گے۔'' حشمت الدین نے بتایا اور پھر مشاورت کے بعد واپس چلا گیا۔

-☆-

امیر سعد الدین کوپیک اپنے پڑاؤ کے خیمے میں تھا کہ قونیہ سے قاصد اہم خبر لے آیا۔

''سلطان غیاث الدین اور اُن کی والدہ ماہ پری خاتون محل سے نکل گئے ہیں۔''

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو، وہ محل سے نکل کر کہاں جا سکتے ہیں؟'' امیر سعد الدین قاصد پر برس پڑا۔

''یہ کسی کو نہیں معلوم امیر عالی قدر۔'' سپاہی نے کہا۔

''کیا مطلب ہے تمھارا کہ کوئی نہیں جانتا؟ تم سب کیا کر رہے ہو وہاں؟ کیا میں نے تمھیں نہیں کہا تھا کہ محل پر کوئی پرندہ پر بھی مارے تو مجھے اطلاع دو؟ سلطان اور اُن کی والدہ محل سے نکل گئے اور تم میرے سامنے کھڑے یہ کہہ رہے ہو کہ تم نہیں جانتے وہ کہاں گئے؟'' سعد الدین نے غصّے میں اُسے ایک گھونسا دے مارا۔

''امیر حضرت...''

''خاموش رہو! وہ کسی کو پتہ لگے بغیر محل چھوڑ گئے ہیں... یہ اچھا نہیں ہوا... بالکل اچھا نہیں ہے۔'' امیر سعد الدین نے بیٹھ کر سر تھام لیا تھا۔

-☆-

حشمت الدین کا پیغام ملتے ہی ارطغرل ایک خفیہ غار میں ملاقات کے لیے پہنچ گیا، حشمت الدین نے غار سے باہر نکل کر اُس کا استقبال کیا اور اُسے اپنے ساتھ اندر لے گیا۔

''آپ کا پیغام ملا تھا کہ فوری ملنا چاہتے ہیں۔'' ارطغرل نے کہا۔

''میرے ساتھ آئیں۔'' اُس نے سر کو جنبش دی۔

جب وہ غار کے اندر پہنچا تو وہاں پہلے سے موجود سلطان غیاث الدین اور ماہ پری خاتون کو دیکھ کر چونکے بغیر نہ رہ سکا، وہ دونوں عام لوگوں کے بھیس میں تھے۔

''سلطان... ماہ پری خاتون...'' ارطغرل نے اُنھیں تعظیم پیش کی۔

''خوش آمدید ارطغرل صاحب... یہاں آئیں، تشریف رکھیں!'' سلطان نے اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''آپ نے بھیس بدلا ہوا ہے سلطانِ معظم! کیا قونیہ میں کچھ برا ہوا ہے؟'' بیٹھتے ہی ارطغرل نے سوال کیا۔

''ابھی تو نہیں ارطغرل صاحب! لیکن کچھ ہونے والا ہے۔'' سلطان نے پراسرار لہجے میں کہا۔

''سعد الدین کوپیک کے مقابلے میں جو بھی آیا، اُس نے چھٹکارا حاصل کرلیا۔ اُس نے ریاست کے اندر فوج سے لے کر انصاف کے ایوان تک ہر جگہ قبضہ کرلیا ہے۔ ہم محل میں ایک قدم بھی نہیں اُٹھا سکتے، ہر جگہ اُس کے آدمی ہیں۔'' ماہ پری خاتون نے بتایا۔

''سب کی نظریں ہم پر ہیں، وہ ہماری طرف یوں دیکھتے ہیں جیسے جلاد گھورتا ہے، ارطغرل صاحب! اس لیے ہم بھیس بدل کر خفیہ راستے سے باہر نکل آئے تاکہ آپ سے بات کر سکیں۔'' سلطان نے اپنی والدہ کی بات کو مکمل کیا۔

''اگر آپ سانپ کو پاؤں تلے نہیں کچلیں گے، اگر آپ اُس کو پالیں گے تو سب سے پہلے جس پر اپنا پھن پھیلائے گا، وہ آپ خود ہوں گے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ اس سانپ کے بارے میں آپ کو میرے خدشات کا یقین اُس وقت آیا جب یہ ہر کسی کو ڈس چکا تھا۔'' ارطغرل نے تاسف سے کہا۔

''یہ واضح ہے کہ اگر سعد الدین کو سامسات میں فتح حاصل ہوئی تو وہ قونیہ پہنچنے سے پہلے ہمیں ختم کرا دے گا۔'' سلطان غیاث الدین نے خدشہ ظاہر کیا۔

''ہم سعد الدین کا سامسات سے واپسی کا انتظار نہیں کر سکتے۔ سامسات پہنچنے سے پہلے ہی ہمیں اُسے قابو کرنا ہوگا، اور ہم کامیاب ہوں گے اِن شاءاللہ۔'' ارطغرل نے تجویز پیش کی۔

''مجھے اِس میں کوئی شک نہیں، ارطغرل صاحب! لیکن ہمیں ایک اور اہم مسئلے سے بھی نبٹنے کی ضرورت ہے۔ سعد الدین نے امیر کامیری کو بھی قابو کر لیا ہے، امیر کامیری ریاست کی اہم شخصیت تھے۔ سعد الدین کو پیک اُنھیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔'' سلطان نے توجہ دلائی۔

''ہم صبح سویرے اُن پر حملہ کریں گے اور اللہ کے حکم سے امیر کامیری کو بچا لیں گے۔'' ارطغرل نے اُنھیں تسلی دی۔

''پھر ہمیں واپس قونیہ جانا چاہیے۔'' سلطان اپنا ارادہ ظاہر کیا۔

''سلطانِ معظم! اُنھیں یقیناً پتہ چل چکا ہوگا کہ آپ محل میں نہیں ہیں۔ اب قونیہ جانا خطرے سے خالی نہیں، شاید آپ دوبارہ محل سے نکل نہ پائیں۔''

''پھر ہم کیا کریں ارطغرل صاحب؟''

''بہتر یہی ہے کہ فی الحال آپ محل واپس نہ جائیں۔ سلطان علاؤ الدین کو میری آنکھوں کے سامنے زہر دیا گیا، تخت کے وارث قلیج سلطان نے میری بانہوں میں دم توڑا۔ ہر بات سے واقف ہو کر

میں آپ کو موت کی طرف نہیں بھیج سکتا۔'' ارطغرل نے کہا۔

''پھر ہم کیا کریں گے؟'' سلطان نے مشورہ مانگا۔

''اگر آپ بخوشی قبول کریں تو میں آپ کو اپنے قبیلے میں خوش آمدید کہنا چاہوں گا، وہاں آپ محل سے زیادہ محفوظ ہوں گے۔ جب تک سعدالدین کا مسئلہ اپنے انجام کو پہنچتا ہے، آپ ہمارے مہمان بن سکتے ہیں۔'' ارطغرل نے اُنھیں دعوت دی۔

''آپ نے صحیح سوچا، ارطغرل صاحب!''

سلطان غیاث الدین نے رضامندی کا اظہار کیا تو ارطغرل نے بابر اور دوسرے جانبازوں کو حکم دیا کہ سلطان اور ماہ پری خاتون کو قبیلے لے جائیں، اِس مقصد کے لیے مختصر اور خفیہ رستے کا انتخاب کیا گیا تھا۔

سلطان کو بحفاظت روانہ کرنے کے بعد ارطغرل اور اُس کے جانباز امیر کامیری کی تلاش میں نکل پڑے اور بھرپور حملہ کر کے اُنھیں سپاہیوں سے آزاد کرالیا جو انھیں قیدی بنا کر سعد تین کے پاس لے کر جا رہے تھے۔

اب کھیل کو انجام تک پہنچانے کا وقت آ گیا تھا چناں چہ ارطغرل، صارم اور نور گل امیر سعدالدین کے پڑاؤ میں داخل ہو گئے۔ اُس اہم جگہ تک پہنچنے کے لیے حشمت الدین نے ہی اُن کے لیے راہ ہموار کی تھی۔ اُدھر سعدالدین کوپیک نے اپنی مدد کے لیے گونالپ کو بھی قلعے سے منگوالیا تھا۔ سعدالدین کو یہ خبر مل گئی تھی کہ ارطغرل نے امیر کامیری کو رہا کرالیا ہے اور اب وہ موت بن کر اُس کے پڑاؤ میں گھس چکا ہے، لہٰذا وہ حفاظتی اقدامات سخت سے سخت تر کرتا چلا جا رہا تھا۔

لشکر میں گھس کر سعدالدین کو ختم کرنا آسان نہیں تھا لیکن اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ طے یہ پایا تھا کہ سعدالدین کوپیک کے مرتے ہی حشمت الدین اُس کا منصب سنبھال لیں گے، اِس کے بعد سپاہیوں کے اشتعال کو کم کرنا اور کشیدگی کو ختم کرنا اُن کی ذمہ داری تھی۔

صارم اور نور گل سلجوقی سپاہیوں کی وردی میں سپاہیوں کے درمیان گھوم رہے تھے۔

سعد الدین کوپیک خیمے کے اندر تھا، چناں چہ موقع ملتے ہی ارطغرل بھی اُس کے خیمے میں گھس گیا۔ ارطغرل کے سپاہی پڑاؤ سے کچھ فاصلے پر حکم کے منتظر تھے۔ پڑاؤ میں اُس کی مدد کے لیے صرف نور گل اور صارم موجود تھے۔ اچانک صورت حال تبدیل ہوگئی، بڑی تعداد میں سلجوقی سپاہی دوڑتے ہوئے آئے اور اُنھوں نے سعد الدین کوپیک کے خیمے کو حصار میں لے لیا۔

''یہ سپاہی یہاں کیوں آگئے... کہیں ارطغرل بھائی کو جال میں نہ پھنسالیا گیا ہو۔'' نور گل نے صارم سے سرگوشی میں پوچھا۔

اُسی وقت اُنھیں سعد الدین کوپیک دوسری طرف سے آتا دکھائی دیا تو وہ دونوں چونک گئے۔

''یعنی سعد الدین خیمے کے پیچھے سے نکل گیا تھا اور ارطغرل اندر ہے۔'' صارم نے کہا۔

''ارطغرل بھائی کو دھوکے سے جال میں پھنسالیا گیا ہے... ہمیں کسی بھی صورت حال سے نبٹنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔'' نور گل نے کہا تو اُنھیں امیر سعد الدین کوپیک کی آواز سنائی دی:

''گونالپ! میرے شیر بیٹے... لے آؤ اُسے باہر، تاکہ سب لوگ دیکھ لیں تم نے ارطغرل کا کیا حال کیا ہے؟''

سعد الدین کوپیک نے نخوت سے کہا تو چند لمحے بعد خیمے کا پردہ سرکا اور خلافِ توقع منظر نے امیر سعد الدین کے ہوش اُڑا دیے۔

''لعنت ہو اُس پر...''

اُس نے میان سے تلوار کھینچ لی۔ سامنے ارطغرل اور گونالپ خیمے سے باہر آرہے تھے لیکن صورت حال مختلف تھی۔ گونالپ کے بجائے ارطغرل نے اُس کے گلے پر تلوار رکھی ہوئی تھی۔ گونالپ بالکل بے بس دکھائی دے رہا تھا۔ امیر سعد الدین کوپیک نے ارطغرل کو زندہ پکڑنے کے لیے گونالپ کو اپنے خیمے میں چھپا دیا تھا لیکن اب بازی پلٹ چکی تھی۔

''ارطغرل نے گونالپ کو یرغمال بنالیا ہے، ابھی اُمید کی کرن باقی ہے نور گل۔'' صارم نے سرگوشی کی۔

''جب تک ارطغرل بھائی زندہ ہیں، ہمیشہ اُمید رہتی ہے۔'' نور گل نے جواب دیا۔

ارطغرل، گونالپ کو لے کر میدان میں آ گیا تھا۔ اُنھیں سپاہیوں نے گھیر لیا تھا۔

''تیار ہو جاؤ... ہم حملہ کریں گے۔'' امیر سعدالدین کوپیک نے سپاہیوں کو حکم دیا۔

''کیا آپ گونالپ صاحب کو قربان کر دیں گے امیر عالی قدر؟'' حشمت الدین نے پوچھا۔

''ریاست کی خاطر میں اپنے سگے بیٹے کو بھی قربان کر سکتا ہوں، اللہ کے حکم سے! گونالپ مجھے بیٹے کی طرح عزیز ہے، یہ سلطنت پر جان نچھاور کرنے میں دیر نہیں کرے گا۔'' امیر سعدالدین نے بلند آواز میں کہا تو گونالپ حیرت سے اُسے دیکھنے لگا۔

یہی بات کچھ دیر قبل ارطغرل نے اُسے کہی تھی کہ اپنے مفاد کے لیے امیر سعدالدین تمھیں قتل کرانے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔

''ارطغرل! تمھارا کیا خیال ہے؟ گونالپ کو یرغمال بنا کر میں تمھیں خود کو بچانے دوں گا؟ ہتھیار پھینک دو اور میرے انصاف میں پناہ لو، یا پھر گونالپ کے ساتھ مر جاؤ۔ میں تمھیں آخری بار خبردار کر رہا ہوں... تیراندازو! تیار ہو جاؤ۔'' سعدالدین نے کہا تو تیراندازوں نے کمانیں سنبھال لیں۔

''آپ نے اِس شیطان اور منافق کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا گونالپ صاحب! جسے آپ اپنا بابا سمجھتے ہیں، آج نہیں تو کل آپ کو سمجھ آ جائے گا کہ یہ خبیث کون ہے۔ اگر میں مر گیا تو آپ کو میرا فریضہ سنبھالنا ہوگا۔ مجھے آپ پر پورا بھروسہ ہے گونالپ صاحب! اب آپ کی جان بچانے کے لیے میں خود کو سعدالدین کوپیک حوالے کرتا ہوں۔''

ارطغرل نے گونالپ کے کان میں کہا اور اُس کو پرے دھکیل دیا، اُس نے اپنی تلوار بھی پھینک دی تھی۔

''پکڑ لو اِسے۔'' سعدالدین چلّایا تو سپاہیوں نے آگے بڑھ کر ارطغرل کے ہاتھ پشت پر باندھ دیے۔

صارم اور نور گل قریب ہی خیمے کے پاس حرکت میں آنے کے لیے تیار کھڑے تھے۔

''تم میرے پڑاؤ میں کیسے گھسے، کس امیر نے تمھارا ساتھ دیا؟ اِس وقت تمھارے مزید کتنے لوگ یہاں موجود ہیں ارطغرل؟ یہ سب تمھیں بتانا ہوگا، تمھاری موت اتنی آسان نہیں ہوگی۔ جس سلطان پر تمھیں بہت اعتماد تھا، وہ تو اِتنا خوفزدہ اور بزدل ہے کہ اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر تمھارے قبیلے چلا گیا۔ اُن کا کوئی نہیں جس پر وہ بھروسہ کر سکیں، سوائے تمھارے...'' سعدالدین نے قہقہہ لگایا۔

سعدالدین کو شک ہو گیا تھا کہ گونالپ حقیقت جان چکا ہے لہٰذا اُس نے فوراً گونالپ کو قلعے لوٹ جانے کا حکم دے دیا۔ اُس نے ارطغرل سے اپنے سوالوں کے جواب پوچھنے کے لیے سختی بھی کی لیکن ناکام رہا، چناں چہ اُس نے وہیں ارطغرل کو سزائے موت سنادی اور اپنی تلوار اُٹھانے کے لیے خیمے میں چلا گیا۔

جیسے ہی امیر سعدالدین تلوار ہاتھ میں تھامے خیمے سے باہر آیا، کچھ فاصلے پر کھڑا نور گل اچانک اُس کے سامنے آ گیا اور اپنی تلوار سعدالدین کے گلے پر رکھ دی۔

''پیچھے ہٹ جاؤ...ورنہ میں اِس خبیث کا گلا کاٹ دوں گا۔'' اُس نے بارعب آواز میں کہا۔

''سپاہیو! پیچھے رہو۔'' گونالپ جو کہ قلعے واپس جانے والا تھا، صورت حال دیکھ کر ایک بار پھر گھوڑے سے نیچے اُتر آیا۔

''اب تم میرے ہاتھوں میں ہو سعدالدین کوپیک! میں تمھارا سر کاٹ کر گیدڑوں کی خوراک بنا دیتا لیکن ارطغرل بھائی کا شکریہ ادا کرو کہ اُنھوں نے حکم نہیں دیا...اب تم ارطغرل بھائی کو رہا کرو گے۔'' نور گل نے اُس کی گردن پر تلوار کا دباؤ بڑھایا۔

''گونالپ...جیسا یہ کہتا ہے کر دو، یہ کہیں نہیں بھاگ سکتے۔'' سعدالدین خود کو سلطنت پر قربان کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

''گونالپ صاحب! مجھے پڑاؤ کے خارجی رستے پر تین گھوڑے تیار چاہئیں۔ ارطغرل صاحب کو وہاں صرف دو لوگ لے کر جائیں گے ورنہ سعدالدین مرے گا۔'' صارم نے کہا۔

''یہ جو کہتا ہے، کرو گونالپ!'' سعدالدین چلّایا۔

کچھ دیر بعد وہ سب پڑاؤ سے باہر موجود تھے۔ ارطغرل کے گلے پر سعد الدین کے سپاہی نے خنجر رکھا ہوا تھا تو سعد الدین، نور گل کے شکنجے میں تھا۔ گھوڑے بھی وہاں پہنچا دیے گئے تھے۔

''ارطغرل کے ہاتھ کھول دو۔'' صارم نے کہا تو سعد الدین کے اشارے پر ارطغرل کے ہاتھوں کی رسی کاٹ دی گئی۔

''اب ارطغرل صاحب کو رہا کرو اور اُنھیں آنے دو، جب تم ارطغرل صاحب کو چھوڑ و گے تو ہم بھی سعد الدین کو آزاد کر دیں گے۔''

''جو یہ کہتا ہے، کر دو۔'' گونالپ نے اجازت دے دی۔

اب دونوں قیدی تبادلے کے مرحلے میں تھے۔

''میں تمھارے پیچھے آؤں گا ارطغرل! تمھارے گھر والوں کو بھی تلوار کا مزا چکھاؤں گا۔''

''تم انتظار کرو امیر سعد الدین! بہت جلد میرے انصاف کی تلوار تمھاری گردن اُڑا دے گی۔'' ارطغرل نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

ارطغرل اور اُس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے روانہ ہو گئے، لیکن وہ جانتے تھے کہ امیر سعد الدین اُن کا تعاقب ضرور کرے گا۔

کچھ فاصلہ طے کر کے وہ اپنے گھوڑوں سے اُتر آئے، اُنھیں زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا اور انتقام کی آگ میں جلتا ہوا سعد الدین بھی گھوڑا سرپٹ دوڑاتا وہاں آ گیا۔ وہ سپاہیوں کے سامنے ہونے والی اپنی بے عزتی کا حساب آج ہی چکتا کرنا چاہتا تھا۔

سعد الدین کوپیک اپنے بہترین سپاہی لے کر آیا تھا لیکن ارطغرل اور اُس کے جانبازوں نے کچھ ہی دیر میں اُن کا کام تمام کر دیا۔ امیر سعد الدین نے یہ صورت حال دیکھی تو جان بچانے کے لیے جنگل کی طرف دوڑ پڑا، لیکن وہ بھول گیا تھا کہ ارطغرل اُس کے تعاقب میں ہے۔ جلد ہی ارطغرل نے اُسے جا لیا۔

اُسے دیکھ کر امیر سعد الدین نے اپنی تلوار کے دستے پر گرفت مضبوط کر لی اور بولا:

''آہ ارطغرل! خود کو دیکھو ذرا۔ جو خون تمھیں میری راہ میں بہانا چاہیے تھا، یہ اب مٹی کو گیلا کرے گا۔ یہ سب ضدی پن کا نتیجہ ہے۔ دیکھو! تمھاری ضد نے تمھیں کہاں پہنچا دیا؟ اگر تم میرے تابع دار رہتے تو ہم اپنی طاقت کو ایک کر سکتے تھے اور اپنی ریاست کو آگے بڑھا سکتے تھے۔''

''ہماری ریاست آگے تب بڑھے گی جب تم مرو گے سعد الدین کوپیک!'' ارطغرل نے جواب دیا۔

''میں نے زندگی میں صرف ریاست سے پیار کیا ہے لیکن اب سب کچھ ختم ہو چکا۔ میں نے اپنی زندگی سلجوقی تخت کے لیے وقف کی تھی، میں تمھیں اسے خود سے چھیننے نہیں دوں گا...''

یہ کہتے ہی امیر سعد الدین کوپیک نے آگے بڑھ کر حملہ کر دیا۔ ارطغرل بھی اُسی لمحے کا منتظر تھا، اُس نے وار روک کر سعد الدین کو دُور اُچھال دیا۔ امیر سعد الدین نے سنبھل کر ارطغرل پر دوبارہ حملہ کیا تو اُس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے خنجر سے اُس کی ٹانگ پر گہرا زخم لگا دیا۔ سعد الدین کوپیک تکلیف سے چلاّتا ہوا زمین پر بیٹھ گیا۔

اس دوران گھوڑے پر سوار گوناالپ بھی وہاں آ گیا تھا، گوناالپ کو دیکھ کر امیر سعد الدین کا حوصلہ بڑھ گیا اور وہ حلق کے بل چلایا:

''گوناالپ! میرے بیٹے... مار دو اسے...''

گوناالپ نے اپنا گھوڑا روکا اور تسلی سے نیچے اُتر کر امیر سعد الدین کی طرف بڑھا۔

''امیر سعد الدین! کیا سلطان کو آپ نے مارا ہے؟'' اُس نے سعد الدین کی چیخ و پکار نظر انداز کر کے اُلٹا سوال کر دیا۔ اُس کا یہ سوال سن کر امیر سعد الدین کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔

''مجھے بتائیں، کیا آپ نے واقعی سلطان علاؤ الدین کو قتل کیا تھا؟ کیا آپ نے یہ جھوٹ پھیلایا ہے کہ آپ شہزادے ہیں کیونکہ آپ سلطان بننا چاہتے ہیں...آپ نے ریاستی خیمے میں شہزادہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟'' گوناالپ نے اُس پر سوالوں کی بارش کر دی۔

''اگر میں نے کیا ہے تو ہاں کیا ہے، تم میرا حکم ماننے کے پابند ہو۔ میں نے ہی سلطان کو مارا ہے

کیونکہ تخت میرا ہے اور اُس پر میرا حق ہے...اب تم میرا حکم مان کر ارطغرل کو قتل کرو گے۔" امیر سعد الدین نے قریب ہی خاموش کھڑے ارطغرل کی طرف اشارہ کیا۔

"تم ایک جھوٹے انسان ہو، آج کے دن تک تم نے جو بھی کہا سب جھوٹ تھا۔" گونالپ نے اس کا گریبان پکڑ لیا۔

"آج کے بعد تم اپنے جھوٹ سے کسی کے دماغ میں زہر نہیں بھر پاؤ گے۔ ارطغرل صاحب! یہ کتا آپ کی تلوار کا حق دار ہے۔"

گونالپ، ارطغرل کی طرف متوجہ ہوا تو سعد الدین کوپیک نے خنجر نکال کر اُس کی ٹانگ میں گھونپ دیا۔

"تمھارے بابا نے بھی میری بات نہیں مانی تھی، اُس احمق نے بھی میری مخالفت کی تھی اور تمھارے باپ کے ساتھ تمھاری ماں کو بھی وہی ملا جس کی وہ حق دار تھی۔ میں نے تمھاری پرورش کی اور اب تم بھی میرا حکم نہیں مان رہے...اس لیے اب تم بھی اُنھی کی طرح مرو گے۔"

سعد الدین کوپیک زخمی گونالپ پر حملہ کرنے والا تھا کہ ارطغرل نے آگے بڑھ کر اس کا وار روک لیا۔ سعد الدین کوپیک پر تو جنون سوار تھا۔ جیسے ہی اُس نے اگلا وار کیا، ارطغرل نے اپنی تلوار اُس کے سینے میں اُتار دی۔ اُس وقت تک باقی لوگ بھی پہنچ گئے تھے۔

"ہجرت کا رستہ خطرناک ہے...اس کی کامیابی غیر یقینی ہے... پناہ حاصل کرنے کی جگہ دُور سے دُور ہو رہی ہے۔ یقیناً ایسا کوئی رستہ نہیں جس کا اختتام نہ ہو...پشیمان مت ہو سلطان سعد الدین!" امیر سعد الدین کوپیک نے خود کو تسلی دی۔

"تمھاری شیطانی باتیں ختم ہوئیں، سعد الدین کوپیک! اب کالی تلوار سے کالے خون کو بہنا ہے۔ یہ کالی مٹی تمھارے خون سے بھر جائے گی، کالے بادل چھٹ جائیں...اور سورج چمکے گا۔"

ارطغرل نے تیز دھار تلوار بلند کر کے پوری قوت سے وار کیا تو امیر سعد الدین کوپیک کا غرور سے بھرا سر کٹ کر دُور جا گرا۔

"میرے وفادار قلعے دار کوتالپ صاحب! آپ اب اپنے فرائض پر واپس جائیں، قلعہ کارا چائیسار اب آپ کے حوالے ہے۔"

ارطغرل نے زخمی کوتالپ کا ہاتھ کو سہارا دے کر کھڑا کیا اور گلے سے لگالیا۔

صارم اور تورگل بھی مطمئن تھے۔ حشمت الدین موقع پر وہاں پہنچ گئے تھے، سعد الدین کو پیک کا انجام انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

"سلطان کے فرمان کے مطابق غدار کا سر کاٹ دیا گیا ہے حشمت الدین قراجہ صاحب...! ہمارا کام پورا ہوا۔" ارطغرل نے اُن سے مصافحہ کیا۔

"فوج کی قیادت میرے ہاتھ میں ہے، آپ پر سکون ہو جائیں۔" حشمت الدین نے انھیں اچھی خبر سنائی۔

"بہت شکریہ حشمت الدین!" ارطغرل نے مطمئن ہو کر کہا۔

"ہمارے بیچ غدار اور دشمن جو ہماری سر زمین پر موجود ہیں، انھیں دیکھنا چاہیے کہ سعد الدین کا کیا انجام ہوا۔ انھیں دکھانا ضروری ہے تا کہ وہ اچھی طرح سمجھ جائیں کہ ہماری ریاست قائم رہے گی...وہ اچھی طرح ذہن میں بٹھالیں کہ ترکوں کی ریاست کوئی زیر نہیں کر سکتا۔"

ارطغرل نے کہا تو سب لوگ اللہ اکبر کے نعرے لگانے لگے۔

-☆-

ارطغرل فاتح بن کر قبیلے میں پہنچا تو سلطان غیاث الدین سمیت سب اُس کے منتظر تھے۔

"اللہ کے حکم سے جو مہم آپ نے ہمیں سونپی تھی، وہ مکمل ہوگئی۔ اب سعد الدین کو پیک کی دہشت کا خاتمہ ہو چکا ہے... ریاست کی نجات کے لیے ہم اِس رستے پر نکلے۔ اِس نیت کے ساتھ کہ یا تو ہم شہید ہوں گے یا ہمیں کامیابی حاصل ہوگی۔ اللہ کا شکر ہے اُس کی مدد سے ہم نے ظالموں کو شکست دی۔ ہمارے درمیان موجود غدار اور اُن کی حمایت کرنے والے دشمن برباد ہو چکے ہیں سلطانِ معظم! حق آ گیا اور باطل مٹ گیا... بے شک باطل نے مٹنا ہی تھا۔" ارطغرل نے سلطان کو تعظیم پیش کر کے اپنی کامیابی کی خبر سنائی۔

"آپ نے مرحوم سلطان علاؤ الدین کیقباد اور بہت سے بے گناہوں کا بدلہ لے لیا، ارطغرل صاحب! ریاست کا سورج ایک بار پھر ہماری سرزمین پر طلوع ہو چکا۔ آپ اور آپ کے جوانوں کی بہادری کے قصے صدیوں تک سنائے جائیں گے۔" سلطان غیاث الدین نے کھلے دِل سے ارطغرل کی بہادری کا اعتراف کیا۔

"آپ نے کہا تھا کہ سانپ جتنا بڑا ہو، تلواریں اُس کا سر کچلنے کی اہلیت رکھتی ہیں، ارطغرل صاحب! اللہ کبھی آپ کے دِل کو غم، کلائی کو نقصان اور آپ کی تلوار کو زنگ آلود نہ ہونے دے۔ مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ ریاست اکیلے سلطان کی طاقت پر نہیں چلتی، بلکہ یہ اُن جوانوں کی ہمت اور ذہانت پر چلتی ہے جو اپنی ریاست کی خوش حالی کی خاطر جانیں خطرے میں ڈال دیتے ہیں... اللہ ہماری ریاست کو

کبھی آپ جیسے جوانوں سے خالی نہ کرے۔" ماہ پری خاتون نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

"آپ نے بالکل درست فرمایا ماہ پری خاتون!" ارطغرل نے اُس کا شکریہ ادا کیا۔

قبیلے کے لوگ سلطان غیاث الدین اور ارطغرل کے حق میں نعرے لگانے لگے تو سلطان نے اُنھیں خاموش کرایا اور پھر اُن سے یوں مخاطب ہوا:

"میرا فرمان یہ ہے کہ ارطغرل صاحب کا سردارِ اعلیٰ کا حق بحال کیا جاتا ہے۔ اِن سرزمینوں پر فرمان اور فیصلہ اب آپ کا چلے گا۔ قبیلے اور قلعے پر ایک بار پھر سلجوقی پرچم لہرائیے۔ میں قونیہ واپس جا کر اپنی ریاست کی باگ ڈور سنبھالوں گا اور امی جان اپنی باقی زندگی ریاستی اُمور سے دُور الائے محل میں گزاریں گی۔"

"جیسے آپ کا حکم سلطان! آپ اور ہماری ریاست سلامت اور محفوظ رہے۔" ماہ پری خاتون نے سلطان کے فیصلے کو خوشی سے قبول کرلیا تھا۔

"کل میں یہاں سے چلا جاؤں گا، جانے سے پہلے کیا آپ مجھ سے کوئی خواہش رکھتے ہیں، ارطغرل صاحب؟" سلطان نے فراخ دِلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"سلطانِ معظم! میری خواہش ہے کہ اللہ آپ کو صحت دے اور اپنی حکمرانی کے ساتھ آپ ریاست کی طاقت کو بڑھاتے جائیں۔ جہاں تک ہماری بات ہے، ہم سوغوت میں بسنے اور اُسے اپنا وطن بنانے کی تیاریاں شروع کریں گے۔ یہ ہم سب کے لیے ایک نئے دور کا آغاز ہوگا... سلطانِ معظم! ہم نے اس ریاست کو اپنے خون، اپنے ایمان اور اپنی ہمت سے بنایا ہے۔ جب تک اِن کو کوئی زوال نہ آیا کسی میں اتنی طاقت نہیں کہ ترکوں کی ریاست کو گھٹنوں پر لا سکے۔ اللہ کے حکم سے یہ ریاست قائم رہے گی۔"

ارطغرل نے عزم اور جنون سے کہا تو سلطان غیاث الدین اُس کے اعتماد پر فخر سے مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

-☆-

سوغوت کی جانب ہجرت کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں... لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔
اُنھی دِنوں حلیمہ سلطان نے تیسرے بیٹے کو جنم دیا، پیدائش کے بعد ارطغرل اپنے بیٹے کو پہلی بار دیکھ رہا تھا تو ابن العربی بھی آ گئے۔

''آخر کار آپ اپنے چھوٹے بیٹے سے مل گئے ارطغرل صاحب! اللہ اِس کی قسمت اچھی کرے۔ اللہ اِسے آپ کی طرح بہت سی فتوحات سے نوازے۔''

''آمین!'' ارطغرل نے کہا۔

''میرے بابا سلیمان شاہ کی ایک آخری خواہش تھی، وہ چاہتے تھے کہ ہم اِس کا نام عثمان رکھیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں چاہوں گا کہ آپ یہ نام اِس کے کانوں میں بولیں۔''

ارطغرل نے بچے کو ابن العربی کی طرف بڑھا دیا۔

ابن العربی نے پہلے اُس کے کان میں اذان دی... اور پھر کان میں اُس کا نام پکارا:

''تمھارا نام عثمان ہے... تمھارا نام عثمان ہے... تمھارے دادا سلیمان شاہ نے تمھارا یہ نام رکھا ہے۔ اللہ تمھیں زندگی میں بہت سی فتوحات سے نوازے، اللہ تمھاری قسمت اچھی کرے۔ اللہ اس بچے کو مبارک زندگی عطا کرے۔''

ابن العربی نے اُسے دُعائیں دیں تو سب لوگوں نے آمین کہا۔

بچے کی پیدائش کے بعد حلیمہ سلطان کی طبیعت سنبھل نہ پائی۔ عارف صاحب کی سرتوڑ کوشش کے

باوجود وہ جانبر نہ ہو سکی اور اپنے نومولود بیٹے کو ارطغرل کی گود میں ڈال کر ہمیشہ کے لیے اپنے پیاروں سے دُور چلی گئی۔

"میری حلیمہ! میری غزالی آنکھوں والی محبوبہ... میری وفا شعار خاتون... میری پیاری جسے میں نے پلک جھپکتے دیکھا اور پہلی نظر میں اپنا دِل دے دیا... میرے مقدر کی اُمید، میری پیشانی کا فخر! کیا تم سیاہ مٹی میں جانے کے لیے میرے سفید خیمے سے جا رہی ہو... کیا میری قسمت میں تمھیں یوں سفید کفن لپٹا دیکھنا لکھا تھا؟ میں اب کیا کروں، کس طرف جاؤں... کس کے لیے واپس آؤں؟ میرے دِل میں غم کی بھیڑ ہے، میرا دِل اندھیرے غم کے پردے میں کراہتا ہے... تم میرے تین بچوں کی ماں ہو، میری غزالی آنکھوں والی...! تم نے ہر طوفان کا سامنا کیا، بہت دُکھ برداشت کیے۔ تم ہر امتحان سے گزری ہو... میں تمھیں کیسے بھول پاؤں گا؟ اب میں اِس اُمید پر زندہ ہوں کہ اُفق کے پار ہم کبھی نہ بچھڑنے کے لیے ملیں گے۔" ارطغرل اُس کے سرہانے آنسو بہانے لگا۔

حلیمہ سلطان کا جنازہ ابن العربی نے پڑھایا اور ارطغرل نے اپنے ہاتھوں سے اُسے سپردِ خاک کر دیا۔ تدفین کے بعد سب لوگ چلے گئے تو ارطغرل اب بھی سیاہ مٹی تلے سوئی ہوئی نازک سی حلیمہ کے سرہانے بیٹھا تھا۔

"آجاؤ بیٹا! یہ اپنے جذبات پر قابو پا کر قدموں کو جمائے رکھنے کا وقت ہے۔ تمھارے دِل کا درد ابھی تازہ ہے اس لیے قوت ارادی دکھانا تمھارے لیے مشکل ہے... لیکن تمھیں صبر کرنا ہوگا۔ تمھارا صبر اور برداشت لوگوں کی قوت کو بڑھوتری دیں گے۔" ابن العربی نے قریب آکر اُس کے سر پر دستِ شفقت رکھا۔

"میرے دِل میں اِس درد کے علاوہ یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میں اپنے بچوں کو اُن کی ماں کے بغیر جینے کی عادت کیسے ڈالوں گا... میں جتنی بھی برداشت کا مظاہرہ کروں، جس کرب سے ابھی گزر رہا ہوں، یہ برداشت کرنا میرے لیے بہت مشکل ہے۔ لیکن ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں! عثمان بہت چھوٹا ہے، وہ کیسے رہ پائے گا اپنی ماں کے بغیر؟ حضرت! میرے حق میں دُعا کریں کہ مجھے سکون ملے، میں اِس

امتحان میں سرخرو ہوسکوں۔"

"عثمان شیر کی طرح بہادر بنے گا... اِس کا خیال اللہ خود رکھے گا۔ بے کس کی واحد پناہ اللہ ہے، وہی پریشانیوں کو دُور کرنے والا ہے، وہی یتیموں کا داتا ہے۔ وہ اُن کو کبھی مشکل میں نہیں چھوڑتا۔"

ابن العربی کی باتوں نے ارطغرل میں نئی روح پھونک دی تھی۔ وہ آخری مرتبہ قبر کی گیلی مٹی پر ہاتھ رکھ کر حلیمہ سلطان کا لمس محسوس کرتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا۔

کچھ عرصہ بعد ہی ارطغرل اپنے قبیلے کے ساتھ سوگوت ہجرت کر گیا جہاں اُس کی زندگی کا بیشتر حصہ کفر کی سرکوبی، امن کی بحالی اور انصاف کے نفاذ میں بسر ہوا۔

(ہمت، بہادری اور شجاعت کے پیکر... اِسلام کے اِن سرفروشوں کی یہ داستان ابھی جاری ہے۔ اِس سے آگے کے واقعات چوتھے حصے میں ملاحظہ فرمائیں۔)

”ہمارا تابناک ماضی ہماری پہچان ہے، تاریخ اسلام میں خلفائے راشدین کے بعد بہت سے مجاہد سلاطین گزرے جنھوں نے صلیبیوں کے دانت کھٹے کیے، اُن میں سلطان صلاح الدین ایوبی، سلطان نورالدین زنگی، سلطان رکن الدین بیبرس، سلطان الپ ارسلان وغیرہ شامل ہیں۔ اِس کتاب ”ارطغرل غازی“ میں تاریخ اسلام کے ایک ایسے عظیم مجاہد کا تذکرہ ہے جس کے نام سے بہت کم لوگ واقف ہیں، جنھوں نے مسلمانوں کی آزادی کی جدوجہد کے لیے جہاد کا راستہ اپنایا اور بہت سی قربانیاں دیں۔ ان کی جدوجہد سے مسلمانوں کے لیے ایک روشن دَور کا آغاز ہوا۔ ترک قائی قبیلے سے تعلق رکھنے والے اس عظیم جنگجو نے اپنے مٹھی بھر جاں بازوں کے ساتھ مل کر ایک ایسی سلطنت کے لیے راہ ہموار کی جو 600 سال تک مسلمانوں کے اتحاد اور شان و شوکت کی ضامن رہی جسے دنیا ”سلطنت عثمانیہ“ کے نام سے جانتی ہے۔“